OSMANIA UNIVERSITY

کاملِ ابن اثیر

حصۂ دوم

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

کامل ابن اثیر

حصۂ دوم

خلافت بنو امیہ

سنہ ۴۱ ہجری تا سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات۔

ترجمۂ

مولوی سید ہاشم صاحب ندوی

سنہ ۱۳۴۵ھ م سنہ ۱۳۳۶ف م سنہ ۱۹۲۷ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

کامل ابن اثیر حصہ دوم جلد چہارم و پنجم

خلافت بنو امیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کامل ابن اثیر

خلافت بنو امیہ

سنہ ۷۴ ہجری کے بقیہ واقعات

اس سنہ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اُسکی جگہ حجاج کو مقرر کیا، حجاج ایک ماہ مدینہ میں مقیم رہا اس نے صحابہ کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، پھر حجاج یہاں سے عمرہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

اسی سال حجاج نے کعبہ کی اُس عمارت کو جسے ابن زبیر نے تعمیر کرایا تھا منہدم کرا دیا اور کعبہ کو پھر اُسکی پہلی صورت پر بنا دیا اور حجر کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا۔ عبدالملک کہا کرتا تھا کہ ابن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کی غلط روایت کی کہ مقام حجر داخل کعبہ ہے جب اُس سے کہا گیا کہ اس بات کو ابن زبیر کے علاوہ اور لوگوں نے بھی کہا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ نے خود رسول اللہ صلعم سے اس بات کو سنکر روایت کیا ہے تو عبدالملک کہنے لگا کہ کاش میں ابن زبیر پر یہ الزام عائد نہیں کرتا۔

نیز اسی سنہ میں عبدالملک نے ابو ادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا۔

---

۱ - اصل عربی کتاب مطبوعہ جرمنی کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۹۶ کے وسط سے یہاں ترجمہ شروع کیا گیا ہے اس سے پہلے کے مضامین کے لیے اردو ترجمہ کا حصہ اول ملاحظہ ہو۔

حرب ازارقہ کے لیے مہلب کا امیر العسکر ہونا

جب عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو بصرہ کا حاکم بنایا اور وہ بصرہ میں داخل ہو چکا تو اس کے پاس عبدالملک کا ایک فرمان آیا جس میں اس نے حکم دیا تھا کہ مہلب کو اہل بصرہ اور ان کے سرداروں کے ساتھ حرب ازارقہ کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ بشر ایسے اشخاص منتخب کرتا تھا کہ جس کا جی چاہے اپنے سردار کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جائے۔ عبدالملک نے یہ بھی لکھا کہ باشندگان کوفہ میں سے کسی ایسے شخص کو جو شجاعت اور بہادری میں شہرہ رکھتا ہو اور تجربہ کار ہو منتخب کر کے ایک زبردست فوج کے ساتھ مہلب کے پاس بھیجدو اور انہیں حکم دو کہ وہ خوارج کا ہر جگہ تعاقب کر کے ان کو نیست و نابود کر دیں۔

مہلب نے جدیع بن سعید بن قبیصہ کو بھیجا اور اس نے ہدایت کی کہ وہ فوجی دفتر (دیوان) سے لوگوں کے نام منتخب کرے۔ بشر کو یہ بات بہت شاق گذری کہ عبدالملک نے مہلب کو براہ راست امیر مقرر کیا۔ اسی نے اس کے سینہ میں عداوت کی آگ بھڑکا دی اور بشر مہلب سے اسقدر ناراض ہوا کہ گویا مہلب نے اس کی کوئی خطا کی تھی چنانچہ بشر نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلا بھیجا اور کہا کہ تمھاری جو وقعت میرے دل میں ہے اس سے تم بخوبی واقف ہو۔ میرا خیال ہے کہ میں تمہیں اس لشکر کا سردار بناؤں جسے میں کوفہ سے مہلب کے پاس بھیج رہا ہوں تم وہاں جا کر میرے حسن ظن کے مطابق کام انجام دو۔ اس شخص کو دیکھو کہ یہ کیسا برا ہے (مہلب کو برا بھلا کہا) اس لیے تم اس سے جدا رہکر کام کرو۔ اس کی کوئی رائے یا مشورہ ہرگز نہ قبول کرو بلکہ اس پر نکتہ چینی کرو۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے (کہ میں نے دل میں کہا) کہ اس نے فوج کی خدمت، دشمن کا مقابلہ، اہل اسلام کی طرف توجہ کرنے کے متعلق مجھے کوئی ہدایت نہیں کی اور بجائے اس کے مجھ کو میرے چچازاد بھائی سے ورغلانے پر تل گیا۔ گویا میں بیوقوف شخص ہوں اور مجھ سے بڑھکر اس معاملے میں کوئی حریص نہیں ہے پھر جب اس نے دیکھا کہ میں خوشی سے کسی قسم کا جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہوں تو اس نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ (خدا تمہیں صالح بنائے) مجھے بجز آپ کے

حکم کی تعمیل کے خواہ وہ مجھ کو پسند ہو یا نہ ہو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

بہر حال مہلب وہاں سے روانہ ہو گیا اور رام ہرمز میں مقیم ہوا وہاں خوارج کی جماعتیں دکھائی دیں تو مہلب نے اپنے گرد خندق تیار کرالی۔ عبدالرحمٰن بن مخنف اہل کوفہ میں سے بشر بن جریر، محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس، اسحاق بن محمد بن الاشعث اور زحر بن قیس کے ساتھ آیا۔ اور مہلب سے ایک میل کے فاصلے پر مقیم ہوا جہاں سے رام ہرمز کی دونوں فوجیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ فوج معرکہ آرائی میں مشغول تھی کہ بشر ابن مروان کی موت کی خبر آئی کہ وہ بصرہ میں مر گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بشر نے بصرہ میں اپنا قائم مقام خالد بن عبداللہ بن خالد کو بنایا ہے اور کوفہ میں تو اس کا جانشین عمرو بن حریث موجود ہی تھا اہل کوفہ اور بصرہ میں سے بہت سے لوگ اس خبر کے سنتے ہی منتشر ہو گئے باشندگان کوفہ میں سے جو لوگ فوج سے واپس گئے وہ یہ تھے (۱) زحر بن قیس (۲) اسحاق بن محمد بن الاشعث (۳) محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید۔ یہ لوگ مقام اہواز (رہواز) میں آئے اور وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ یہ خبر خالد بن عبداللہ کو پہنچی تو اس نے انہیں حکم دیا کہ مہلب کے پاس واپس جائیں حکم عدولی کی صورت میں انہیں ضرب و قتل کی دھمکی دی اور امیرالمومنین عبدالملک کی عقوبت اور سزا سے ڈرایا۔ قاصد خط کی ایک یا دو سطریں پڑھنے پایا تھا کہ زحر بن قیس نے کہا کہ مختصر کرو۔ جب خط پورا پڑھا جا چکا تو کسی نے توجہ تک نہیں کی۔ زحر اور اس کے ساتھی کوفہ کے قریب پہنچ کر اترے اور عمرو بن حریث کے پاس لکھ بھیجا کہ جب لوگوں کے پاس امیر کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ متفرق ہو گئے اس لیے ہم اپنے وطن کی طرف چلے آئے۔ اور اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل نہ ہوں عمرو بن حریث نے ان کے واپس آنے کو اچھا نہ سمجھا اور دوبارہ مہلب کے پاس جانے کا حکم دیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی یہ لوگ رات کے منتظر رہے اور اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور حجاج کے امیر ہونے تک مقیم رہے۔

بکیر کا خراسان سے معزول ہونا اور امیہ بن عبداللہ بن خالد کا وہاں حاکم ہونا

اس سال عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان سے معزول کر دیا۔ اور امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اُسید کو وہاں کا حاکم بنایا۔ بکیر کی مدت حکومت دو سال تک رہی۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ بنو تمیم آپس میں اس کی امارت کے متعلق مختلف الرائے تھے۔ چنانچہ بنو تمیم کے قبائل میں سے مقاعس اور بطون بحیر کو برا سمجھتے اور بکیر کی حکومت کو پسند کرتے اور اوف اور ابنا اس کے برخلاف تھے وہ بحیر کو پسند کرتے اور بکیر سے تعصب رکھتے۔ اہل خراسان ڈرے کہ کہیں پھر جنگ نہ چھڑ جائے اور شہر میں شور و فساد نہ برپا ہو اور مشرکین کو ظلم و ستم کرنے کا موقع نہ ہاتھ آجائے اسی خدشہ کی بنا پر انھوں نے عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ خراسان کی حالت کسی قریشی امیر کے بغیر درست نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے تو لوگ تعصب بھی نہیں رکھیں گے۔ عبدالملک نے اس کے متعلق لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ کس شخص کو خراسان کا حاکم بنایا جائے۔ اُمیہ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو منتخب کر کے بھیجیے تاکہ وہ ان کی اصلاح کر سکے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر تم نے ابو فدیک سے جنگ میں شکست نہ کھائی ہوتی تو یہ امارت تمھیں مل سکتی تھی۔ امیہ نے کہا کہ اے امیر المومنین خدا کی قسم میں نے ہرگز شکست نہیں کھائی۔ ہاں جب لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور میں نے کوئی لڑنے والا نہیں دیکھا تو میں نے یہ خیال کیا کہ میرا کنارہ کشی اختیار کرنا اس سے بہتر ہے کہ میں مسلمانوں کی رہی سہی جماعت کو مہلکہ میں ڈالدوں علاوہ بر ایں آپ کو خالد بن عبداللہ نے جو خط لکھا ہے اسمیں انھوں نے میری معذوری ظاہر کر دی ہے اور اصل واقعہ سے تمام لوگ واقف ہو چکے ہیں۔ بالآخر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا حاکم بنا دیا کیونکہ وہ اس سے محبت بھی رکھتا تھا۔ اس انتخاب پر لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے کسی کو شکست کا ایسا بہترین صلہ حاصل کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ امیہ نے حاصل کیا ہے جب بکیر نے امیہ کی آمد کی خبر سنی۔ تو اس نے بحیر کے پاس جو اسوقت محبوس تھا ایک قاصد بھیجا (جس کا تذکرہ ابن خازم کے قتل کے بیان میں آچکا ہے) اور اسکو صلح کی دعوت دی

بحیر نے جواب میں تامل کیا اور کہا کہ بکیر نے یہ خیال کیا ہے کہ اہل خراسان اس کی حکومت کے لیے متحد رہیں گے اس معاملے کے متعلق ان میں نامہ وپیام ہوتا رہا۔ انجام کار بحیر نے صلح سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بحیر کے پاس ضرار بن حصین ضبی آیا اور اس سے کہا کہ مجھے تو تو بیوقوف دکھائی دیتا ہے۔ تیرا ابن عم تجھ سے معذرت کرتا ہے اور تو اسے قبول نہیں کرتا حالانکہ تو اس کے قبضۂ قدرت میں ہے تلوار بھی اس کے ہاتھ میں ہے اگر وہ تجھے قتل کر ڈالے تو تو کیا کر سکتا ہے (بہتر ہے) کہ صلح کی دعوت قبول کر۔ اپنے کو اس قید سے رہا کر کے خود مختار ہو جا۔ اس تلقین کے بعد بحیر نے بکیر سے صلح کر لی۔ بکیر نے چالیس ہزار (درہم) کا ہدیہ بحیر کے پاس بھیجا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ اس سے نہیں لڑے گا۔ بحیر رہائی پانے کے بعد امیہ کے آنے کے متعلق برابر دریافت کرتا رہا۔ چنانچہ جب اسے خبر لگی کہ وہ نیشاپور آ گیا تو فوراً اس سے جا کر ملا۔ خراسان کے تمام حالات سے اور نیز اس بات سے کہ وہاں کے لوگ کس طرح بخوبی مطیع بنائے جا سکتے ہیں اُس کو باخبر کیا اور بکیر نے دغابازی سے جو مال حاصل کیا تھا اُس کو بتا کر اُس کے عذر سے بچے رہنے کی صلاح دی۔ وہاں سے وہ امیہ کے ساتھ ساتھ مرو میں پہنچ گیا۔ امیہ خود کریم النفس آدمی تھا اس نے بکیر اور اس کے عمال سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا۔ بلکہ بکیر کو شرطہ کا عہدہ پیش کیا لیکن اس نے انکار کر دیا اور اسکی جگہ پر بحیر بن ورقا کو اس عہدے پر ممتاز کیا۔ بکیر کے ہم قوم لوگوں نے اس پر طعن و تشنیع کی۔ تو اس نے کہا کہ کل میں حاکم تھا تو میرے سامنے کوڑے لیکر چلا کرتے تھے کیا میں آج خود کوڑا لیکر چلوں اس کے بعد امیہ نے بکیر کو اختیار دیا کہ وہ صوبۂ خراسان میں سے جس جگہ کو چاہے اپنی حکومت کے لیے منتخب کرے اس نے طخارستان کو پسند کیا اور اس کے سفر کی تیاری میں بہت سا روپیہ صرف کیا لیکن بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر یہ طخارستان میں جم گیا تو آپ کو یہاں کی حکومت سے اتار دیگا اور بھی خطرات اس کے سامنے پیش کیے جس کی بنا پر امیہ نے اس کا طخارستان جانا موقوف کر دیا (اُسید ہمزہ کو فتح اور سین کو کسرہ، بحیر، ب کو فتح اور ح کو کسرہ)

عبداللہ بن امیہ کا سجستان میں والی ہونا

جب امیہ بن عبداللہ کرمان پہنچا تو اس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کا عامل بنا دیا چنانچہ جب عبداللہ وہاں پہنچا تو اس سے اور رتبیل سے لڑائی چھڑ گئی جو گزشتہ مقتول بادشاہ کے بعد وہاں کا مالک بن گیا تھا۔ رتبیل مسلمانوں سے بہت خوفزدہ تھا اسی بنا پر جب عبداللہ مقام بُست پر پہنچا تو اس نے ایک لاکھ درہم قبول کر کے صلح کر لینے کی درخواست کی۔ عبداللہ کے پاس مختلف قسم کے تحفہ وتحائف بھیجے، ہدیۃً غلام اور لونڈیاں بھیجیں مگر عبداللہ نے اسکو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ میرے اس خیمے کو سونے سے بھر دے تو صلح ہو سکتی ہے ورنہ نہیں عبداللہ ناتجربہ کار شخص تھا۔ رتبیل نے اس کے لیے تمام ملک خالی کر دیے۔ جب عبداللہ ان میں داخل ہو کر دور نکل گیا تو رتبیل نے گذرگاہوں اور گھاٹیوں کی ناکہ بندی کرا دی۔ عبداللہ نے کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے اور مسلمانوں کے لیے راستہ چھوڑ دو تو تم سے بغیر کسی چیز کے لیے ہم چلے جائیں گے۔ رتبیل نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ تین لاکھ درہم لیکر صلح کرو اور ایسا معاہدہ لکھو کہ جب تک تم امیر رہو گے ہمارے شہروں پر حملہ نہ کرو گے اور نہ اُس کو جلاؤ گے اور نہ برباد کرو گے چنانچہ عبداللہ نے ایسا ہی کیا اور جب یہ حال عبدالملک کو معلوم ہوا تو اس نے بعد کو عبداللہ کو معزول کر دیا۔

حسان بن نعمان کا افریقیہ میں حاکم ہونا

ہم زہیر بن قیس کی حکومت کا تذکرہ ۶۲ھ کے سلسلۂ بیان میں کر چکے ہیں اس کے قتل کا واقعہ ۶۹ھ میں واقع ہوا جب یہ خبر عبدالملک کو ملی تو اس کو اور عامۂ اہل اسلام کو سخت صدمہ پہنچا اور بذات خود عبدالملک کو انتہا کا افسوس ہوا مگر اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر کے واقعات کی بنا پر وہ افریقیہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا لیکن جب یہ قصّہ ختم ہوا اور مسلمانوں نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور ان پر حسان بن نعمان غسانی کو سردار بنایا اور اسی

سال ان کو افریقہ کا حاکم بنا کر اس فوج کے ساتھ افریقہ روانہ کر دیا۔ افریقہ میں اس سے قبل اتنی زبردست (اسلامی) فوج کا کبھی داخلہ نہیں ہوا تھا۔ حسان قیروان پہنچا اور وہاں سے تمام ساز و سامان کے ساتھ قرطاجنہ کی طرف چلا گیا۔ اس ملک کا بادشاہ سلاطین افریقہ میں بہت زیادہ ممتاز تھا۔ مسلمانوں کو اب تک اس سے معرکہ آرائی کا موقع ہاتھ نہیں آیا تھا۔ حسان جب قرطاجنہ پہنچا تو اسے رومیوں اور بربریوں کی لاتعداد فوجیں نظر آئیں۔ بالآخر جنگ شروع ہوئی۔ حسان نے محاصرہ کر کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ رومیوں اور بربریوں نے جب یہ نقشہ دیکھا تو بھاگ جانے پر متفق ہوئے اور اپنے جہازوں پر سوار ہو کر بعض صقلیہ پہنچے اور بعض اندلس بھاگ گئے۔ حسان اپنی تلوار کے زور سے شہر میں داخل ہوا بہت سے لوگوں کو قید کیا ان کی دولتیں چھین لیں اور ایک کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس کے بعد گرد و نواح کے علاقے میں اپنی فوجیں بھیجیں جس سے لوگ خوفزدہ ہو کر اس کے پاس پناہ لینے کے لیے آئے۔ اس نے ان لوگوں کو شہر کی عمارتیں منہدم کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے حتی الوسع اسکی تعمیل کی اسی اثنا میں یہ خبر ملی کہ رومی اور بربری صطفورہ اور بنزرت (افریقہ میں دو شہر ہیں) میں لڑائی کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں۔ حسان اپنی فوج لیکر وہاں پہنچا اور اُن سے جنگ کی۔ اس جنگ میں اگرچہ مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پیش آئیں لیکن انہوں نے صبر کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر میں کامیابی حاصل کر لی اور رومیوں نے شکست کھائی ان کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ حسان نے افریقہ کی تمام سرزمین کو روند ڈالا جس سے اہل افریقیہ بہت زیادہ خائف ہو گئے شکست خوردہ رومیوں نے شہر باجہ میں پناہ لی۔ اور اسکو قلعہ بند کر لیا اور بربری شہر بونہ میں جا کر قلعبند ہو گئے حسان یہاں سے قیروان واپس آیا کیونکہ اس کی فوج کے بہت سے آدمی سخت زخمی ہو گئے تھے اسلیے وہ ان کے تندرست ہونے تک وہاں ٹھیرا رہا۔

افریقہ کی تباہی اور بربادی

جب لوگ صحیح و سالم ہو گئے تو حسان نے پوچھا کہ موجودہ ملوک افریقہ میں سے سب سے

بڑا بادشاہ کون باقی رہ گیا ہے لوگوں نے ایک عورت کا نام بتایا جو اس وقت بربریوں کی ملکہ تھی اور کاہنہ کے نام سے مشہور تھی چونکہ وہ بربریوں کو غیب کی باتیں بتاتی تھی اس لیے اسکو کاہنہ کہتے تھے۔ بربریوں کی ہمقوم تھی اور جبل اوراس میں رہتی تھی۔ کسیلہ کے قتل کے بعد تمام بربری اسی کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے۔ حسان نے جب خود افریقہ والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اس کی عظمت و رفعت کا تذکرہ کیا اس کے سامنے اسکی اہمیت جتائی اور یہ بھی کہا کہ اگر تم نے اسکو قتل کر ڈالا تو میدان صاف ہو جائے گا اور بربری بھی تم سے مخالفت نہیں کریں گے حسان نے اپنی فوج کو لے کر ادھر ہی کا راستہ اختیار کیا۔ جب قریب پہنچا تو کاہنہ نے باغایہ کے قلعے کو صرف اس خیال سے منہدم کرا دیا کہ شاید حسان قلعوں پر ہی قبضہ کرنا چاہتا ہے حسان اس سے رک نہ سکا بلکہ نہر نینی پر پہنچکر بربریوں سے لڑائی شروع کر دی۔ بربریوں نے بھی سخت معرکہ آرائی کی جس سے مسلمانوں کو شکست کھانی پڑی اور ان کی بہت سی جماعتیں کام آئیں اور کچھہ لوگ قید بھی کیے گئے لیکن کاہنہ نے سب کو خالد بن یزید قیسی کے سوا رہا کر دیا۔ چونکہ وہ شریف اور بہادر آدمی تھا اس لیے کاہنہ نے اس کو اپنا متبنی کر لیا۔ حسان نے جب شکست کھائی تو افریقہ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ پر مقیم ہوا۔ وہیں سے اسنے عبدالملک کو تمام واقعات کی اطلاع دی۔ عبدالملک نے اس کو وہاں مقیم رہنے اور دوسرے حکم کے منتظر رہنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حسان وہاں ۵ برس تک مقیم رہا اسی بنا پر یہ مقام اب تک قصور حسان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ادھر کاہنہ نے تمام افریقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کے ساتھ پیش آنے لگی اور ان پر سخت ظلم وستم کرنے لگی۔ اس کے بعد عبدالملک نے فوج اور سامان جنگ حسان کے پاس بھیجا اور اسے افریقہ جانے اور کاہنہ سے دوبارہ لڑنے کا حکم دیا۔ حسان نے پوشیدہ طریقے پر ایک خط خالد بن یزید (جو اسوقت کاہنہ کے ساتھ رہتا تھا) کے پاس اپنے ایک قاصد کے ذریعہ سے بھیجا اور اس میں اس سے اندرونی حالات دریافت کیے۔ خالد نے ایک رقعہ پر جواب دیا کہ بربری منتشر ہو چکے ہیں اس لیے تم جلد حملہ کرو۔ اور اس رقعہ کو قاصد کی روٹی میں داخل کر کے

پکا دیا۔ اور قاصد واپس چلا گیا۔ اسی اثناء میں کاہنہ اپنے بال بکھیرے ہوئے نکلی اور کہنے لگی کہ ان کا ملک اس میں چلا گیا جس کو لوگ کھاتے ہیں یہ سُنکر قاصد کی جستجو کی گئی لیکن نہ مل سکا وہ حسان کے پاس پہنچا۔ لیکن اتفاقاً وہ رقعہ آگ کے اثر سے جلگیا تھا اسلیے قاصد اُلٹے پاؤں واپس آیا۔ خالد نے پھر وہی جواب دیا اور اسے ایک کو ٹھڑی میں امانتہً دی۔ حسان اس خط کے ملنے کے بعد) وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کاہنہ کو جب اس کے آنے کی خبر ملی تو کہنے لگی کہ عرب حکومت اور مملکت، سیم وزر، مال و دولت کے طالب ہیں اور ہم صرف کھیت اور چراگاہ کے خواہشمند ہیں۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ افریقیہ کو صرف تباہ و برباد کر دیا جائے تاکہ عرب اسکی منفعت سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے اپنی فوج میں سے کچھ لوگوں کو شہروں کو مسمار کرنے عمارتوں کو منہدم کرنے کے لیے اطراف و جوانب میں بھیجدیا۔ انہوں نے جاکر شہر تباہ کر ڈالے، قلعے منہدم کر دیے اور لوگوں کا مال و متاع لوٹ لیا۔ درحقیقت افریقیہ کی یہ پہلی تباہی تھی جو اس وقت نازل ہوئی۔ حسان جب قریب پہنچا تو رومیوں کی ایک جماعت اس سے ملی اور کاہنہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس سے رحم کے طالب ہوئے۔ حسان کو اس واقعہ سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ آخر جب قابس پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے نذرانہ پیش کیا اور اطاعت قبول کی۔ یہ بیچارے اس سے پہلے امرا کے خوف سے قلعوں میں بند رہتے تھے اور اب حسان کی پناہ میں آئے۔ حسان نے قابس میں اپنا عامل مقرر کیا اور قفصہ کی طرف روانہ ہوگیا تاکہ کاہنہ تک جلد سے جلد پہنچ سکے۔ یہاں کے لوگوں نے بھی خود بخود اطاعت قبول کر لی اس کے بعد حسان نے قفصہ کے علاوہ قسطیلیہ اور نفزاوہ پر بھی اپنا قبضہ کر لیا۔ کاہنہ کو جب اس کے قریب آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے دونوں لڑکوں اور خالد بن یزید کو بلا کر کہا کہ میں تو یقیناً قتل ہو جاؤں گی لیکن تم لوگ حسان کے پاس جاکر اپنے لیے امان لے لو۔ یہ لوگ اسی غرض سے حسان کے پاس گئے۔ حسان نے امان دیدی وہ اس کے پاس ہی رہ گئے اب حسان نے کاہنہ کا رُخ کیا تو بربریوں سے بہت شدید لڑائی شروع ہو گئی۔ مقتولین کی تعداد اسقدر بڑھ گئی کہ لوگوں کو کامل تباہی اور بربادی کا شبہ ہونے لگا۔ لیکن مسلمانوں کو خدا کی مدد ہوئی اور وہ فتحیاب ہوئے بربریوں نے شکست کھائی اور بُری طرح مارے گئے

کاہنہ بھی مغلوب ہو گئی اور گرفتار ہو کے قتل کی گئی۔ جب جنگ کا فیصلہ ہو چکا تو بربریوں نے حسان سے امان طلب کی۔ اس نے اس شرط پر منظور کر لیا۔ کہ ان میں سے ۱۲ ہزار آدمی مسلمانوں کی فوج میں شامل ہو جائیں اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں لوگوں نے اسے تسلیم کر لیا اور ان میں سے ۱۲ ہزار آدمی اسلامی فوج میں شریک ہو گئے اور اس جدید فوج کے افسر کاہنہ کے دونوں لڑکے بنائے گئے اس کے بعد سے بربریوں میں اشاعت اسلام ہونے لگی اور وہ برابر دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ حسان رمضان کے مہینے میں قیروان واپس آیا اور عبدالملک کی موت تک بغیر جنگ کیے وہاں مقیم رہا۔ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے اپنے چچا عبداللہ بن مروان کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور حسان کو افریقہ سے معزول کر دیا۔

واقدی کی روایت ہے کہ کاہنہ کسیلہ کے قتل کے بعد آگ بگولا ہو کر نکلی اور تمام افریقہ پر قابض ہو گئی وہاں کے باشندوں پر بدترین ظلم وستم کرنے لگی ان کے ساتھ بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگی۔ قیروان کے مسلمان بھی زہیر بن قیس کے قتل کے بعد ۶۷ھ سے کاہنہ کے مظالم کے شکار بن رہے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے جب عبدالملک کو ان تمام واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے حسان بن نعمان کو زبردست فوج کے ساتھ افریقہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ حسان سیدھا کاہنہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچکر بربریوں سے خوب لڑا لیکن شکست کھا گیا اور بہت سے آدمیوں کو مقتول چھوڑ کر برقہ کے قریب آ کر ٹھیرا۔ اور ۷۴ھ تک وہیں رہا۔ اسکے بعد عبدالملک نے دوبارہ ایک فوج بھیجی اور اُسے کاہنہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ حسان پھر گیا اور کاہنہ کی فوج سے مقابلہ کیا اور اس کو شکست دیدی۔ اور کاہنہ اور اسکے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا اور قیروان واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ کاہنہ کے قتل کے بعد سیدھا عبدالملک کے پاس چلا گیا اور اپنی جگہ پر ابو صالح کو قائم مقام بنایا گیا محض صالح (ایک مقام کا نام ہے) اسکی طرف منسوب ہے۔

۷۴ھ کے مختلف واقعات

حجاج بن یوسف نے اس سال حج کیا۔ مدینہ میں عبداللہ بن قیس بن مخرمہ قاضی تھے

اور کوفہ میں شریح عہدۂ قضا پر مامور تھے بصرہ میں ہشام بن ہبیرہ اس کام کو انجام دیتے تھے بعض روایت میں ہے کہ اس سال عبدالملک نے عمرہ کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسی سال محمد بن مروان نے رومیوں سے موسم گرما میں لڑائی کی اور اندولیہ پہنچا۔جابر بن سمرۃ سوائی نے اسی سال بشر بن مروان کے زمانۂ حکومت میں مقام کوفہ میں وفات پائی اور اسی عہد میں ابو جحیفہ نے بھی انتقال کیا عمر بن ولیمون الاودی کا بھی اسی سال انتقال ہوا لیکن بعض نے ۷۵ھ میں روایت کی ہے عمرو ان سن رسیدہ آدمیوں میں تھے اور انہوں نے عہد جاہلیت بھی دیکھا تھا۔عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمال میں سے تھے اسی سال وفات پائی اور بعض نے ۷۳ھ میں روایت کی ہے۔عبدالرحمن بن عثمان تیمی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہ صحابی بھی تھے۔محمد بن حاطب بن حارث جمحی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ان کا مولد حبشہ تھا۔آنحضرت کے پاس حبشہ سے واپسی کے وقت لوگ ان کو ساتھ لائے تھے اسی سال ابو سعید بن معلی الانصاری نے بھی انتقال کیا۔آدس بن ضمعج کوفی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔(ضمعج ضاد معجمہ اور جیم)

۷۵ھ ہجری کی ابتدا

اس سال محمد بن مروان نے موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کی اور وہ مرعش کی طرف سے آرہے تھے۔

حجاج بن یوسف کا عراق پر حاکم ہونا

اس سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنایا لیکن خراسان اور سجستان کو اس کے ماتحت نہیں کیا۔حجاج کو جو اس وقت مدینہ میں تھا اس تقرر کی اطلاع دی اور عراق روانہ ہونیکا حکم دیا۔حجاج وہاں سے ۱۲ آدمیوں کو ساتھ لیکر جو بہترین اونٹوں پر سوار تھے روانہ ہوا اور یکایک پو پھٹنے کے وقت کوفہ پہنچا اس زمانے میں بشر نے مہلب کو خوارج کے مقابلے کے لیے بھیجا تھا۔حجاج سیدھا مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا اسوقت اس کا چہرہ سرخ ریشمی عمامے سے بندھا ہوا تھا جانے کے بعد ہی لوگوں کو مجتمع کرنیکا حکم دیا۔

اس وقت جو لوگ موجود تھے انہوں نے اسکو اور اس کے اصحاب کو خارجی سمجھا اس لیے حملے کا ارادہ کر رہے تھے وہ منبر پر بیٹھا ہوا لوگوں کی آمد کا منتظر تھا۔ جب تمام لوگ آگئے اور وہ دیر تک خاموش رہا۔ محمد بن عمیر نے جب یہ دیکھا تو چند کنکریاں اس پر مارنے کے لیے اٹھائیں اور کہنے لگا کہ کتنا غبی اور برا انسان ہے خدا اس کو ہلاک کرے۔ واللہ میں اس کی حالت اس کی صورت کے مطابق (مشتبہ) دیکھتا ہوں، جب حجاج نے بولنا شروع کیا تو محمد بن عمیر کے ہاتھ سے کنکریاں چھوٹ کر گرنے لگیں اور وہ مبہوت ہو گیا حجاج نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور بولا۔

انا ابن جلا و طلاع الثنایا　　متی اضع العمامۃ تعرفونی

"میں آفتاب کی طرح روشن ہوں۔ عزت کی ہر گھاٹی پر چڑھتا ہوں۔ سر سے جب عمامہ اتار دونگا تو تم لوگ خوب پہچانو گے۔"

خدا کی قسم میں لوگوں کی شرارتوں کو اصلی جگہ پر رکھتا ہوں اور اس کا مواخذہ کر کے اس کا بدلہ بالکل اس کے مساوی دیتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ چند سرکش انسانوں کے سر میں جو پھلوں کی طرح خوب پختہ ہو گئے ہیں اور ان کے توڑنے اور چننے کا زمانہ بھی قریب ہو گیا ہے مجھے ان کی ڈاڑھیوں اور عماموں میں خون کے دھبے دکھائی دیتے ہیں اور معاملے نے بھی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔

هذا اوان الحرب فاشتدی زیم　　قد لفها اللیل بسواق حطم

یہ لڑائی کا زمانہ ہے اے جنگ زیم تو سخت ہو جا　　اسکو رات نے ظالم چرواہوں کے سپرد کیا ہے

لیس براعی ابل ولا غنم　　ولا بجزار علی ظہر وضم

جو نہ اونٹ اور بکری کا گلہ بان ہے　　اور نہ گوشت کو تختہ پر کاٹنے والا قصاب ہے

پھر کہا:۔

قد لفها اللیل بعصلبی　　اروع خراج من الدوی[1]

اے رات نے ایک ایسے مضبوط آدمی کے سپرد کیا ہے　　جو بہادر ہے اور بیابانوں سے نکل آنیوالا ہے

مهاجر لیس باعرابی

اور جو مہاجر ہے نہ کہ خانہ بدوش

[1] آغانی میں یہ مصرع اروع خراج من الدوای ہے جو بہادر اور صحرا کے تمام راستوں سے واقف ہے۔

لیس اوان بکرۃ الخلاط جاءت به القلص الاعلاط

اب بغاوت کا موقع نہیں ہے بے مہار اونٹنیاں اس بہادر کو لے آئی ہیں

تھوی ھوی السائق العطاط

جو اپنے بہادر ہنکانیوالے کی چال سے چل رہی ہیں

خدا کی قسم اے اہل عراق، انجیر کی طرح دبایا نہ جاؤں گا اور میں حوادث زمانہ کی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ دانائی سے میرا انتخاب کیا گیا ہے اور ایک بڑے مقصد کے حصول کے لیے آیا ہوں پھر اس نے یہ آیت پڑھی

ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون۔

اللہ نے مثال بیان کیا ہے کہ ایک مقام تھا جو امن تھا اور انتہائی اطمینان وسکون کی حالت میں تھا ہر جگہ سے وسیع طریقہ پر انکو رزق پہنچتا تھا لیکن جب اسنے خدا کی نعمتوں کو ٹھکرایا تو خدا نے بھی ان کے اعمال کے بدلے میں بھوک اور پیاس اور خوف کا مزہ چکھادیا۔

تم وہی لوگ ہو یا انھیں کے مثل ہو۔ امیر المومنین عبدالملک نے اپنے ترکش کے تیر بکھیر دیے اور ان کی سریوں کی مضبوطی اور استحکام کا اندازہ کرنا شروع کیا چنانچہ میں ان کی اس آزمائش میں سب سے سخت اور مضبوط سری کا تیر نکلا۔ انھوں نے مجھ کو تمھاری طرف بھیجدیا گویا اس تیر کو انھوں نے تمھارے سینوں میں بھونکا کیونکہ تم باغی، منافق، مفسد ہو تم مدت سے شرارتیں کر رہے ہو اور بغاوت کے طریقے رائج کر رہے ہو، سیدھے ہو جاؤ اور سر اطاعت خم کرو ورنہ میں واللہ تمھیں ذلت وخواری کا گھونٹ پلاؤں گا اور تمھاری کجروی کو اتنا درست کردوں گا کہ تم سدھی ہوئی اونٹنیوں کی طرح دودھ دینے لگو گے، لکڑی کی طرح تمھیں چھیل ڈالوں گا۔ ببول کی پتیوں کی طرح تمھیں جھاڑ ڈالوں گا تاکہ تم مطیع ہو جاؤ اور تم اس طرح مارے جاؤ گے جس طرح اجنبی اونٹ مارا جاتا ہے کہ سرکشی سے باز آجاؤ گے اور فرمانبردار ہو جاؤ گے تم پر اتنے مصائب وآلام کی بوچھار کردوں گا کہ تمھاری شرارتیں بھول جائیں گی اور تم ٹھنڈے ہو جاؤ گے خدا کی قسم کہ میں جس چیز کا وعدہ کرتا ہوں اسے پورا کرکے چھوڑتا ہوں اور جو اندازہ کرتا ہوں وہ ٹھیک کرتا ہوں اب میں ہوں اور یہ لوگ ہیں کوئی شخص اسوقت تک نہ جائے

کمینی عورت کے بچو۔ اور اے رانڈ عورت کے لڑکو، اور اے سرکش انسانو کیا تم میں سے کوئی اپنے نفس پر رحم نہیں کرتا اور اپنے خون کا بہانا اچھا سمجھتا ہے حالانکہ وہ اپنے ہلاک ہونے سے خوب واقف ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تم پر ایسی آفت ڈھانے والا ہوں جو گذشتہ کے لیے باعث عبرت اور آیندہ کے لیے باعث تادیب ہوگی۔ عمیر بن ضابی حنظلی تمیمی اٹھا اور کہا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے میں اس فوج میں کیونکر جا سکتا ہوں کیونکہ میں ضعیف آدمی ہوں اور ساتھ ہی مریض بھی ہوں، ہاں میرا یہ لڑکا اس قابل ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ قوی اور تندرست ہے۔

حجاج نے کہا کہ یہ ہمارے لیے اپنے باپ سے زیادہ کارآمد ہے پھر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمیر بن ضابی ہوں حجاج نے کہا کہ کل تم نے ہماری تقریر سنی تھی اس نے جواب دیا کہ ہاں، حجاج نے کہا کہ کیا تم نے حضرت عثمان سے لڑائی نہیں کی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں کی تھی۔ حجاج نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے حضرت عثمان کی طرف اسکا معاوضہ کیوں نہیں بھیجا (یعنے تو اب تک مارا نہیں گیا) تو نے ایسا کام کیوں کیا، اس نے کہا کہ میرے باپ کو جو ایک بہت ہی بڑے آدمی تھے حضرت عثمان نے قید کر دیا تھا اس لیے میں نے ایسا کیا حجاج نے کہا کہ تم ہی نے یہ شعر کہا ہے۔

ہَمَمْتُ وَلَمْ اَفْعَلْ وَکِدْتُ وَلَیْتَنِیْ	تَرَکْتُ عَلٰی عُثْمَانَ تَبْکِیْ حَلَائِلُہٗ
میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن انجام تک نہ پہنچا سکا	کاش میں عثمان کی بیویوں کو ان پر ماتم کرتا ہوا دیکھتا

اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے قتل میں بصرہ اور کوفہ دونوں شہروں کی فلاح و بہبودی ہے چنانچہ وہ اس کے حکم سے مار ڈالا گیا اور اس کا مال ضبط کر لیا گیا۔

بعض روایت میں ہے کہ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے پوچھا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا عنبسہ نے کہا کہ یہ قاتلین عثمان میں سے ہے یہ سنکر حجاج نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو اب تک امیر المومنین کے پاس اس جرم کے عوض میں روانہ نہیں کیا گیا پھر فوراً ہی اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا اس کے بعد شہر میں یہ منادی کرا دی کہ عمیر بن ضابی ہماری تقریر سُن لینے کے بعد بھی

جب تک وہ تمہارے متعلق انصاف کے قبول کرنے کی اور فسادات سے باز آنیکی قسم نہ کھائے قیل وقال حیلہ وحوالہ کو چھوڑدو ورنہ میں ہر شخص کو اتنی سزا دوں گا کہ وہ شب و روز اپنے جسم کی مصیبت میں مبتلا رہے گا واللہ تم سیدھا راستہ اختیار کردو ورنہ اتنی تلواریں ماروں گا کہ عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور بچے یتیم ہو جائینگے اور تم باطل سے باز آجاؤ گے اور پھر کبھی ایسی حرکت نہ کروگے اگر اہل معصیت کی معصیت جائز قرار دیجائے تو مال غنیمت بند ہو جائے گا اور نہ کسی دشمن سے لڑائی کیجائے تمام سرحدیں بیکار کردی جائیں اگر کوئی فوج لڑائی پر نہ بھیجی جائے تو وہ خوشی سے نہیں لڑیگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مہلب کا ساتھ چھوڑدیا اور بغاوت اور سرکشی کر کے اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور اب میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو لوگ جنگ سے واپس آگئے ہیں اگر تین دن کے اندر وہاں پھر نہیں گئے اور میں نے ان کو یہاں دیکھ لیا تو ایک ایک کی گردن اڑا دوں گا اس کا تمام مال و متاع ضبط کرلوں گا۔

حجاج نے اپنی تقریر کے بعد امیر المومنین کا فرمان پڑھنے کا حکم دیا پڑھنے والے نے اما بعد سلام علیکم فانی احمد اللہ تک پڑھا کہ حجاج نے اسے روک دیا، اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے نافرمانو! امیرالمومنین تم پر سلام بھیجتے ہیں اور تم میں سے کوئی اسکا جواب تک نہیں دیتا۔ خدا کی قسم میں تمہاری اسی بے ادبی کا مزہ چکھاؤں گا۔ پھر خط پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ جب دوبارہ یہ عبارت پڑھی گئی تو سبھوں نے ایک آواز ہوکر کہا کہ سلام اللہ علی امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کے دن حجاج نے صرف اسی پر مجلس ختم کی اور اپنی قیامگاہ میں چلا گیا وہاں جاکر روسائے قوم کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ لوگوں کو مہلب کے پاس لیجاؤ اور ان کے وہاں پہنچنے کے بعد میرے پاس اجازت نامہ لاؤ۔ اور جب تک یہ مدت گزر نہ جائے رات اور دن پل کے دروازے بند نہ کرو۔ جب تیسرا دن آیا تو وہ پھر مسجد میں آکر بیٹھا بازاروں میں تکبیر کی آواز سنی تو کہا کہ اے اہل عراق اور اے نفاق اور پھوٹ ڈالنے والے انسانوں۔ اے بدترین اخلاق کی مرتکب ہونے والی مخلوق۔ میں نے تمہاری تکبیریں سنیں لیکن ان میں خلوص کا شائبہ بھی نہ تھا صرف خوفزدہ بنانے کے لیے یہ کہی گئی تھیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ صرف شور و غوغا تھا جس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔ اے

تیسرے دن پھر آیا اس لیے ہم نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور لوگ اس سے بھی آگاہ ہو جائیں کہ جو رات تک مہلب کی فوج میں شریک نہ ہوں گے۔ اللہ ان سے بری الذمہ ہے اس اعلان کے ساتھ ہی تمام لوگ گھروں سے نکل آئے اور پل پر اژدہام ہو گیا۔ اس کے بعد لوگ مہلب کے پاس روانہ ہو گئے۔ سرداران قوم نے مہلب سے مل کر جو کہ اسوقت رام ہرمز میں تھا ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید حاصل کی۔ مہلب نے کہا کہ آج عراق میں ایک بہادر مرد آیا ہے۔ اب دشمنوں سے خوب مقابلہ ہوگا۔ جب حجاج نے عمیر کو قتل کر دیا۔ تو ابراہیم بن عامر اسدی سے عبداللہ بن زبیر نے (بالفتح الزا) ملاقات کی۔ ابراہیم نے حالات دریافت کیے تو اس نے ان شعروں میں واقعات کی اطلاع دی۔

اقول لابراہیم لما لقیتہ　　اری الامر اضحی منصباً متشعباً
جب میں ابراہیم سے ملا تو میں نے کہا　　کہ میں نے معاملات کو متفرق صورتوں میں پایا

تجہز واسرع فالحق الجیش لا اری　　سوی الجیش الا فی المھالک مذھباً
سفر کے لئے تیار ہو جاؤ اور جلدی سے فوج میں شریک ہو جاؤ　　کیونکہ فوج کے سوا میں نے تمام کو ہلاکت کا گھر پایا

تخیر فاما ان تزور ابن ضابئ　　عمیراً واما ان تزور المھلبا
تمھیں اختیار ہے کہ تم عمیر بن ضابی کی زیارت کرو یا مہلب سے ملاقات کرو

ھما خطتا خسف نجاذل منھما　　رکوبک حولیا[1] من الثلج اشھبا
ذلت کے یہی دونوں راستے ہیں جن سے تیری سواری گذرے گی جن کے گرد برف کا پہاڑ ہے

فحال ولو کانت خراسان دونہ　　راھا مکان السوق ادھی اقربا
جو دونوں راستوں کے درمیان میں حائل ہو گیا ہے　　اگر خراسان سامنے ہوتا تو بازار کے فاصلہ پر یا اس سے بھی قریب نظر آتا

فکاین تری من مکرہ الغزو مسمراً　　تحمم حنو السرج حتی تحنبا
تم اکثر ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو جنگ کی وجہ سے برداشتہ خاطر ہو گئے ہیں جنگی زینیں گرمی اور بوجھ کی وجہ سے جھک گئی ہیں۔

---

[1] بعض کتابوں میں یہ شعر یوں ہے۔　　ھما خطتا خسف نجاؤک منھما رکوبک حولیاً من الثلج اشھباً
یہی دونوں راستے ذلت کے ہیں نجات اس طرح ہو سکتی ہے کہ سفید گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں نکل جاؤ

بعض روایت میں ہے کہ حجاج رمضان کے مہینہ میں کوفہ آیا اور حکیم بن ایوب ثقفی کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا اور اسے خالد بن عبداللہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بصرہ سے نکل بھاگا۔ اور مقام جلحا میں آکر مقیم ہوا اہل بصرہ اس کی مشایعت کے لئے نکلے تو ان کو خالد نے ایک لاکھ درہم تقسیم کرکے دیا حجاج پہلا شخص تھا جس نے فرمان شاہی کے مخالفین کی سزا قتل مقرر کی تھی۔ ورنہ جیسا کہ شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد خلافت میں ایسے لوگوں کی سزا صرف یہ تھی کہ سر سے عمامہ اتار لیا جاتا تھا اور ان کی تشہیر کرائی جاتی تھی جب مصعب بن زبیر والی ہوئے تو انھوں نے یہ سزا کم سمجھی اس لئے وہ سر اور ڈاڑھی منڈوا دیتے تھے جب بشر بن مروان حاکم ہو کر آیا تو اس نے اور اضافہ کیا وہ یہ کہ مجرم زمین سے اوپر اٹھا لیا جاتا تھا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں سیخ گاڑ کر دیوار میں لٹکا دیا جاتا تھا جس کے صدمہ سے کبھی وہ مر جاتا تھا اور کبھی اگر سیخ ہاتھ پھاڑ ڈالتی تو نیچے گر پڑتا اور بچ جاتا تھا، اسی کو ایک شاعر نے اپنے شعر میں ادا کیا ہے

لولا مخافة بشر و عقوبته　　و ان يتوط كفى بمسمار

اگر بشر اور اس کی اس سزا کا خوف نہ ہوتا　　کہ میرے دونوں ہتھیلیوں میں سیخیں گاڑ دی جائینگی

اذاً لعطلت ثغرى ثم زرتكم　　ان المحب لمن يهواه زوار

تو میں اپنی جنگی سرحدوں کو بیکار کر دیتا　　اور پھر تمہاری ملاقات کرتا کیونکہ دوست وہی ہے جو اپنی محبوب سے ملاقات کرے

جب حجاج والی ہو کر آیا تو اس نے کہا کہ یہ سزا تو بالکل کھیل ہے جو شخص سرحد پر اپنی جگہ چھوڑے گا میں اس کی گردن اڑا دونگا۔

سعید بن اسلم کا سندھ میں والی ہونا اور اس کا مقتول ہونا

اسی سال عبدالملک نے سعید اسلم بن زرعہ کو سندھ کا عامل بنایا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو معاویہ اور محمد جو حارث کے بیٹے اور علافی تھے سعید پر حملہ آور ہوئے اور اس کو قتل کر کے شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اس کے بعد حجاج نے مجاعہ بن سعد التیمی کو سندھ روانہ کیا جو جاتے ہی سرحدوں پر غالب آگیا اور لڑائی کر کے قندابیل کے

مقامات بھی فتح کر لئے۔ مجاعہ نے ایک سال کے بعد مکران میں آکر وفات پائی اسی کے متعلق یہ شعر کسی نے کہا ہے :-

ما من شاھد لک التی شاھد تھا　　الا یزید ک ذکرھا مجاعا

جن مقامات کو تو نے دیکھا　　انکی یاد مجاعہ کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

اہل بصرہ کا حجاج پر حملہ آور ہونا

اسی سال حجاج کوفہ سے بصرہ پہنچا اور کوفہ میں عروۃ بن شعبہ کو اپنا جانشین بنایا۔ جب وہاں پہنچا تو کوفہ کی طرح یہاں بھی سخت تقریر کی ان لوگوں کو سخت دھمکی دی جو تین دن کے اندر مہلب کی فوج میں شریک نہ ہوں گے شریک بن عمرو لشکری اس کے پاس آیا اس کو نزول آب دفتق کی بیماری تھی اور ایک آنکھ کا اندھا بھی تھا اس لئے اپنی ایک آنکھ پر کپڑا رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے ذوالاسف اس کا لقب رکھا تھا۔ اس نے حجاج سے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ کو نزول آب کی بیماری ہے اور اسی عارضہ کی وجہ سے بشر بن مروان نے مجھے جنگ سے معذور رکھا تھا (اب آپ بھی معذور رکھئے) اور میرا یہ وظیفہ اسی وجہ سے خزانہ میں موجود ہے۔ حجاج نے اس کو بھی قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد تمام اہل بصرہ مہلب کی فوج میں شریک ہونے لگے اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ لوگ مہلب کے پاس برابر آتے رہے حتیٰ کہ ایک بڑی جمعیت تیار ہو گئی۔ مہلب نے کہا ہاں اب عراق میں ایک مرد آیا ہے۔ حجاج بصرہ سے رستقاباذ پہنچا جہاں سے مہلب صرف ۱۸ میل کے فاصلہ پر تھا۔ حجاج کی یہ نیت تھی کہ وہیں سے بیٹھے بیٹھے مہلب اور اس کی فوج کو مدد پہنچائیں گے۔ اسی خیال سے رستقاباذ میں آکر اس نے تقریر کی اور کہا کہ اے اہل مصرین (اہل کوفہ و بصرہ) یہ زمین خدا کی قسم ہمیشہ تمہاری رہے گی لیکن اس وقت جبکہ ان خوارج کو جو تم پر مسلط ہیں خدا ہلاک و برباد کر دے۔ پھر کسی دوسرے دن کی تقریر میں اس نے کہا کہ تمہارے وظائف میں جو زیادتی مصعب بن زبیر نے کی ہے وہ لغو اور باطل ہے اور وہ جو ملحد، فاسق، منافق تھا میں اس کو جائز قرار نہیں دیتا اور اصل میں واقعہ یہ تھا کہ مصعب بن زبیر نے اپنے عہد ولایت میں

لوگوں کے وظائف میں سو سو درہم اضافہ کر دیا تھا۔ حجاج نے جب یہ کہا تو عبداللہ بن جارود نے اس کو رد کیا۔ اور کہا کہ اس میں ابن زبیر نے کوئی زیادتی نہیں کی ہے بلکہ امیرالمومنین عبدالملک نے خود اس کو منظور کیا ہے اور اپنے بھائی بشر بن مروان کے ذریعہ سے اس کی تعمیل کرائی ہے۔ حجاج نے عبداللہ سے کہا کہ تو اور اتنی جرأت کرتا ہے کہ میرے سامنے بولتا ہے اپنا سر سیدھا کر ورنہ جدا کر دوں گا عبداللہ نے کہا کہ آخر یہ کیوں، میں تو آپ کو اچھی بات بتا رہا ہوں اور یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ میرے پیچھے کے لوگ یہی کہتے ہیں۔ حجاج منبر پر سے اتر کر چلا گیا اور کئی مہینہ تک اس کے متعلق خاموش رہا۔ اس کے بعد جب پھر اس نے اس کا اعادہ کیا تو عبداللہ بن جارود نے دوبارہ اسی طرح رد کیا ابورقبہ بن مصقلہ کا بیان ہے کہ مصقلہ ابن کرب العبدی کھڑے ہو کر یہ کہنے لگا کہ محکوم کے لئے یہ شایان شان نہیں کہ وہ حاکم کا رد کرے۔ ہم نے امیر کا کلام سنا اور جو کچھ اس نے کہا ہمیں منظور ہے خواہ ہم اسے پسند کریں یا نہ کریں، عبداللہ بن جارود نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے جرمقانیہ کے بیٹے تیرے ایسا شخص ان معاملات میں دخل دیسکتا ہے اور اس پر گفتگو کر سکتا ہے۔ اشراف الناس عبداللہ بن جارود کے پاس آئے اور اس کے قول اور رائے کی تائید کرنے لگے چنانچہ ندیل بن عمران برجمی اور عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ شخص یعنی حجاج اس زیادتی کو بغیر کم کئے چین نہیں لیگا اس لئے آؤ ہم تمہارے ہاتھ پر حجاج کو عراق سے نکال دینے کے لئے بیعت کریں اور اس کے بعد عبدالملک کو لکھ بھیجیں کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ہمارا حاکم بنا کر بھیجئے۔ اگر عبدالملک نے اس سے انکار کیا تو ہم اس سے بھی خلع کر لیں گے۔ اور یہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ خوارج کے فسادات کی وجہ سے وہ ہم لوگوں سے بہت خوفزدہ ہے اس کے بعد لوگوں نے خفیہ طور پر عبداللہ بن جارود کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے ایفائے وعدہ کا کامل یقین دلایا۔ آپس میں بھی لوگوں نے معاہدہ کر لیا۔ حجاج کو ان واقعات کی خبر ملتی رہی۔ تو اس نے حفظ ماتقدم کے لئے بیت المال اور خزانہ شاہی کی کامل نگرانی شروع کر دی۔ اور جب عبداللہ کے تمام معاملات طے پا گئے تو لوگوں نے

اس راز کو افشا کیا یہ واقعہ ربیع الآخر ۷۶ھ کا ہے عبد اللہ نے عبد القیس کو عسلہ اور جھنڈے دیکر روانہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام لوگ قبل ظہر روانہ ہوگئے اب حجاج کے پاس چند مخصوص لوگوں اور اہل خاندان کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ یہ لوگ ابن جارود کے ساتھ پل عبور کر گئے اور اسی پل کے پیچھے حجاج کا خزانہ اور اسلحۂ جنگ تھے حجاج کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ لوگ خزانہ نہ لوٹ لیں اس لئے اعین صاحب حمام اعین کو عبد اللہ کو واپس بلانے کے لئے بھیجا۔ اعین نے جا کر عبد اللہ سے کہا کہ امیر تم کو بلا رہے ہیں ابن جارود نے جواب دیا کہ امیر کون ہے۔ ابو رغال کے بچے کی کوئی عزت نہیں ہے اس کو چاہئے کہ ہمارے یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جائے ورنہ ہم اس سے لڑیں گے۔ اعین نے کہا کہ امیر نے کہا کہ کیا تجھے اپنی اور اپنے خاندان اور قبیلہ کی تباہی اور بربادی پسند ہے؟ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تو واپس نہیں آیا تو تیری قوم اور خصوصاً تیرے گھر والوں کو تباہ کر کے لوگوں کے لئے عبرت کدہ بنا دوں گا۔ حجاج نے یہ پیام اعین کے معرفت بھیجدیا اور اس نے ابن جارود کو پہنچا دیا اس لئے ابن جارود نے کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو اے ابن الخبیثہ میں تجھے قتل کر دیتا۔ اس کے بعد ابن جارود نے اس کو نکال دینے کا حکم دیا اور وہ گردن پکڑ کر نکال دیا گیا۔ ابن جارود کے پاس جو لوگ مجتمع تھے اس نے ان کو ایک فوج میں مرتب کر کے حجاج کے مقابلہ میں بھیجا اس میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حجاج سے کسی قسم کی لڑائی نہ کی جائے بلکہ اس طرح مجبور کر کے نکال دیا جائے لیکن جب اس کے پاس پہنچے تو اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور جتنی چیزیں اور چوپائے ان کے ہاتھ آئے وہ سب پر قابض ہو گئے حتیٰ کہ اہل یمن اس کی بیوی بنت نعمان ابن بشیر کو ساتھ لے گئے اور آل نے اسکی دوسری بیوی ام سلمہ بنت عبد الرحمٰن بن عمرو کو (جو سہیل بن عمرو کا بھائی تھا) اپنے ساتھ رکھا۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ حجاج سے خائف ہوئے تو تمام لوگ حجاج کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ اسی اثنا میں بصریوں کا ایک گروہ حجاج کے پاس آیا اور خلیفۂ وقت کی مخالفت کو برا سمجھ کر حجاج کا معاون ہو گیا۔ غضبان بن قبعشری نے جب یہ دیکھا تو اس نے ابن جارود سے کہا کہ اس سے قبل کہ حجاج صبح کو تم پر حملہ کرے تم رات ہی کو اپنی

فوج بیکار رہا کرو کیونکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ تمہاری قوم کو جو فرد آتا ہے وہ حجاج کا ثنا خواں ہو جاتا ہے اگر یہی حال رہا تو صبح تک اسکے معاونین کی تعداد بہت زیادہ ہو جائیگی اور تمہاری طاقت کم ہوتی جائے گی ابن جارود نے جواب دیا کہ اب تو رات قریب آچکی ہے صبح ہم ان سے پہلے حملہ کردیں گے۔

حجاج کے اصحاب میں سے اس وقت عثمان بن قطن اور زیاد بن عمرو العتکی تھے زیاد بصرہ کے شرط کا حاکم تھا۔ حجاج نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کی کیا رائے ہے زیاد نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں سے آپ کے لیے امان طلب کرتا ہوں اور آپ یہاں سے سیدھے امیر المومنین سے جاکر ملئے۔ کیونکہ اکثر لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے اس لئے لڑائی چھیڑنی مناسب نہیں ہے عثمان بن قطن حارثی نے کہا کہ میں اس مشورے کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ امیر المومنین نے آپ کو اپنی حکومت میں شریک کرلیا۔ انھوں نے آپ کو اپنا رازدار اور مشیر کار بنایا ہے، آپ کو مختلف قسم کے اختیارات دئے ہیں۔ آپ نے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کی اور آخرش ان کو قتل کیا حالانکہ وہ انتہا کے خطرناک آدمی تھے لیکن خدا نے یہ عزت و شرف آپ کو عطا کیا۔ امیر المومنین نے آپکو پہلے والی حجاج بنایا اور پھر حکومت عراق اور بصرہ آپ کے سپرد کی پس جیسا کہ آپ بارہا تجربے حاصل کرچکے ہیں اور مشکل سے مشکل مقاصد واغراض کو اپنے ہاتھوں انجام دے چکے ہیں کیا آپ کے لئے یہ زیبا ہے کہ آپ اسی خاموشی کے عالم میں شام واپس جائیں واللہ اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ امیر المومنین سے کبھی یہ مرتبہ دوبارہ حاصل نہیں کرسکتے بلکہ ان کے نزدیک آپ کی عزت و وقعت کم ہو جائے گی۔

اس لئے میری رائے ہے کہ ہم مسلح ہو کر آپ کے ہمرکاب چلیں اور جنگ کریں پس یا تو ہم کامیابی حاصل کریں گے یا شرفا کی طرح عزت کی موت مرجائینگے حجاج نے اس کی رائے کو پسند کیا اور عثمان کی بہتری کے لئے اس کو یاد رکھا اور زیاد ابن عمرو کی طرف سے اس کے دل میں کینہ پیدا ہوگیا عامل بن سمع حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں نے لوگوں سے آپ کیلئے امان حاصل کرلی ہے حجاج نے یہ سنکر اسطرح بلند آواز سے کہا کہ لوگ سن لیں کہ میں اسوقت تک امان نہیں دونگا جبتک لوگ ہذیل اور عبداللہ

بن حکیم کو ہمارے سپرد نہ کر دیں گے اس کے بعد حجاج نے حبید بن کعب نمیری کو یہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے پاس آکر ہماری حفاظت کرو اور ان مشکلات سے نجات دلاو عبید نے یہ جواب دیا کہ اس سے کہدو کہ اگر وہ ہمارے پاس آئے تو ہم اس کی حفاظت کرینگے حجاج نے یہ سن کر کہا کہ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد محمد بن عمیر بن عطارد سے بھی اس نے اسی قسم کی درخواست کی لیکن اس نے بھی سو کھا جواب دیا اور اس پر حجاج نے کہا کہ اس میں نہ میری اوٹنی ہے اور نہ میرا اونٹ ہے۔ (یعنی اب میرا کسی قسم کا اثر باقی نہیں رہا نہ کوئی معاون ہے اور نہ مددگار) حجاج نے پھر عبداللہ بن حکیم مجاشعی سے بھی خواہش کی لیکن اس نے بھی سیدھا سادھا جواب دیا غرضکہ حجاج کو ہر طرف سے مایوسی ہو گئی ادھر یہ قصہ تھا اُدھر عباد بن حصین حبطی، ابن جارود، ابن ہذیل، عبداللہ بن حکیم کے پاس آیا اور یہ تینوں اتفاقاً کسی مسئلہ کے متعلق آپس میں مشورہ کر رہے تھے عباد نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنے مشورے میں مجھے بھی شرکت کا موقع دو تو انھوں نے کہا کہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مجلس شوریٰ میں حبطی شریک ہو یہ جملہ عباد کے دل میں تیر کی طرح چبھا اور وہ ناراض ہو کر سو آدمی کے ساتھ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ بن مسلم نے اپنی قوم میں اس کی سخت جد و جہد کی اور کہا کہ وہ جنگ کیلئے تیار ہو جائیں کہ میں کسی ایسے قیس کو دنیا میں زندہ نہ چھوڑونگا جو حجاج کو قتل کرے یا اس کا مال لوٹے یہ کہکر وہ حجاج کے پاس آیا حجاج اس وقت اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا لیکن جب یہ لوگ آکر اس سے مل گئے تو وہ مطمئن ہو گیا پھر میرہ بن علی کلابی اور سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی بھی اس کے پاس آئے۔ اور سلام کیا حجاج نے اس کو اپنے قریب جگہ دی۔ اور پھر جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آیا اس کے بعد ہی مسمع بن مالک بن مسمع نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو میں وہاں آؤں ورنہ اسی جگہ پر رہ کر لوگوں کی مدافعت کروں۔ حجاج نے جواب دیا کہ تمھارے یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے تم وہیں رہ کر اپنا کام کرو۔ جب حجاج کے پاس ایک معتد بہ جمعیت تیار ہو گئی تو اس نے اور لوگوں کو بھی جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ جمع ہونے لگے اور صبح تک اس کے گرد اگرد تقریباً چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا بعض نے اس کے علاوہ بھی بتایا ہے ابن جارود کو

جب یہ معلوم ہوا کہ حجاج کے پاس کافی تعداد ہو گئی ہے تو اس نے عبید اللہ بن زیاد بن طبیان سے پوچھا کہ اب کیا صورت اختیار کیجائے۔ عبید اللہ نے کہا کہ کل غضبان نے جو مشورہ دیا تھا اس کا موقعہ تو تم نے ہاتھ سے گنوا دیا۔ اب کیا رائے پوچھتے ہو۔ ثابت قدمی سے جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے جارود نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور اپنی زرہ منگا کر پہننے لگا تو اتفاقاً زرہ الٹی پہن لی۔ جب اس نے دیکھا تو اس سے بد فالی لی۔ حجاج نے اپنی فوج کو یہ کہکر ابھارا کہ تم ان کی کثرت سے مرعوب نہ ہو بلکہ مطمئن ہو کر لڑو۔ اب دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے آگے بڑھیں۔ ابن جارود کے میمنہ پر ہذیل بن عمران اور میسرہ پر عبید اللہ بن زیاد بن طبیان حاکم تھا اور حجاج کے میمنہ پر قتیبہ بن مسلم اور بعض روایات میں عباد بن حصین اور میسرہ پر سعید بن اسلم مقرر کیا گیا اس ترتیب کے بعد اب جارود نے اپنی فوج کو لیکر اس زور سے حملہ کیا کہ حجاج کی فوج سے بھی آگے بڑھ گیا اب حجاج بھی اس طرف متوجہ ہوا اور پھر دونوں طرف سے لڑائی شدید ہو گئی۔ یہ وقت بالکل قریب تھا کہ اب ابن جارود میدان جیت لے لیکن سوء اتفاق کہ ابن جارود کو یکایک ایک تیر لگا جس سے وہ گر کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ حجاج نے فوراً ہی یہ منادی کرائی کہ ہر شخص کو ہذیل بن عمران اور عبد اللہ بن حکیم کے سوا امن دیا جاتا ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ فتح و ظفر کے بعد تعاقب کرنا فتح کے معایب میں سے ہے اس اعلان کے بعد عبید اللہ بن زیاد شکست کھا کر بھاگا اور سعید بن عیاذ بن جلندی ازدی کے پاس مقام عمان میں آیا۔ سعید سے کسی نے کہدیا کہ یہ شخص فتنہ پرواز ہے اس کے چالوں سے بچتے رہو اسی اثنا میں ایک مرتبہ سعید کے پاس کہیں سے خربوزہ ہدیۃً آیا اس نے نصف خربوزہ کو مسموم کر کے عبید اللہ کے پاس بھیجدیا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ پہلا خربوزہ ہے جو میرے پاس اس وقت آیا ہے نصف میں نے کھایا اور نصف تمہارے واسطے بھیجتا ہوں عبید اللہ نے بلا کسی شک و شبہ کے اس کو کھا لیا لیکن جب اسے سمیت کا احساس ہوا تو بولا کہ میں نے تو اس کے قتل کا منصوبہ باندھا تھا اس نے الٹا ہی مجھ کو مار ڈالا۔ ادھر ابن جارود اور اس کے ۱۸ معزز اصحاب کے سر حجاج نے مہلب کے پاس بھیجدیئے۔ مہلب نے ان سروں کو اونچے مقاموں پر نصب کرا دیا تاکہ خوارج انھیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اختلاف کے واقع ہونے سے مایوس ہو جائیں حجاج نے اس جنگ کے

بعد عبید بن کعب اور محمد بن عمیر کو قید کر لیا کیونکہ ان دونوں نے اس کو جواب دیا تھا کہ تم ہمارے پاس آؤ تو ہم مدد کریں گے اور پھر غضبان بن قبعثری کو بھی گرفتار کر لیا اور اس سے پوچھا کیوں تم ہی نے ابن جارود کو یہ مشورہ دیا تھا کہ صبح نمودار ہونے سے قبل ہی رات کو حملہ کر دو۔ غضبان نے کہا کہ میرے اس قول نے نہ آپ کو کوئی نقصان پہنچایا اور نہ ابن جارود کو کوئی نفع پہنچا سکا اس کے بعد عبدالملک نے غضبان کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور وہ رہا کر دیا گیا۔ ابن جارود کے اصحاب میں عبداللہ بن انس بن مالک رضؓ بھی مقتول ہوئے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ انس نے بھی میری مخالفت پر کمر باندھی ہے چنانچہ جب وہ بصرہ میں آیا تو حضرت انسؓ کا تمام مال ضبط کر لیا۔ اور جب حضرت انسؓ اس سے ملنے کے لئے گئے تو حجاج نے کہا تیری آمد پر کوئی خوشی اور مسرت نہیں ہے۔ اے ابن خبثہ اور او گمراہ بڈھے فسادات میں تو گھسنے والا ہے کبھی ابوتراب اور کبھی ابن زبیر اور کبھی ابن جارود کا ساتھ دیتا تھا واللہ میں تجھے کھجور کی چھال کی طرح چھیل ڈالوں گا و ببول کی پتیوں کی مانند جھاڑ ڈالوں گا۔ اور گوند کی طرح تیرا مغز نکال لونگا۔ حضرت انس نے یہ سن کر کہا کہ اے امیر آپ کس کے متعلق کہہ رہے ہیں حجاج نے کہا تجھ کو کہہ رہا ہوں کیا خدا نے تجھ کو بہرا کر دیا ہے حضرت انس نے وہاں سے واپس آکر عبدالملک کو حجاج کی شکایت لکھ بھیجی اور جس برتاو سے وہ ان سے پیش آیا تھا اس کا پورا تذکرہ کر دیا۔ عبدالملک نے فوراً حجاج کو یہ خط لکھا۔ اما بعد! اے حجاج ماں کے بیٹے تیرے معاملات سخت ہو گئے ہیں تو نے اپنے رتبہ سے زیادہ تجاوز کیا ہے اور اپنی حد سے بڑھ گیا، اے کمینہ عورت کے بچے میں تجھ کو کچل ڈالونگا جس طرح شیر لومڑیوں کو کچل ڈالتا ہے اور پھر تجھے سخت سزا دوں گا جس کی وجہ سے تو اپنی ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند کرے گا تجھے اپنے والدین کی حالت یاد نہیں جب وہ طائف میں اپنی پیٹھ پر پتھر ڈھویا کرتے تھے اور اپنے جنگلوں اور کھیتوں میں اپنے ہاتھوں سے کنویں کھودتے تھے اور کیا اپنے آباؤ اجداد کی دنارت، رذالت، کج خلقی اور بے مروتی کو بھول گیا امیر المومنین کو اس کی اطلاع مل گئی ہے کہ تو نے حضرت انس سے بیباکانہ طریقہ پر گفتگو کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تو نے صرف اس لئے

یہ کیا ہے تاکہ امیر المومنین کا حضرت انس کے متعلق جو خیال ہے وہ معلوم ہو جائے لیکن ساتھ ہی مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اس کو برا سمجھیں گے اور تجھ کو ایسی حرکت سے باز رکھینگے اگر تو ان تجاویز کو جائز سمجھتا ہے تو تجھ پر خدا کی لعنت ہو ایک لمبے شخص کی طرف سے جس کی انکھیں چھوٹی ہیں رانیں ہلکی ہیں اور پیر مضبوط ہیں اگر امیر المومنین کو یہ خیال نہ ہوتا کہ کاتب شیخ نے خط میں تیرے متعلق مبالغہ سے کام لیا ہے تو وہ ایک ایسے شخص کو بہت جلد بھیجتے جو تجھ کو گھسیٹ کر لاتا اور حضرت انس کو بھی ساتھ لاتا اور پھر وہ تیرے متعلق فیصلہ صادر کرتے بہر حال تم حضرت انس اور انکے گھر کے لوگوں کی عزت کرو اور ان کے رتبہ کے مطابق جو خدا نے ان کو عطا کیا ہے اور انھوں نے جو خدمت رسول اللہ کی کی ہے انکی پوری تعظیم کرو ان کے ضروریات میں کسی چیز کی کمی نہ کرو۔ امیر المومنین نے جو کچھ حضرت انس کی تعظیم و تکریم کے متعلق تجھکو حکم دیا ہے اس کے خلاف ان کے کانوں میں کوئی خبر نہ پہنچنے پائے ورنہ وہ ایک ایسے شخص کو تجھ پر مسلط کرینگے۔ جو تیری خوب سزا کریگا۔ اور تجھے ذلیل و خوار کرے گا تیری تکلیف سے تیرے دشمنوں کو خوشخبری دیگا۔ تم حضرت انس سے فوراً جا کر ملو اور ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگو۔ اس کے بعد امیر المومنین کو ان کی رضامندی سے جلد اطلاع دو۔ السلام۔

عبد الملک نے اسماعیل بن عبد اللہ کو جو بنو مخزوم کا مولی تھا دو خط دیکر روانہ کیا ایک حضرت انس کے پاس بھیجا اور دوسرا حجاج کو لکھا اسماعیل نے بصرہ میں پہنچکر پہلے حضرت انس کو دیا اور اس کے بعد حجاج کو دیا۔ حجاج نے جب خط پڑھا تو اسکے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، ہوائیاں چھوٹنے لگیں اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا اور بولا کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت کر، اس کے بعد فوراً ہی حضرت انس سے بہت تپاک سے ملا اور اپنی غلطی کی معذرت چاہی۔ اور بولا کہ میرا اس طرح پیش آنے سے مقصد یہ تھا کہ آپ اور آپ کے صاحبزادے سے جو کچھ واقعات ہوئے ان کے متعلق اہل عراق مجھے سریع العقوبۃ سمجھیں اور مجھ سے خوفزدہ رہیں حضرت انس نے فرمایا کہ جو تم نے کہا وہ حد سے زیادہ کیا، حتیٰ کہ تم نے ہم کو شریر النفس سمجھا حالانکہ خدائے عز و جل نے ہمیں انصار کے پاک نام سے یاد کیا ہے۔ تم نے ہم کو منافق سمجھا ہم وہی ہیں جنھوں نے دار الہجرت میں اور ایمان پر اپنا ٹھکانا بنایا۔ ہمارے تمہارے قصہ کا عنقریب خدا فیصلہ کرے گا،

کیونکہ وہ فیصلہ پر بہت زیادہ قادر ہے۔ حق اس کے سامنے باطل نہیں ہو سکتا اور نہ صدق کذب سے بدل سکتا ہے۔ تم نے مجھ کو میری بے عزتی کو اہل عراق کے مظالم کا ذریعہ بنایا ہے حالانکہ خدا نے تم پر اس کو حرام کیا تھا۔ میرے پاس تیرے مقابلہ کی کوئی طاقت نہ تھی اسلئے میں نے اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد امیر المومنین کے ہاتھ میں دیدیا خدا کا شکر ہے کہ انھوں نے میرے اس حق کی حفاظت کی جنکو تو نے ٹھکرا دیا تھا۔ خدا کی قسم نصاریٰ اپنے کفر کے باوجود اگر کسی ایسے شخص کو پائیں جس نے صرف ایک ہی دن حضرت عیسیٰ ابن مریم کی خدمت کی ہو تو وہ اس کی عزت اور حرمت کا وہ حق ادا کریں گے جس سے تو نے غفلت کی حالانکہ میں نے آستانۂ نبوت پر دس سال تک جبہ سائی کی ہے اور آفتاب رسالت کی پوری خدمت کا فخر حاصل کر چکا ہوں بہر حال اگر ہم نے کوئی بھلائی دیکھی تو اس پر خدا کی حمد و ثنا کریں گے اور اگر کوئی برائی دیکھی تو صبر کریں گے۔ واللہ المستعان

حجاج نے اس کے بعد جو کچھ ان کا مال ضبط کر لیا تھا واپس کر دیا۔

شہر زنگی اور زنگیوں کا واقعہ

زنگی مصعب بن زبیر کے آخری ایام ولایت میں بصرہ کے قریب فرات میں مجتمع ہوئے تھے لیکن وہ کوئی زیادہ تعداد میں نہ تھے پھر بھی لوٹ مار اور شر و فساد برپا کرتے تھے جب خالد بن عبداللہ بن خالد بصرہ میں حاکم ہو کر آئے تو زنگی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ اہل بصرہ نے خالد کے پاس ان کے مظالم کی فریاد کی۔ خالد نے زنگیوں کی استیصال کیلئے ایک فوج مرتب کی۔ زنگیوں کو اس کی خبر ملی تو منتشر ہو گئے لیکن جو بچ گئے وہ پکڑے گئے اور مقتول و مغلوب ہوئے جس وقت ابن جارود کا واقعہ رونما ہوا تو زنگی پھر ایک کثیر تعداد میں فرات پر آکر جمع ہوئے اور وہیں اپنا ایک سردار منتخب کیا جس کا نام تو رباح تھا لیکن شیر زنگی کے لقب سے اس کو یاد کرنے لگے اور فساد مچانا شروع کیا۔ حجاج جب ابن جارود کے قصوں سے پاک ہو گیا تو اس نے زیاد بن عمرو کو جو بصرہ کا کوتوال تھا زنگیوں کے مقابلہ میں ایک فوج روانہ کرنے کا حکم دیا۔ زیاد نے حسب الحکم اپنے لڑکے حفص بن زیاد کی سرگردگی میں ایک فوج روانہ کر دی۔ وہ جاکر زنگیوں سے لڑا۔ جانبین کے آدمی مقتول ہوئے لیکن آخر میں حفص کی فوج نے شکست کھائی اور انھوں نے اس کو

قتل کر دیا۔

حجاج نے دوبارہ فوج بھیجی جس نے زنگیوں کو جا کر شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ زنگیوں کی ہزیمت کے بعد اہل بصرہ کو اطمینان حاصل ہوا۔

خوارج کا رامہرمز سے جلاوطن ہونا اور ابن مخنف کا قتل ہونا

جب حجاج کا خط مہلب اور ابن مخنف کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ تم خوارج سے جلد لڑائی شروع کر دو۔ تو دونوں نے قدم آگے بڑھایا اور خوارج پر حملہ کیا لیکن خفیف سی جنگ سے خوارج نے شکست کھائی۔ غالباً وہ صرف مدافعت کرنا چاہتے تھے اور لڑائی کیلئے تیار نہ تھے اس کے بعد وہاں سے وہ سرک گئے اور گازرون میں آکر مقیم ہوئے مہلب اور ابن مخنف بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچے مہلب نے اپنی حفاظت کیلئے ایک خندق کھدوائی اور ابن مخنف سے کہا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو تم بھی خندق کھود لو۔ لیکن ابن مخنف اور اس کے ساتھیوں نے یہ جواب دیا کہ ہماری خندقوں کا کام صرف ہماری تلواریں دیں گی۔ رات کو خوارج جب حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تو پہلے انھوں نے مہلب کا رخ کیا لیکن جب اسے اچھی طرح محفوظ دیکھا تو ابن مخنف کی طرف مڑے اور اسے غیر محفوظ پایا کیونکہ اس نے خندق نہیں کھودی تھی۔ پھر کیا تھا فوراً حملہ کر دیا اور بے تحاشا کشت و خون کرنے لگے۔ ابن مخنف کے کچھ ساتھیوں نے تو شکست کھائی اور جو باقی بچے ان کو ساتھ لے کر ابن مخنف نے جم کر لڑائی شروع کر دی آخر ش اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ بھی مقتول ہوا۔ خوارج میں سے کسی نے کہا ہے۔

لمن العسکر المکلل بالصرعیٰ فھم بین میّت و قتیل

یہ کس کا لشکر ہے جس میں کشتوں کا انبار لگا ہوا ہے کچھ مردے ہیں کچھ مقتول ہیں

فتراھم تسفی الریاح علیھم حاصب الرمل بعد جرّ الذیول

تم انھیں دیکھو گے کہ ہوا اپنے دامن میں خاک لیکر ان کے چہروں پر ڈالتی ہوئی چلتی ہے اور ہوا چلنے کے بعد ان پر مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔

جو کچھ لکھا گیا۔ اہل بصرہ کی روایت ہے اور اہل کوفہ کی روایت دوسری ہے یہ ہے کہ جب حجاج کا مراسلہ ان دونوں کے پاس پہنچا تو انھوں نے خوارج سے لڑائی شروع کر دی، رفتہ رفتہ جنگ سخت ہوتی گئی، خوارج نے اپنا پورا زور مہلب پر صرف کیا اور اس کی فوج میں ایک کھلبلی ڈال دی۔ مہلب نے جب اپنی فوج میں پریشانی کے آثار دیکھے تو ابن مخنف سے امداد طلب کی۔ ابن مخنف نے پیادہ اور سواروں سے مدد کی۔ یہ واقعہ بعد از ظہر ہوا اور اس دن رمضان کی بیسویں تاریخ تھی، عصر کے بعد خوارج نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن مخنف کے آدمی مہلب کے پاس آرہے ہیں تو یہ خیال کیا کہ اس وقت ابن مخنف کی فوج کمزور ہو گئی ہے۔ اس لئے انھوں نے چند آدمیوں کو مہلب کو مشغول رکھنے کے لئے متعین کر دیا اور اپنی تمام فوج کے ساتھ عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے، عبدالرحمٰن بن مخنف نے جب یہ دیکھا کہ وہ ہماری طرف آرہے ہیں تو وہ قرأ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر میدان میں اُترا جنھیں ابوالاحوص صاحب عبداللہ بن مسعود اور خزیمہ بن نصر بھی تھے۔ ابونصر بن خزیمہ عیسٰی زید بن علی کے ساتھ کوفہ میں پھانسی دیئے گئے عبدالرحمٰن کے ساتھ اس وقت (۱۷) آدمی میدان میں اترے، خوارج نے ان پر حملہ کیا اور دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی، ابن مخنف کے اصحاب میدان میں نہ ٹھہر سکے، صرف چند آدمیوں کے ساتھ جو ثابت قدمی کیساتھ لڑتے رہے۔ وہ رہ گیا ابن مخنف کے لڑکے جعفر بن عبدالرحمٰن کو جو مہلب کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا خبر ملی۔ کہ خوارج نے اس کے باپ پر دھاوا کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے لوگوں کو پکارا، اور اپنے باپ کی مدد کے لئے بلایا، مگر چند مخصوص آدمیوں کے سوا کسی نے اس کی آواز پر لبیک نہیں کہی جعفر باپ تک پہنچا ہی چاہتا تھا کہ خوارج دونوں میں حایل ہو گئے اس نے وہیں لڑائی شروع کر دی اور لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف اور اس کے باقیماندہ اصحاب ایک بلند ٹیلہ پر لڑتے رہے حتیٰ کہ رات کا تقریباً دو ثلث حصہ گذر گیا اور آخر وہ ان ہی لوگوں میں مقتول ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مہلب آیا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ اور اس کے مقتول ہونے کی اطلاع حجاج کو دیدی۔ حجاج نے عبدالملک کو خبر دی۔ اس نے بہت افسوس کیا اور کوفہ والوں کی سخت مذمت کی۔ اس کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن کی فوج پر عتاب بن ورقا کو امیر بنا کر بھیجا اور اس کو مہلب کی

اطاعت کرنے کی ہدایت کی عتاب کو یہ بُرا معلوم ہوا اور ساتھ ہی مہلب کی اطاعت سے چارہ نہ تھا چنانچہ وہ اپنی فوج میں آیا اور خوارج سے لڑنے لگا اور اپنا کام مہلب سے کسی قسم کا مشورہ کئے بغیر انجام دینے لگا۔ مہلب نے چند آدمیوں کو عتاب کے ورغلانے کے لئے متعین کیا جس میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی تھا۔ ایک دن مہلب اور عتاب میں سخت کلامی ہوگئی اور ہر ایک نے دوسرے پر سختی کی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ مہلب نے اپنی لاٹھی عتاب کے مقابلہ میں اٹھالی۔ اسی اثنا میں مہلب کا لڑکا مغیرہ بن مہلب دونوں کے درمیان میں کود پڑا اور مہلب سے لاٹھی لے لی۔ اور اس سے کہنے لگا کہ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ شیوخ عرب میں سے ہیں۔ شرفا قوم میں سے ہیں اگر آپ ان سے کوئی مکروہ بات سنیں بھی تو آپ کو چشم پوشی سے کام لینا چاہئے کیونکہ وہ اسی کے قابل ہیں۔ خیر معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ لیکن عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھ بھیجی اور واپسی کی اجازت مانگی۔ اتفاقاً کوفہ والوں کے متعلق عتاب سے حجاج کو کچھ باتیں دریافت کرنی تھیں اور اس سے انتظام میں مدد لینا تھا۔ اس لئے اس نے اس کو بلالیا اور فوج کو مہلب کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ جب چلا گیا تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب بن مہلب کو اس فوج کا سردار بنا دیا۔ سراقہ بن مرداس بارقی نے ابن مخنف کا مرثیہ لکھا ہے۔

ثوی سید الازد ازد شنوءة   وازد عمان رهن امس بکازر

ازد بن شنوءہ کا سردار مدفون ہے   اور ازد عمان کل مقام کازر میں دفن کیا گیا

وضارب حتی مات اکرم میتة   بابیض صاف کالعقیقة باتر

لڑتا رہا یہاں تک کہ صاف و شفاف تلوار سے جو عقیق کی طرح براق اور تیز تھی، اس نے عزت کی موت حاصل کر لی

وصرع عند التل تحت لوائه   کرام المساعی من کرام المعاشر

بہترین لوگوں کے مساعی جمیلہ کے ساتھ۔ جو اسکے جھنڈے کے نیچے تھے ایک ٹیلہ پر مقتول ہوگیا۔

قضی نحبه یوم اللقاء ابن مخنف   وادبر عنه کل الوث غادر

ابن مخنف نے لڑائی کے دن اپنی دیرینہ آرزو پوری کرلی۔ اور دوسرے دغاباز بہادروں نے پیٹھ دکھائی

امد ولم یمدد فراح مشمرا   الی الله لم یذهب بأثواب غادر

اس نے مدد دی لیکن کسی نے اس کو مدد نہیں دی۔ اسلئے کمر باندھ کر خدا سے جا کر ملگیا اور مکاری و دغا کا جامہ زیب تن کر کے نہیں گیا۔

مہلب ایک سال تک برابر سابور میں مقیم رہا اور خوارج سے لڑنے میں مشغول رہا۔

۷۵ھ کے مختلف واقعات

اس سال صالح بن مسترح نے جو بنی امراء القیس ابن زید مناۃ تمیم میں سے تھا جولانی شروع کی۔ یہ شخص خوارج صفریہ کی رائے کا متبع تھا۔ اس فرقہ میں سے وہ پہلا شخص تھا جس نے خروج کیا (یہ فرقہ زیاد ابن[1] الاصفر کی طرف منسوب ہے) اس سال صالح اور اس کے ساتھ شبیب بن یزید، سوید اور بطین اور بھی دوسرے اصحاب نے حج کیا۔ عبدالملک بن مروان بھی اس سال حج کو گیا ہوا تھا۔ شبیب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اچانک کسی وقت عبدالملک کو مار ڈالے لیکن یہ راز چھپ نہ سکا بلکہ خود عبدالملک کو اس کی خبر لگ گئی چنانچہ حج سے واپس آنے کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو لکھ بھیجا کہ شبیب اور اس کے اصحاب طلب کئے جائیں شبیب ایک صالح آدمی تھا کوفہ میں اکثر کبھی ایک مہینہ اور کبھی اس سے زیادہ مقیم رہتا تھا۔ اپنے اصحاب سے ملا جلا کرتا تھا۔ اور اپنی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ لیکن جب حجاج نے اس کو طلب کیا تو کوفہ کی زمین نے اس سے موافقت نہ کی اور وہ کوفہ سے چلا گیا۔ محمد بن مروان نے اس سال رومیوں سے اس وقت موسم گرما[2] میں جنگ کی جب وہ غنیق پر مرعش کے پہلو میں آمادہ بہ پیکار تھے۔

عبدالملک جب حج سے فراغت پاکر مدینہ آیا تو اس نے یہ تقریر کی۔

امابعد! میں حضرت عثمان کی طرح کمزور خلیفہ نہیں ہوں اور نہ حضرت معاویہ کی طرح چرب زبان ہوں اور نہ یزید کی طرح ضعیف الرائے ہوں لیکن میں اس قوم کا علاج تلوار کے سوا کسی دوسری چیز سے کرنا نہیں چاہتا جب تک تم پوری طرح مطیع نہ ہو جاؤ گے میں اسی طرح سخت رہونگا تم مجھ کو مہاجرین اولین کے اخلاق و عادات یاد دلاتے ہو

---

[1] ملاحظہ ہو شہرستانی کی کتاب الملل والنحل مطبوعہ یورپ صـ۱۰۲ یہ الفاظ اصل کتاب میں شامل نہیں۔

[2] رومیوں سے جتنی جنگیں ہوئی ہیں وہ سب موسم گرما میں ہوتی ہیں اس لئے ان غزوات کا نام صایفہ رکھا گیا۔ دیکھو قاموس جلد دوم۔

اور خود ان کی پیروی نہیں کرتے۔ تم مجھ کو اللہ سے تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے نفوس کو بھلا دیتے ہو۔ خدا کی قسم اگر اب کوئی شخص اس کے بعد مجھ کو اللہ سے تقوی کی تعلیم دیگا تو میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ اتنا کہہ کر منبر پر سے اُتر گیا عرباض بن ساریہ سلمی نے اس سال وفات پائی۔ اور یہ اصحاب صفہ میں تھے بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ان کا انتقال شام میں عبداللہ ابن زبیر کے جھگڑے کے زمانے میں ہوا تھا۔ اسود بن یزید نخفی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہ علقمہ بن قیس کے بھتیجے تھے۔

۷۶ھ کی ابتداء اور صالح بن مسرح کی بغاوت

صالح بن مسرہ ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھا عابد اور زاہد تھا عبادت کی وجہ سے اس کا چہرہ زرد رنگ کا ہو گیا تھا مقام دارا میں رہتا تھا جو ارض موصل اور جزیرہ کے درمیان میں واقع ہے اس کے چند شاگرد تھے جن کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو واقعات عالم سے ہمیشہ باخبر رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے انھیں اصحاب کو خروج، ظلم کی مخالفت، مخالفوں سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا اور انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور وقتاً فوقتاً ان کو اس کام کے لئے مشتعل کرتا رہا اور اس نے اپنے دوستوں کو خط بھی لکھے اور وہ اس سے جل گئے۔ اسی زمانہ میں اس کے پاس شبیب بن زید کا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا آپ نے خروج کا ارادہ کیا تھا اگر آج آپ اس کام کی ابتدا کریں تو آپ شیخ المسلمین کی حیثیت رکھیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اگر آپ اس میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں تو اس سے مجھے آگاہ فرمایئے کیونکہ انسان کی موت کا کیا ٹھکانا۔ صبح ہو یا شام ہو۔ لیکن میں اس سے خائف ہوں کہ کہیں اگر موت نے مجھ کو کھینچ لیا تو ظالموں سے جہاد کی حسرت دل ہی میں لیکر جاؤنگا۔ صالح نے لکھا کہ میں اس کام میں صرف تمھارا منتظر تھا اس لئے تم یہاں چلے آؤ کیونکہ تم ان لوگوں میں ہو جن کے مشورے سے مستغنی نہیں رہا جا سکتا اور نہ ان کے بغیر مسائل کی گتھی سلجھ سکتی ہے شبیب کو جب یہ خط ملا تو اس نے اپنے اصحاب کو پڑھ کر سنایا اور اپنے لوگوں کو

بلا بھیجا جن میں مخصوص لوگ یہ تھے مصاد بن یزید ابن نعیم الشیبانی شبیب کا بھائی، محلل بن وائل یشکری اور بھی لوگ تھے۔ ان لوگوں کو ساتھ لے کر صالح کے پاس مقام دارا میں پہنچا جب اس سے ملا تو صالح کو بڑی دعائیں دیں اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور یہ کہا کہ واللہ تم درس و تدریس کے سوا کچھ نہیں کرتے اور مجرمین سرکشی اور چیرہ دستی کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ صالح نے مختلف جگہ اپنے خطوط روانہ کئے اور اپنے اصحاب سے ۷۶ھ میں ماہ صفر کی پہلی شب کو مجتمع ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ رات آئی اور تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پھر مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا اسی مجلس میں کسی نے یہ سوال کیا کہ دعوت رشد و ہدایت سے پہلے جنگ کریں یا بعد کو صالح نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم پہلے ہدایت کی طرف بلائیں تاکہ ان کی کوئی حجت باقی نہ رہے کسی نے پوچھا کہ جب ہم لڑائی میں فتحیاب ہو جائیں گے تو ان کے اموال اور خود ان کے متعلق کیا خیال ہے۔ صالح نے کہا کہ اگر ہم نے ان کو قتل کیا اور ان کا مال غنیمت بھی لے لیا تو یہ ہمارا حق ہے اور اگر ہم نے ان پر رحم کیا تو یہ ہمارے لئے زیادہ انسب ہے اس کے بعد اور جتنی ہدایتیں صالح کو کرنی تھیں ان سب کو ان سے ضرورت کے لحاظ سے بیان کر دیا اور آخر میں یہ کہا کہ تم میں اکثر آدمی پا پیادہ ہیں یہ جانور محمد بن مروان کے ہیں پہلے انھیں لے لو تاکہ تمھارے پیادے اس پر سوار ہو سکیں اور دشمنوں پر اس کے ذریعہ سے غالب رہیں چنانچہ اسی رات انھوں نے خروج کیا اور ان چوپاؤں کو پکڑ کر ان پر سوار ہو گئے اور دارا ہی میں تیرہ دن تک مقیم رہے وہاں کے باشندے اور نصیبین اور سنجار کے لوگ ان کو دیکھ کر اپنی حفاظت میں مشغول ہو گئے ان لوگوں کی تعداد ۱۲۰ تھی اور بعض روایت میں ۱۱۰ تھی۔ محمد بن مروان حاکم جزیرہ کو ان کے بغاوت کی خبر ملی تو اس نے عدی بن کندی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا۔ عدی حران سے دوغمان پہنچا چونکہ صالح کے مقابلہ میں یہ پہلی فوج بھیجی گئی تھی اس لئے عدی پر بار گراں تھا اور وہ اتنا طوعاً و کرہاً نکلا کہ گویا موت کے منہ میں گھسیٹا جا رہا تھا۔ چنانچہ اس نے پہنچکر صالح کو یہ کہلا بھیجا کہ تم ان شہروں کو چھوڑ دو اور اس کو اسکی اطلاع دیدی کہ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ عدی متقی اور پرہیزگار تھا۔ صالح نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ہمارے خیال کی تائید کرتے ہو تو ہم چلے جاتے ہیں ورنہ اپنے مقصد کے حصول کی کوشش کرینگے عدی نے پھر یہ کہلا بھیجا کہ میں تمھارے خیال کی تائید تو نہیں کرتا لیکن میں تم سے اور تمھارے ساتھیوں سے لڑنا بھی

نہیں چاہتا۔ صالح نے اس مرتبہ قاصد کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ لوگوں کو ساتھ لیکر عدی کی طرف روانہ ہوا۔ عدی اس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی فوج کو کوئی خبر نہ تھی۔ لیکن اسوقت ان کو خبر ہوئی جبکہ صالح کی فوج ان پر آدھمکی۔ لوگوں نے جب فوج کو آتے دیکھا تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور میسرہ پر سوید بن سلیم کو متعین کیا۔ اور خود قلب میں کھڑا ہوا اور اس حالت میں ان پر حملہ آور ہوا جبکہ عدی کی فوجیں لڑائی کے لیے تیار نہ تھیں بعض ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر شبیب اور سوید نے حملہ کیا اور ان کو شکست دی عدی بن عدی بھی مارے باندھے اپنی سواری پر سوار ہو کر شکست کھا کر بھاگا۔ صالح نے فوجی خیموں کو لوٹ لیا اور جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عدی کی فوج کے آدمی محمد بن مروان کے پاس پہنچے۔ یہ سنکر محمد عدی پر بہت بگڑا اور خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ عامری کو بلا بھیجا۔ اور دونوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوجیں دیکر صالح کے تعاقب کا حکم دیا اور دونوں سے یہ کہا کہ اس بے دین کو جلدی سے پکڑ لاؤ تم میں سے جو دوسرے پر سبقت لیجائیگا وہ دوسرے کا سردار ہوگا۔ چنانچہ دونوں تیزی کیساتھ صالح کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے۔ کسی نے ان سے کہا کہ صالح آمد کی طرف گیا ہے دونوں نے اپنے گھوڑوں کی باگ آمد کی طرف موڑی اور وہاں پہنچے۔ صالح نے کچھ آدمیوں کے ساتھ شبیب کو حارث بن جعونہ کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ اور خود خالد کی طرف متوجہ ہوا عصر کے وقت سے شدت سے لڑائی ہونے لگی۔ محمد بن مروان کی فوجیں صالح کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکیں۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے جب یہ دیکھا تو گھوڑوں سے اتر پڑے یہ دیکھ کر ان کی فوج میں بھی بہت سے لوگ پاپیادہ ہو گئے۔ اب صالح کے شہسواروں کا کوئی داؤ نہ چل سکا۔ جب وہ حملے کے ارادے سے آگے بڑھتے تو ان کی پیادہ فوج نیزوں کی بوچھار کرتی۔ تیر انداز تیروں کا مینہ برساتے اور دوسرے سواروں کے دستے ان کا دنداں شکن جواب دیتے۔ اس طریقے پر شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ جانبین کے بہت آدمی زخمی ہوئے صالح کی فوج میں سے ۳۰ آدمی مقتول ہوئے اور فریق ثانی کے ۷۰ سے زیادہ آدمی مارے گئے جب رات ہو گئی تو علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد صالح نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو شبیب نے کہا کہ ان لوگوں نے خندقوں سے اپنے کو

محفوظ کر لیا ہے۔ اس لیے میری رائے ہے کہ یہاں نہ ٹھیرا جائے۔ صالح نے بھی اس رائے کی تائید کی اور تمام لوگ راتوں رات روانہ ہو گئے۔ جزیرہ اور موصل سے گذر کر دسکرہ پہنچے حجاج کو جب ان لوگوں کے وہاں پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے حارث بن عمیر ذی الحشار کو کوفہ کی تین ہزار فوج کے ساتھ شبیب کے مقابلہ میں بھیجا۔ حارث سیدھا دسکرہ آیا۔ صالح دسکرہ سے ہٹ کر مدبج (نام ایک گاؤں کا ہے) پہنچا جو موصل اور جوخی سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس وقت صالح کے ساتھ کل (۹۰) نوے آدمی تھے۔ حارث وہیں جا کر، ۱۷ جمادی الاولی کو ان سے بھڑ گیا۔ دونوں فریق دل کھول کر لڑے لیکن سُوید بن سلیم نے جو صالح کے میسرہ پر تھا شکست کھائی۔ خود صالح بڑے استقلال سے لڑتا رہا اور آخر میں مقتول ہوا۔ شبیب بھی اپنی جگہ پر جان توڑ کر کوشش کر رہا تھا ایک مرتبہ گھوڑے پر سے گر پڑا تو فوراً اٹھ کر پیدل لڑنے لگا۔ اور اسی کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ فریق ثانی کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ اس کے بعد شبیب صالح کی طرف گیا تو اسکو مقتول پایا لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانو! ادھر آؤ۔ جب تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے ان سے کہا ہم میں سے ہر ایک شخص کو دوسرے کے لیے سپر ہونا چاہیے۔ اور دشمنوں کا خوب مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہم کو اس قلعے میں داخل ہو جانا چاہیے پھر اپنے معاملے کے متعلق غور و فکر کریں گے چنانچہ تمام لوگوں نے اس کی تعمیل کی اور بڑی جانفشانی کے بعد سب کے سب قلعے میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ان کی کل تعداد ۷۰ تھی حارث نے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور دروازے پر آگ لگا دی اور کہنے لگا کہ اب یہ لوگ نکل کر بھاگ نہیں سکتے (مُسرح۔ ضمۂ میم، فتحۂ سین، اور تشدید ر کے ساتھ، جوخی، فتحہ جیم، سکون عین، اور فتحہ واؤ کے ساتھ اور اس کے آخر نون۔)

شبیب خارجی کی بیعت اور حارث بن عمیرہ سے لڑائی

جب حارث نے دروازے پر آگ لگا دی اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ یہ لوگ اب نکل نہیں سکتے اور ہم صبح آ کر سب کو قتل کر ڈالیں گے تو شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے۔ اگر صبح تک ان لوگوں نے ہم کو یہاں پا لیا تو ایک ایک کو ہلاک کر دیں گے تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ جو حکم دیجیے

اس کی ہم لوگ تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں شبیب نے کہا کہ مجھ سے یا اپنی اس جماعت میں سے جس سے تم چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ساتھ چلو تاکہ ان کی فوج پر حملہ کریں کیونکہ وہ بالکل بے خوف وخطر ہیں۔ تمام لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہی شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی تھا پھر نمدے کو پانی میں بھگو کر دروازے کی آگ پر ڈالدیا اور پھر لوگ نکل گئے۔ اور سیدھے جاکر حارث پر حملہ آور ہوئے حارث کو اس وقت اس کی خبر ہوئی جب شبیب کی فوج اس کی فوج کو کاٹ رہی تھی حارث بھی اسی حملہ میں گرا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے اٹھا لیا اور شکست کھاکر مدائن کی طرف بھاگے شبیب نے اس کی فوج پر غلبہ حاصل کیا اور یہ پہلی فوج تھی جس کو شبیب نے بذات خود شکست دی۔

اصحاب شبیب اور دوسرے لوگوں کی لڑائی

شبیب سلامہ بن سنان تیمی سے جو تیم شیبان سے تھا ارض موصل میں ملا اسکو بھی اس نے خروج کے لیئے دعوت دی اسلامہ نے اس سے یہ شرط کی کہ میں ۳۰ شہسواروں کو منتخب کرونگا۔ اور ان کو لے کر قبیلہ عنزہ کی طرف جاؤنگا اور ان سے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لوں اس کے بعد تمہارا ساتھ دوں گا۔ کیونکہ بنو عنزہ نے اس کے بھائی فضالہ کو قتل کر دیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فضالہ ۱۸ آدمیوں کو لے کر نکلا تھا اور ایک مقام پر جس کا نام شجرہ تھا ٹھیرا کیونکہ وہاں جھاؤ کا بہت بڑا درخت تھا اسی جگہ پر بنو عنزہ بھی مقیم تھے۔ بنو عنزہ نے جب فضالہ کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ان کو اگر ہم قتل کر ڈالیں اور امیر المؤمنین کے پاس جائیں تو ہم کو انعام دیں گے فضالہ کی کچھ ماں کی طرف کے اعزا جو بنو نصر سے تھے ان کے ساتھ تھے انھوں نے بنو عنزہ سے کہا کہ ہم اپنے بھانجے کے قتل پر تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ یہ کہنا تھا کہ بنو عنزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فضالہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور ان کے سروں کو کاٹ کر عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے اس لئے ان کو مقام بانقیا میں مقیم رہنے کا حکم دیا اور ان کے لئے وظائف مقرر کئے۔ اس سے قبل ان کے وظائف بالکل تھوڑے تھے چنانچہ سلامہ نے اپنے بھائی کے قتل پر اور اپنے

ماموں بنو نصر کی ترک اعانت پر اس شعر میں اظہار افسوس کیا ہے۔

وما خلت اخوال الفتی یسلمونہٗ لوقع السلاح قبل ما فعلت نصرٗ

بنو نصر کے اس واقعے سے قبل میرا یہ خیال تھا کہ کسی شخص (فضالہ) کے ماموں اس کو تلواروں کی زد پر چھوڑ دینگے فضالہ نے صالح سے قبل علم بغاوت بلند کیا تھا۔ شبیب نے سلامہ کی اس شرط کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور سب بنو عنزہ کے مقام پر پہنچے یکے بعد دیگرے محلوں کو قتل کرتے ہوئے اس گروہ میں پہنچے جس میں اس کی خالہ تھی۔ وہ سلامہ کو دیکھ کر اپنے اس بچے پر جو قریب بہ بلوغ تھا جھک کر سپر بن گئی اور اپنی پستان نکال کر سلامہ سے کہنے لگی کہ اے سلامہ میں تجھ کو اس قرابت پر رحم کرنے کی قسم دیتی ہوں سلامہ نے کہا کہ میں نے فضالہ کو اس وقت سے نہیں دیکھا ہے جب سے وہ درخت کے نیچے مدفون ہے تو اس سے علیحدہ ہو ورنہ میں تم دونوں کو قتل کر دونگا یہ سنکر وہ کھڑی ہو گئی اور شبیب نے اس بچے کو قتل کر ڈالا۔

شبیب کا بنی شیبان کی طرف روانہ ہونا اور ان سے جنگ کرنا

اس واقعہ کے بعد شبیب اپنی جماعت کو لیکر راذان کی طرف روانہ ہوا بنی شیبان کی ایک جماعت اس کے ڈر سے بھاگ گئی لیکن ان میں غیر قبیلہ کے لوگ بہت کم تھے یہ جماعت دیر جرداب میں اتری جو حولایا کے متصل واقع تھا ان کی تعداد تین ہزار تھی لیکن شبیب کے ساتھ صرف ۷۰ آدمی تھے یا اس سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ شبیب بھی انھیں کے قریب جا کر ٹھیرا۔ بنی شیبان نے اپنے کو قلعبند کر لیا اس کے بعد شبیب ۱۲ آدمیوں کو ساتھ لے کر رات کو اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اور وہ جبل ساتیدا کے دامن میں رہتی تھی۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہا کہ میں اپنی ماں کو لشکر میں ضرور لیتا آؤں گا اس کے یا میرے مرنے تک وہ مجھ سے جدا نہیں رہ سکتی۔ تھوڑی دور اپنے اصحاب کے ساتھ گیا ہو گا۔ کہ بنی شیبان کی ایک جماعت نظر آئی جو تمام اموال کیساتھ مقیم تھی لیکن ان کو یہ گمان نہ تھا کہ شبیب ان کے پاس سے گذر جائے گا اور ان کو خبر نہ ہو گی۔ شبیب نے اسی غفلت میں حملہ کر دیا اور ان کے تیس آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس میں حوثرہ بن اسد بھی تھا اس کے بعد شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا

اور اس کو سوار کر لیا۔ اصحاب شبیب کے پاس اسی اثنا میں کوئی شخص دیر سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ شبیب نے جاتے وقت اپنا قائم مقام اپنے بھائی مصاد بن یزید کو بنا دیا تھا اس نے ان تمام دیر والوں کا محاصرہ کر لیا۔ دیر والوں میں سے کسی نے کہا کہ اے لوگو ہمارے تمہارے درمیان قرآن فیصلہ کر سکتا ہے خدا کا حکم ہے۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اس کے امن کی جگہ پر پہنچا دو

تم لوگ ہماری خونریزی سے باز آؤ جب ہم تمہارے پاس آئیں تو تم اپنے مقاصد ہمارے سامنے پیش کرو اگر ہم نے اسے قبول کر لیا اور تمہاری تائید کی تو ہمارا خون و مال تم پر حرام ہو جائے گا۔ اور اگر ہم اسے قبول نہ کریں تو ہمیں اپنی جگہ پر واپس کر دینا پھر تمھیں اختیار ہوگا کہ جو جی چاہے کرنا مصاد اور اس کے ساتھیوں نے اس کو پسند نہ کیا چنانچہ دیر والے ان کے پاس آئے۔ اصحاب شبیب نے اپنا خیال پیش کیا۔ ان لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور ان کے شریک ہو گئے بلکہ مل جل کر ساتھ رہنے لگے۔ جب شبیب واپس آیا تو اس کو اس واقعے کی خبر ہوئی اور بہت خوش ہوا۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم نے بہت اچھا اور مناسب کیا۔

شبیب اور سفیان خشعمی کی لڑائی

شبیب یہاں سے کوچ کر گیا ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی اور ایک وہیں مقیم رہی۔ شبیب موصل ہوتا ہوا آذربیجان کی طرف روانہ ہوا۔ حجاج نے سفیان بن ابی عالیہ خشعمی کو طبرستان سے واپس آنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک ہزار سوار تھے وہ طبرستان میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن جب اسے حجاج کا خط ملا تو صاحب طبرستان سے صلح کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو دسکرہ میں اس وقت تک مقیم رہنے کا حکم دیا۔ جب تک حارث بن عمیرہ ہمدانی کی فوج نہ آجائے اور مناظر کی بھی فوج وہاں نہ پہنچ جائے (حارث ہی نے صالح کو قتل کیا تھا) اور اس کے بعد سب مل کر شبیب کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ سفیان دسکرہ میں ٹھیرا حارث کی فوج میں کوفہ اور مدائن کی لڑائی کا اعلان کیا گیا اور وہ لوگ سیدھے سفیان کے

دسکرہ میں پہنچے۔ ہناظر کا لشکر جس کا سردار سورہ ابن حر تمیمی آگیا تھا لیکن سورہ نے سفیان کو تھوڑی دیر منتظر رہنے کو لکھ بھیجا۔ سفیان نے عجلت کی اور شبیب کی تلاش میں نکلا خانقین میں جا کر اسے شبیب کی فوج ملی لیکن شبیب کترا گیا گویا لڑنا نہیں چاہتا تھا اور اپنے بھائی مصاد بن یزید کو پچاس آدمیوں کے ساتھ کسی غار میں چھپا دیا اور خود پہاڑ کے دامن میں چلا گیا۔ تمام لوگوں نے کہا کہ لو اللہ کا دشمن بھاگا اس کا تعاقب کرو۔ عدی بن عمیر شیبانی نے کہا کہ جلدی نہ کرو ہم زمین کو اچھی طرح دیکھ بھال کے چلیں، کہیں کمینگاہ نہ ہو۔ لیکن اس کی بات کون سنتا ہے۔ سب تعاقب کے لئے دوڑے اور کمینگاہ سے آگے بڑھ گئے۔ شبیب نے مڑ کر ان پر حملہ کیا۔ اور مصاد بن یزید بھی کمینگاہ سے نکل آیا۔ بغیر کسی شدید جنگ و جدال کے وہ لوگ شکست کھا گئے مگر سفیان تقریباً دو سو آدمیوں سمیت ثابت قدم رہا اور دشمن سے سخت جنگ کی۔ سوید بن سلیم نے سفیان پر حملہ کیا تھوڑی دیر تک دونوں نیزہ بازی کرتے رہے لیکن پھر تلواروں کا وار ہونے لگا۔ ایک نے دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کھینچا اور اس طرح دونوں زمین پر گر پڑے۔ آپس میں تھوڑی دیر تک مدافعت کرتے رہے۔ شبیب نے پھر حملہ کیا اور لوگوں کو منتشر کر دیا۔ سفیان کا غلام آیا اور خود گھوڑے سے اتر کر اسے اس پر سوار کرا دیا اور اس کی جانب سے لڑنے لگا۔ وہ غلام تو مقتول ہوا لیکن سفیان بچ کر بابل مہروذ پہنچا اور وہاں سے حجاج کو خط لکھا کہ تمام فوجیں آگئی تھیں لیکن سورہ بن حر میرے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ حجاج کو جب خط ملا تو اس نے سفیان کی بڑی تعریف کی۔

سورہ بن حر اور شبیب کی لڑائی

جب سفیان کا خط حجاج کے پاس پہنچا تو اس نے سورہ بن حُر کو ایک خط لکھا جس میں اس کی سخت ملامت کی اور دھمکی دی اور حکم دیا کہ مدائن سے ۵۰۰ سوار منتخب کر کے اپنے پہلے کے ساتھیوں کے ساتھ شبیب کے مقابلہ کے لئے جائے۔ سورہ نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور شبیب کی تلاش میں نکلا۔ شبیب اس وقت جوخی کے اس پاس چکر لگا رہا تھا اور سورہ اس کی جستجو میں تھا۔ شبیب پھرتے پھرتے

مدائن پہنچا تو لوگ اس کے ڈر سے قلعہ بند ہو گئے۔ وہاں اس نے سواری کے جانور پکڑ لیے اور جن کو پایا ان کو قتل کیا۔ کسی نے اس سے کہا کہ سورہ آ پہنچا تب وہاں سے وہ چلدیا اور نہروان آیا وہاں نماز پڑھی اور ان کے جن لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا ان پر رحمت بھیجی اور ان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی اور حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب سے اپنی برائت ظاہر کی۔ سورہ کو اپنے جاسوسوں سے شبیب کے یہاں ٹھہرنے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ اس نے اپنے لوگوں کو بلایا۔ اور ان سے کہا کہ شبیب کے پاس سو سے زیادہ آدمی نہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ میں تم میں سے تین سو آدمیوں کو چھانٹ لوں اور ان کو ساتھ لے کر اس پر حملہ آور ہوں کیونکہ وہ اسوقت تمہارے آنے سے بالکل مامون ہوگا۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ ان کو غارت کر دیگا لوگوں نے اس کے خیال کی تائید کی اور وہ تین سو بہادر آدمیوں کو منتخب کر کے نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ شبیب اس رات کو وہیں تھا لیکن وہ بہت زیادہ ہوشیار اور چوکنا تھا اسلیے اس نے فوج کی حراست کا انتظام کر لیا تھا جب یہ قریب پہنچا تو لوگ باخبر ہو گئے اور اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ جب سورہ پہنچا تو انھیں خلاف توقع تیار دیکھا اور اس کے بعد سورہ نے ان پر حملہ کیا لیکن یہ لوگ نہایت استقلال کے ساتھ جمے رہے۔ لڑائی نے جب ابتدائی منازل طے کر لیے تو شبیب نے اپنے اصحاب کو للکارا جس سے ان میں دوبارہ قوت آگئی اور سورہ اور اس کی فوج پر بے طرح پل پڑے۔ آخر میں سورہ کی فوج پست ہمت ہو گئی اور شبیب یہ شعر پڑھنے لگا۔

مَنّ[1] نیك العیر فنك نیا کا جند لتان اصطکتا اصطکا کا

جس شخص نے گدھے کو زیر کر لیا تو وہ ہر زبردست کو زیر کر لے گا (یہ دونوں فریق) دو پتھر ہیں جو ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔

سورہ اپنی چھاؤنی میں اس حالت سے واپس آیا کہ اس کی فوج کے تمام سپاہی شکست خوردہ تھے۔ باقی لوگوں کو ساتھ لیکر مدائن کی طرف چلا گیا شبیب نے اس امید پر

[1] پہلا مصرعہ مثل ہے کسی بڑے سرکش کے زیر کرنے کو فخریہ طور سے بیان کرتے ہیں۔ تاج العروس۔

اس کا تعاقب کیا۔ کہ اگر اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس کی فوج کو ہلاک کر دیگا۔ لیکن یہ اس وقت پہنچا جب تمام لوگ مدائن میں داخل ہو چکے تھے۔ جب ابن ابی عصیفر امیر مدائن کو معلوم ہوا کہ شبیب آیا ہوا ہے تو اپنی ایک جماعت کو ساتھ لیکر باہر نکلا اور یہ سب شبیب کی فوج پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے شبیب نے مدائن کو چھوڑ دیا اور کلواذی چلا گیا۔ وہاں حجاج کے چوپائے تھے ان پر قبضہ کیا۔ اور پھر تکریت کا رخ کیا۔ اہل مدائن کو جب یہ جھوٹی خبر معلوم ہوئی کہ شبیب آیا ہوا ہے تو وہ سخت پریشان ہوئے اور جو فوجی تھے وہ تو سیدھے کوفہ بھاگے۔ حالانکہ شبیب اس وقت تکریت میں تھا حجاج نے سورہ کی اس بزدلی پر سخت ملامت کی۔ اور اسکو قید کر لیا تھا لیکن پھر چھوڑ دیا۔

شبیب اور جزل بن سعید کی لڑائی اور سعید بن مجالد کا قتل

جب یہ شکست خوردہ لوگ کوفہ واپس آئے تو حجاج نے جزل بن سعید بن شرجبیل کندی کو جس کا نام عثمان تھا شبیب کی طرف جانے کا حکم دیا اور جلد بازی سے منع کیا اور احتیاط رکھنے کی سخت تاکید کی۔ جزل نے حجاج سے کہا کہ شکست خوردہ لوگوں میں سے ایک کو بھی میرے ساتھ نہ بھیجئے، کیونکہ وہ شبیب سے مرعوب ہو گئے ہیں اور ان سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حجاج نے اس کے اس مشورے کی بہت تعریف کی۔ جزل کے ساتھ چار ہزار آدمی روانہ ہوئے اس نے اپنی روانگی سے قبل ہی عیاض بن ابی لینہ الکندی کو مقدمۃ الجیش کے موقع پر روانہ کر دیا تھا یہ سب شبیب کی تلاش میں چلے۔ شبیب نے ان کو مرعوب کرنے کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں پیتر سے بدلنا شروع کیا۔ اور کسی خاص مقام پر محض اس خیال سے نہیں ٹھیرتا تھا کہ اس صورت میں جزل اپنی فوجوں کو متفرق کر دے گا اور ہم اس وقت اچانک اس پر حملہ کر دینگے لیکن واقعہ اس کے خلاف تھا۔ جزل جب چلتا تھا تو جنگ کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور جہاں ٹھیرتا تھا وہاں خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیتا تھا آخرش شبیب کو یہ تاخیر بہت شاق گذری اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا جن کی تعداد ۱۶۰ تھی اور ان کو ۴۰۔۴۰ کی چار جماعتوں میں منقسم کیا اور ہر جماعت پر ایک سردار مقرر کیا ایک پر اپنے بھائی مصاد بن یزید کو رکھا اور دوسرے چالیس آدمیوں پر

سوید بن سلیم کو سردار بنایا اور تیسرے کو محلل بن وائل کے سپرد کیا اور چالیس آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھا۔ شبیب کے جاسوسوں نے اسکو خبر دی کہ جزل دیر یزدجرد میں مقیم ہے تو اُس نے اپنی فوج کو تیار ہو جانے کا حکم دیا اور روانہ ہو گیا اس نے سردار کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ جزل کے پاس اسی راستے سے آئے جو اسے بتا دیا گیا ہے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ ہم رات کو ان پر شبخون مارنا چاہتے ہیں اس لیے سخت لڑائی کے لیے تیار رہو۔ اس کا بھائی مصاد دیر خرارہ میں پہنچا اور وہاں جزل کی ایک جماعت سے جو ابن ابی لینہ کی سرکردگی میں تھی مقابل ہوا۔ مصاد نے اپنی فوج کو لیکر اس پر حملہ کر دیا کچھ دیر تک وہ لوگ بھی لڑتے رہے لیکن پھر سامنے سے ہٹ گئے دوسرے راستے سے شبیب آ پہنچا اور اس نے چلا کر کہا کہ ان پر حملے کیے جاؤ تا کہ ان کے لشکرگاہ میں داخل ہو سکو چنانچہ انہوں نے زور سے دھاوا کیا اور لشکرگاہ کے قریب پہنچ گئے لیکن جزل کی فوج نے ان کو خندق میں داخل ہونے سے روکا جزل کے دوسرے فوجی دستے جو اِدھر اُدھر گشت لگا رہے تھے وہ بھی پلٹ کر ادھر آ گئے اور ان کو خندق میں داخل ہونے سے باز رکھا۔ شبیب نے کہا کہ ان کو نیزوں سے مار کر ہٹا دو۔ خود شبیب نے ان پر زور و شور سے کئی حملے کیے اور خندق سے پیچھے بھی ہٹا دیا لیکن انہوں نے ان کو نیزوں اور بھالوں کا نشانہ بنا لیا۔ جب شبیب نے دیکھا کہ اس وقت وہاں تک پہنچنا سخت مشکل ہے تو اس نے اپنے اصحاب کو لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس وقت نکل چلو ان کو ساتھ لے کر وہ دوسرے راستے پر آیا اور وہاں ٹھیر کر ذرا آرام لینے لگا۔ اس کے بعد پھر جزل کی طرف اسی حالت میں پلٹا اور اپنی فوج کو کہا کہ ان کے لشکرگاہ کو چاروں طرف سے گھیر لو چنانچہ انہوں نے اسی طرح سے پیشقدمی کی جزل نے اپنے ان محافظ دستوں کو بھی جو چاروں طرف گشت لگا رہے تھے خیمے کے اندر داخل کر لیا اور اب وہ ہر طرح سے مامون تھے شبیب کے دوبارہ حملہ کرنے کی ان کو اس وقت خبر ہوئی جب گھوڑوں کے ٹاپ کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی، یہ لوگ صبح صادق ہونے سے قبل پہنچے اور فوجی پڑاؤ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر دی۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو ان سے کوفہ کی سمت لڑ رہا تھا بلا بھیجا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آ گیا اور تینوں طرف سے لڑائی ہونے لگی۔ حتیٰ کہ لڑتے لڑتے صبح ہو گئی شبیب فوراً اسی

عالم ناکامی میں ان کو چھوڑ کر بھاگا۔ اور وہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ٹھیرا صبح کی نماز پڑھی اور وہاں سے جرجرایا چلا گیا۔ جزل خوب مستعد ہو کر ان کی تلاش میں نکلا اور جہاں ٹھیرتا وہاں خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیتا اور شبیب جوخیٰ اور ارد گرد کے مقامات پر گشت لگا رہا تھا اور بدامنی پھیلا رہا تھا لوگوں کو خراج دینے سے روکتا تھا۔ حجاج کو یہ فضول طول ناپسند ہوا۔ اس نے جزل کو خط لکھا جس میں اسکی تاخیر اور سستی سے ناراضی ظاہر کی اور شبیب سے جلد جنگ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جزل نے شبیب کی تلاش میں سخت جانفشانی شروع کی۔ اسی اثنا میں حجاج نے سعید بن مجالد کو جزل کی فوج پر افسر بنا کر بھیجدیا اور اس کو لڑائی میں جدوجہد کرنے کی ہدایت کی۔ تاخیر اور سستی سے منع کیا سعید وہاں سے جزل کے پاس آیا جو اس وقت نہروان میں تھا اور اس نے خندق کھود کر اپنی فوجوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ سعید جب وہاں پہنچا تو اس نے فوج میں کھڑے ہو کر لوگوں کو برا بھلا کہا اور ان کو دھمکایا اس کے بعد لوگوں کو مجتمع کیا اور گھوڑوں کو اکٹھا کرنیکا حکم دیا۔ تاکہ ایک پورا رسالہ لے کر شبیب کے مقابلہ میں جائے اور باقی آدمیوں کو وہیں چھوڑ دے۔ جزل نے پوچھا کہ آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو سعید نے جواب دیا کہ میں اس رسالے کو لیکر شبیب پر حملہ کرنا چاہتا ہوں جزل نے کہا کہ پیادہ اور سواروں کے ساتھ ہیں ٹھیرو۔ شبیب خود ہی پیشقدمی کرے گا۔ اس وقت اپنی فوج کو منتشر نہ کرو۔ سعید نے کہا کہ تم باقی فوج کے ساتھ یہاں ٹھیرو اور میں یہ دستہ لے کر جاتا ہوں آخر میں جنرل نے یہ صاف کہدیا کہ اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اپنے دل سے کر رہے ہو۔ میں اسمیں مطلق شریک نہیں ہوں اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ سعید بغیر کچھ سوچے سمجھے ان سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اور جزل باقی دستوں کے ساتھ وہیں رہا۔ اور ان کو صفوں میں مرتب کر کے خندق کے سامنے کھڑا کر دیا۔ شبیب چکر کھاتا ہوا قطیطیا پہنچا اور وہاں کے ایک دہقان سے کہا کہ ہمارے لیے کھانا تیار کرو۔ دہقان نے دروازہ بند کر دیا اور کھانے کے انتظام میں مشغول ہو گیا۔ ہنوز انتظام خورد و نوش سے فراغت نہیں پائی تھی کہ سعید اپنی فوج کے ساتھ آدھمکا دہقان نے دوڑ کر شبیب کو اس کی خبر دی اس نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے تم کھانا تو لاؤ کھانا آیا اور سب لوگوں نے کھانا کھایا شبیب نے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور پھر خچر پر سوار ہو کر باہر نکلا۔ سعید شہر کے

صدر دروازے پر تھا۔شبیب کو دیکھ کر اس نے حملہ کیا۔شبیب نے کہا خدا کے سوا کسی کا حکم قابل تسلیم نہیں ہے۔میں ابو بدلہ ہوں ٹھیرو اگر خیریت چاہتے ہو۔سعید نے شبیب کی جماعت کو دیکھ کر برابر یہ کہا کہ یہ تو ایک لقمے کے آدمی ہیں (یعنی بہت کم ہیں) اپنے سواروں کو جمع کر کے شبیب کے مقابلے میں بھیجا۔شبیب نے جب اس کی فوج کو متفرق ہوتے دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ ان پر زور سے یورش کرو۔واللہ یا تو میں اس کو قتل کر ڈالونگا یا وہ مجھے قتل کر دے گا۔یہ کہہ کر شبیب نے حملہ کیا اور خوب لڑا۔یہاں تک کہ شکست دیدی صرف سعید میدان میں باقی رہا۔شبیب نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا۔سعید کے ساتھیوں میں سے کچھ تو مقتول ہوئے اور باقی شکست کھا کر جزل کے پاس گئے۔جزل نے لوگوں کو پکارا کہ ادھر آؤ اور سب کو یکجا کر کے شبیب سے پھر لڑا۔لڑائی نے زور پکڑا اور وہ زخمی ہو کر گر پڑا اور مجروحین کی صفوں سے وہ بھی اٹھایا گیا۔جزل کی ہزیمت خوردہ فوج کوفہ پہنچی اور جزل خود مدائن میں مقیم رہا۔وہاں سے حجاج کو ان واقعات کی اور خصوصاً سعید کے مقتول ہونے خبر دی۔حجاج نے اس کی بہت تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔اور حیان بن ابجبر کو اس کے معالجے کے لئے روانہ کیا اور اخراجات کے لئے دو ہزار درھم بھی بھیجے۔عبداللہ بن ابی عُصیفر امیر مدائن نے بھی ایک ہزار درہم دئے اور برابر اس کے عیادت کرتا رہا۔نیز مختلف اوقات میں تحفہ و تحائف بھی بھیجتا رہا۔شبیب یہاں سے مدائن کی طرف گیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ اہل شہر تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔تو وہاں سے پلٹ کر کرخ کی طرف روانہ ہوا۔اور دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے چند آدمیوں کو بازار بغداد میں اس غرض سے بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو وہ مطمئن کر دے کیونکہ اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہاں کے لوگ اس سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں اور ان کے بازار کا دن تھا ان لوگوں نے جا کر انھیں اطمینان دلایا اور شبیب وہاں داخل ہوا۔شبیب نے اور اس کے ساتھیوں نے سواری کے جانور اور دوسری ضروری اشیاء خریدیں۔

شبیب کا کوفہ کی طرف روانہ ہونا

یہاں سے شبیب کوفہ کی طرف چلا اور حمام عمیر بن سعد کے قریب مقیم ہوا۔حجاج کو اس کے

وہاں موجود ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے سوید بن عبد الرحمٰن سعدی کو دو ہزار آدمی دیئے اور اس سے کہا کہ شبیب کا تعاقب کرو اگر وہ بھاگے تو تم اسے چھوڑ دو سوید سنجہ میں آکر اپنی فوج مرتب کرنے لگا اور جب اسے معلوم ہوا کہ شبیب قریب آگیا ہے تو اس کی طرف چلا۔ لیکن اس کی فوج اس طرح جبراً جا رہی تھی کہ گویا وہ موت کی طرف کھنچے جا رہے تھے۔ حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی حکم دیا کہ شبیب کا تعاقب کرو وہ بھی سنجہ ہی میں فوج درست کرنے لگا۔ سوید وہاں سے زرارہ پہنچا اور وہیں ترتیب میں مشغول تھا اسے معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آرہا ہے چنانچہ وہ اور اس کے تمام اصحاب مقیم ہوئے۔ مگر پھر اسے خبر ملی کہ شبیب نے یہ راستہ چھوڑ دیا ہے اور دریائے فرات عبور کر کے کوفہ کسی دوسری راہ سے جانا چاہتا ہے سوید نے اپنی فوج میں شبیب کے کوفہ کی طرف جانے کا اعلان کر دیا اور خود بھی اسی طرف روانہ ہو گیا ادھر جو لوگ عثمان کے ساتھ تھے ان کو بھی معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آرہا ہے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سوچا کہ کوفہ میں داخل ہو جائیں لیکن پھر بعد کو معلوم ہوا کہ سوید اس کے تعاقب میں تھا اور اس سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے سوید ان سے لڑ رہا ہے لیکن شبیب نے سوید کی فوج پر ایسا جارحانہ حملہ کیا کہ وہ کچھ نہ کر سکی۔ اس کے بعد شبیب کوفہ کے موڑ سے گذرتا ہوا حیرہ کی طرف چلا گیا سوید نے بھی ادھر ہی کا رخ کیا لیکن حیرہ پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ شبیب وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا اس لئے اُس نے تعاقب کرنا چھوڑ دیا رات حیرہ ہی میں گذاری اور صبح کو حجاج کے یہاں شبیب کے روانہ ہو جانے کی اطلاع دی۔

شبیب اور اہل بادیہ کی لڑائی

جب حجاج نے سوید کو شبیب کے تعاقب کا حکم دیا اور وہ پورا تعاقب کر چکا تو شبیب نے فرات کے اسفل کے حصہ پر چھاپے مارے اور پھر خفان کے قریب چلا گیا وہاں اس نے بنی ورثہ کے لوگوں کو دیکھا تو ان سے خفیف سی جنگ ہوئی اور شبیب نے ان کے (۱۳) آدمیوں کو قتل کر ڈالا جن میں حنظلہ بن مالک بھی تھا خفان سے وہ بنی اُمیہ کے پاس جو نصف میں مقیم تھے آیا۔ اسی جگہ پر فزر بن اسود جو بنی صلت کے

خاندان سے تھا ٹھیر اتھا وہ شبیب کو اس ارادے سے یعنے بغاوت وغیرہ سے منع کیا کرتا تھا اور شبیب کہا کرتا تھا کہ اگر میں سات گھوڑوں کا مالک ہو جاؤں تو ضرور فزر سے جنگ کرونگا فزر کو بھی شبیب کی خبر مل گئی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مکانات کی پشت پر سے چلدیا۔ جب شبیب اور اہل بادیہ کی جنگ ہوئی تو وہ شکست کھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا چونکہ اہل بادیہ سے دوبارہ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیئے قسطنطانہ پہنچا اور وہاں سے قصر بنی مقاتل اور وہاں سے اصہ اور انبار اور دقوقہ میں آیا۔ یہاں سے آذربیجان پہنچا جب کوفہ سے دور نکل گیا ج بیخوف ہو کر بصرہ چلا گیا اور کوفہ میں اپنا جانشین عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو بنا گیا۔ لوگ شبیب کی حالت سے بے خبر تھے کہ یکایک بابل مہرو ذ کے دہقان کا خط عروہ کے پاس آیا جس میں اس نے یہ لکھا تھا کہ بعض خراج وصول کنندگاں نے یہ خبر دی ہے کہ شبیب خانیجا میں اترا ہے اور وہاں سے وہ کوفہ جانے کے ارادے میں ہے۔ عروہ نے فوراً یہ خط حجاج کے پاس بھیجدیا حجاج خط دیکھتے ہی روانہ ہو گیا۔ تاکہ شبیب سے قبل کوفہ پہنچ جائے۔

شبیب کا کوفہ میں داخلہ

شبیب ایک قریہ میں آیا جس کا نام حربی تھا اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حرب (لڑائی) سے تمہارا دشمن برباد ہو وہاں سے چلکر وہ عقرقوف چلا آیا سوید بن سلیم نے اس سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ اس منحوس نام والے مقام سے کیوں چلے آئے شبیب نے کہا کہ ہاں میں نے اس سے بدفالی لی۔ خدا کی قسم میں اپنے دشمنوں کے سامنے بغیر اس کے نہیں جا سکتا۔ اور اس کی نحوست انھیں کے لیئے ہے اور انشا اللہ تباہی اور بربادی بھی انھیں کے لیئے ہے۔ عقرقوف سے شبیب فوراً اس خیال سے روانہ ہو گیا تاکہ حجاج سے قبل پہنچ جائے۔ اس عرصہ میں عروہ کے پاس سے برابر حجاج کے پاس خط آتے رہے جس میں عجلت کی سخت تاکید ہوتی تھی۔ چنانچہ حجاج بڑے بڑے منازل طے کرتا ہوا عصر کے وقت کوفہ میں پہنچ گیا اور شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ مغرب کے وقت سنجہ میں پہنچا۔ وہاں ٹھیر کر ان لوگوں نے کچھ کھایا پیا اور اس کے بعد سوار ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے سب سے پہلے بازار میں آئے شبیب نے اپنے

بھاری گرز سے باب القصر پر ایک شدید ضرب لگائی جس کا نشان پڑ گیا شبیب چل کر ایک چبوترے پر کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

عبد دعی من ثمود اصلہ	لا بل یقال ابوا بیھم یقدم
ایک شخص اسکا مدعی ہے کہ یہ آل ثمود سے ہوں	نہیں اس کے دادا کا نام تو یقدم تھا

یعنے حجاج کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ بنو ثقیف قوم ثمود کی بلکہ نسل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو یقدم الایادی کی اولاد ہیں۔ شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ آگے بڑھا اور کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا اس پاک مسجد میں ہمیشہ لوگ عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے چنانچہ اس رات کو بھی عقیل بن مصعب ودداعی، عدی بن عمرو ثقفی، ابو لیث بن ابی سلیم یہاں اسی شغل میں تھے۔ یہ لوگ جب یہاں پہنچے تو ان تینوں کو قتل کر ڈالا۔ وہاں سے نکلکر وارحوشب کی طرف سے گذرے۔ جو شرطہ کا حاکم تھا اور اس سے کہا کہ چل تجھے امیر بلاتے ہیں وہ چلنے کیلئے تیار ہو چکا تھا لیکن اس نے پہچان لیا اور وہ بدظن ہوا اور گھر سے باہر تک نہیں آیا ان لوگوں کا جب کچھ داؤ نہیں چلا تو اس کے غلام کو قتل کر ڈالا اس کے بعد یہ لوگ حجاف بن نبیط شیبانی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہاں آؤ ہم تمھاری اونٹنی کی قیمت ادا کر دیں جو ہم نے بازار میں تم سے خریدی تھی۔ حجاف نے سوید سے کہا کہ مجھے یہ تیری جھوٹی باتیں تو یاد نہیں ہیں لیکن رات زیادہ تاریک ہو چکی ہے اور تو اپنے گھوڑے پر سوار ہے اور کہا کہ اے سوید خدا اس مذہب کو برباد کرے جو اعزا اور اقربا کے قتل و خونریزی کے بغیر ترقی نہ کر سکے یہاں بھی یہ لوگ ناکام رہے تو مسجد بنی ذہل میں گئے وہاں اتفاقاً ذہل بن حارث کو دیکھا جو دیر تک اس میں نمازیں پڑھتا رہتا تھا اس کا بھی انھوں نے کام تمام کیا۔ اس تمام قتل و خون کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ سے نکل گیا راستے میں نضر بن قعقاع بن شور ذہلی ملا۔ تو اس نے شبیب کو دیکھ کر السلام علیک ایہا الامیر کہا سوید نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے تو امیر المومنین کہکر کیوں نہیں پکارتا پھر نضر نے السلام علیک یا امیر المومنین کہا۔ شبیب نے نضر سے کہا کہ اے نضر اللہ کے سوا کسی کا حکم[1] نافذ نہیں ہو سکتا ہے اور اس پر لعنت بھیجنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر انا للہ و انا الیہ راجعون کہ

[1] لاحکم الا اللہ۔ خوارج کا شعار تھا۔

پڑھنے لگا۔ اصحاب شبیب نے یہ سنکر اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ نضر بصرہ سے حجاج کے ساتھ روانہ ہوا تھا لیکن کسی وجہ سے پیچھے رہگیا تھا۔ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اس لیئے شبیب چاہتا تھا کہ وہ بچ جائے۔ (لیکن نضر چونکہ اس کے ساتھیوں کا مخالف تھا اس لئے انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ جماعت یہاں سے رومہ کی طرف چلی گئی۔ حجاج نے فوراً شہر میں منادی کرائی کہ اے اللہ کے سپاہیو مستعد ہو جاؤ۔ حجاج اس وقت باب القصر کے اوپر تھا اور اس کے سامنے شمعدان رکھا تھا اس اعلان کے بعد سب سے پہلا شخص آستانہ حجاج پر جو پہنچا وہ عثمان بن قطن بن عبد اللہ بن حصین ذی القصہ تھا اس نے جاکر خادم سے کہا کہ امیر کو میرے آنے کی خبر دو۔ خادم نے کہا کہ اسی جگہ ٹھیرو۔ اتنے میں ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور کافی اجتماع ہو گیا۔ حجاج نے اسی وقت بشر بن غالب اسدی کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اور زائدہ بن قدامہ ثقفی کو دو ہزار آدمی کے ساتھ ابوالضریس مولی بنی تمیم کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا اور عبد اللہ علی بن عبد اللہ بن عامر اور زیاد بن عمرو عتکی کو ان ہی کے ساتھ بھیجا۔

ادھر عبد الملک بن مروان نے محمد بن موسی بن طلحہ بن عبید اللہ کو سجستان کا حاکم بنایا اور حجاج کو حکم دیا تھا کہ ایک ہزار فوج دے اور ہر طرح تیار کر کے اسکو جلد سے جلد سجستان روانہ کر دے۔ حجاج اسی تیاری میں تھا کہ شبیب کا قصہ چھڑ گیا یہ صورت حالات دیکھ کر حجاج نے محمد بن موسیٰ سے کہا کہ شبیب اور ان خوارج سے مقابلہ اور ان کے خلاف جہاد کرو۔ فتح تمھاری ہو گی اور تمھارا نام قریب و دور مقامات میں مشہور ہو جائے گا اس کے بعد ولایت پر روانہ ہو جانا۔

چنانچہ حجاج نے اس کو ان فوجوں کے ساتھ روانہ کر دیا اور کہا کہ اگر کوئی لڑائی درپیش ہو تو اس فوج کے سردار زائدہ بن قدامہ ہوں گے۔ یہ لوگ فرات کے شبیب کی جگہ پر مقیم ہوئے لیکن شبیب نے ادھر کا راستہ چھوڑ دیا اور قادسیہ کی راہ لی۔

شبیب اور زحر بن قیس کی لڑائی

حجاج نے عمدہ گھوڑے سوار آدمیوں کی ایک فوج جس کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو تھی

زحر بن قیس کے ماتحت روانہ کی اور اسے ہدایت کی کہ شبیب کا پورا تعاقب کرو اور جہاں ملے اس پر حملہ کرو لیکن ہاں اس وقت حملہ نہ کرنا جب وہ جا رہا ہو تاوقتیکہ وہ خود پیش قدمی نہ کرے یا کہیں پر مقیم نہ ہو۔ زحر یہاں سے روانہ ہوا اور سیلحین تک آ گیا۔ اتفاق سے شبیب نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ ادھر ہی موڑی اور دونوں ایک ہی جگہ آکر ٹکرا گئے۔ شبیب اپنی فوج کو مرتب کر کے زحر کی طرف بڑھا اور حملہ کر دیا۔ زحر نے بھی مدافعت کی اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ شبیب نے لڑتے لڑتے زحر کو نیچے گرا دیا اور بقیہ فوج کو شکست دیدی۔ شبیب کے اصحاب نے یہ خیال کیا کہ زحر بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ لیکن جب رات زیادہ گذری اور سردی نے زحر کو کپکپا دیا تو وہ پریشان ہو کر اٹھا اور گاؤں میں گیا اور باقی رات وہیں گذاری اور صبح کو لوگوں نے اُسے کوفہ پہنچا دیا۔ کوفہ اس حال میں پہنچا کہ اس کے سر اور چہرے پر دس سے زیادہ کاری زخم تھے کچھ دن وہاں آرام لیتا رہا اس کے بعد حجاج سے ملنے گیا حجاج نے اس کو اپنے تخت پر تعظیماً بٹھالیا۔ اور کہنے لگا کہ جو زندہ جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے اور وہ شہید بھی ہو تو زحر کو دیکھے۔

شبیب اور مذکورۂ بالا سرداروں کی جنگ اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کا قتل

زحر کی فوج نے جب شکست کھائی تو اصحاب شبیب نے اس سے کہا کہ ہم نے تو ابھی ایک ہی فوج کو شکست دی ہے اور وہ لوگ بہت زیادہ ہیں شبیب نے اُن سے کہا کہ اس شکست نے ان تمام سرداروں اور فوجوں کو جو ہمارے تعاقب میں ہیں مرعوب کر دیا ہے اس لیے ہمیں فوراً ان کا پیچھا کرنا چاہیے اور خدا کی قسم اگر ہم نے ان سے لڑ کر فتح حاصل کر لی تو حجاج تک کوئی بھی ہمارا سد راہ نہیں ہو سکتا اور پھر انشاء اللہ کوفہ پر قبضہ حاصل کر لیں گے۔ شبیب کے اصحاب نے کہا کہ آپ جو کچھ مناسب سمجھیے کیجیے ہم تو آپ کے تابع ہیں۔ چنانچہ وہ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ان سرداروں کے حالات دریافت کرتا رہا اسے معلوم ہوا کہ وہ روذبار میں مقیم ہیں جو کوفہ سے ۲۴ فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ شبیب اپنی فوج کو لے کر اسی طرف روانہ ہوا۔ حجاج کو جب معلوم ہوا کہ شبیب آرہا ہے تو اس نے ان لوگوں کو اس کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ امیر العسکر زائدہ

بن قدامہ ہیں شبیب جب وہاں پہنچا تو اس نے خلاف توقع ان لوگوں کو جنگ کے لئے مستعد پایا۔ اہل کوفہ کے میمنہ پر زیاد بن عمرو العتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی تھا اور باقی ہر سردار اپنی اپنی جماعتوں کو لئے ہوئے مقابلہ کے لئے کھڑا تھا۔ شبیب نے بھی ایک کمیت رنگ سفید پیشانی والے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے تین دستوں کو آگے بڑھایا میمنہ کے مقابل میں سوید بن سلیم ایک دستہ کو لیکر کھڑا ہوا۔ اور میسرہ کے مقابل میں مصاد شبیب کا بھائی کھڑا ہوا اور تیسرے دستہ کو شبیب نے اپنے ساتھ رکھا اور قلب میں کھڑا ہوا ادھر یہ بن قدامہ نے اپنی فوجکو جہاد کیلئے جوش دلانا شروع کیا اور دشمنوں کی قلت تعداد اور ان کی ضلالت اور گمراہی کا اپنی کثرت حق پرستی اور راست بازی سے موازنہ کرکے ان کو اس کام کے لئے مشتعل کر دی۔ اور پھر اپنی جگہ پر واپس آ گیا سب سے پہلے سوید بن سلیم نے زیاد بن عمرو عتکی پر حملہ کیا جس سے تقریباً نصف کی تعداد میں لوگ متفرق ہو گئے اور باقی اضعف جماعت کے ساتھ زیاد اڑا رہا۔ سوید نے تھوڑی دیر ٹھہر کر دوسرا حملہ کر دیا کچھ دیر نیزہ بازی ہوتی رہی۔ زیادہ کافی وقت تک استحکام کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن سوید بھی شجیع العرب تھا اس نے بھی اپنا کمال دکھایا اور پھر کچھ دیر کے لئے رک گیا اس عرصہ میں اس نے دیکھا کہ زیاد کے آدمی منتشر ہو رہے ہیں سوید کی فوج نے جب یہ دیکھا تو سوید سے کہنے لگی کہ دیکھو وہ لوگ بھاگے جا رہے ہیں ان پر جلدی سے حملہ کرو لیکن شبیب نے منع کیا اور کہا کہ ابھی ٹھہرو ذرا ان کے لوگوں کو اور منتشر ہو جانے دو۔ سوید کچھ دیر منتظر رہا اور پھر تیسرا حملہ کیا اس حملہ میں زیاد کی فوج نے کامل شکست کھائی۔ اور زیاد پر ہر طرف سے تلواروں کے وار ہونے لگے۔ لیکن زرہ کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ آخر کار کسی قدر زخمی ہو کر یہ بھی ہار گیا۔ یہ شام کا وقت تھا اس کے بعد شبیب کی فوج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر دھاوا کیا اور فوراً ہی شکست کھا گیا کیونکہ وہ خود زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا بلکہ زیاد سے ملگیا، اور دونوں شکست کھا کر اپنی منزل پر واپس آ گئے اس کے بعد خوارج نے پھر حملہ کیا اور شام کے وقت تک محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے اس سے دل کھول کر لڑے۔ لیکن وہ ثابت قدم رہا تو پھر مصاد نے بشر بن غالب اسدی پر حملہ کیا جو میسرہ پر تھا بشر سنبھلا اور اپنے ساتھ پچاس آدمیوں کو گھوڑوں سے اتار کر پیادہ لڑنے لگا لیکن سب کے سب مارے گئے اور باقی فوج نے بھی شکست کھائی اس کے بعد خوارج نے ابو ضریس مولی بن تمیم پر

حملہ کیا جو بشر کے نزدیک کھڑا تھا اور اسے بھی شکست دیکر اعین کی جگہ پر پہنچا دیا اور دونوں کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے آخر زایدہ بن قدامہ تک پہنچے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اس نے للکارا کہ اے مسلمانو! خبردار اس کا کفر تمہارے ایمان کے مقابلہ میں زیادہ غالب نہ ہونے پائے اور نہ یہ تم سے زیادہ ثابت قدم رہ سکیں چنانچہ وہ تمام رات صبح تک برابر ان سے لڑتا رہا شبیب نے اپنی فوج کی ایک جماعت لیکر پھر حملہ کیا اور اس کی تمام فوج کو اس کے ساتھ کاٹ کاٹ کر اس کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ جب زایدہ مقتول ہو گیا تو ابو ضریس اور اعین ایک بہت بڑے محل میں داخل ہوئے جو قریب ہی سے نظر آتا تھا اور شبیب نے اپنی فوج کو تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا۔ اور لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا۔ چنانچہ صبح کے وقت ان کو بیعت کی دعوت دی گئی اور سبھوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ بھی تھا شبیب نے کہا کہ یہ حکمین (ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص جو جنگ صفین کے حکم مقرر ہوئے تھے) میں سے ایک کا لڑکا ہے لوگوں نے یہ سنکر اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا لیکن شبیب نے کہا کہ اس کا کیا قصور ہے پھر لوگوں نے چھوڑ دیا۔ بیعت کرنے والوں نے شبیب کی ایک امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم شروع کی اور شبیب نے بھی ان کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ صبح تک تمام لوگ اسی طرح رہے لیکن جب صبح کی نماز کا وقت آ گیا تو محمد بن موسیٰ ابن طلحہ نے جس نے ابھی تک شکست نہیں کھائی تھی اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ موذن نے اذان دی تو یہ آواز شبیب کے کانوں میں پہنچی اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ محمد بن موسیٰ نے ابھی شکست نہیں کھائی شبیب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حماقت آمیز تکبیر نے اسکو دغا دیا ہے۔ شبیب نے پھر اذان دی اور سبھوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور پھر سب ملکر محمد پر حملہ آور ہوئے۔ محمد کی فوج میں سے ایک جماعت نے تو شکست کھائی اور ایک کے ساتھ وہ برابر لڑتا رہا آخر میں وہ بھی مقتول ہو گیا اور خوارج نے تمام لشکر کے مال و متاع کو لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے شبیب پر بیعت کی تھی وہ سب شکست کھا گئے اور ان میں سے کوئی زندہ نہ بچا اس کے بعد شبیب اس محل میں آیا جس میں اعین اور ابو ضریس تھے وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے لیکن شبیب صرف ایک دن ٹھہر کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ شبیب کے اصحاب نے اس سے کہا کہ

اب تو کوفہ تک کوئی مانع نہ رہا۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی تو انھیں بہت زیادہ زخمی پایا اور کہنے لگا کہ آج جو کچھ تم نے کارنامے کئے ہیں وہ گزشتہ جنگوں سے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مقام نفر میں پہنچا اور وہاں سے صراۃ میں آیا اور وہاں سے خانیجار میں آکر مقیم ہوا۔ حجاج کو یہ خبر ملی کہ وہ نفر میں آیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ مدائن آنا چاہتا ہے کیونکہ مدائن کوفہ کے دروازہ کی حیثیت رکھتا ہے جس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سواد کا ایک بڑا حصہ اس کے قبضہ میں آجائے گا۔ اس خیال سے حجاج خوفزدہ ہوا اور عثمان بن قطن کو مدائن، جوخی، انبار، کا امیر مقرر کر دیا اور وہاں سے عبداللہ بن ابی عُصَیفر کو معزول کر دیا عبداللہ جزل کے زخموں کا علاج کراتا تھا اس کی ہمیشہ خبر گیری کرتا تھا جب عثمان ابن قطن وہاں آیا تو اس نے جزل پر کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ تو جزل نے کہا کہ اے خداوندا عبداللہ کو جود و فضل میں بڑھا اور عثمان بن قطن کی بخل اور بدبختی میں اضافہ کر دے۔

بعض روایت میں ہے کہ محمد بن موسیٰ کے قتل کی روایت دوسری ہے وہ یہ ہے کہ محمد بن موسیٰ، عمر بن عبیداللہ بن معمر کے ساتھ جنگ ابو فدیک میں شریک ہوا تھا چونکہ محمد ایک بہادر اور طاقتور آدمی تھا اس لئے عمر نے اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دی اور محمد کی بہن عبدالملک کی بیوی تھی۔ اسی رشتہ کی وجہ سے عبدالملک نے اس کو سجستان کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور وہ کوفہ کی طرف سے گذرا جہاں اس وقت حجاج موجود تھا۔ حجاج سے کسی نے آکر کہا کہ اگر محمد سجستان اسی قرابت کے ساتھ امور کیا گیا تو کوئی شخص جس کو تم گرفتار کرنا چاہو گے وہ تمہارے تفویض نہ کرے گا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا تدبیر ہے اس نے کہا کہ آپ اس سے ملئے اور اس کو سلام کیجئے اس کی شرافت اور نجابت، شجاعت اور بہادری کی اس کے سامنے تعریف کیجئے اور یہ بھی کہیئے کہ شبیب تمہارے راستہ میں حایل ہے اور اس نے مجھے بھی عاجز کر دیا ہے مجھے امید ہے کہ اگر خدا نے اس کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں کیا تو یہ بات تمہارے لیے سرمایہ فخر و ناز ہوگی حجاج نے یہی چال چلی اور محمد نے اس کو قبول کر لیا اور شبیب کی طرف روانہ ہو گیا جب یہ وہاں پہنچا تو شبیب نے کہلا بھیجا کہ تجھ کو لوگوں نے دھوکا دیا ہے حجاج نے تیرے ساتھ دغابازی کی ہے چونکہ تم میرے پڑوسی ہو اس لئے تمہارا مجھ پر

حق ہے۔ تم جس کام پر مامور کئے گئے ہو اس کو جاکر انجام دو اور خدا کی قسم میں تجھے کسی قسم کی اذیت نہیں دوں گا۔ لیکن محمد نے انکار کر دیا اور جنگ کے سوا کسی چیز پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ شبیب سے اور قاصد سے جب ملاقات ہوئی تو اس نے اسکو پھر واپس کر دیا لیکن محمد برابر انکار ہی کرتا اور میدان میں آنے کی دعوت دیتا رہا۔ چنانچہ بطین بن قعنب اور سوید بن سلیم میدان میں اترے لیکن محمد شبیب کے سوا کسی سے لڑنا نہیں چاہتا تھا مجبوراً شبیب مقابلہ میں آیا اور کہا کہ میں تجھے اپنا خون بہانے میں خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ تو اپنے کو بچا کیونکہ تو میرا پڑوسی ہے مگر محمد نے کچھ نہیں سنا آخرکار شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک لوہے کا گرز (جس کا وزن ۱۲ رطل شامی تھا ایک رطل آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے) اس کے سر پر مارا جس سے اس کا خود اور سر چکنا چور ہو گیا اور اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔ شبیب نے پھر اس کی تجہیز و تکفین کی اور اس کی فوج سے جو کچھ غنیمت ملا اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت اس کے گھر والوں کے پاس بھیجدی اور اپنے اصحاب سے معذرت کی کہ وہ میرا پڑوسی تھا اس لئے مجھے اختیار ہے کہ جو بھی سلے مرتدین کو دیدوں (یعنے ان غیر خارجی لوگوں کو جو محمد کے اعزا و اقرباء میں سے تھے۔)

شبیب اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی لڑائی اور عثمان بن قطن کا قتل۔

ان متواتر ہزیمتوں کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو بلا بھیجا اور اسے حکم دیا کہ چھ ہزار شہسواروں کو منتخب کر لے شبیب کا جہاں بھی وہ ہو تعاقب کرے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے چھ ہزار سواروں کی ایک فوج مرتب کر لی اور وہاں سے روانہ ہو گیا جب وہ کچھ دور نکل گیا تو حجاج نے ایک خط بھیجا جس میں اس نے فوج کو اس بات کی دھمکی دی کہ اگر تم نے اس مرتبہ بھی شکست کھائی تو یاد رکھو کہ میں بڑی سخت سزا دوں گا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالرحمٰن مدائن آیا اور جزل سے بطور عیادت کے ملنے گیا اس نے عبدالرحمٰن کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور شبیب اور اس کے ساتھیوں سے خوف بھی دلایا اور اپنا گھوڑا جس کا نام فسیفسا تھا اسکو ہدیۃً دیا یہ گھوڑا میدان مسابقت میں سب سے آگے نکل جاتا تھا۔ عبدالرحمٰن جزل سے رخصت

ہو کر شبیب کی طرف چلا۔ شبیب اس وقت دقوقہ اور شہر زور کی طرف جا رہا تھا۔ عبدالرحمن بھی اسی طرف تلاش میں نکلا جب مقام تخوم پر پہنچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ یہ موصل کی زمین ہے ان سے اس کی حفاظت کے لئے یہاں ضرور جنگ کرنی چاہیئے اسی اثناء میں اس کے پاس حجاج کا دوسرا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا۔ "اما بعد شبیب کو تلاش کرو جہاں وہ جائے اس کا تعاقب کرو یہاں تک کہ تم اسے پالو اور قتل کر ڈالو یا جلا وطن کر دو کیونکہ عالم اسلامی میں امیر المومنین کے حکم کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا اور فوج وہی فوج ہو گی جو ان کی مطیع ہے" چنانچہ عبدالرحمن شبیب کے تعاقب میں رہا جب شبیب اس سے بچتا رہا پھر وہ اس کے قریب آجاتا تھا اور اس پر شب خون مارتا تھا اور دیکھتا تھا کہ اس نے خندق کھود لی ہے اور اپنے کو محفوظ کر لیا ہے پس چھوڑ کر واپس چلا آتا تھا دوسرے دن شبیب جب کوچ کرتا تو پھر عبدالرحمن اس کے تعاقب میں لگا رہتا۔ یہ خبر شبیب کو ملی کہ عبدالرحمن رات کو چھاپہ مارنے کے خیال سے آتا ہے اور جب اسے ہماری غفلت کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا تو بے نیل مرام واپس جاتا ہے۔ شبیب نے ایک دوسری تدبیر کی وہ یہ کہ جب عبدالرحمن نزدیک آجائے تو وہ ۲۰ فرسخ آگے جا کر کسی سخت زمین پر مقیم ہوا اس صورت میں عبدالرحمن کو ہمیشہ تعاقب ہی کرتے گذرتا اس وجہ سے فوج کو سخت مصائب اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ان کے جانوروں کے پیر چلتے چلتے زخمی ہو گئے۔ اور اسے بھی ہر قسم کی آفتیں برداشت کرنی پڑیں مگر عبدالرحمن برابر تعاقب کرتا رہا۔ شبیب خانقین، جلولا، سامرا، پر سے گذرتا ہوا بت میں آیا جو موصل کا ایک گاؤں ہے۔ ربت اور آبادی کوفہ کے درمیان صرف نہر حولایا حائل ہے اور یہ نہر ارض جوخی میں راذان اعلیٰ پر واقع ہے عبدالرحمن اسی نہر کے موڑ پر اترا۔ کیونکہ وہاں کی زمین میں قدرتی طور پر خندقیں تھیں۔ اس کے بعد شبیب نے عبدالرحمن کو یہ کہلا بھیجا کہ آجکل ہماری اور تمہاری عید کا زمانہ ہے یعنے عید اضحیٰ ہے تو کیا ان دنوں کے لئے مصالحت کر سکتے ہو عبدالرحمن نے منظور کر لیا۔ کیونکہ وہ خود جنگ کی مدت میں طول دینے کا خواہشمند تھا ادھر عثمان بن قطن نے حجاج کو یہ خط لکھ بھیجا۔ "اما بعد۔ عبدالرحمن نے جوخی کی تمام زمین کو خندق بنا ڈالا۔ وہاں کا خراج وصول کرانا بند کر دیا۔ اور شبیب کو وہاں کے باشندوں کے لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا ہے والسلام"۔ حجاج نے جواب میں اس کو فوج کی طرف روانہ

ہونے کا حکم دیا اور عبدالرحمٰن کو معزول کر کے اس کو فوج کا امیر بنا دیا اور مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کو حاکم بنا کر بھیجدیا۔ عثمان مدائن سے عبدالرحمٰن اور اس کی فوج کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہ وہاں منگل کے دن شام کے وقت جو ترویہ کا دن تھا پہنچا اور جانے کے ساتھ ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر لوگوں کو آواز دی "اے لوگو اپنے دشمن کی طرف چلو"۔ لوگ گھبرا کر دوڑے اور کہنے لگے کہ اب تو شام ہو گئی ہے اور لوگ اس وقت لڑائی کے لئے تیار بھی نہیں ہیں اس لئے رات گذر جانے دیجئے صبح کو مستعد ہو کر چلینگے لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ہم اپنے دشمنوں سے خوب لڑیں گے تا کہ ہم کو یا ان کو فرصت مل جائے عبدالرحمٰن اس کے پاس آیا اور اس نے اس کو اترنے پر مجبور کیا۔

شبیب نے مقام بت کے کلیسا میں اقامت کی تھی۔ چنانچہ وہاں کے باشندے آئے اور اس سے یہ کہنے لگے کہ کمزوروں اور ذمیوں پر آپ رحم کرتے ہیں۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ آپ سے گفتگو کرے اور اپنے شکایات پیش کرے کیونکہ آپ ان کے معروضات پر غور فرماتے ہیں برخلاف اس کے یہ تمام حکام ظالم اور جابر ہیں نہ کسی کی کچھ سنیں گے اور نہ عذر قبول کریں گے خدا کی قسم اگر انکو اس کی خبر لگ گئی کہ ہم نے آپ کو اپنے کلیسا میں ٹھہرایا ہے تو وہ آپ کے جانے کے بعد ایک ایک کو دار پر چڑھا دیں گے اسلئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو گاؤں کے کسی کنارہ پر ٹھہر جائیے اور ہمکو مصیبت سے نجات دلائیے چنانچہ شبیب نے ایسا ہی کیا ان کے معبد سے نکل گیا اور گاؤں کے کنارے پر ٹھہرا۔ عثمان رات بھر لوگوں کو برابر جنگ کے لئے جوش دلاتا رہا۔ اور صبح کو چہار شنبہ کے دن ان کو ساتھ لے کر نکلا اتفاقاً جیسے ہی باہر نکلے کہ سامنے سے بڑی زبردست آندھی اٹھی تمام لوگ گرد و غبار میں اٹ گئے لیکن لوگ چلانے لگے اور خدا کا واسطہ دیکر کہنے لگے کہ ایسے وقت جبکہ آندھی ہم پر چل رہی ہے تم ساتھ لے کر نہ چلو۔ خیر عثمان اس دن واپس آگیا اور پھر جمعرات کے دن لوگوں کو جنگ کے لئے پورے طور پر مستعد اور مرتب کر کے روانہ ہوا میمنہ پر خالد بن نہیک ابن قیس۔ میسرہ پر عقیل بن شداد سلولی کو رکھا اور خود پیدل فوج کے ساتھ چلا۔ شبیب نہر عبور کر کے اسطرف چلا آیا اسکے ساتھ اس وقت (۱۸۱) آدمی تھے خود میمنہ پر کھڑا ہوا اور اپنے بھائی مصاد کو قلب میں رکھا اور سوید بن سلیم کو میسرہ پر متعین کیا اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو یہ ہدایت کی کہ میں ان کے میسرہ پر جو نہر کے متصل ہے حملہ

کرتا ہوں۔ جب میں انھیں شکست دیدوں تو ہمارا صاحب میسرہ ان کے میمنہ پر حملہ کرے اور صاحب قلب جب تک ہماری حالت معلوم نہ ہو اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس کے بعد شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس پر عقیل بن شداد تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے شکست دیدی۔ عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا اور مارا گیا اور مالک بن عبد اللہ ہمدانی جو عیاش بن عبد اللہ بن عنوف کا چچا تھا وہ بھی قتل کیا گیا۔ پھر سوید نے میمنہ پر حملہ کیا جس پر خالد بن نہیک تھا اور اس کو شکست دی۔ لیکن خود خالد زور و شور سے مقابلہ کر رہا تھا کہ یکایک پیچھے سے شبیب نے آکر اسکو قتل کر ڈالا۔ عثمان بن قطن آگے بڑھا اور اس کے ساتھ چند معزز اصحاب شرفاء قوم، اور دوسرے فوجی بھی گھوڑوں سے اتر کر دشمن کے مقابلہ میں آگئے اور اس کے سامنے شبیب کا بھائی مصاد اپنی فوج کو جس میں (۶۰) آدمی تھے لئے ہوئے کھڑا تھا جب عثمان قریب پہنچا تو مصاد نے اس پر زور سے حملہ کیا اور اتنا کچلا کہ عثمان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی ادھر سے شبیب نے پشت پر سے حملہ کیا عثمان اور اس کے اصحاب کو اس حملہ کی اسوقت خبر ہوئی۔ جب نیزے ان کے مونڈھوں پر پڑ رہے تھے اور وہ منہ کے بل گر رہے تھے۔ سوید بن سلیم بھی اپنی فوج کے ساتھ اسی طرف آپڑا تھوڑی دیر کے لئے مصاد ہٹ گیا۔ عثمان بن قطن خوب جم کر لڑتا رہا۔ مگر آخر میں لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مصاد نے موقع پاکر ایک پورا وار کیا اور کہا کہ کان امر اللہ مفعولا (یعنے خدا کی بات ہونے والی تھی) اس کے بعد سبھوں نے مل کر اسے قتل کر ڈالا۔ عبد الرحمن بھی بے طرح گرا تھا لیکن ابن ابی سبرہ نے جو اپنے خچر پر سوار تھا اسکو بچا لیا اور اپنے خچر پر بٹھا لیا اور فوج میں یہ اعلان کر دیا کہ دیر ابی مریم پر ہم سے ملو اسکے بعد دونوں روانہ ہو گئے واصل سکونی نے عبد الرحمن کے اس گھوڑے کو لشکر میں ننگی پیٹھ دوڑتے ہوئے دیکھا جس کو جنرل نے دیا تھا اور اصحاب شبیب میں سے کسی نے اسے پکڑ لیا اور یہ سمجھے کہ وہ بھی مقتول ہو گیا لیکن جب مقتولین میں تلاش کیا گیا تو نہ ملا۔ پھر دریافت کیا تو پورا حال معلوم ہو گیا واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے غلام کو خچر پر ہمراہ لیکر عبد الرحمن کے پیچھے چلا۔ جب ان دونوں نے اسکو آتے ہوئے دیکھا تو لڑنے کے لئے آمادہ ہوئے جب واصل نے دیکھا تو پہچان لیا اور کہا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر میدان میں جنگ کے لئے نہیں اترے اس لئے یہاں بھی جنگ کے لئے تیار نہ ہو

واصل نے جب اپنے سر سے عمامہ اتارا تو ان لوگوں نے اسکو پہچانا۔ واصل نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں یہ گھوڑا تمہاری سواری کے لئے لایا ہوں چنانچہ وہ سوار ہو کر روانہ ہوا اور دیر ابقاء میں جا کر مقیم ہوا ادھر شبیب نے لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر شکست خوردہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ اس جنگ میں صرف بنوکندہ کے ۱۲۰ آدمی مقتول ہوئے اور بھی بڑے بڑے سرداران قوم کی جانیں تلف ہوئیں۔ عبدالرحمٰن نے رات دیر ابقاء میں گذاری۔ یہیں اس کے پاس دو سوار آئے اور اوپر جا کر ان میں سے ایک اس سے تخلیہ میں دیر تک گفتگو کرتا رہا اور اس کے بعد دونوں نیچے آئے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شبیب ہی تھا اس سے پہلے عبدالرحمٰن اور شبیب میں خط و کتابت بھی ہوا کرتی تھی۔ دیر ابقاء سے دوسرے دن عبدالرحمٰن دیر مریم گیا اور وہاں تمام لوگ جمع تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر شبیب تمہارے متعلق سن پائے تو وہ تم پر پھر حملہ کر دے گا۔ تم اس کے لئے مال غنیمت ہو جاؤ گے اور یہاں سے عبدالرحمٰن کوفہ پہنچا اور حجاج سے روپوش رہا جب اس نے امان دیدیا تو ظاہر ہوا۔

اسلامی سکوں (دراہم اور دنانیر) کا ڈھالنا

اس سال عبدالملک نے دینار اور درہم کے سکے مضروب کرائے۔ اور یہ پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں سکہ جاری کیا اور اس سے عام مسلمانوں نے بہت کچھ فایدہ حاصل کیا سکوں کی ایجاد کی اصلی وجہ یہ پیش آئی کہ عبدالملک کی طرف سے جو مکاتیب قیصر روم کے پاس جاتے تھے ان کی پیشانی پر قل ہو اللہ احد اور آنحضرت کا نام مبارک اور تاریخ ہجری ثبت رہتی تھی قیصر روم نے اسی وجہ سے ایک خط عبدالملک کو اس مضمون کا لکھا کہ تم نے جو یہ بدعت اختیار کی ہے اس کو چھوڑ دو ورنہ ہمارے سکوں پر تمہارے نبی کا اس طریقہ پر تذکرہ ہوگا جسے تم برا سمجھو گے۔ یہ بات عبدالملک کو بہت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اس نے خالد بن یزید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ خالد نے کہا کہ رومی سکوں کا استعمال چھوڑ دیجئے اور اس کے بجائے اپنی سلطنت میں سکے ڈھلوائیے جس میں خدا کا نام منقوش ہو۔ اس کے بعد عبدالملک کے حکم سے سکے تیار ہونے لگے۔ حجاج نے جو سکہ بنوایا تھا۔ اس میں چونکہ سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) کی

ایک آیت منقوش تھی اسلئے اسکو لوگوں نے ناپسند کیا کیونکہ اسے ہر پاک و ناپاک استعمال کرتا تھا حکومت کی طرف سے دوسرے لوگوں کو سکے بنانے کی سخت ممانعت کی گئی۔ ایک مرتبہ سمیر یہودی نے اپنے یہاں سکے بنائے تو حجاج نے اس کو گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میرے درہموں کی بانگی (سونے چاندی کی چاشنی) تمھارے درہموں سے کہیں زیادہ اچھی ہے پھر مجھ کو کیوں قتل کرتے ہو لیکن حجاج نے کچھ نہیں سنا اس کے بعد سمیر نے اوزان کے تولنے کے لئے ایک کانٹا یا ترازو ایجاد کیا تاکہ حجاج اسکو اس خدمت کی وجہ سے چھوڑ دے لیکن پھر بھی رہا نہ کیا گیا۔ لوگ اس سے پہلے اوزان کے تولنے کے طریقے سے ناواقف تھے۔ بلکہ اکثر ایک چیز کو دوسری چیز سے وزن کر لیتے تھے۔ جب سمیر نے یہ اوزان ایجاد کئے تو لوگ غبن سے محفوظ ہو گئے۔ عمر بن ہبیرہ عہد عبد الملک میں پہلا شخص تھا جس نے نقود کے تولنے میں بڑی سختی کی اور چاندی کو پہلے سے زیادہ کھرا کیا۔ اعلیٰ قسم کے دراہم اور دنانیر مضروب کرائے بانگی میں جو کچھ نقایص رہ گئے تھے ان کو دور کیا اور اس بارے میں سختی سے کام لیا۔ اس کے بعد خالد بن عبد اللہ قسری نے خلیفہ ہشام ابن عبد الملک کے زمانے میں ابن ہبیرہ سے زیادہ اسکا اہتمام کیا اس کے بعد جب یوسف بن عمر ٹکسال کا افسر ہوا تو اس نے ان دونوں سے زیادہ سختی کی۔ اور ہمیشہ دراہم اور دنانیر کی جانچ پرتال میں لگا رہتا تھا اتفاقاً ایک مرتبہ ایک درہم میں حبہ برابر کمی نکلی تو اس نے اس جرم میں تمام کاریگروں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے۔ کل سو کاریگر تھے تو اس لحاظ سے ایک حبہ کے لئے ایک لاکھ کوڑے لگوائے۔ ہبیریہ، خالدیہ، یوسفیہ سکے عبد اللہ کے اعلیٰ ترین سکوں میں سے تھے چنانچہ عباسی خلیفہ منصور خراج میں ان سکوں کے سوا دوسرے سکے قبول نہیں کرتا تھا اس سے قبل کے دراہم اور دنانیر مکروہہ کے نام سے موسوم کئے گئے۔ بعض روایت میں ہے کہ مکروہہ صرف ان سکوں کو کہتے تھے جن کو حجاج نے ڈھلوایا تھا کیونکہ ان پر قل ہو اللہ کی آیت منقوش تھی اور اسی وجہ سے علما پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اسکو طاہر اور غیر طاہر ہر شخص استعمال کرتا تھا اس زمانے میں عجمی سکے مختلف اوزان کے تھے بعض بڑے تھے اور بعض چھوٹے تھے ایک مثقال ۲۰ قیراط کے برابر ہوتا تھا (قیراط دو جو کے وزن کو کہتے ہیں) اور بعض ۱۲۔ اور بعض ۱۰ قیراط کے ہوتے تھے۔ جب اسلامی حکومت میں اس کام کا آغاز ہوا تو اس نے ۲۰، ۱۲، ۱۰، ان سب کو ملا کر ۴۲ کیا اور اس کے ثلث یعنے ۱۴ قیراط پر ایک سکہ بنایا گیا تو اس حساب سے ایک عربی درہم ۱۴ قیراط کے برابر ہوا

اور ہر دس درہم کے سات مثقال ہوئے۔ کیونکہ ہر مثقال ۲۰ قیراط کے برابر ہوتا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے زمانۂ حکومت میں تھوڑے سے درہم بنوائے تھے جسکو عبدالملک نے اپنے سامنے توڑ ڈالا لیکن ہماری روایت یہی صحیح ہے کہ عبدالملک ہی نے انکو اول ایجاد کیا۔

۷۶ھ کے مختلف واقعات

یحییٰ بن حکم، عبدالملک کے پاس اسی سال آیا تھا اور ابان بن عثمانؓ مدینہ کا حاکم بنایا گیا مروان بن محمد بن مروان کی پیدائش اسی سال ہوئی۔ اس سال مدینہ کا حاکم ابان بن عثمان حج کا بھی حاکم مقرر ہوا۔ عراق میں حجاج حاکم تھا اور خراسان میں امیہ بن عبداللہ بن خالد والی تھا۔ کوفہ میں شریح قاضی تھے۔ بصرہ کے قاضی زرارہ بن اوفی تھے۔ محمد بن مروان نے اس سال ملطیہ کی طرف سے روم پر چڑھائی کی تھی حبہ بن جوین عُرنی نے اس سال وفات پائی یہ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے

۷۷ھ کی ابتدا

شبیب کی عتاب بن ورقا اور زہرہ بن حویہ کیساتھ لڑائی اور دونوں کا قتل

اس سال شبیب نے عتاب بن ورقا ریاحی اور زہرہ بن حویہ کو قتل کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب شبیب نے عبدالرحمٰن بن محمد کو شکست دی اور عثمان بن قطن کو قتل کیا تو سخت گرمی کا موسم تھا اور موسم گرما گذارنے کے لئے وہ ماہ بہراذان میں آیا اور وہیں تین مہینے مقیم رہا۔ اسی اثناء میں دنیا طلب انسان اور وہ لوگ جن کو حجاج نے روپیہ نہ داخل کرنے کے عوض میں یا چھوٹے جرائم میں معتوب کیا تھا شبیب کے پاس آئے۔ جب موسم گرما کے دن نکل گئے تو شبیب نے تقریباً (۸۰۰) سو آدمیوں کو لے کر مداین کا رخ کیا اور قناطر (پل) خدیفہ بن یمان کے قریب ٹھیرا۔ اسوقت مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ حاکم تھا۔ بابل مہروذ کے رئیس نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حجاج کو جب یہ خط ملا تو وہ فوراً تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! تمہیں اپنے مال و دولت کی حفاظت اور ملک کی فلاح و بہبودی کے لئے جنگ کرنی ہوگی۔ ورنہ میں ایسی قوم کو بھیجوں گا جو تم سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور تم سے زیادہ مصائب و تکلیف کو برداشت کرنے والی ہے وہ تمہارے دشمنوں سے مقابلہ کرینگی اور تمہارے غنائم کو اپنے قبضہ میں کرے گی۔ ان چند جملوں نے تمام لوگوں کو مشتعل کر دیا ہر طرف سے لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے خوب لڑیں گے اور آپ کی مدد کرینگے آپ کسی اچھے امیر کو منتخب کیجئے اس کام کو خوش اسلوبی سے انجام دے

اثناء گفتگو میں زہرہ بن حویہ کھڑا ہوا جو بہت ہی ضعیف آدمی تھا بغیر کسی سہارے کے کھڑا تک نہیں ہو سکتا تھا اور یہ کہنے لگا خدا آپ کا بھلا کرے۔ اب تک آپ نے شبیب کے مقابلہ میں بہت قلیل التعداد فوجیں بھیجی ہیں۔ اس مرتبہ اب بہت زیادہ آدمیوں کو روانہ کیجئے اور اُن پر ایک ایسا شخص سردار مقرر کیجئے جو بہادر اور تجربہ کار ہو میدان میں پیٹھ دکھلانا اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا رہنا اپنے لئے کمال عزت سمجھے۔ حجاج نے فوراً کہا کہ تم بھی تو اسی قسم کے آدمی ہو اس لئے تم ہی جاؤ۔ زہرہ نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہے جو کم سے کم زرہ اور نیزوں کا بوجھ اٹھا سکے تلوار کا وار اچھی طرح کر سکے گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ سکے لیکن میں تو ان میں سے کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا اور سب سے زیادہ یہ کہ میری نظر بھی کمزور ہو گئی ہے۔ مگر بہر صورت مجھے سردار فوج کے ساتھ جانے دیجئے میں اس کے ساتھ رہوں گا اور موقع بموقع مشورہ دیتا رہوں گا۔ حجاج نے کہا جزاک اللہ خدا تمھاری ابتداء اور انتہاء دونوں بہتر بن کرے۔ بہت اچھی نصیحت کی ہے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم سب لوگ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ لوگ تیاری میں مصروف ہو گئے لیکن انھیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان کا امیر کون مقرر کیا گیا ہے۔ حجاج نے عبد الملک کو خط لکھا امابعد شبیب مدائن میں آچکا ہے اور اب کوفہ میں داخل ہونا چاہتا ہے اہل کوفہ اس سے عاجز آگئے ہیں کیونکہ کئی موقعوں پر ان کے بڑے بڑے سردار قتل کئے جا چکے ہیں انکی فوجوں نے متواتر شکستیں کھائی ہیں اسلئے شامی فوج کو روانہ کیجئے جو خوارج کا مقابلہ کرے اور شہر کی حفاظت کرے جب یہ خط عبد الملک کو ملا تو اس نے سفیان بن ابرد کلبی کو چار ہزار فوجوں کیساتھ اور حبیب بن عبد الرحمن کو ۲ ہزار آدمیوں کیساتھ بھیجا ادھر حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو طلب کیا جو مہلب کیساتھ تھا اس سے قبل عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھی تھی اور وہاں سے واپس آنے کی اجازت طلب کی تھی اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ عتاب نے مہلب سے اہل کوفہ کا روزینہ فارس کی آمدنی سے طلب کیا تھا مہلب نے دینے سے انکار کر دیا اور اس سے دونوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور یہاں تک طول کھینچ گئی کہ جنگ و جدل کی نوبت آگئی لیکن مغیرہ بن مہلب نے دونوں میں مصالحت کرا دی اور اپنے والد سے کوفہ والوں کا روزینہ منظور کرا لیا۔ اسکے بعد انھیں باتوں کی شکایت عتاب نے حجاج کے پاس کی تھی جب یہ خط حجاج کو ملا تو وہ بہت خوش ہوا اور اسکو بلا لیا۔ پھر حجاج نے اہل کوفہ کو اس لئے جمع کیا تا کہ کسی امیر کو منتخب کیا جائے لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ کی رائے زیادہ مناسب ہے حجاج نے کہا کہ میں نے عتاب بن ورقا کو بلا بھیجا ہے وہ آج یا کل

یہاں پہنچ جائیگا۔ زہرہ نے کہا اے امیر آپ نے انھیں کی ٹھاڑی انکے سر پر ماری۔ خدا کی قسم اب تو ہم یا فتحیاب ہو کر پھر یں گے یا جان دیدینگے قبیصہ بن والق نے حجاج سے کہا کہ اے امیر یہ لوگ آپس میں یہ گفتگو کر رہے ہیں کہ آپ کے پاس شامی فوجیں آنیوالی ہیں اور خود اہل کوفہ کا یہ حال ہے کہ وہ کئی بار شکست کھا چکے ہیں اور کئی مرتبہ میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اسلئے خوف و دہشت کے مارے انکے قلوب اپنی جگہ پر نہیں ہیں اگر مناسب سمجھئے تو کسی کو اہل شام کیطرف بھیجئے تاکہ وہ ان خوارج سے بچتے ہوئے آئیں اور جہاں مقیم ہوں وہاں ہوشیار رہیں کیونکہ آپ ایک ایسے شخص سے مقابلہ کر رہے ہیں جو حیلہ باز اور پینترے بدلنے والا ہے سیاح اور ہمیشہ سفر کرنیوالا ہے۔ آپنے اسکے مقابلہ میں کوفے والوں کو تیار کیا ہے حالانکہ ان پر کوئی اعتماد نہیں ہے شبیب کی حالت یہ ہے کہ آج یہاں ہے کل وہاں ہے اسی وجہ سے ہمکو خطرہ ہے کہ شامی فوجیں ہم تک محفوظ نہیں پہنچ سکتیں اور خدانخواستہ اگر وہ ہلاک ہوگئیں تو ہماری تباہی تو دھری ہے اور سارا عراق خاک میں ملجائیگا۔ حجاج نے اسکے اس مشورے کی بڑی تعریف کی اور فوراً ہی اہل شام کو خبردار کیا کہ تم بچتے ہوئے عین التمر سے آؤ حسب الحکم انھوں نے عمل کیا۔ اسی شب کو عتاب بن ورقاء کوفے میں پہنچگیا حجاج نے دوسرے دن اسکو اس فوج کا سردار بنا کر بھیجدیا اس نے حمام اعین میں آکر لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا ادھر شبیب کلواذی پہنچا۔ دریائے دجلہ عبور کرکے بہرسیر دنیا میں پہنچا اور اب اسکے اور مطرف کے درمیان صرف دریائے دجلہ حائل تھا مطرف نے پل عبور کیا اور شبیب کو کہلا بھیجا کہ اپنے منتخب اصحاب میں سے چند آدمیوں کو میرے پاس بھیجدو تاکہ ہم انسے قرآن شریف کا مذاکرہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ وہ کس چیز کیطرف دعوت دیتے ہیں چنانچہ شبیب نے قعنب بن سوید اور محلل وغیرہ کو بھیجا اور ساتھ ہی مطرف سے اس کی ضمانت لی کہ وہ ان کو واپس کر دیگا یہ لوگ گئے اور چار دن تک مقیم رہے لیکن کسی بات پر اتحاد خیال نہ ہو سکا اور واپس چلے آئے جب مطرف شبیب کی پیروی سے معذور رہا تو اس نے عتاب کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی اور اپنے اصحاب سے یہ کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ جو فوج شام سے آرہی ہے قبل اس کے کہ وہ کوفہ یا حجاج کے پاس پہنچے اچانک اس پر حملہ کر دوں۔ لیکن مطرف نے اس کام سے باز رکھا کیونکہ گفت و شنید کی وجہ سے موقع جاتا رہا۔ اب ہمارے جاسوسوں نے اس کی اطلاع دی ہے کہ اس فوج کا پہلا حصہ عین التمر میں داخل ہو چکا ہے اور اب کوفہ کے قریب پہنچ گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عتاب اور اس کے ساتھی بصرہ میں ہیں۔ دیکھو وہ یہاں سے کتنا نزدیک ہے اس لئے اسی طرف چلنا چاہیئے۔ مطرف بن مغیرہ ڈرا کہ شبیب کی گفت و شنید کی خبر حجاج کے کانوں تک پہنچے گی تو غضب ہو گا۔ اس لئے وہ پہاڑ و ٹیلوں کی طرف چلا گیا شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو مدائن کی طرف روانہ کر دیا اور خود پل عبور

کرکے عتاب کی طرف چلا۔ عتاب اس کے تلاش میں تھا اور اب سوق حکمہ میں مقیم تھا اس کے ساتھ صرف فوجیوں کی تعداد چالیس ہزار تھی اور ان کے علاوہ جوان۔ لڑکے اور غلام دس ہزار تھے کل ۵۰ ہزار تھے جب کوفہ سے یہ لوگ روانہ ہونے لگے تو حجاج نے کہا کہ کوشش کرنے والے کے لئے فضیلت اور بزرگی ہوتی ہے اور ہمت ہار کر بھاگنے والے کے لئے ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ خدا وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ گذشتہ معرکوں میں کیا ہے تو میں تمہیں سخت ظالموں کے سپرد کردوں گا۔ اور سخت فوجوں سے پیس ڈالوں گا۔ بہرحال جب عتاب سوق حکمہ میں پہنچا تو شبیب ادھر سے آگیا جب یہ مدائن سے چلا تو اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے اور راستہ میں برابر ان کو مشتعل کرتا رہا۔ مگر بعض راستہ ہی سے چل دیئے۔ شبیب نے ساباط میں آکر ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ اور پھر آگے بڑھا۔ اس نے عتاب کو دیکھا کہ وہیں پر مقیم ہے اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا تو مغرب کی نماز پڑھی۔ عتاب نے اپنی فوج کو پہلے ہی سے مرتب کر لیا تھا۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو میمنہ پر رکھا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے تم شریف اور بہادر ہو۔ مصائب برداشت کر سکتے ہو اس نے کہا کہ جب تک ایک انسان بھی میرے ساتھ باقی رہے گا میں ضرور صبر کروں گا قبیصہ بن والق تغلبی سے کہا کہ تم میسرہ پر جاؤ اس نے عذر کیا کہ میں بہت ضعیف آدمی ہوں کسی کی مدد کے بغیر کھڑا تک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کسی دوسرے کا انتخاب کیجئے۔ آخرکار میسرہ پر نعیم بن علیم کو مقرر کیا اور پیادہ فوج پر حنظلہ بن حارث یربوعی کو بھیجا جو اس کا چچازاد بھائی تھا اور خاندان میں ایک بزرگ آدمی تھا اور پیادہ فوج میں تین صفیں قائم کیں ایک اہل شمشیر دوسرے نیزہ باز، تیسرے تیرانداز جماعتوں کو مرتب کیا۔ ان تمام کو جنگ کے لئے اپنی تقریروں کے ذریعہ سے جوش دلایا۔ اور پوچھا کہ قصہ گو کہاں ہیں تو کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھا کہ عنترہ کے اشعار پڑھنے والا کون ہے پھر سب کے سب خاموش رہے عتاب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ ابھی سے عتاب بن ورقاء کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہو اور اس کو ذلیل و خوار کر دیا اس کے بعد عتاب قلب میں آکر بیٹھا اس کے ساتھ زہرہ بن حویہ اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث، ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی بیٹھے تھے شبیب آگے بڑھا اور اس وقت اس کے پاس ۶۰۰ سو آدمی تھے اور ۴۰۰ سو پیچھے

رہ گئے تھے۔ اس پر اس نے کہا کہ ہم سے وہی لوگ علٰحدہ ہوئے جن کو اپنے ساتھ رکھنا پسند بھی نہیں کرتا تھا۔ یہ کہہ کر سوید بن سلیم کو ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ میسرہ پر رکھا اور محلل بن وائل کو ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ قلب میں متعین کیا اور خود ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ میمنہ پر آیا۔ یہ وقت مغرب اور عشا کے درمیان کا تھا اور اس وقت چاند روشن ہو چکا تھا شبیب نے اس طرف کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کے جھنڈے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ بنو ربیعہ کے ہیں پھر بولا کہ بسا اوقات حق کو نصرت ہوتی ہے اور بسا اوقات باطل کو خدا کی قسم میں تم سے خدا کے لیے لڑوں گا میں شبیب ہوں خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں نافذ ہو سکتا اگر تم چاہو تو خدا کے حکم کے لئے ثابت رہو۔ اس کے بعد بڑے زور سے دھاوا کیا شبیب کی اس بات نے ادھر کی فوج میں بھی ایک غیرت اور حمیت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اصحاب قبیصہ بن والق، عبید بن حلیس، نعیم بن حلیم یہ سب دیر تک جمے رہے لیکن آخر میں مقتول ہوئے۔ اور پورا میسرہ شکست کھا گیا۔ اثناء جنگ میں بنو ثعلبہ چلائے کہ قبیصہ بن والق مقتول ہو گیا۔ شبیب نے کہا کہ تم نے بھی اسکو قتل کر دیا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا الخ۔

ان کو اس شخص کا واقعہ سناؤ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں اور پھر اس سے وہ پھر گیا۔

شبیب پھر اس کی نعش پر آ کر کھڑا ہوا اور کہا کہ تجھ پر افسوس ہے تو نے اسلام کی ان خوبیوں کو جس سے تو نے سعادت حاصل کی تھی کھو دیا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ رسول اللہ کے پاس آیا تھا اور مسلمان ہوا تھا اور اب خدا کی شان دیکھو کہ فاسقوں کی طرف سے تم سے لڑنے آیا تھا۔ شبیب نے میسرہ سے عتاب پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم نے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس پر محمد بن عبد الرحمن تھا۔ میمنہ والے جن میں بنو تمیم اور ہمدان بہت زیادہ تھے خوب جمکر لڑتے رہے لیکن جب یہ خبر اڑی کہ عتاب مقتول ہو گیا تو ان کی ہمت ٹوٹ گئی اور ادھر ادھر خستہ ہو گئے حالانکہ عتاب ایک چٹائی پر قلب میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ زہرہ بھی تھا جب شبیب نے دونوں طرف شکست دیدی۔ اور قلب کا رخ کیا تو عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن صبر و استقلال کچھ نہیں ہے کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اتنے عظیم الشان لشکر میں صرف بنو تمیم کے پانچسو آدمی جو

ایک ایسے شخص کی وجہ سے اب تک جمے تھے جو دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم اور اپنا
آپ معاون اور مددگار تھا لیکن وہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اور جدا ہوگئے زہرہ نے کہا
عتاب، تم نے بہت اچھا کیا تمہارے جیسے آدمی کو بشارت دی جاسکتی ہے خدا سے
توقع ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کے آخری دنوں میں ہمیں جام شہادت پلادے۔ اس کے
بعد جب شبیب ادھر جھکا تو عتاب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو اب تک باقی رہ گئی
تھی مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور دوسری جماعتیں بھاگ چلی تھیں عتاب سے کسی نے کہا
کہ عبدالرحمن ابن اشعث اور اس کے ساتھ بہت سے آدمی چلے گئے تو اس نے کہا کہ میں نے
عبدالرحمن کو کبھی اپنے کام کی پروا کرتے نہیں دیکھا۔ پھر کچھ لڑائی ہوئی۔ اصحاب شبیب
میں سے عامر بن عمرو تغلبی نے عتاب کو پہچان لیا اور فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزوں میں چھید چھید
کر مار ڈالا۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑوں سے زہرہ بن حویہ کو روند ڈالا چنانچہ وہ اس حالت
میں بھی اپنی تلوار سے مدافعت کر رہا تھا لیکن کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی اتنے میں فضل
بن عامر شیبانی نے زہرہ کو قتل کر ڈالا۔ شبیب ادھر سے گذرا تو اسی طرح زمین پر پڑا دیکھا
غور سے صورت دیکھی تو پہچان گیا اور بولا کہ یہ زہرہ بن حویہ ہے کاش تو ان گمراہوں کے
ساتھ نہ قتل کیا جاتا بہت سے اسلامی غزوات ہوئے جن میں تو نے اپنے کارنامے دکھائے
جن سے تیرا رتبہ دوبالا ہو گیا۔ کافروں اور مشرکوں کی بہت سی فوجوں کو تو نے شکست دی
بہت سے ان ممالک کو جن کے باشندے آمادہ بہ جنگ تھے تو نے انھیں فتح کیا لیکن
نہ معلوم یہ خدا کا کیا بھید تھا کہ تو ظالموں کا معاون ہو کر مارا گیا شبیب اس کے اور
حالات یاد کر کے ماتم کرتا رہا اس کے اصحاب میں سے کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ
ایک کافر کی موت پر اظہار رنج و افسوس کیوں کرتے ہیں شبیب نے کہا کہ تم اس کی حالت
سے مجھ سے زیادہ واقف نہیں ہو میں اسکو پہلے سے جانتا ہوں۔ کاش! اگر وہ اپنی
حالت پر قائم رہتے تو وہ ہمارے بھائیوں میں ہوتے اس کے بعد شبیب نے لڑائی ختم
کرنیکا حکم دیا اور بیعت کی دعوت دی لوگوں نے بیعت تو کی مگر رات ہی کو بھاگ گئے
شبیب نے فوجیوں کی تمام چیزیں اپنے قبضہ میں کیں۔ اور اپنے بھائی مصاد کو مداین سے
بلا بھیجا۔ جب وہ آگیا تو سب کے سب بیت قرہ میں دو دن تک مقیم رہے اس کے بعد کوفہ
کی طرف چلے سورا میں اتر کر وہاں کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ ادھر سفیان بن ابرد شامی

فوجیوں کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوا۔ حجاج کو اس کے آنے سے بڑی تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اس فوج سے وہ تمام کوفہ والوں سے مستغنی ہو گیا۔ اس کے بعد حجاج نے منبر پر آکر ایک تقریر کی "اے اہل کوفہ خدا اس شخص کو جو تمہارے ذریعہ سے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہو کبھی غالب نہ کرے اور نہ اس شخص کی مدد کرے جو تمہاری مدد کا طالب ہو۔ تم لوگ ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ لڑائی میں ہمارے ساتھ ہرگز نہ شریک ہو۔ حیرہ جاؤ اور یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ رہو ہمارے ساتھ وہ شخص ہرگز نہ آئے جو عتاب کی جنگ میں شریک تھا۔

شبیب کا کوفہ میں دوبارہ آنا اور پسپا ہونا

شبیب سوراسے حمام اعین میں آکر مقیم ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ ثقفی کو بلا کر شرطہ کے چند آدمیوں کے ساتھ (جو عتاب کے ساتھ نہیں گئے تھے) شبیب کی طرف روانہ کیا حارث ایک ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر زرارہ میں آیا جب یہ خبر شبیب کو ملی تو وہ جلدی سے آگے بڑھا اور حارث سے لڑ کر اسکو قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو بھگا دیا وہ لوگ شکست کھا کے کوفہ پہنچے۔ شبیب آگے بڑھا اور کوفہ کے بالکل متصل ایک مقام پر تین دن تک مقیم رہا۔ پہلے دن تو حارث کا واقعہ ہوا دوسرے دن حجاج نے اپنے موالی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا تو انھوں نے راستوں پر قبضہ کر لیا۔ شبیب نے سبخہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی تیسرے دن حجاج نے اپنے مولیٰ ابوالورد کو زرہ پہنا کر چند اور غلام کے ساتھ روانہ کیا اور یہ مشہور کر دیا کہ یہ حجاج ہے جب ابوالورد میدان میں آیا تو شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں ختم کر دیا اور کہا کہ اگر حقیقتاً حجاج یہی تھا تو میں نے تم کو اس سے نجات دلادی۔ حجاج نے پھر اپنے مولیٰ طہمان کو اسی لباس اور وضع کے ساتھ بھیجا اور اسے بھی اپنے نام سے موسوم کیا شبیب نے اسے بھی مار ڈالا اور پہلے کی طرح یہی کہا کہ اگر یہ حجاج تھا تو لوگوں کو چھٹکارا مل گیا۔ جب یہ مارا جا چکا تو حجاج دوپہر کے وقت اپنے محل سے نکلا اور میدان جنگ میں جانے کے لئے اپنا خچر مانگا اور اس پر سوار ہو کر شامی فوجوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر شبیب کی فوج کا پورا معائنہ کیا اور پھر خچر سے اتر پڑا۔ شبیب اپنی چھ سو فوج کو لے کر آگے بڑھا حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف کو ایک دستہ کے ساتھ راستوں کی ناکہ بندی کے لئے بھیج دیا اور خود کرسی پر بیٹھا

شامیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے شامیو، تم بہت زیادہ مطیع اور فرمانبردار رہو۔ دیکھو ان ناپاک انسانوں کا باطل تمہاری حقانیت کو نہ دبالے۔ آنکھیں بند کر لو اور مستعد ہو کر ان کو بھالوں پر لے لو۔ شامیوں نے واقعتاً ایسا ہی کیا۔ شبیب کی فوج پر نیزوں اور بھالوں کی بوچھار کرنے لگے اور خود سیاہ چٹیل میدان کی طرح جمے رہے۔ شبیب نے اپنی فوج کو تین حصوں میں منقسم کیا ایک دستہ اپنے ساتھ رکھا۔ دوسرا سوید بن سلیم کو دیا اور تیسرا محلل بن وائل کو دیا اور سوید کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سوید نے شامیوں پر حملہ کیا لیکن شامی استقلال سے کھڑے رہے اور ان کے چہروں کو نیزوں سے چھلنی کر دیا۔ اور اس قدر مجروح کر دیا کہ سوید کو اپنی فوج ہٹانی پڑی۔ حجاج یہ نقشہ دیکھ رہا تھا للکارا کہ خوب، اسی طرح لڑتے رہو اور اپنی کرسی کو جذبہ میں آگے بڑھا کر بیٹھا۔ شبیب نے پھر محلل کو حکم دیا اس نے بھی حملہ کیا لیکن ناکامیاب واپس گیا۔ حجاج پھر اسی طرح للکارتا رہا۔ اور کرسی کو آگے بڑھاتا رہا۔ سب سے آخر میں شبیب نے حملہ کیا۔ لیکن شامی اس کے مقابلہ میں ذرا بھی نہ ہٹے بلکہ شجاعت اور بہادری کی اسی شان سے معرکہ آرائی کرتے رہے۔ شبیب نے تھوڑی دیر تک ان کو پسپا کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن ان کے نیزوں کی مار نے اسے بھی شکست خوردہ فوج کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔ جب شبیب نے ان کے استقلال اور ثابت قدمی کا پورا اندازہ کر لیا تو اس نے سوید کو پکار کر کہا کہ تم اپنے آدمیوں کو اکٹھا کر لو اور اس دستہ پر حملہ کرو شہر کے جو راستوں کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے شاید تم اسے شکست دیدو اور حجاج پر پشت پر سے حملہ کرسکو۔ تو میں بھی سامنے سے زور لگاؤں گا۔ سوید نے اس طرف قدم اٹھایا اور ان پر حملہ کیا لیکن راستوں اور مکانوں کے اوپر سے اسقدر تیر برسائے گئے کہ سوید کو الٹے پیر واپس آنا پڑا۔ حجاج نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو تین سو آدمیوں کے ساتھ اپنے پیچھے رکھا تھا تاکہ خوارج ادھر سے کوئی حملہ نہ کر سکیں۔ لیکن شبیب نے اپنی فوج کو سمیٹ کر اسی طرف حملہ کیا۔ حجاج نے للکارا کہ اے لوگو اس ایک مصیبت کو برداشت کر لو اور اور اس وقت (گھٹنے زمین پر ٹکا کر) مستعدی سے لڑو پھر فتحیابی تو رکھی ہے۔ شبیب نے بھی اپنی تمام فوج کا زور اسی طرف لگا دیا اور شامیوں نے بھی دندان شکن جواب دیئے۔ نیزوں اور بھالوں سے مار مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ ان کو اصلی جگہ تک لے آئے۔ شبیب جب اس طرح مایوس ہو گیا تو اس نے لوگوں کو گھوڑوں سے

اُتر جانے کا حکم دیا۔ اور صفوں کو مرتب کرنے لگا۔ ادھر حجاج شبیب کی مسجد میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ تیر اندازوں کی ایک جماعت بھی ہوئی تاکہ اگر خوارج نزدیک آجائیں تو ان کو تیروں سے ہٹا دیں یہیں پر حجاج نے کہا کہ شامیو تم نے آج سب سے پہلی فتح حاصل کی ہے بہر حال دن بھر گھمسان لڑائی ہوتی رہی جتی کہ ہر فریق نے اپنے حریف کی طاقت اور قوت کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد خالد بن عتاب نے حجاج سے اجازت مانگی کہ مجھ کو ان سے لڑنے کا موقع دیجئے۔ کیونکہ میں انتقام لینا چاہتا ہوں۔ حجاج نے اجازت دیدی۔ خالد کوفیوں کی ایک جماعت لیکر روانہ ہوا اور شبیب کے پڑاؤ پر پیچھے سے حملہ کیا اور اس کے بھائی مصاد کو اور اس کی بیوی غزالہ کو قتل کر ڈالا۔ اور خیموں میں آگ لگا دی۔ حجاج کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے زور زور سے تکبیر میں کہیں۔ شبیب نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو لیکر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ حجاج نے شامیوں سے کہا کہ پھر حملہ کرو کیونکہ اب یہ اچھی طرح مرعوب ہو گئے ہیں۔ شامیوں نے دوبارہ حملہ کیا اور شبیب کو پھر شکست دی۔ مجبوراً وہ اپنی فوج کو لے کر پیچھے ہٹا تو حجاج نے جنگ کے موقوف کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام فوجیں کوفہ میں واپس آگئیں۔ اور حجاج نے کوفہ میں آکر پھر تقریر کی اور کہا کہ خدا کی قسم اس سے قبل شبیب سے کبھی مقابلہ نہیں کیا گیا تھا۔ دیکھو کس طرح بخدا وہ پیٹھ دکھا کر بھاگا۔ اور اپنی بیوی کو اس حال میں چھوڑ کر بھاگا جبکہ اس کی بے آبروئی کی جارہی تھی۔ حجاج نے حبیب بن عبدالرحمن حکمی کو بلا بھیجا اور ۳ ہزار شامیوں کے ساتھ اس کو شبیب کے تعاقب کرنیکا حکم دیا اور اسے ہدایت کی کہ شبیب کے شبخونوں سے بچتے رہنا اور جہاں اس سے مقابلہ کرو وہاں مقیم ہو جاؤ راہ میں اس سے لڑنا مناسب نہیں ہے اب تو اللہ نے اسکی تلوار کند کر دی اور اس کے دانت توڑ ڈالے ہیں۔ حبیب اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور انبار میں آکر مقیم ہوا۔ شبیب جب کوفہ میں شکست کھا گیا تھا تو حجاج نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص امان طلب کریگا میں اسے امان دوں گا بہت سے لوگوں نے شبیب کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور ادھر آگئے تھے۔ جب حبیب انبار پہنچا تو شبیب نے بھی اس طرف آکر مغرب کی نماز پڑھی۔ حبیب نے اپنی فوج کو چار حصوں میں منقسم کیا تھا اور ان کو اس کی ہدایت کی کہ ہر دستہ اپنی آپ حفاظت کرے ایک دوسرے کو مدد کرنیکی مطلق

ضرورت نہیں ہے کیونکہ خوارج تم سے بہت قریب ہیں اپنے قلوب کو اس سے مطمئن کر لو کہ رات کو جنگ ہوگی اور شبیب ضرور حملہ آور ہوگا جب رات اچھی طرح ہوگئی تو شبیب حملہ کی نیت سے پہنچا مگر خلافت توقع فوجوں کو ہشیار پایا۔ پہلے دستہ پر حملہ کیا اور لڑتا رہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے پھر دوسرے دستہ کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ بھی لوہے کی دیوار بنا رہا اس کے بعد یکے بعد دیگرے تیسری اور چوتھی جماعت سے بھی لڑا لیکن سب کی سب استحکام کے ساتھ کھڑی رہیں لڑتے لڑتے تہائی رات گذر گئی شبیب پھر گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا۔ اور خوب زور شور سے مقابلہ کرتا رہا جس سے ایک عجیب خوفناک منظر پیدا ہو گیا کتنے آدمیوں کے ہاتھ کٹ کٹ کر گر پڑے کتنے کی آنکھیں پھوٹ گئیں کتنے بری طرح تہ تیغ کئے گئے۔ اصحاب شبیب میں سے ۳۰۔ آدمی مقتول ہوئے اور شامیوں میں سے ۱۰۰ اسو آدمی مارے گئے دونوں فوجیں تھک کر چور ہوگئی تھیں حتیٰ کہ لڑنے والوں پر یہ حالت طاری ہوگئی کہ تلوار چلانا چاہتے ہیں لیکن ہاتھوں سے اٹھتی نہیں بیٹھکر لڑ رہے ہیں اور پھر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں غرضکہ ہر طرح سے مقابلہ ہوا مگر شامی جیسے کے تیسے اڑے رہے جب شبیب کو بالکل مایوسی ہوگئی تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور دریائے دجلہ عبور کر کے جوخی کی طرف بڑھا پھر دوبارہ دریائے دجلہ کو واسط کی طرف سے عبور کر کے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں سے فارس ہوتا ہوا کرمان پہنچا اور وہیں مقیم ہو گیا تاکہ کچھ آرام حاصل کرے۔

بعضوں نے شبیب کی شکست کا واقعہ دوسرے طریقہ پر بیان کیا ہے وہ یہ کہ حجاج نے ایک سردار کو شبیب کے قتل کرنے کے لئے بھیجا لیکن وہ مارا گیا۔ اس کے بعد پھر دوسرا بھیجا تو اس کو بھی شبیب نے قتل کر دیا ان دونوں آدمیوں میں سے ایک شخص اعین صاحب حمام اعین تھا اسکے بعد شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا کیونکہ اس کی بیوی غزالہ[1] نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ کوفے کی جامع مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گی۔

۱۔ غزالہ کی شجاعت اور بہادری کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کوفے میں جب شامی فوجیں بھری پڑی تھیں تو اسوقت یہ جامع مسجد میں داخل ہوئی ہے اور لطف یہ کہ یہ دن کا وقت تھا حجاج کی ہمت نہ پڑی کہ غزالہ کا کچھ بگاڑ سکے بعض اوقات میں حجاج اور (بقیہ بر صفحہ ۶۸)

اور اسمیں سورۂ بقر اور آل عمران کی تلاوت کرے گی۔ چنانچہ شبیب اپنے مخصوص آدمیوں کے ساتھ (غالباً جن کی تعداد ۷۰ تھی) کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے یہ نذر پوری کی۔

شبیب نے اپنی فوج کے لیے چھپر بنائے اس کے بعد حجاج نے اہل کوفہ کو مشورے کے لیے رات کو جمع کیا کیونکہ شبیب کی طرف سے ان کو سخت تکلیف پہنچ رہی تھی جب مشورہ طلب کیا تو سب لوگ خاموش رہے تو قتیبہ بن مسلم صف سے نکلکر کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حجاج نے کہا ہاں۔ قتیبہ نے کہا اے امیر آپ نہ تو خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ آپ کو امیر المومنین کا خوف ہے اور نہ رعایا کی فلاح و بہبودی کا خیال ہے اس نے کہا کیونکر۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ کسی شریف شخص کو چند معمولی آدمیوں کے ساتھ بھیجتے ہیں جب وہ بری طرح شکست کھا جاتے ہیں تو وہ شریف شخص بھی شکست کی ندامت کی وجہ سے مقتول ہو جاتا ہے اس طریقے پر قابل قدر ہستیاں ضائع ہوتی جاتی ہیں حجاج نے کہا کہ پھر اب کیا رائے ہے قتیبہ نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ اب خود میدان جنگ میں نکلئے اور شبیب سے گفتگو کیجئے حجاج نے کہا کہ اچھا تو میرے لیے کوئی مناسب مقام تلاش کرو۔ جہاں میں فوجوں کو مرتب کر سکوں قتیبہ نے اس کا وعدہ کیا کہ میں ایک جگہ تلاش کروں گا۔ لوگ وہاں سے عنبسہ بن سعید برا بھلا کہتے ہوئے نکلے کیونکہ اسی نے حجاج کو یہ مشورے دیئے تھے اور اس طرح اسکا منیر کار ہو گیا تھا۔ رات ختم ہوئی اور صبح کو حجاج نے نماز پڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگ آگئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) غزالہ کا اسی جنگ میں سامنا ہو گیا ہے اور وہ اس کے مقابلے میں بھاگ گیا ہے انھیں واقعات کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا۔

اسد علیّ وفی الحروب نعامۃ   فتخاء تصفر من ضغیر الصافر

حجاج تو مجھ پر شیر ہے لیکن معرکوں میں بزدل   اور شسست شترمرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے

ھلا برزت الی الغزالۃ فی الوغی   بل کان قلبک فی جناح الطائر

اے حجاج، تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلے میں کیوں نہ نکلا اور نکلتا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا۔ ابن خلکان ص ۲۲۳ جلد اول۔

اور قبیصہ نے ایک مقام بھی تلاش کر لیا اور حجاج کے پاس گیا وہاں سے وہ جھنڈا لے کر نکلا اور پیچھے پیچھے حجاج بھی چلا اور پھر تمام فوجیں نکلیں اور سب سنجہ میں آکر مقیم ہوئے اس مقام پہ شبیب بھی تھا۔ یہ چہارشنبہ کا دن تھا، حجاج سے لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے کو شبیب سے متعارف نہ کرائیے بلکہ پوشیدہ رکھئے اسی وجہ سے حجاج پوشیدہ ہو گیا۔ اور اپنے مولیٰ ابوالورد کو اپنے لباس میں کھڑا کر دیا۔ شبیب نے اس کو حجاج سمجھکر اپنے گرز سے مار ڈالا۔ شبیب نے پھر خالد بن عتاب پر حملہ کیا جو اسوقت حجاج کے میسرہ پر کمان کر رہا تھا اور پھر فوراً ہی میمنہ پر حملہ آور ہوا جس پر مطر بن ناجیہ تھا اور دونوں بازوؤں کو شکست دیدی اس حالت میں حجاج اور اس کے چند اصحاب اپنی سواریوں سے اتر کر زمین پر اپنی عبا بچھا کر بیٹھ گئے۔ عتبہ بن سعید بھی اسی کے ساتھ تھا۔ شبیب جنگ میں ہمہ تن مصروف تھا کہ مصقلہ بن محلل ضبی نے شبیب کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور پوچھا کہ صالح بن مسرح کے متعلق کیا خیال ہے اور تم اس کے متعلق کیا شہادت دیتے ہو کہ آیا وہ خارجی تھا یا نہیں شبیب نے کہا کہ اسوقت بتاؤں؟ مصقلہ نے کہا ہاں، شبیب نے پھر جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا میں صالح سے بری الذمہ ہوں۔ مصقلہ نے کہا تو اللہ تجھ سے بری الذمہ ہے اسی گفتگو کے بعد شبیب سے بہت سے آدمی علیحدہ ہو گئے اور کل ۴۰ آدمی باقی رہ گئے۔ حجاج یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا کہ خوب یہ لوگ آپس ہی میں متفرق ہو گئے۔ فوراً خالد بن عتاب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خالد نے شبیب کی بقیہ جماعت پر حملہ کیا اور خوب لڑائی ہوئی۔ کسی نے غزالہ کو جو شبیب کی بیوی تھی مار ڈالا اور اسکا سر لیکر حجاج کے پاس روانہ ہو گیا۔ شبیب نے اسے پہچان لیا تو فوراً ایک آدمی کو کہا اس پر حملہ کر کے مار ڈالو اور سر چھین لو۔ چنانچہ وہ آدمی زور سے اس قاتل پر جھپٹا اور قتل کر دیا اور سر لیکر واپس آیا۔ شبیب نے غسل دے کر غزالہ کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد شبیب اور اس کی قوم اپنے امن کی طرف چلی اور خالد بھی واپس آگیا اور جب حجاج کو ان کے واپس چلے جانے کی اطلاع دی تو حجاج نے خالد بن عتاب کو پھر تعاقب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ خالد نے آکر دوبارہ حملہ کیا۔ شبیب کی طرف سے صرف (۴) آدمیوں نے خالد کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس قلت پر بھی غالب رہے۔ شبیب کے پاس خوط بن عمیر سدوسی لایا گیا اس سے اس نے پوچھا کہ خدا کے سوا کسی کا حکم تو قابل نفاذ نہیں ہے۔ خوط نے جواب دیا کہ میں

تمہاری رفاقت میں تو ضرور تھا لیکن دشمنوں سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا۔ شبیب نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد عمیر بن قعقاع لایا گیا اور اس سے بھی شبیب نے وہی سوال کیا عمیر نے کہا کہ اللہ کے راستہ میں تو میری جوان زندگی حاضر ہے شبیب نے پھر یہی سوال کیا لیکن عمیر اسکا مطلب نہ سمجھ سکا۔ آخر میں شبیب نے اسکو قتل کر ڈالا (شبیب کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے ارادول پر قایم ہیں یا نہیں ؟) شبیب کا بھائی مصاد بھی مارا جا چکا تھا اب وہ صرف اُن آٹھ آدمیوں کا منتظر تھا۔ جو خالد بن عتاب کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے کیونکہ ان کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ حجاج کی فوجوں نے شبیب کے رعب و داب کی وجہ سے ادھر کا رُخ تک نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ آٹھ آدمی صحیح و سالم واپس آئے اور ان کو ساتھ لیکر شبیب روانہ ہو گیا۔ خالد نے پھر تعاقب شروع کیا۔ یہ لوگ ایک دیر میں جو دُن کے ایک جانب پر واقع ہے داخل ہوئے اور خالد نے ان کا محاصرہ کر لیا لیکن شبیب کے ساتھیوں نے باہر نکل کر حملہ کیا اور خالد کو دو فرسخ تک پسپا کر دیا لیکن پھر گھبرا کر یہ دریائے دجلہ میں کود پڑے خالد نے بھی اپنا گھوڑا ڈال دیا اور اس کے ایک ہاتھ میں نشان بھی تھا۔ شبیب نے دیکھا تو کہا کہ خدا اس کو ہلاک کرے یہ تو انسانوں کا شیر ہے یہ تو تمام لوگوں سے بازی لے گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن عتاب ہے اس نے کہا ہاں اسمیں شجاعت اور بہادری کے جوہر نظر آتے ہیں۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں بھی اس کے تعاقب میں اپنا گھوڑا ڈالدیتا اگر یہ آگ میں کودتا تو میں بھی اس میں کود پڑتا۔ غرضکہ شبیب اسی طرف سے کرمان چلا گیا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حجاج نے عبد الملک سے دوبارہ مدد طلب کی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل کوفہ اس کے مقابلہ سے عاجز آ چکے ہیں۔ عبد الملک نے پھر سفیان بن ابرد کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔

شبیب کی ہلاکت اور بربادی کا واقعہ

اسی سال شبیب بھی ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ کوفے کی اس جنگ کے بعد حجاج نے سفیان بن ابرد کی فوج کو بہت انعامات دیئے اور خوب خوش کر دیا اور پھر ان کو شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اسوقت تک شبیب تقریباً دو مہینہ سے کرمان ہی میں مقیم تھا۔ سفیان بھی اسی طرف چلا حجاج نے اپنے داماد حکم بن ایوب کو جو اس کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا

لکھ بھیجا کہ بصرے سے ۴ ہزار سوار سفیان بن ابرو کے پاس جلد بھیجو۔ حکم نے زیاد بن عمرو عتکی کو لشکر کردگی ۴ ہزار سوار روانہ کیا۔ یہ فوج اسوقت پہنچی جب شبیب اور سفیان سے مڈبھیڑ ہوچکی تھی شبیب کرمان میں آرام لینے کی غرض سے ٹھہرا ہوا تھا وہاں سے وہ پلٹا تو سفیان سے دجیل کے پل پر اہواز میں ملاقات ہوئی۔ شبیب پل سے پار ہو کر اسی طرف آیا اور دیکھا کہ سفیان پیادہ فوج لیکر مقیم ہے اور مہاصر بن سیف کو سواروں پر متعین کیا ہے اس نے بھی اپنی فوجوں کو تین حصوں میں منقسم کیا اور اسی طرح آگے بڑھ کر اس نے حملہ کیا۔ فوجیں لڑائی میں مشغول ہوگئیں۔ شبیب نے اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا کر متواتر تین سے زیادہ حملے کئے لیکن شامیوں کے پاؤں لوہے کی طرح جمے رہے۔ سفیان نے للکارا کہ منتشر نہ ہو بلکہ متحد ہو کر لڑو۔ چنانچہ دیر تک تلواروں اور نیزوں کے وار کرتے رہے حتیٰ کہ شبیب کو پل تک ہٹا دیا۔ جب وہ بہت پیچھے ہٹ گیا تو وہ اور اس کے تقریباً سو بہادر سپاہی گھوڑوں پر سے اُتر پڑے اور زور سے شامیوں پر جھپٹے۔ اور شام تک بڑی شان کے ساتھ لڑتے رہے۔ شامیوں کو تلواروں اور بھالوں سے اس طرح چور چور کر دیا کہ اس سے پہلے ان کی نگاہوں نے ایسا ہولناک منظر نہیں دیکھا تھا۔ جب سفیان نے شامیوں کے پاؤں ڈگمگاتے دیکھے تو ڈرا کہ کہیں مغلوب نہ ہو جائیں اس لئے تیر اندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ رات ہوچکی تھی تیر انداز جو ایک گوشے میں تھے آگے بڑھے اور اندھا دھند تیر برسانے لگے۔ شبیب نے جب یہ دیکھا تو اپنی پوری فوج کے ساتھ اسی پر دھاوا کر بیٹھا اور تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر سفیان کی طرف چلا جب رات میں بالکل اندھیرا چھا گیا تو وہ اپنی فوج کو لے کر واپس چلا۔ سفیان نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے روک دیا۔ جب وہ پل کے قریب پہنچا تو کہنے لگا کہ اب پل عبور کر جاؤ انشاءاللہ صبح کو پھر حملہ کریں گے۔ اس کی فوج کے تقریباً تمام آدمی پل عبور کر گئے لیکن یہ سبھوں سے پیچھے رہ گیا اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر پل عبور کرنے لگا۔ گھوڑے کے قریب ہی ایک گھوڑی تھی، گھوڑے نے اسے دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جس سے پل کا پتھر ہٹ گیا اور گھوڑا نیچے گر پڑا اور شبیب بھی پانی میں جا پڑا۔ گرتے وقت اس نے کہا لیقضی اللہ امراً کان مفعولا (خدا کے حکم سے یہ بات ہونیوالی ہی تھی) جب غوطہ کھانے لگا تو کہا۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم (یہ بات خدائے عزوجل کی طرف سے لکھی ہوئی تھی) آخرکار ڈوب کر مر گیا۔

بعض نے اس کے قتل ہونے کا واقعہ دوسرے طریقے پر بیان کیا ہے وہ یہ کہ اس کے ساتھ چند ہم قبیلہ ایسے لوگ بھی تھے جو اہل عقل و دانش نہ تھے۔ انھیں کسی قسم کا کوئی تجربہ حاصل نہ تھا شبیب نے انھیں میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا تھا جس سے تمام لوگوں میں اسکی طرف سے ایک نفرت پیدا ہوگئی اور وہ سخت رنجیدہ ہوئے۔ ان ہی میں بنی تیم بنی شیبان میں سے ایک شخص مقاتل نامی بھی تھا جب شبیب نے بنی تیم کے کچھ لوگوں کو مار ڈالا تو اس نے بھی مرہ بن ہمام پر جو شبیب کے خاندان سے تھے حملہ کیا۔ اور قتل کر ڈالا شبیب اس پر بہت بگڑا اور پوچھا کہ تو نے میری اجازت کے بغیر ان کو کیوں قتل کر دیا اس نے کہا کہ تم نے ہمارے قبیلے کے منکرین کو قتل کیا اور میں نے تمھارے قبیلے کے منکرین کو قتل کیا اور یہ تو ہمارے مذہب میں ہے کہ جو ہماری رائے کی مخالفت کرے اس کو قتل کر ڈالو اور جو کچھ آپ نے میری قوم کے ساتھ کیا ہے وہ مجھ سے کئی گونہ زیادہ ہے۔ اور اے امیر المومنین آپ کو کافروں کے قتل پر غصہ نہ ہونا چاہیئے شبیب نے کہا کہ اب میں ایسا نہ کروں گا شبیب کے ساتھ اور بھی آدمی تھے جن کے قبائل کے لوگ مارے گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ سب کبیدہ خاطر تھے جب وہ پیچھے رہگیا تو بعض نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ پل توڑ دیا جاتا تاکہ ہمارا جذبہ انتقام فرو ہو جاتا۔ اسی خیال سے لوگوں نے پل توڑ دیا۔ کشتیاں جن سے پل بنایا گیا تھا ڈگمگانے لگیں اور شبیب دریا میں گر پڑا اور ڈوب گیا لیکن پہلی روایت بہت صحیح اور مشہور ہے۔ شامی فوجیں واپس جانا چاہتی تھیں کہ پل کا محافظ آیا اور اس نے سفیان سے آکر کہا کہ ان میں سے کوئی ابھی دریا میں گرا ہے اتنے میں شبیب کے صحاب چلا اٹھے کہ امیر المومنین ڈوب گئے اور پھر وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور اپنی قیام گاہ کو جو پل کے اس پار تھی چھوڑ کر چلدیے۔ سفیان اس خوشخبری سے بہت مسرور ہوا اور زور سے تکبیریں کہنے لگا اور پھر اپنی فوج کے ساتھ پل کے قریب آیا جہاں شبیب مقیم تھا وہاں کچھ لوگوں کو حالت دریافت کرنے کے لئے بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ وہاں تو ایک انسان بھی نہیں ہے اور سفیان کے ساتھ اس وقت عمدہ فوج موجود ہے۔ شبیب کی نعش دریا سے نکالی گئی اس کا پیٹ چیر کر دل نکال لیا گیا جو پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس تھا جب اسے کسی پتھر پر پٹکتے تو وہ انسان کے قد کے برابر اچھلتا تھا۔ شبیب کی ماں (جس کا نام جہیزہ تھا) کو جب اس کی موت کی خبر دی گئی کہ وہ جنگ میں مارا گیا تو اس نے باور نہیں کیا مگر جب اس سے یہ کہا گیا

کہ وہ دریا میں ڈوب کر مرا تو اس کو اطمینان ہوا اور یہ کہنے لگی کہ جب میں نے اس کو جنا تو اس دن خواب میں میں نے دیکھا کہ میرے پیٹ سے ایک آگ کا شعلہ نکلا ہے اسی سے میں نے قیاس کیا کہ وہ پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بجھ نہیں سکتا۔ اس کی ماں رومی لونڈی تھی جس کو اس کے باپ نے کہیں خرید لیا تھا ۲۵ھ میں یوم النحر کے دن شبیب پیدا ہوا (اس لحاظ سے شبیب کی عمر ۵۲ برس کی ہوئی) شبیب کی ماں کا بیان ہے کہ ان دنوں جب یہ میرے پیٹ میں تھا میں نے خواب دیکھا میرے قلب سے ایک شعلہ نکلا ہے اور آسمان کیطرف بلند ہوتا ہوا چلا گیا۔ اور ہر طرف گشت کرنے لگا اسی اثناء میں وہ پانی میں گر گیا اور پھر نہیں ہو گیا اور میں نے اسکو اس دن جنا تھا جب تم خون بہایا کرتے ہو یعنی یوم النحر کا دن تھا اس سے میں نے سمجھا کہ میرا لڑکا قتل وخون، جنگ وجدال کا سردار ہو گا اور بہت بڑے رتبے پر پہنچیگا۔ شبیب کا باپ جو بنی شیبان سے تھا اسکو اپنی قوم کی زمین پر جس کا نام لصرف تھا لے جایا کرتا تھا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی بغاوت

بنی مغیرہ ابن شعبہ اپنے والد کی عزت ومنزلت کے لحاظ سے معزز تو تھے ہی لیکن خود بھی شریف النفس اور پاک طینت انسان تھے جب حجاج عراق میں حاکم ہو کر آیا تو یہ دیکھا کہ یہ لوگ اپنی قوم کے سر برآوردہ لوگ ہیں اس لئے عروہ کو کوفے میں اور مطرف کو مدائن میں حمزہ کو ہمدان میں حاکم مقرر کر دیا۔ یہ لوگ اپنے روزانہ مشاغل میں ہر شخص سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے پیش آتے تھے لیکن شریر الطبع لوگوں کے لئے بہت متشدد تھے جب شبیب نے علم بغاوت بلند کیا ہے اور مدائن پہنچا تو مطرف نے حجاج سے مدد مانگی حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ شبیب آکر نہر بہرسیر میں اترا اور مطرف اس وقت شہر عتیقہ میں تھا جہاں ایوان کسریٰ ہے وہاں سے وہ پل عبور کر کے مدائن پہنچا اور شبیب کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنے چند آدمیوں کو میرے پاس بھیجدے تاکہ میں ان سے تمھاری غرض وغایت معلوم کروں۔ شبیب نے چند آدمیوں کو بھیجا یہ لوگ جب مطرف کے پاس گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کی دعوت دیتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت دیتے ہیں اور جس وجہ سے اپنی قوم سے

بدلہ لینا چاہتے ہیں کہ وہ محاصل ملک کو کھاتے ہیں اور حدود شرعیہ کا کوئی پاس نہیں کرتے اور جبراً اپنا قبضہ رکھتے ہیں۔ اس سے ہم بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ مطرف نے کہا کہ بیشک تم حق کی دعوت دیتے ہو صریحاً ظلم کا بدلہ لینا چاہتے ہو میں تمہارا اس مسئلہ میں موید ہوں لیکن جس چیز کی میں دعوت دیتا ہوں اس کی میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ تاکہ ہمارا اور تمہارا اتفاق ہو جائے ان لوگوں نے پوچھا کہ آخر وہ کیا چیز ہے اگر وہ حق ہو گی تو ہم اسکو ضرور قبول کریں گے مطرف نے کہا کہ میری غرض یہ ہے کہ ان ظالموں کی بدعتوں پر ان سے مقابلہ کیا جائے۔ انھیں کتاب اللہ اور سنت کی طرف بلایا جائے اور یہ مسئلہ یعنی خلافت تمام مسلمانوں کے مشورے پر موقوف رکھا جائے وہ جس کو چاہیں پسند کریں اپنا امیر اسی طرح منتخب کریں جس حالت میں حضرت عمرؓ نے مسند خلافت کو چھوڑا تھا اور جب عربوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ باہمی مشورے سے طے ہوگا جسمیں قریش بھی شامل ہوں گے۔ تو سب خوشی سے اس پر راضی ہو جائیں گے اور پھر تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔ شبیب کے اصحاب نے کہا کہ ہم تو اس کو قبول نہیں کر سکتے اور یہ کہکر اٹھکر چلے گئے اور دو چار دن تک اس مسئلہ میں متردد رہے لیکن اتحاد خیال نہ ہو سکا اور اسی طرح واپس گئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد مطرف نے اپنے اصحاب اور دوسرے مشیروں کو بلایا اور ان کو حجاج اور عبد الملک کے ظلم کی داستانیں سنائیں اور پھر کہا اگر تم لوگ میرے خیال کی تائید کرو تو ہم حجاج اور عبد الملک کو تخت سے اتار دیں میں ان سے ہمیشہ جنگ کرنے کے لئے تیار رہتا ہوں بلکہ اس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر کچھ معاون اور مددگار ہوتے تو ضرور کرتا۔ اصحاب شبیب سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی آخر میں کہا کہ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو لوگوں نے جواب دیا کہ آپ اس گفتگو کو پوشیدہ رکھیئے اور کسی پر ظاہر نہ کیجئے۔ یزید بن ابی زیاد مولی مغیرہ بن شعبہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کی قسم حجاج پر یہ باتیں پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں بلکہ اس کے سامنے اس پر دس گونہ حاشیہ چڑھا دیا جائے گا۔ اور اگر آپ آسمان میں بھی گھس جائیں تو وہ تلاش کر کے ہلاک کر دیگا اسلئے اس سے نجات حاصل کرنیکی فکر کرلی چاہیئے۔ لوگوں نے بھی اس کی تائید کی۔ اس کے بعد مطرف نے اسی خطرہ سے مدائن کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا وہاں دیر یزدجرد میں قبیصہ بن عبد الرحمن خثعمی سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اخراجات اور دوسری ضروری چیزیں تحفۃً دیں

کچھ دن مطرف اس کے ساتھ رہا لیکن پھر وہاں سے واپس آگیا اور دسکرہ میں آکر لوگوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اپنا ساتھ دینے کی دعوت دی۔ اس کا یہی خیال تھا کہ عبد الملک اور حجاج کو تخت سے اتار دیا جائے اور ان کو قرآن اور سنت کی طرف بلایا جائے اور انتخاب خلیفہ باہمی مشورے سے انجام پائے لوگ جسے چاہیں اپنا منتخب کرلیں اور جسے چاہیں خلیفہ بنائیں بعض نے اس کی دعوت پر لبیک کہی اور بعض وہیں سے واپس ہو گئے۔ سبرہ بن عبد الرحمن بن مخنف بھی واپس ہوا اور حجاج کے پاس آیا اور اہل شام کے ساتھ شبیب سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔ مطرف نے حلوان کا رخ کیا اور وہاں کا حاکم سوید بن عبد الرحمن تھا اسنے اور کردوں نے ملک مطرف کو داخل ہونے سے روکا۔ تاکہ حجاج کے سامنے عذر پیش کر سکیں لیکن مطرف جبراً داخل ہوا کردوں کو جو سامنے آئے ان کو قتل کیا وہاں سے چلکر جب وہ ہمدان کے قریب پہنچا جہاں اسکا بھائی حمزہ حاکم تھا تو ہمدان کو بائیں ہاتھ پر چھوڑ کر ماہ دینار کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچکر اپنے بھائی سے سامان جنگ وغیرہ مدد کے لئے مانگا چنانچہ حمزہ نے خفیہ طور پر جو کچھ اس نے مانگا بھیجدیا مطرف وہاں سے قم و قاشان گیا اور اپنے عمال کو اردگرد کے مواضعات میں بھیجا اور لوگ اس کے پاس آنے لگے۔ چنانچہ سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون نخعی رے سے سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ براء بن قبیصہ نے جو حجاج کی طرف سے اصبہان کا حاکم تھا۔ حجاج کو مطرف کی حالت سے اطلاع دی اور اس سے امداد طلب کی۔ حجاج نے محکمہ برید کے مویشیوں کے ذریعے سے پے درپے امدادی فوجیں بھیجیں اور ساتھ ہی عدی بن زیاد حاکم رے کو مطرف سے لڑنے کے لئے حکم دیا اور یہ کہ عدی اپنی فوج لیکر براء بن قبیصہ کے ساتھ مل جائے اور متفق ہوکر مطرف سے جنگ کی جائے۔ چنانچہ عدی رے سے روانہ ہوا اور آخر براء بن قبیصہ سے مل گیا۔ عدی ہی لشکر کا سپہ سالار تھا۔ فوج کی تعداد رفتہ رفتہ ۶ ہزار تک پہنچ گئی۔ ادھر حمزہ کو جب یہ واقعات معلوم ہوئے تو اس نے حجاج سے معذرت کی جس کو ظاہراً حجاج نے قبول کیا لیکن دل میں حمزہ کو بھی معزول کرنے کا ارادہ کرلیا۔ کیونکہ اس کو خطرہ لگا ہوا تھا کہ وہ بھی بغاوت اور مخالفت کرے گا۔ اسی خیال سے حجاج نے قیس بن سعد عجلی کو جو ہمدان میں حمزہ کے شرطہ کا حاکم تھا ہمدان کی ولایت کا حکم لکھ کر بھیجدیا۔ اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ حمزہ کو قید کرلے۔ ہمدان میں بنو عجل اور بنو ربیعہ کافی

تعداد میں تھے۔ قیس کو جب یہ فرمان ملا تو وہ اپنے قبائل کے لوگوں کو ساتھ لے کر حمزہ کے پاس آیا اور اس کو اپنے تقرر کی خبر دی اور حجاج کا خط اس کو گرفتار کرنے کے متعلق سنایا۔ حمزہ نے سر تسلیم خم کر دیا اور قیس اس کو قید خانے میں بھیجکر ہمدان کا حاکم بن گیا اب حجاج کا دل اس طرف سے مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ وہ اس سے خائف تھا کہ اگر حمزہ ہمدان سے مطرف کی مدد کرے تو بڑی سخت دقت ہو گی جب وہ مقید ہو گیا تو اس کو اطمینان ہو گیا۔ عدی بن زیاد اور براء بن قبیصہ مطرف کی طرف روانہ ہوئے۔ مطرف نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھود لی تھی۔ جب یہ لوگ قریب پہنچے تو صفیں مرتب کر کے لڑنے لگے کچھ دیر تو لڑائی نے اپنا رنگ دکھایا لیکن پھر مطرف کی فوج نے بہت جلد شکست کھائی اور مطرف اپنے بہت سے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقتول ہوا۔ عدی نے اسکا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیجدیا آج کے دن عمیر بن ہبیرہ فزاری نے بڑی بہادری دکھائی۔ مطرف کو اسی نے قتل کیا۔ یزید بن ابی زیاد مولیٰ مغیرہ جس کے ہاتھ میں مطرف کا نشان تھا وہ بھی مقتول ہوا۔ اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف ازدی جو ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھے اس جنگ میں مارے گئے عدی نے ان بہادران جنگ کو جنھوں نے اپنی شجاعت کا ثبوت دیا تھا حجاج کے پاس بھیجدیا اس نے ان کی بڑی خاطر کی۔ انعامات اور اکرامات دیئے۔ بکیر بن ہارون سوید بن سرحان کو عدی نے امان دیدی۔ اور حجاج بن حارثہ کے لئے اس سے درخواست کی جا رہی تھی کہ اس کو بھی امان دیدے لیکن اسی زمانے میں حجاج کا خط اس کے پاس اس مضمون کا آیا اگر فلاں فلاں لوگ زندہ ہوں تو ان کو میرے پاس بھیجو۔ حجاج بن حارثہ کو یہ خبر ملی تو وہ روپوش ہو گیا اور عدی کے معزول ہونے تک اسی حال میں رہا جب خالد بن عتاب وہاں امیر ہو کر آیا تو ظاہر ہوا۔ حجاج یہ بھی کہا کرتا تھا کہ مطرف بن مغیرہ مغیرہ بن شعبہ کا لڑکا نہیں ہے بلکہ وہ مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کا لڑکا ہے مصقلہ اور مغیرہ دونوں نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا اور اس کا دعویٰ کیا لیکن وہ مغیرہ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور مصقلہ کو حد ماری گئی۔ جب خوارج خیال کا متبع ہو گیا تو اس نے اس واقعے کو ظاہر کیا کیونکہ اکثر خوارج بنو ربیعہ میں سے تھے اور قیس عیلان میں سے کوئی نہ تھا۔

ازارقہ کا آپس میں اختلاف

ہم مہلب کے ازارقہ کی طرف جانے کا گزشتہ واقعات میں تذکرہ کر چکے ہیں ۔ ان سے لڑائی کا بھی بیان ہو چکا ہے اس کے بعد عتاب بن ورقا ریاحی حجاج کے پاس چلا آیا اور مہلب خوارج سے ایک سال تک مقام سابور میں برابر لڑتا رہا۔ اور خصوصاً یوم البُستان کی جنگ میں اس نے بڑی سخت معرکہ آرائی کی۔ کرمان اس وقت خوارج کے قبضہ میں تھا اور فارس مہلب کے ہاتھ میں تھا لیکن فارس کا مہلب کے قبضے میں رہنا خوارج کو بہت شاق گزرتا تھا کیونکہ ان کو وہاں سے کسی قسم کی مدد نہیں ملتی تھی ۔جب خوارج کرمان کی طرف بھاگ گئے تو مہلب نے بھی ان کا تعاقب کیا اور جیرفت میں جو کرمان کا ایک شہر ہے مقیم ہوا وہاں بھی خوارج سے کئی بار جنگ ہوئی ۔جب تمام فارس مہلب کے قبضے میں آ گیا تو حجاج نے اس پر اپنے عمال مقرر کئے لیکن عبد الملک نے حجاج کو یہ لکھ بھیجا کہ فسا دارابجرد اور کورہ اصطخر وغیرہ کو مہلب کے قبضے میں رہنے دو تاکہ وہ ان مقامات سے جنگ میں مدد لے سکے حجاج نے ان کو چھوڑ دیا باقی اضلاع پر اپنے عمال بھیجدئے اس کے بعد حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مہلب کو خوارج سے لڑتے رہنے پر آمادہ کرے اور اسکو اسمیں کامل جد وجہد کرنے کا مشورہ دے اور یہ بھی جتا دے کہ اس کا کوئی عذر حجاج کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ براء بن قبیصہ وہاں گیا جس دن وہ پہنچا اسی دن مہلب اپنی فوجوں کے ساتھ خوارج سے ظہر تک لڑتا رہا اس کے بعد وہ میدان سے واپس آیا براء بن قبیصہ جو ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا نقشہ دیکھ رہا تھا مہلب کے پاس آکر کہنے لگا میں نے اس فوج سے جو تم سے لڑ رہی ہے زیادہ ثابت قدم اور جفاکش کسی قوم کو نہیں دیکھا اس کے بعد مہلب عصر کے بعد پھر واپس گیا اور اسی طرح لڑتا رہا دونو فوجوں میں سے کسی کا بھی قدم پیچھے نہیں ہٹتا تھا خوارج کا ایک دستہ مہلب کے دستہ کے مقابلے میں آیا اور دونوں خوب بنرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی اور ہر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو تو ہر شخص یہی کہتا کہ میں بنو تمیم سے ہوں رات کی تاریکی نے جب چاروں طرف اندھیرا کر دیا تو یہ واپس ہوئے مہلب نے براء بن قبیصہ سے کہا کہ آپنے اس قوم کی بہادری اور شجاعت کا اندازہ کیا جس کے مقابلے میں خدا کے سوا

کوئی مددگار نہیں ہو سکتا مہلب نے براء کی بڑی خاطر و تواضع کی اور دس ہزار درہم اس کو ہدیۃً دیئے۔ براء بن قبیصہ حجاج کے پاس گیا اور مہلب کی حقیقی معذوری کو اس کے سامنے ظاہر کیا اس کے بعد مسلسل ۸ مہینے تک مہلب خوارج سے لڑتا رہا مقعطر ضبی لے جو قطری کی طرف سے کرمان کے ایک طرف پر عامل تھا خوارج کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسی وجہ سے تمام خوارج قطری سے الجھ پڑے اور اس سے کہا کہ مقعطر کو ہمارے سپرد کرو۔ قطری نے اس کو دینے سے انکار کیا اور ان سے کہا کہ مقعطر نے اسکو قتل کرنے میں تاویل سے کام لیا اور اسمیں غلطی کر گیا۔ اب میں یہ نہیں پسند کرتا کہ تم اسکو قتل کر ڈالو۔ حالانکہ وہ تم سے بہت سے کاموں میں سبقت لے گیا ہے۔ غرضکہ اسی میں اختلاف بڑھ گیا۔ بعض نے اختلاف کی وجہ یہ تبلائی ہے کہ خوارج میں ایک شخص تھا جو زہر میں بجھا ہوا تیر بناتا تھا اور اسکو مہلب کے آدمیوں پر مارتا تھا۔ مہلب کے ساتھیوں نے اسکی شکایت کی تو مہلب نے کہا کہ ذرا تم لوگ صبر کرو۔ میں اس کے لئے کافی ہوں اور اس نے ایک آدمی کو خط دیا کہ اس کو قطری کی فوج میں ڈالدو لیکن اس طریقے پر ڈالو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور یہ خط قطری تک پہنچ گیا تو اسمیں یہ لکھا تھا۔

"امابعد! تمھارے تیر پہنچے اور میں نے ایک ہزار درہم تمہارے پاس بھیجدیا" قطری نے اس شخص کو جو تیر بناتا تھا مار ڈالا۔ کیونکہ اس سے جب اس نے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ عبد ربہ الکبیر کو اس شخص کا قتل کرنا بہت ناگوار ہوا اور پھر آپس میں اختلاف ہو گیا۔ اس کے بعد مہلب نے ایک آدمی کو نصرانی وضع ولباس میں قطری کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ تم جاکر اس کے سامنے سجدہ کرو۔ یہ آیا اور اس نے قطری کے سامنے سجدہ کیا خوارج نے دیکھ کر کہا کہ اس نے تو تم کو اپنا خدا بنا لیا۔ بعض خوارج اس نصرانی پر جھپٹے اور قتل کر دیا اس سے اور زیادہ اختلاف بڑھ گیا۔ بہت سے خوارج نے قطری کو معزول کر کے عبد ربہ الکبیر کو کرمان کا حاکم بنا لیا قطری کے ساتھ خوارج کا چوتھا یا پانچواں حصہ تھا۔ دونوں فریق آپس میں لڑتے رہے۔ مہلب نے حجاج کو اس واقعے کی اطلاع دی حجاج نے مہلب کو لکھا کہ تم اس حالت میں جنگ کیوں نہیں کرتے۔ مہلب نے اس کا جواب دیا کہ میں اس وقت جبکہ وہ آپس ہی میں لڑ رہے ہیں لڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جب ان کا معاملہ طے ہو جائے گا جس کا میں منتظر بیٹھا ہوں تو وہ خود بخود ہلاک ہو جائیں گے

اور وہ اس وقت تک متحد بھی نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں لڑ جھگڑ کر برباد نہ ہو جائیں حجاج پھر خاموش ہو گیا۔ اور مہلب نے ان کو پورے ایک مہینہ تک اسی خانہ جنگی میں مصروف رہنے دیا۔ آخر بس قطری اپنے متبعین کو لیکر طبرستان چلا گیا اور باقی لوگوں نے عبد ربہ الکبیر پر بیعت کر لی۔

عبد ربہ الکبیر کی ہلاکت

جب قطری طبرستان چلا گیا اور کرمان پر عبد ربہ الکبیر مستقل حاکم ہو گیا تو مہلب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور ان سے خوب لڑتا رہا۔ جیرفت میں ان کو محصور کر لیا۔ اور پھر متواتر حملے کئے۔ کیونکہ ابھی تک مہلب کی دیرینہ آرزو نہیں پوری ہوئی تھی (یعنے یہ کہ خوارج کا سرتاپا خاتمہ ہو جائے) خوارج اس محاصرہ سے بے چین ہو گئے آخر کار اپنے تمام ساز و سامان کو لیکر نکلے اور جیرفت سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مہلب نے پھر موقع پاکر سخت لڑائی کی۔ حتیٰ کہ گھوڑوں کے پیر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ تلواریں ٹوٹ گئیں اور بہت سے آدمی مارے گئے پھر مہلب نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ نکل کر بھاگ گئے۔ مہلب جیرفت میں داخل ہو گیا۔ اور پھر ان کے تعاقب میں چلا اور چار ہی فرسخ کے فاصلے پر ان کو روکا اور صبح سے دوپہر تک کشت و خون کی خوب گرم بازاری رہی۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو وہیں ٹھہر گیا۔ عبد ربہ نے اپنے آدمیوں کو مجتمع کر کے کہا کہ اے مہاجرین، قطری اور اس کے ساتھی زندہ رہنے کے لئے بھاگ گئے۔ حالانکہ دنیا میں کسی کو بقا نہیں ہے اور اب ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا اس لئے اپنے دشمنوں سے کامل مقابلہ کرو۔ اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو قربان کر دو۔ یہ کہکر مقابلے کے لئے واپس پھرا۔ اور خوب دل کھول کر لڑا۔ گذشتہ لڑائیاں اس کے نزدیک پانی ہو گئیں۔ مہلب نے جب جنگ کا رخ پلٹا ہوا دیکھا تو اس نے چند آدمیوں سے موت پر بیعت لی۔ اور ان کو میدان میں بھیجا۔ خوارج نے اپنی سواری کے جانوروں کو بیکار کر کے پاپیادہ جنگجوئی میں مصروف ہو گئے۔ اس قدر زور شور سے لڑے کہ مہلب کو اقرار کرنا پڑا کہ میں نے اس سے پہلے اتنی خونخوار جنگ نہیں دیکھی تھی۔ لیکن پھر خدا نے اصحاب مہلب پر اپنی مدد نازل کی اور وہ منتخب ہوئے خوارج نے شکست کھائی۔ ان میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ مقتولین کی کل تعداد چار ہزار تھی اور خوارج میں

زندہ بہت کم بچے۔ عبد ربہ الکبیر انھیں کے ساتھ مارا گیا۔ مہلب نے تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ کیونکہ خوارج بھی عام مسلمانوں کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے تھے۔

طفیل بن عامر واثلہ نے عبد ربہ الکبیر اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر یہ اشعار کہے تھے

لقد مسّ منا عبد رب وجندہ	عقاب فامسی سبیھم فی المقاسم
عبد ربہ اور اسکی فوج نے ہم سے سخت سزا پائی	ان کے قیدی مال غنیمت کی طرح تقسیم کئے گئے
سمّی ھم بالجیش حتی ازاحھم	بکرمان عن مثوی من الارض ناعم
ایک فوج ان کے لئے متعین کی گئی تھی جس نے	ان کو کرمان ایسی بہترین جگہ سے نکال بھگایا
وما قطریّ الکفر الا نعامۃ	طرید یدّ وی لیلۃ غیر نائم
قطری کوئی بہادر آدمی نہیں ہے	بلکہ اس شتر مرغ کی طرح ہے جو بغیر سوئے ہوئے رات بھر بھاگا پھرتا ہے
اذا خرمنا سار باکان وجھہ	طریقا سوی قصد الھدی والمعالم
جب وہ ہم سے ڈر کر بھاگا تو اس کا قصد	رشد و ہدایت کے راستہ کے خلاف تھا
فلیس بمنجیہ الفرار وان جرت	بہ الفلک فی لجّ من البحر دائم
اس کا بھاگنا ہم سے نجات نہیں دلا سکتا	اگر چہ اسکی کشتیاں بڑے سے بڑے متموج دریا میں جارہی ہوں۔

اشعار اس سے بھی زیادہ ہیں لیکن کافی مشہور ہونے کی وجہ سے باقی کو چھوڑ دیا گیا۔ اس جنگ میں جن اشخاص نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ حجاج نے ان پر بڑی عنایتیں کیں۔ مہلب نے حجاج کو اس فتح وظفر کی ایک قاصد کے ذریعے سے خوشخبری دی جس نے فوج اور خوارج کے حالات سے مفصل طریقے پر آگاہ کیا اور بنی مہلب کی کمال شجاعت اور بہادری کی پُر زور الفاظ میں تعریف کی۔ چنانچہ اس نے ان الفاظ میں ان کا تذکرہ کیا۔ مغیرہ ان کا شہسوار اور سردار ہے یزید ان کا بہادر جنرل ہے اور سخی آدمی ہے۔ قبیصہ سخاوت کا دریا ہے کوئی بہادر مدرکہ کے سامنے سے بھاگ جانے پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ عبد الملک بن مہلب زہر ہلاہل ہے۔ حبیب مجسمۂ موت کا پیالہ ہے۔ محمد جنگل کا ایک شیر ہے اور مفضل تو اپنی شرافت میں مشہور ہی ہے۔ حجاج نے پوچھا کہ ان سب میں افضل کون ہے اس نے کہا کہ یہ سب ایک حلقہ کی طرح ہیں جس میں کوئی کنارہ نہیں ملتا۔ حجاج نے اس کی اس بلاغت آمیز گفتگو کی بڑی تعریف کی اور مہلب کو شکریہ کا خط لکھا اور اس میں

لکھا کہ تم کو جس پر اعتماد ہو اس کو کرمان کا حاکم بناؤ اور ایسے شخص کو بناؤ جو اس کی پوری نگرانی کر سکے اور خود میرے پاس چلے آؤ مہلب نے کرمان میں اپنے لڑکے یزید کو والی بنایا اور خود حجاج سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا وہ جب حجاج کے پاس پہنچا ہے تو اس نے بڑی خاطر و تواضع کی۔ اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا اور حاضرین سے کہا اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے غلام ہو اور اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم ایسے ہو جیسے کہ لقیط بن یعمر ایادی نے اپنے سرداروں کی تعریف کی تھی۔

وقلدوا امرکم للّٰہ درکم ۔۔۔ رحب الذراع بامر الحرب مضطلعاً

خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے اپنے کاموں کو ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو بہادر اور فن حرب کا ماہر ہے

لا مترفاً ان رخاء العیش ساعدہ ۔۔۔ ولا اذا عض مکروہ بہ خشعاً

اگر فراغ بالی اسکا ساتھ دے تو وہ عیش میں پڑنے والا نہیں ہے ۔۔۔ اور جب کوئی مصیبت آئے تو ہراساں ہونے والا نہیں ہے

مسہد النوم تعنیہ ثغورکم ۔۔۔ یروم منہا الی الاعداء مطلعاً

وہ کم سونے والا ہے۔ تمہاری سرحدوں کی حفاظت نے اسکو مشغول کر رکھا ہے جسکے ذریعے سے دشمنوں کے حالات سے واقف ہوتا ہے

انفک یحلب ہذا الدہر اشطرہ ۔۔۔ یکون متبعاً طوراً و متبعا

اس نے زمانے کے واقعات کا ہمیشہ تجربہ کیا ہے ۔۔۔ کبھی پیرو ہوتا ہے اور کبھی قائد ہوتا

ولیس یشغلہ مالہ یثمرہ ۔۔۔ عنکم ولا ولد یبغی لہ الرفعا

تم سے مال و دولت حاصل کرنے کی خواہش اسکو تم سے پھیر نہیں سکتی اور نہ کوئی اولاد ہے جس کے بلندی مرتبہ کا آرزومند ہو۔

حتی استمرت علی شزر مریرتہ ۔۔۔ مستحکم السن لا قحماً ولا ضرعا

یہاں تک کہ اس کی طاقت اور قوت مستقل ہو گئی ہے ۔۔۔ مضبوط عمر کا آدمی ہے نہ بڈھا اور نہ بزدل ہے

یہ بہت بڑا قصیدہ ہے چیدہ اشعار نقل کر دیے گئے۔

قطری بن فجاءۃ اور عبیدہ بن ہلال کا قتل

کہتے ہیں کہ اسی سال قطری اور عبیدہ کا بھی خاتمہ ہوا اور ان کے ساتھ ازارقہ کی بقیہ جماعت بھی تباہ و برباد ہو گئی۔ اس کا اصلی سبب یہ ہوا کہ جب ازارقہ کی طاقت ذاتی اختلافات اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے منتشر ہو گئی۔ جیسا کہ ہم گزشتہ سلسلے میں بیان کر چکے ہیں تو قطری اپنے اصحاب کو لیکر طبرستان چلا گیا۔ حجاج کو بھی معلوم ہوا کہ قطری طبرستان آیا ہے اس نے

نے سفیان بن ابرد کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ طبرستان روانہ کردیا۔ سفیان اسحاق بن محمد بن اشعث کو ساتھ لے کر قطری کی تلاش میں نکلا۔ اسحاق کے ساتھ بھی کوفہ کی فوجیں تھیں۔ ان لوگوں کو طبرستان کے کسی درے میں قطری کا پتا ملا۔ تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے اور اس سے لڑائی شروع کردی۔ قطری کے ہمرکاب اصحاب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اتفاقاً وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اور لڑھکتا ہوا گھاٹی میں چلا گیا۔ شہر کا کوئی ذمی باشندہ ادھر سے گزرا تو قطری نے اس سے کہا کہ مجھ کو پانی پلا۔ کافر نے کہا کہ مجھے کیا دو گے۔ قطری نے کہا کہ بھائی میرے پاس اس وقت ہتھیار کے سوا کچھ نہیں ہے جب تم پانی لاؤ گے تو ہم اسے دیدیں گے۔ یہ ذمی گیا اور جب کھائی کے اوپر پہنچا تو قطری پر ایک پتھر گرا دیا جس سے اس کا کولا سخت زخمی ہوگیا اور اس دوسرے صدمے کی وجہ سے مجہول ہوگیا۔ قطری نے لوگوں کو آواز دی اور کچھ لوگ آئے۔ اس ذمی نے اس کو اب تک پہچانا نہیں البتہ اسکے عمدہ ہتیار اور اچھی ہیئت سے اس قدر سمجھتا تھا کہ وہ اس قوم کے سرداروں میں ہے اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی دوڑ کر آئے۔ انھوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو قطری ہے اور پھر قتل کر ڈالا۔ ان میں سے سورہ بن حر تیمی جعفر بن عبد الرحمٰن بن مخنف، صباح بن محمد بن اشعث عمر بن ابی الصلت اور باذان جو انکا مولی تھا۔ ان تمام نے قطری کے قتل کا دعویٰ کیا۔ ابو جہم بن کنانہ آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ جب تک تم لوگ آپس میں تصفیہ کرو یہ سر مجھ کو دو۔ لوگوں نے اس کو دیدیا۔ وہ اسحاق بن محمد کے پاس لے آیا۔ جو کوفہ والوں کا سردار تھا۔ اسحاق نے اس کی معرفت سفیان کے پاس بھیجدیا۔ سفیان نے ابو جہم کی معرفت حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے عبد الملک کے پاس بھیجدیا۔ اس نے ۲ ہزار درہم انعام بھیجدیا اس کے بعد سفیان نے ان خوارج کا محاصرہ کرلیا اور یہ منادی کرادی جو اپنے ساتھی کو قتل کر کے ہمارے پاس آئے گا اس کو امان دیا جائے گا۔ عبیدہ بن ہلال نے یہ اشعار کہے۔

لعمری لقد قام الاصم لخطبة لذی الشك منها فی الصدور غلیل

اپنی زندگی کی قسم ایک سخت دل انسان نے ایک ایسی تقریر کی جسکے شکوک کیوجہ سے سینوں میں بغض و عداوت ہے

لعمری لئن اعطیت سفیان بیعتی وفارقت دینی اننی لجهول

اپنی جان کی قسم اگر میں سفیان سے بیعت کرلیتا۔ اور اپنے مذہب سے علٰحدہ ہو جاتا تو میں بڑا جاہل ہوتا۔

الی اللہ اشکو ما تری بجیادنا تساوک ھزلی مخھن قلیل

خدا ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں کیا تو ہمارے عمدہ گھوڑوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ ڈگمگے ہو گئے ہیں اور ان کے استخوان بے مغز ہو گئے ہیں۔

تعاورھا القذاف من کل جانب بقومس حتی صعبھن ذلول

صرف ایک سردار کے مقتول ہونے کی وجہ سے عار دلانے والے ہر طرف سے ان کو عار دلاتے ہیں حتیٰ کہ انکے سرکش بھی ندامت کی وجہ سے مطیع ہیں۔

فان یک افناھا الحصار فربما تشحط فیما بینھن قتیل

اگر محاصرہ ان کو ہلاک کر دے تو بھی اکثر مقتولین اُن کے درمیان تڑپتے ہونگے

وقد کن مما ان یقدن علی الوجیٰ لھن بابواب القباب صھیل

ان مصائب کے باوجود بھی اگر انکا قدم آگے بڑھتا تو خیموں کے دروازوں پر ہنہنانے لگے

سفیان نے ان کا محاصرہ برابر جاری رکھا حتیٰ کہ خوارج محاصرے سے تنگ آ گئے خور و نوش کے لیے ان کو کوئی چیز نہ مل سکی تو اپنی سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے کھا گئے۔ اور پھر ہمت باندھکر لڑنے کے لیے میدان میں آئے خوب لڑے خوب لڑے لیکن آخر میں سب کے سب مقتول ہوئے اور ان کے سر کٹوا کر سفیان نے حجاج کے پاس بھیجدیے اور خود دنباوند اور طبرستان میں چلا گیا اور وہاں مقیم رہا۔ پھر حجاج نے اس کو معزول کر دیا۔ بعض علمائے تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قطری اور عبیدہ بن ہلال کے قتل ہونے کے بعد ازارقہ بالکل تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ جو کچھ باقی رہ گئے تھے وہ قطری ہی کے ساتھ تھے ازارقہ کا سب سے پہلا سردار نافع بن ازرق تھا اور سب سے آخری قطری اور عبیدہ تھے وہ بیس برس سے زیادہ برابر لڑتے رہے۔ صبیح مازنی تمیمی مولیٰ سوار بن اشعر جس نے ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں بغاوت کی اس کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ازارقہ سے تھا مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ صفریہ سے تھا یہ شخص کچھ زیادہ دنوں تک نہ لڑ سکا بلکہ بغاوت کے چند ہی دن کے بعد قتل ہو گیا۔

بکیر بن وساج کا قتل

اسی سال امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ نے بکیر بن وساج کو

قتل کیا صورت یہ درپیش ہوئی کہ امیہ عبد الملک کی جانب سے خراسان کا حاکم تھا اس نے بکیر بن وساج کو ماوراء النہر کی جنگ کے لیے روانگی کا حکم دیا۔ اور اس سے قبل اس نے بکیر کو طخارستان کا عامل مقرر کیا تھا جس کی روانگی کے لیے بکیر تیار ہو چکا تھا لیکن بحیر بن ورقاء نے امیہ کو اس سے بدگمان کر دیا۔ اس لیے امیہ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور بکیر کو روک دیا۔ پھر جب ماوراء النہر میں جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا تو بکیر نے بہت اہتمام سے تیاری شروع کی اور اس غرض سے بہت سا روپیہ صرف کیا جس میں وہ قرضدار بھی ہو گیا۔ بحیر نے پھر امیہ سے کہا کہ اگر اسکے اور آپ کے درمیان نہر حائل ہوئی تو یہ علم بغاوت بلند کرے گا۔ امیہ نے پھر بکیر کو وہاں جانے سے روک دیا اور کہا کہ جب میں چلوں گا تو میرے ساتھ چلنا بکیر کو اس پر بڑا غصہ آیا اور کہا یہ تو مجھے سراسر نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ عقاب لقوہ غداقی نے بھی بکیر کے ساتھ جانے کے لیے کچھ قرض لیا تھا جب وہ نہ جا سکا تو قرضداروں نے اس کو دق کرنا شروع کیا اور اسی جرم میں مقید ہو گیا۔ مجبوراً بکیر نے اپنی طرف سے قرض ادا کر کے رہا کر لیا۔ پھر امیہ نے بخارا کی لڑائی کے لیے تیاری کی۔ اور اس کا ارادہ تھا کہ وہیں سے ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے ملے گا۔ امیہ کے ساتھ اور لوگ بھی جانے کے لیے تیار ہوئے جن میں بکیر بھی تھا سب لوگ روانہ ہوئے اور نہر کے قریب پہنچکر عبور کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ امیہ نے بکیر سے کہا کہ میں نے خراسان میں اپنا جانشین اپنے لڑکے کو بنا دیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ نوجوان ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ وہ نظم کو قائم نہ رکھ سکیگا۔ تم مرو واپس جاؤ اور وہیں رہو میں نے اسوقت تم کو وہاں کا والی بنا دیا ہے اور میرے لڑکے کی اس کام میں اعانت بھی کرتے رہو۔ بکیر نے چند سواروں کو جن سے وہ واقف تھا اور جن پر اس کو اعتماد تھا منتخب کیا اور وہاں سے واپس ہوا۔ امیہ بخارا کی طرف چلا گیا اور بکیر مرو کی طرف چلا۔ راستے میں عقاب اللقوہ نے اس سے کہا کہ ہم نے ایک قریشی امیر کی خواہش کی تو ہمارے پاس ایک ایسا امیر آیا جو ہم سے مسخراپن کرتا ہے ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے میں نقل کرتا ہے میری رائے ہے کہ ان کشتیوں کو توڑ کر جلا دیں اور مرو جا کر امیہ کو امارت سے معزول کر دیں اور ہم خود حاکم بن جائیں اور ایک مدت تک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ احنف بن عبداللہ عنبری نے بھی اسکی تائید کی۔ بکیر نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں ہلاک ہو جائیں گے۔ لقوہ نے کہا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو ہم مرو سے دوسرے لوگوں کو جن کو تم پسند کرو گے

بلا کر لاؤں گا۔ بکیر نے کہا کہ مسلمانوں کی جانیں مفت میں ضائع جائیں گی۔ بقوہ نے کہا کہ اس کیلیے یہ کافی ہوگا کہ شہر میں منادی کرادی جائے کہ جو مسلمان ہو جائیگا اُس کا خراج معاف کر دیا جائیگا تو تمہارے پاس پچاس ہزار آدمی آجائیں گے جو ان سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ بکیر نے کہا کہ امیہ اور اس کے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے۔ بقوہ نے جواب دیا آخر وہ لوگ کیوں ہلاک ہونے لگے؟ ان کے پاس فوج ہے ہتیار ہیں جس کے ذریعے سے وہ چین تک پہنچ سکتے ہیں۔ آخر بکیر کو اس مشورے پر عمل کرنا پڑا کشتیاں توڑ کر جلا دی گئیں اور یہ لوگ مرو واپس گئے اور بکیر نے امیہ کے لڑکے کو قید کر دیا اور امیہ کو تخت سے اُتار کر خود حاکم بن گیا امیہ کو جب یہ خبر ملی تو اس نے اہل بخارا سے قلیل فدیہ لیکر صلح کر لی۔ اور فوراً واپس پھر اکشتیوں کو از سر نو بنوا کر نہر کے پار اُترا۔ راستے میں امیہ نے اپنے ان احسانات کا بار بار تذکرہ کیا جو اس نے بکیر پر کیے تھے اور کہا کہ وہ ان کا بدلہ نافرمانی اور سرکشی سے کرتا ہے۔ بہر حال مرو کی طرف روانہ ہوا۔ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے بھی ملا۔ پھر اس نے شماس بن وثار کو ... ۸ سو فوجوں کے ساتھ بکیر کے مقابلے کے لیے پہلے ہی بھیجدیا۔ بکیر نے رات کو حملہ کیا اور شماس کو شکست دی اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ کسی کو قتل نہ کرو بلکہ ہتیار چھین کر چھوڑ دو۔ اتنے میں امیہ بھی پہنچ گیا اور شماس سے ملا پھر اس نے ثابت بن قطبہ کو آگے بڑھایا۔ بکیر سے جب لڑائی ہوئی تو اس نے ثابت کو قید کر لیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ مگر چونکہ ثابت نے بکیر کے ساتھ اس سے قبل بہت کچھ احسان کیے تھے اس لیے اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر امیہ نے خود حملہ کیا پہلے دن تو اس نے بکیر کی فوج کو پسپا کر دیا جس سے بکیر میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا اور دوسرے دن خوب لڑا تیسرے دن بھی بڑی لڑائی ہوئی اثنائے جنگ میں بکیر نے ثابت کے سر پر ایک تلوار ماری تو حریث بن قطبہ جو ثابت کا بھائی تھا آگے بڑھا اور بکیر پر ایک زور سے حملہ کیا بکیر بھاگا تو حریث نے آواز دی کہ او بکیر کہاں جاتا ہے اس آواز نے اسکو پلٹا دیا حریث نے موقع پاکر ایک تلوار سر پر ماری جس سے خود کٹ کر گر گیا اور اس کا سر بھی زخمی ہو گیا وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ بکیر کے اصحاب اسکو اٹھا کر شہر میں لائے اور باقی آدمی لڑتے رہے اصحاب بکیر اکثر سرخ اور زرد لباس میں رہتے تھے اور آپس میں بیٹھکر جب باتیں کرتے تھے تو ان کا منادی یہ پکار کر کہتا تھا کہ جو شخص ہمکو ایک تیر بھی ماریگا تو ہم اس کے بال بچوں کے سر کاٹ کر اس کی گود میں ڈال دیں گے۔ اس ڈر سے کوئی کچھ نہیں کرتا تھا۔ بکیر کو خوف تھا

کہ اگر محاصرے نے طول کھینچا تو اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لیے اس نے امیہ سے صلح کی درخواست کی۔ اصحاب امیہ نے بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ مندرجۂ ذیل شرائط پر مصالحت ہوئی۔ (۱) امیہ بکیر کو چار لاکھ درہم دیگا (۲) اور بکیر کے اصحاب کو رہا کر دیگا (۳) بکیر کو خراسان کے جس شہر میں چاہے حاکم مقرر کرے اور اس معاملے میں بحیر کا مشورہ قبول نہ کرے (۴) اگر امیہ کو بکیر کی جانب سے کوئی بدگمانی پیدا ہو تو اس کو ۴۰ دن تک محفوظ رکھے۔ اس کے بعد امیہ شہر میں داخل ہو گیا اور بکیر کے تمام شرائط کو پورا کیا اور اس کو تمام اعزازات کے ساتھ رکھا اور اس نے عقاب کو بھی ۲۰ ہزار درہم انعام دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ بکیر امیہ کے ساتھ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ مرو میں اپنا جانشین بنا کر گیا تھا جب وہ نہر عبور کر چکا تو بکیر نے بغاوت کی اور پھر مندرجۂ بالا واقعات ہوئے۔ امیہ، نرم دل، حلیم الطبع اور فیاض آدمی تھا لیکن ساتھ ہی اہل خراسان پر ایک بوجھ تھا۔ تفاخر کی بہت عادت تھی۔ اکثر کہتا تھا کہ خراسان کی آمدنی میرے مطبخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔ مرو واپس آ کر اس نے بحیر بن ورقاء کو عہدۂ کوتوالی سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر عطاء بن ابی سائب کو مقرر کیا۔ امیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنے میں تشدد کیا اسی زمانے میں ایک دن بکیر کے سامنے مسجد میں لوگوں نے امیہ کی شکایت کی اور اس کو برا بھلا کہا۔ مسجد ہی میں بحیر، عبداللہ بن حارثہ بن قدامہ ضرار بن حصین بھی تھے۔ بحیر نے اس کی خبر امیہ کو دی۔ امیہ نے اس کی تکذیب کی تو بحیر نے ان لوگوں کو شہادت میں پیش کیا۔ چنانچہ مزاحم بن ابی المجشر سلمی نے یہ بیان کیا کہ وہ مذاق کر رہا تھا۔ امیہ نے بکیر کو چھوڑ دیا۔ اسکے بعد بحیر پھر آیا اور کہنے لگا کہ بکیر نے مجھ کو آپ سے بغاوت کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ بھی کہتا تھا کہ اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو میں اس قریشی کو قتل کر کے خراسان پر قابض ہو جاتا۔ امیہ نے اس کی بھی تصدیق نہیں کی لیکن ایک جماعت نے اس پر شہادت دی کہ بکیر نے اس قسم کی دعوت دی ہے آخر کار امیہ نے بکیر اور اس کے ساتھ بدل اور شمردل کو جو اس کے بھتیجے تھے گرفتار کر لیا پھر اپنے اعیان حکومت کو بکیر کے قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کام سے جھجکے تو پھر بحیر کو حکم دیا۔ اس نے فوراً قتل کر ڈالا اور امیہ نے ان دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔

سنہ ۷۷ھ کے مختلف واقعات

اس سال امیہ نے نہر بلخ عبور کر کے وہاں جنگ کی لیکن اپنی فوج کے ساتھ محصور ہو گیا

سبھوں نے ملکر پوری طاقت صرف کی اور وہاں کی فوجوں سے مقابلہ کیا اس کے بعد انھیں نجات ملی۔ اور پھر مرو واپس آئے۔ ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کیساتھ حج کیا۔ کوفہ اور بصرہ میں حجاج برسر حکومت تھا اور خراسان میں امیہ والی تھا ولید بن عبدالملک اس سال موسم گرما میں رومیوں سے برسرپیکار رہا۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو انصاری نے اسی سال وفات پائی۔

۷۸ھ ہجری کی ابتداء

امیہ بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا اور مہلب کا وہاں حاکم ہونا

اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ بن خالد کو خراسان اور سجستان کی امارت سے معزول کر دیا اور ان دونوں مقامات کو حجاج کی حکومت سے ملحق کر دیا۔ حجاج نے ان پر اپنے عمال مقرر کر کے بھیجدیئے۔ مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کا حاکم بنایا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل بنایا۔ جب مہلب ازارقہ کی جنگ سے فارغ ہوگیا تو وہ حجاج کے پاس بصرہ میں آیا حجاج نے اسکی بڑی خاطر کی اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ اور پھر ان بہادروں کو بلایا جنھوں نے مہلب کے ساتھ رہکر حرب ازارقہ میں بڑے بڑے کارنامے کیے تھے ان کی بڑی تعریف و توصیف کی۔ انعامات دیئے۔ اعزازات میں اضافہ کیا۔ حجاج جب بصرہ آرہا تھا تو اس نے کوفہ میں عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے بعد جب خراسان کی حکومت مہلب کے سپرد کی گئی تو اس نے اپنے لڑکے حبیب کو وہاں روانہ کر دیا۔ چلتے وقت حجاج نے حبیب کو ایک ابلق خچر دیا اور اس کو رخصت کر دیا۔ حبیب خچر پر سوار ہو کر خراسان کی طرف چلا اور اس کے ساتھ کچھ اور اصحاب بھی ہمرکاب تھے۔ ۲۰ دن تک یہ لوگ برابر چلتے رہے اس کے بعد خراسان پہنچے۔ جب باب مرو میں داخل ہوئے تو سامنے لکڑیکا ایک گٹھا دیکھا جس سے حبیب کا خچر بھڑکا۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ تھک کر چور ہو گیا تھا پھر بھی بھاگنے کی طاقت تھی۔ خیر جب خراسان پہنچا تو حبیب نے امیہ اور اس کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا اور دس مہینے تک خراسان کا کام انجام دیتا رہا اس کے بعد ۷۹ھ میں مہلب وہاں پہنچا۔

۸۰ھ ہجری کے مختلف واقعات

ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے حج کیا۔ کوفہ، بصرہ، خراسان، سجستان، کرمان، یہ تمام ممالک حجاج کے زیر اقتدار تھے خراسان میں اس کی طرف سے مہلب حاکم تھا اور سجستان میں عبید اللہ بن ابی بکرہ تھا۔ قاضی کوفہ شریح تھے قاضی بصرہ موسیٰ ابن انس تھے عبد الرحمن بن عبد اللہ قاری نے اسی سال انتقال کیا ان کی عمر (۷۸) برس کی تھی۔ آنحضرت نے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیر اتھا۔ زید بن خالد جہنی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ بعض نے اس سے مختلف روایت کی ہے۔ عبد الرحمن بن غنم اشعری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا لیکن صحبت نبوی سے فیضیاب نہ ہو سکے۔

۷۹ھ ہجری کی ابتداء

عبید اللہ بن ابی بکرہ اور رتبیل کی لڑائی

جب حجاج نے عبید اللہ کو سجستان کا والی مقرر کیا اور یہ ۷۸ھ کا واقعہ تھا تو عبید اللہ ایک سال تک سجستان میں بغیر کسی جنگ و جدال کے مقیم رہا۔ کیونکہ اس عرصے میں رتبیل نے اس سے صلح کر لی تھی۔ خراج کبھی ادا کرتا تھا اور کبھی نہیں۔ حجاج کو یہ بات ناگوار گذری اس نے عبید اللہ کو رتبیل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی تاکید کی کہ جنگ اس وقت تک نہ ختم کی جائے جب تک کہ اس کے تمام شہروں کو مسمار اور قلعوں کو منہدم نہ کر دیا جائے اور اس کے تمام لوگ قید نہ کر لیے جائیں غرضکہ جب تک اس کی تمام مملکت کا خاتمہ نہ ہو جائے اس کو چھوڑا نہ جائے۔ عبید اللہ اہل بصرہ اور کوفہ کی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ کوفہ والوں کے سردار شریح بن ہانی تھے۔ جو حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ عبید اللہ ان فوجوں کے ساتھ بلاد رتبیل میں داخل ہوا ان کے تمام قلعوں کو منہدم کر دیا۔ اور زمینوں پر قبضہ کر لیا اموال اور خزائن لوٹ لیے رتبیل کی فوج میں ترک تھے وہ اپنی زمینوں کو یکے بادیگرے چھوڑتے چلے گئے۔ اسلامی لشکر آگے بڑھتا گیا جب وہ اسنے شہر کے قریب پہنچے اور صرف ۱۸ فرسنخ کے فاصلے پر رہ گئے تو انھوں نے مسلمانوں پر تمام راستوں کو

بند کر دیا اور پانی کے تمام مقامات پر پہرے بٹھا دیے۔ مسلمان جنکی تمام فوجیں شہر کے اندر تھیں ان کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور اب ہر شخص کو یہ یقین ہو گیا کہ ہلاکت سامنے ہے۔ مجبوراً عبید اللہ نے رتبیل سے ، لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ تاکہ مسلمانوں کو شہر سے نکلنے کا موقع مل جائے۔ شریح عبید اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم کسی چیز پر ان سے مصالحت نکرو ورنہ سلطان (حجاج) تمہارے وظائف کم کر دیں گے۔ میری عمر بہت گذر چکی ہے عرصے سے شربت شہادت کا متمنی ہوں اگر خدانخواستہ آج کا دن ہاتھ سے گیا تو قیامت تک ایسا موقع نصیب نہ ہو گا۔ عبید اللہ نے کہا کہ تم سٹھیا گئے ہو (یعنی کم عقل ہو ضعیفی نے تم کو ایسا بنا دیا ہے) شریح نے کہا کہ تم کو تو یہ چاہیے کہ بستان عبید اللہ اور حمام عبید اللہ کی تعمیر کی جائے میں یہ چاہتا ہوں اس کے بعد شریح نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شہادت کا طالب ہے تو وہ میرے ساتھ آئے۔ چنانچہ مجاہدین اور حفاظ نے اور کچھ فوجیوں نے بھی ساتھ دیا لیکن تعداد کم تھی۔ بہرحال رتبیل سے خوب لڑے اور حتی کہ سب کے سب شہید ہو گئے صرف چند باقی بچے۔ شریح جنگ میں یہ اشعار رجزیہ پڑھتے تھے۔

اصبحت ذابثّ اقاسی الکبرا	قد عشت بین المشرکین اعصرا
میں بڑھاپے کی تکلیف سے غمگین رہا	اور عمر بھر مشرکین کے درمیان زندگی بسر کرتا رہا
ثمۃ ادرکنا النبی المنذرا	وبعدہ صدیقہ وعمرا
پھر ہم نے آنحضرت کو پایا	اور پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو پایا
ویوم مھران ویوم تسترا	والجمع فی صفینھم والنھرا
اور مہران ، تستر ،	صفین اور نہر کی عظیم الشان جنگوں کو بھی دیکھا
وماجمیرات مع المشقرا	ھیھات ما اطول ھذا عمرا
اور حصار مشقر میں لوگوں کے کیسے کیسے انبوہ دیکھے	افسوس کہ میری عمر کتنی طویل ہو گئی

شریح اخیر تک لڑتے رہے اور پھر شہید ہوئے جو لوگ بچ گئے وہ بلاد رتبیل سے نکلے تو دوسرے لوگوں نے ان کے سامنے کھانا وغیرہ رکھا۔ جب کوئی آسودہ ہو کر کھاتا تو مرنے لگتا اور اس کی حالت نازک ہو جاتی۔ لیکن پھر تھوڑا روغن ڈالکر کھلایا تو کچھ تندرست ہونے لگے (چونکہ لڑائی میں بہت تھک گئے تھے اس لیے یہ حالت ہو گئی تھی) یہ خبر

حجاج کو ملی اور حجاج نے ان تمام حالات سے عبد الملک کو مطلع کیا اور لکھا کہ کوفہ اور بصرہ سے ایک کثیر التعداد فوج کو بلاد رتبیل میں روانہ کرنے کی مجھے اجازت دیجیئے۔

۷۹ سنہ ہجری کے چند واقعات

اس سال شام میں بہت سخت طاعون آیا۔ جس سے تمام لوگوں کو بربادی اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ انھیں پریشانیوں کی وجہ سے اس سال کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ رومیوں نے اسی سال انطاکیہ کو فتح کر لیا تھا شریح بن حارث نے اس سال عہدۂ قضا سے استعفاء داخل کیا حجاج نے ان کی جگہ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کو قاضی بنایا۔ ابان بن عثمان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا اور بصرہ میں موسیٰ بن انس قاضی تھے۔ محمود بن ربیع المکنی بہ ابراہیم نے اس سال انتقال کیا۔ عہد نبوی میں یہ پیدا ہو چکے تھے اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے بھی اسی سال وفات پائی۔

۸۰ سنہ ہجری کی ابتداء

اسی سال مکہ میں بڑا زبردست سیلاب آیا تھا جسمیں بہت سے حجاج ڈوب گئے تھے۔ اونٹوں پر مال و اسباب اور وہ آدمی لاد کر ہٹاتے جا رہے تھے جو معذور تھے۔ سیلاب نے اتنا زور باندھا کہ مکہ کے تمام مکانات ڈوب گئے اور رکن حطیم تک پانی پہنچ گیا تھا اسی سال کا نام سال حجاف رکھا گیا (یعنے سیلاب کا سال) اور بصرہ میں بھی اس سال سخت طاعون آیا تھا۔

مہلب کا ماوراء النہر میں جنگ کرنا

اسی سال مہلب نے نہر بلخ کو عبور کیا اور کش میں جا کر مقیم ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو الادہم زمانی ۳ ہزار فوجوں کے ساتھ تھا اور مہلب کے ساتھ پانچہزار فوج تھی ابو الادہم اپنی شجاعت اور بہادری تدبر اور دوراندیشی میں لاثانی تھا اور اس کا تنہا وجود ۲ ہزار آدمیوں کے مقابلے میں شمار کیا جاتا تھا۔ مہلب جب کش میں مقیم تھا تو بادشاہ ختل کا ابن عم اس سے آ کر ملا اور اُسے ختل سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ہمراہ کر دیا

بادشاہ ختل کا اصلی نام شبل تھا چنانچہ یزید بن مہلب اور بادشاہ کا ابن عم دونوں ایک کنارے پر مقیم ہوئے۔ رات کو شبل نے حملہ کیا اور اپنے اس بھائی کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ یزید نے پھر شبل کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور آخر میں فدیے پر مصالحت کر لی اور یزید فدیہ لے کر واپس آ گیا مہلب نے پھر اپنے لڑکے حبیب کو بھیجا۔ بادشاہ بخارا ۴۰ ہزار فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ انھیں میں سے کچھ لوگ کسی گاؤں میں ٹھہرے تھے۔ حبیب کو جب خبر ملی تو اس نے اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ اس گاؤں پر حملہ کر دیا لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اس گاؤں کو جلا دیا۔ اسی وجہ سے اس کا نام محترقہ پڑ گیا۔ اور اس کے بعد حبیب واپس آیا غالباً بادشاہ بخارا سے پھر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اسی طرح مہلب کش میں دو سال تک رہا لوگوں نے کئی بار پیشقدمی کرنے کی رائے دی لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ان غزوات میں یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ فوجیں صحیح و سالم واپس آجایا کریں۔ مہلب جب کش ہی میں تھا تو بنو مضر کی ایک جماعت آئی تو مہلب نے سب کو گرفتار کر لیا اور جب واپس ہونے لگا تو اس نے سب کو رہا کر دیا۔ حجاج نے سنا تو اس نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم ان کو قید کرنے میں حق بجانب تھے تو رہا کرنا صریح غلطی تھی اور اگر رہا کرنا مناسب تھا تو تم نے ان پر ظلم کیوں کیا۔ مہلب نے جواب دیا کہ جب مجھ کو ان سے خطرہ ہوا تو میں نے گرفتار کر لیا اور جب میں ان سے بیخوف ہو گیا تو میں نے چھوڑ دیا محبوسین میں عبد الملک بن ابی شیخ قشیری بھی تھے۔ مہلب نے اہل کش سے فدیے پر مصالحت کر لی۔ اسی اثناء میں اس کے پاس ابن اشعث کا خط آیا جس میں اس نے حجاج کو معزول کرنے کی دعوت دی تھی۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیجدیا اور خود کش میں مقیم رہا۔

عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کی سیادت میں بلاد رتبیل کیطرف فوجوں کی روانگی

اس سے قبل ہم مسلمانوں کے ان حالات کا ذکر کر چکے ہیں جو ابن ابی بکرہ کے ساتھ بلاد رتبیل میں ظاہر ہوئے تھے اسکے بعد حجاج نے عبد الملک سے بلاد رتبیل میں فوجوں کی روانگی کی اجازت مانگی۔ عبد الملک نے منظور کر لیا۔ حجاج فوجوں کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

اور یہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس وقت تک ہماری فوجیں بھی ایک دوسری جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گی تو پھر انشاء اللہ آیندہ سال دوسرے مقامات پر قابض ہوں گے ان کے خزانوں کو لوٹیں گے ان کی اولادوں کو قید کر لیں گے ان کے شہروں پر تسلط حاصل کر لیں گے یہاں تک کہ خدا ان کو بالکل برباد کر دے گا اس کے بعد حجاج کو اس نے یہاں کے تمام فتوحات کی خبر دی اور جو نقشۂ عمل اس نے آیندہ کے لیے بنایا تھا اس کو بھی اس کے پاس بھیج دیا۔ عبدالرحمن کے وہاں بھیجنے کے متعلق ایک روایت اور ہے وہ یہ کہ حجاج نے کرمان میں ہمیان بن عدوی سدوسی کو چھوڑ دیا تھا تاکہ اگر عامل سجستان یا سندھ کوئی مدد طلب کرے تو وہ اس کے لیے تیار رہے۔ لیکن ہمیان نے بغاوت کی۔ حجاج نے اسکی درستگی کے لیے عبدالرحمن کو بھیجا۔ عبدالرحمن نے اسکو شکست دی اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اس کے بعد اتفاقاً عبید اللہ بن ابی بکرہ حاکم سجستان مر گیا تو حجاج نے عبدالرحمن کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے پاس ایک بہت بڑی فوج اس غرض سے بھیجی تاکہ وہ رتبیل سے جنگ کرے اس فوج کا نام اس کی تمام خوبیوں کی بنائ پر طواویس پڑا (یہ جمع طاؤس کی ہے۔ یعنے سب کے سب طاؤس کی طرح مزین تھے۔)

سنہ ۸۰ھ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا۔ خراسان پر حجاج کی جانب سے مہلب عامل تھا۔ بصرہ کے قاضی موسیٰ ابن آنس رضؓ تھے اور کوفہ کے ابو بردہ تھے اس سال اسلم مولیٰ حضرت عمر ابن الخطاب رضؓ نے انتقال کیا۔ ابو ادریس خولانی بھی اسی سال فوت ہوئے۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی وفات بھی اسی سال ہوئی لیکن اس میں بڑا اختلاف ہے بعض سنہ ۸۴ھ اور بعض سنہ ۸۵ھ اور بعض سنہ ۸۶ھ اور بعض سنہ ۹۰ھ میں ان کی وفات بتاتے ہیں۔ معبد بن عبداللہ بن علیم جہنی بھی اسی سال مقتول ہوئے۔ چمڑے کی دباغت کے متعلق جو حدیث کتب احادیث میں موجود ہے وہ انھیں کی روایت سے ہے یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قدر کی بحث بصرہ میں چھیڑی تھی اور مذہب قدریہ کی بنا ڈالی تھی۔ اسی وجہ سے حجاج نے ان کو قتل کر ڈالا۔ اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ خود عبدالملک نے ان کو دمشق میں قتل کرایا۔ اور اسی سال

کوفہ سے ۲۰ ہزار اور بصرہ سے بھی ۲۰ ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا اس فوج کی تیاری میں بڑی جد وجہد کرنی پڑی لوگوں کو ان کے وظائف پورے دیدیے اور ۲۰ لاکھ درہم وظائف کے علاوہ ان پر بطور انعام صرف کیے۔ اچھے اچھے گھوڑوں اور دوسری سواریوں کو مہیا کیا مکمل اسلحات جنگ سے لوگوں کو آراستہ کیا اور ہر اس شخص کو یہ تمام چیزیں دیں جو شجاعت اور بہادری میں کچھ بھی نام آور ہوا ہو۔ انھیں میں عبید بن ابی محجن ثقفی وغیرہ بھی تھے جب وہ ان کی تنظیم و ترتیب سے فارغ ہو گیا۔ تو عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو ان پر سردار مقرر کیا۔ حجاج اندرونی طریقے پر عبدالرحمن سے بغض رکھتا تھا ایک دن اس نے کہا کہ جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں۔ شعبی نے یہ بات کہیں سن لی۔ اس نے عبدالرحمن سے جا کر کہہ دیا۔ عبدالرحمن نے یہ سنکر قسم کھائی کہ میں اس کی پوری کوشش کروں گا کہ اسکو امارت سے اتار دوں، جب حجاج عبدالرحمن کو اس فوج کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ کر رہا تھا تو اسماعیل بن اشعث نے آکر اس سے کہا کہ اس کو آپ مت بھیجیے۔ فرات کے پل سے آگے بڑھا نہیں کہ یہ دوسرے والی کو منتخب کر لیگا۔ اور بغاوت کر دیگا۔ حجاج نے کہا کہ مجھ سے یہ تو خود اس قدر ڈرتا ہے کہ وہ میری مخالفت نہیں کر سکتا۔ بہرحال حجاج نے اسکو سردار فوج بنا کر روانہ کر دیا اور یہ سجستان پہنچا۔ وہاں پہنچکر لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ حجاج نے مجھ کو تمہاری سرحد کا امیر مقرر کیا ہے اور تمہارے اُن دشمنوں سے لڑنے کا حکم دیا جنھوں نے تمہاری زمینوں کو جبراً قبضے میں کر لیا ہے۔ تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہو گے" ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر وہ آگے بڑھا۔ رتبیل کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے ابن اشعث سے معذرت کی اور خراج دیدیا لیکن عبدالرحمن نے نامنظور کیا اور اس کے شہر میں جبراً داخل ہوا اور رتبیل نے شہر، قصبہ، گاؤں، قلعہ اور تقریباً تمام چیزوں کو خالی کر دیا اور عبدالرحمن ان سبھوں پر قبضہ کرتا ہوا چلا گیا۔ جہاں قبضہ کرتا وہاں اپنا عامل مقرر کر دیتا اور اس کے ساتھ کچھ معاونین کو رکھتا۔ گھاٹیوں اور راستوں پر کمینگاہیں بنا دیتا اور ہر خطرناک مقام پر فوجوں کے دستے نگرانی کے لیے رکھتا چنانچہ جب وہ رتبیل کے بڑے حصۂ مملکت پر قابض ہو گیا اور لوگوں کے ہاتھ اموال غنیمت سے بھر گئے تو اس نے پیشقدمی کو روک دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے اس سال حاصل کیا ہے وہ بہت کافی ہے اب ہم کچھ دن ٹھیریں

محمد بن علی بن ابی طالب نے جو ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انتقال فرمایا۔ جنادہ بن ابی آمیہ نے اسی سال وفات پائی۔ ان کو صحبت نبوی کا شرف حاصل تھا اور حضرت معاویہ کے زمانے میں غزوۂ بحر میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ سائب بن مزید نے (جو نمر کے بھانجے تھے) اسی سال انتقال کیا۔ سوید بن غفلہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے بھی اسی سال رحلت کی انھوں نے کوفہ میں تمام صحابہ سے آخر میں وفات پائی۔ جبیر بن نفیر بن مالک حضرمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ انھوں نے عہد جاہلیت دیکھا تھا۔ لیکن صحبت نبوی میسّر نہ آسکی۔

سنہ ۸۱ ہجری کی ابتداء

اس سال عبد الملک بن مروان نے اپنے لڑکے عبید اللہ کو لڑائی کے لیے بھیجا اور اس نے قالیقلا فتح کرلیا۔

بحیر بن ورقا کا قتل

اس سال بحیر بن ورقاء صریمی قتل کیا گیا۔ قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ جب بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر بن وسلج کو قتل کردیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حالانکہ بحیر اور بکیر دونوں بنی تمیم ہی سے تھے تو عثمان بن رجاء بن جابر نے ابنائے آل بحیر کو اس واقعے پر ان اشعار سے برانگیختہ کیا۔ جو خود ابنائے بنی عوف بنی سعد سے تھا۔ ابنائے بنو تمیم کی مختلف شاخوں کو کہتے ہیں۔

لعمری لقد اغضیت عیناً علی القذی ۔۔۔ ولبّث بطیناً من رحیق مروّق

قسم ہے اپنی جان کی کہ میں نے ذلت سے چشم پوشی کی ۔۔۔ اور خالص شراب پیتے پیتے میرا پیٹ بڑھ گیا

وخلیت ثأراً طل واخترت لومۃً ۔۔۔ ومن یشرب الصہباء بالوتر یسبق

میں نے انتقام لینا چھوڑا اور اس سے غفلت کی ۔۔۔ جو شراب خواری کرے گا وہ انتقام لینے میں مغلوب ہو جائیگا

فلو کنتُ مِن عوف بنُ سعدٍ ذؤابۃ ۔۔۔ ترکت بحیراً فی دمٍ مترقرقِ

اگر میں عوف بن سعد کے خاندان کا رئیس ہوتا۔ ۔۔۔ تو بحیر کو بہتے ہوئے خون میں ڈبو کر چھوڑتا

فقل لبجیر نم ولا تخش ثائراً ببکر فعوف اہل شاء حبلق

بجیر سے کہدو کہ وہ بے کھٹکے سوئے بکیر کے انتقام لینے والے کا کوئی خدشہ نہ کرے کیونکہ بنو عوف تو بکری کی طرح کمزور ہیں

دعو الضّان[1] یوماً قد سبقتم بوترکم وصرتم حدیثاً بین غرب و مشرق

کینہ بھی دل سے نکال ڈالو جبکہ انتقام لینے میں تم مغلوب ہو چکے۔ اور اکناف عالم میں رسوا ہو گئے۔

وھبوا فلو امسی بکیر کعھدہ لعادا ھم زحفاً بجاء وا فلق

اٹھو کہ اگر بکیر اُسی حالت میں ہوتا تو ایک عظیم الشان فوج سے انکا مقابلہ کرتا

اور یہ شعر بھی کہے۔

فلو کان بکرٌ بارزاً فی اداتہ وذی العرش لم یقدم علیہ بجیر

اگر بکیر مسلح ہوتا تو قسم ہے صاحب عرش کی کہ بجیر کی اُس کے قتل پر جراُت نہ پڑتی

ففی الدھر ان ابقانی الدھر فطلب وفی اللہ طلاب بذاک جدیر

دنیا میں اگر میں زندہ رہا تو طلب انتقام کا ایک وقت آنے والا ہے۔ اور جو لوگ راہ خدا میں انتقام کے طالب ہوں یہ کام اُن کے لیئے زیبا ہے۔

بجیر کو یہ معلوم ہوا کہ ابنائے بکیر اور عوف اس کو دھمکی دیتے ہیں تو اسنے جواب دیا۔

توعدنی الابناء جھلاً کانّما یرون فنائی مقفراً من بنی کعب

ابناء مجھے اپنی حماقت سے دھمکی دیتے ہیں گویا انہوں نے میرے صحن کو بنی کعب سے خالی پایا ہے

رفعت لہ کفّی بعضب مھند حُسَامٍ کلون الثلج ذی رونقٍ عضب

میں نے بکیر پر اپنی تلوار اٹھائی جو ایک ہندی تلوار تھی جس کا رنگ برف کیطرح صاف تھا اور جو براق اور تیز تھی

عثمان بن رجاء کے ان اشعار نے بہت سے لوگوں کے دل میں جذبۂ انتقام پیدا کر دیا چنانچہ (۱۷) آدمیوں نے اس کا عہد کیا کہ وہ بکیر کے خون کا بدلا لیں گے۔ ان میں سے ایک شخص شمردل نامی بادیہ سے اسی غرض سے روانہ ہوا اور خراسان پہنچا بجیر کو کہیں دیکھا کہ کھڑا ہے فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر گرا دیا اور یہ سمجھکر کہ وہ مرگیا جلدی سے بھاگا۔ لوگوں نے اس کو خارجی سمجھا اور اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے دوڑا دیئے اتفاقاً اسی دوڑ میں اس کا گھوڑا پھسل گیا اور وہ گر پڑا۔ یہ لوگ پہنچے اور مار ڈالا اسکے بعد

---

[1] (الضان) کی جگہ غالباً لفظ (الضغن) ہے۔ ۱۲-

صعصعہ بن حرب عوفی بادیہ سے چلا اور اپنے اموال فروخت کر کے سجستان کی طرف چلا گیا وہاں بحیر کے اعزاء کے پڑوس میں مدت تک مقیم رہا۔ اس کے بعد بنی حنیفہ کے پاس سمامہ میں گیا۔ وہ بھی کچھ دن رہا اور بنی حنیفہ سے خوب موانست پیدا کی۔ ایک مرتبہ ان سے یہ کہا کہ خراسان میں میری جائداد ہے تم بحیر کو خط لکھ دو تا کہ وہ اس میں میری مدد کرے ان لوگوں نے بحیر کے نام اسی مضمون کا خط لکھ دیا صعصعہ یہ خط لے کر روانہ ہوا اور خراسان پہنچا بحیر اس وقت مہلب کے ساتھ کسی لڑائی میں گیا ہوا تھا صعصعہ سے اور بنی عوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان کو اپنے حال سے آگاہ کیا۔ جب بحیر واپس آیا تو اس سے یہ ملا اور کہا کہ میں بنو حنیفہ میں سے اصحاب ابن ابی بکرہ سے ہوں۔ (جو سجستان کا حاکم تھا) میرا مال سجستان میں ہے اور ایک جائداد مرو میں ہے اور اسی خیال سے آیا ہوں کہ اس جائداد کو فروخت کر دوں اور پھر یمامہ کو لوٹ جاؤں۔ بحیر نے اس کو اپنے یہاں مہمان رکھا اور اس کی ضروریات کے پورا کرنے کا حکم دیا صعصعہ نے کہا کہ ان لوگوں کی واپسی تک میں یہاں ٹھہرتا ہوں۔ بحیر اس سے ڈرتا تھا لیکن جب اس نے بنی حنیفہ کا خط دکھلا دیا تو مطمئن ہو گیا اور ایک مہینے تک مقیم رہا۔ اور اکثر اس کے ساتھ مہلب کے پاس بھی جایا کرتا تھا۔ ایک دن یہ دونوں مہلب کے پاس آئے صعصعہ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا اور اوپر سے ایک چادر لپیٹے ہوئے تھا وہ آکر بحیر کے پیچھے بیٹھا اور اس سے اتنا نزدیک ہوا کہ اس سے کان میں گویا باتیں کر رہا تھا اور موقع پا کر ایک چھرا اس کی کمر میں بھونکا اور پورے پیٹ میں گھسا دیا اور پھر چلایا کہ قاتلین بکیر کیلئے ہلاکت ہو۔ فوراً صعصعہ گرفتار ہو گیا اور مہلب کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے تو نے اپنا انتقام تو لیا نہیں اور خود اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالدیا اس میں بحیر کا کیا نقصان ہوا جان تو تیری گاڑھے میں پڑی۔ اس نے جواب دیا کہ میری مار کوئی معمولی مار نہیں اگر اس کو سو آدمیوں میں بھی تقسیم کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نے چھرا اتنا اندر گھسا دیا کہ میرے ہاتھ میں اس کے پیٹ کی بو آرہی ہے یعنے وہ بچ نہیں سکتا مہلب نے اس کو قید خانے میں بھیجدیا۔ وہاں ابناء کے کچھ لوگ اس کو مبارکباد دینے کیلئے آئے اور اس کی اس بہادری پر سبھوں نے اس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ دوسرے دن بحیر اسی صدمے سے مر گیا صعصعہ نے جب سنا کہ بحیر مر گیا تو کہا کہ اب تمھارا جو دل چاہے وہ کرو

کیا ابناء بنی عوف کی نذریں نہیں پوری ہوئیں اور کیا میں نے اپنا انتقام پورا نہیں کیا۔ خدا کی قسم میں نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا موقع پایا جب وہ تنہا تھا لیکن میں نے یہ نہیں پسند کیا کہ اس کو مخفی طریقے پر قتل کروں مہلب نے کہا کہ اپنی جان کو دریادلی سے قربان کرنے والا اس سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ مہلب نے اس کو بحیر کے پاس بھیجدیا تھا اور اسی نے صعصعہ کو قتل کیا اور پھر خود مرا۔ مہلب پر بحیر کی موت کا بہت اثر پڑا۔ عوف اور ابناء دونوں مہلب کے اس فعل پر بہت ناراض ہوئے کہ اب ہمارے آدمی کو کیوں قتل کیا گیا حالانکہ اس نے تو صرف انتقام ہی لیا تھا اس پر مقاعس اور بطون جو بحیر کے اعزا تھے بگڑ اٹھے۔ (یہ چاروں قبائل بنو تمیم کی شاخیں ہیں) حتی کہ یہ معاملہ طول کھینچتا ہوا نظر پڑا۔ چنانچہ اہل عقل و دانش نے ان کو سمجھایا کہ صعصعہ کے قتل کی دیت دیدو اور بحیر اور بکیر کے قتل کو مساوی کر لو لوگ راضی ہو گئے اور صعصعہ کے انتقام سے باز آئے ایک شخص نے صعصعہ کی ان شعروں میں مدح کی ہے۔

للہ در فتی تجاوز همه	دون العراق مفاوزاً و بحوراً
اللہ ہی اس جوان کو جزائے نیک دے	جس کی ہمت عراق کے میدانوں اور دریاؤں سے پار ہو گئی
ما زال یدئب نفسه و رکابه	حتی تناول فی الحروب بحیراً
ہمیشہ یہ اور اس کے اونٹ دوڑتے رہے	لیکن جب بحیر کو قتل کر دیا تو مطمئن ہو گیا

دیلم کا قزوین میں داخلہ اور بعض واقعات

قزوین مسلمانوں کی سرحد تھی جو دیلم کے ایک جانب یہ واقع تھی اس بناء پر مسلمانوں کی فوجیں ہمیشہ وہاں مقیم رہکر حفاظت کرتی تھیں جب ۸۱ھ کا سال شروع ہوا تو محمد بن ابی سبرہ جعفی ایک فوج کیساتھ وہاں اسی غرض سے بھیجا گیا۔ محمد ایک بہادر آدمی تھا اور کئی بار جنگوں میں شہرت حاصل کر چکا تھا جب یہ قزوین پہنچا تو وہاں کی فوجوں کو رات بھر جاگتے ہوئے دیکھا اس نے پوچھا کہ اس سے ڈر کر نہیں سوتے ہو کہ رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائیں گے لوگوں نے کہا کہ ہاں اسی وجہ سے ہم لوگ نہیں سوتے تو اس نے کہا کہ اگر وہ حملہ کریں تو اچھا ہی ہے تم دروازے کھولدو اور بخوف و خطر آرام کرو۔ لوگوں نے شہر کے دروازے کھولدیے۔ یہ خبر جب قوم دیلم کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے

روانہ ہوئے اور رات کو حملہ کیا۔ اور شہر پر دھاوا کر دیا لوگ چیخنے چلانے لگے تو ابن ابی سبرہ نے کہا کہ تم دروازے بند کر دو انھوں نے ہم پر تو بڑا احسان کیا دروازے بند کر دیے گئے۔ اور خوب لڑائی ہوئی۔ اور ابن ابی سبرہ نے بڑی بہادری سے لڑائی کی اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ اور دیلمیوں میں سے کوئی نہ بچا۔ اور پھر کبھی دیلم نے ادھر کا رُخ بھی نہیں کیا۔ اسی کارنامے سے محمد کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور اب مستقل طور پر وہاں کا سردار بنا دیا گیا۔ یہ شراب کا عادی تھا اور اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کی حکومت تک رہا۔ حضرت عمر نے جب اسکا حال سُنا تو انھوں نے اسے زرارہ جانے کا حکم دیا (زرارہ کوفہ میں ایک دار الفساق بنایا گیا تھا جس میں اس قسم کے مجرمین کی سزا کی جاتی تھی اور یہ مقام زرارہ میں تھا) محمد وہیں بھیجدیا گیا دیلم نے پھر حملہ شروع کیا اور مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ شر و فساد سے لوگ گھبرا اٹھے تو انھوں نے عبد الحمید بن عبد الرحمن امیر کوفہ سے درخواست کی کہ محمد کو یہاں واپس کر دیجیے امیر کوفہ نے حضرت عمر سے دریافت کیا انھوں نے اجازت دیدی۔ محمد پھر قزوین کی سرحد پر پہنچا اور اس کو تمام حملوں سے محفوظ کر لیا۔ محمد کے ایک بھائی خثیمہ بن عبد الرحمن تھے جو فقیہ بھی تھے۔ عبد الرحمن محمد کے والد ابو سبرہ کا نام ہے۔

عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کا حجاج سے باغی ہونا

اسی سال عبد الرحمن اور اس کے ساتھ عراق کی فوج نے حجاج سے بغاوت کی اور اس سے لڑنے کے لیے گئے اور بعض ۸۲ھ میں اسکا وقوع بتاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج نے جب عبد الرحمن کو بلاد رتبیل کی طرف بھیجا اور وہ وہاں پہنچکر مندرجہ بالا فتوحات حاصل کر چکا تو اس نے ان تمام کی اطلاع حجاج کو دی اور ساتھ ہی اپنی یہ رائے بھی ظاہر کی کہ آیندہ کچھ دنوں تک اس سلسلے کو موقوف کر دیا جائے تا وقتیکہ یہاں کے تمام راستوں سے واقفیت حاصل نہ کر لی جائے اور تمام خراج وصول نہ ہو جائیں حجاج نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ تیرا خط ایک ایسے شخص کا خط معلوم ہوتا ہے جو صلح جو ہو اور مصالحت کر کے آرام اٹھانا چاہتا ہو اور اپنے دشمنوں کو کمزور سمجھ رکھا ہے جنھوں نے مسلمانوں میں سے ایک ایسی فوج کو شہید کیا جو تجارب اور کارناموں کی وجہ سے مشہور رہی ہیں۔ اور جن کی عزت زیادہ ہے اگر تم نے صرف میری ایک فوج کے ساتھ ان سے مقابلہ کیا تو نفس کو تسکین ہو گی اس پر

جو کچھ کہ مسلمان ضائع گئے اس لیے جو میں حکم دے چکا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ یعنی ان کی تمام مملکت پر قبضہ کرلو۔ قلعوں کو منہدم کردو۔ جو تم سے مقابلہ کریں ان سے خوب لڑو۔ باقی لوگوں کو گرفتار کرلو۔ اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی دوسرا خط آیا اور اسمیں لکھا۔ امابعد مسلمانوں کو ساتھ لے کر شہروں میں داخل ہوجاؤ اور وہ وہاں مقیم ہوں اور زراعت کریں آباد ہوجائیں اور مکمل فتح تک اس علاقے کو بالکل اپنا وطن بنالیں"۔ پھر تیسرا خط بھیجا۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو خیر ورنہ تمہارا بھائی اسحاق بن محمد فوج کا سردار مقرر کیا گیا۔ ان متواتر خطوط کے بعد عبدالرحمٰن نے لوگوں کو جمع کیا اور یہ کہا۔ اے لوگو میں تمہارا رہبر ہوں تمہاری فلاح وبہبودی کا خواستگار ہوں جن چیزوں میں تمہارے نفع اور مفاد کی توقع کیجا سکتی ہے ان کو اچھی طرح سوچنے اور سمجھنے والا ہوں۔ میری رائے دشمنوں سے جنگ کے متعلق جو اس وقت تھی اس کو قوم کے مدبروں اور اہل حل وعقد نے بخوشی منظور کیا۔ اسی رائے کو میں نے حجاج کے پاس لکھ بھیجا تھا۔ اس کے جواب میں جو خط آیا ہے اس نے مجھ کو اسمیں مجبور کیا ہے اور یہ حکم دیا کہ دشمنوں کے ممالک میں جلد داخل ہوجاؤ۔ حالانکہ یہ وہی مقام ہے جہاں کل تمہارے بھائیوں کے لیے ہلاکت کا سامنا ہوچکا ہے۔ رہیں تم ہی میں سے ایک آدمی ہوں اگر تم چلوگے تو میں بھی ساتھ چلوں گا اور اگر انکار کردو گے تو میں بھی انکار کردوں گا"۔ اتنا سنکر تمام لوگ جوش میں آگئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم اس دشمن خدا کے حکم کو نہ مانیں گے اور کبھی تعمیل نہ کریں گے۔ سب سے پہلے ابوطفیل عامر بن واثلہ کنانی نے پیشقدمی کی یہ صحابی الرسول تھے۔ انھوں نے یہ کہا کہ امابعد حجاج تمہارے متعلق وہی بات کہتا ہے جو پہلے ہی کسی نے کہی تھی۔ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کرکے جنگ میں بھیج اگر وہ ہلاک ہوا تو تمہارے ہی لیے ہوا اور اگر بچ گیا تو بھی تمہارا فائدہ ہے۔ حجاج کو کبھی اس کی پروا نہیں کہ وہ تم کو خطرے میں ڈال رہا ہے یا مصائب میں گرفتار کررہا ہے آگ میں جھونکتا ہے یا عذاب میں مبتلا کررہا ہے کیونکہ اگر تم نے کامیابی حاصل کی تو آمدنی وہ ہضم کرے گا مال و دولت وہ جمع کرے گا اور مرتبہ بھی وہی حاصل کریگا لیکن اگر خدانخواستہ تمہارے دشمنوں نے کامیابی حاصل کی تو تم ہی کو دشمن قرار دے کر تمہاری تکالیف کا کچھ خیال نہ کریگا اور تم کو رحم اور شفقت کے قابل نہ سمجھے گا۔ اس اللہ کے دشمن حجاج کو تخت سے اتار دو۔ اور یہ

امیر عبد الرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کام میں سب سے پہلا شخص ہوں گا۔ ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ہاں ہم نے بیعت کی اور حجاج کو تخت سے اتار دیا۔ اس کے بعد عبد المومن بن شبث بن ربعی کھڑا ہوا اور اس نے یہ تقریر کی۔ اے خدا کے بندو اگر تم نے حجاج کی اطاعت کی تو صرف یہ شہر تمہارے قبضے میں ہوں گے لیکن وہ تمکو زبردستی فوجوں میں بھرتی کرے گا۔ جس طرح فرعون نے تشدد کے ساتھ فوجیں مرتب کی تھیں اور ہم کو یہ معلوم ہوا کہ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوجوں کو زبردستی جمع کیا تھا اور تم اس کی مخالفت نہیں کر سکتے اور میرے خیال میں جبتک بہت سے لوگ نہ قتل کر دیے جائیں تم دوستوں کو نہیں دیکھ سکتے اس لیے بہتر ہے کہ امیر عبد الرحمٰن پر بیعت کرو۔ اور اس کو اپنے ممالک سے ابھی نکال دو۔ تمام لوگ عبد الرحمٰن کی طرف متوجہ ہوئے اور حجاج کو معزول کرنے اور اس کو اپنی سرزمین سے نکالدینے پر بیعت کی اور عبد الرحمٰن کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ لیکن اس وقت تک عبد الملک کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا۔ پھر جب ان کاموں سے فرصت ملی تو عبد الرحمٰن نے فوراً اپنے عمال گرداگرد کے مقامات پر بھیجدیے۔ چنانچہ بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی اور زرنج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو عامل بنا کر بھیجدیا۔ اور رتبیل سے اس شرط پر مصالحت کرلی کہ اگر ابن اشعث کامیاب ہو جائے تو اس سے تاحیات خراج وصول نہ کیا جائیگا اور اگر شکست کھا گیا تو وہ خود مختار ہے۔ اس کے بعد وہاں سے عراق کی طرف چلا۔ اعشیٰ ہمدانی ساتھ تھا اور راستے میں یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا۔

شطت نوی من دارہ بالایوان	ایوان کسریٰ ذی القری والریحان
سمت سفر گھر سے اس ایوان کسریٰ تک دور ہو گیا	جس میں نہریں اور باغات ہیں۔
من عاشق امسی بزابلستان	ان ثقیفا منھم الکذابان
اس عاشق سے جو زابلستان میں مقیم ہے۔	بیشک قبیلۂ ثقیف میں دو شخص بڑے دروغگو ہیں (مختار و حجاج)
کذابھا الماضی وکذاب ثانی	امکن ربی من ثقیف ھمدان
ان میں سے ایک پہلا جھوٹا اور ایک دوسرا	کاش خدا ثقیف ہمدان پر مجھ کو قدرت دیتا
یوما الی اللیل یسلی ما کان	انا سمونا للکفور الفتان
تو ایک دن میرے دل کی تسلی ہو جاتی۔	ہم نے اس فتنہ پرداز کافر کے لیے

حین طغیٰ فی الکفر بعد الایمان | بالسید الغطریف عبد الرحمٰن
جبکہ ایمان کے بعد وہ کفر میں تجاوز کر گیا | ایک بہادر سردار عبدالرحمٰن کو مقرر کیا ہے

سار بجمع کالدبیٰ من قحطان | ومن معدٍ قد اتیٰ من عدنان
جو ایک ٹڈی دل کو ساتھ لے کر روانہ ہوا | بنو قحطان، بنو معد، اور بنو عدنان

بجحفلٍ جمٍ شدید الارکان | فقل لحجاج ولی الشیطان

اور جو مضبوط کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا ہے۔ حجاج جو شیطان کا سردار ہے اس سے کہدو۔

یثبت لجمعِ مذحجٍ وھمدان | فانھم ساقوہ کاس الذیقان

کہ مذحج اور بنو ہمدان کو لیکر مستعد ہو جا، کیونکہ وہ اس کو زہر کا پیالہ پلانے والے ہیں وملحقوہ بقری بن مروان۔ اور اسکو عبدالملک بن مروان کے مقام تک پہنچانیوالے ہیں عبدالرحمٰن نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمرو عنبری کو رکھا اور حریشہ بن عمرو تمیمی کو کرمان کا حاکم بنایا۔ جب یہ اپنی جمعیت کے ساتھ فارس پہنچا تو لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کو معزول کرنے کا عہد کیا ہے جو عبدالملک کی طرف سے عامل ہے تو یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ہم عبدالملک سے بھی بغاوت کر رہے ہیں اور اس کو بھی اتارنا چاہتے ہیں۔ پھر تمام لوگ عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے۔ چنانچہ وہاں پر عبدالملک کو تخت سے اتارنیکا اعلان کرنے والا سب سے پہلے تیجان بن الجبر بن تیم اللہ بن ثعلبہ تھا جس نے یہ کہا کہ ہم نے خلیفہ کو ایسے ہی تخت سے اُتار دیا جیسے کہ میں اپنی قمیص بدن سے اُتارتا ہوں۔ چنانچہ ایک قلیل تعداد کے سوا سب نے عبدالملک کو بھی معزول کر دیا اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے الفاظ یہ تھے کہ ہم بیعت کرتے ہیں کتاب اللہ اور سنت نبوی کی اور گمراہوں پہ جہاد کرنے کی اور ان کو معزول کرینگی"

جب حجاج کو ان تمام واقعات کی خبر ملی تو اس نے فوراً عبدالملک کو لکھ بھیجا اور فوجوں کو جلد بھیجنے کی درخواست کی اور خود کوفہ سے بصرہ آیا۔ جب مہلب کو عبدالرحمٰن کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے حجاج کو خط لکھا۔ اما بعد! اہل عراق نے آپ کی طرف کا

رُخ کیا ہے ان کی حالت سیلاب کے مانند ہے جب تک وہ اپنے مقصد تک نہ پہنچ جائیں
ان کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ اہل عراق کا یہ خاصہ ہے کہ وہ پہلی مرتبہ بڑا زور باندھتے
ہیں ان کو اپنے اہل و عیال سے بڑی الفت ہے آپ ذرا انھیں چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے
گھروں میں واپس جائیں اور اپنے بال بچوں سے مل لیں اس کے بعد آپ ان پر حملہ کیجے
اور خدا آپ کی مدد کرے گا۔ حجاج نے جب خط پڑھا تو مہلب کو برا بھلا کہا اور کہا کہ اسکو
میرا تو مطلق خیال نہیں ہے اور بجائے اس کے اپنے ابن عم یعنے عبد الرحمٰن کا بڑا
خیال ہے۔ جب حجاج کا خط عبد الملک کو ملا تو اس سے وہ بہت خائف ہوا خالد بن یزید
کو مشورے کے لیے بلا بھیجا اور اس کو خط پڑھکر سنایا۔ خالد نے کہا کہ اگر اس کی ابتداء
سجستان سے ہوئی تو آپ کوئی خدشہ نہ سمجھیے اور اگر یہ بلا خراسان سے اٹھی ہے
تو اس سے میں بھی پریشان ہوں۔ خیر عبد الملک نے حجاج کے لیے فوج مرتب کی اور
حجاج کے پاس سو پچاس آدمی دوسرے تیسرے جاتے رہے۔ حجاج بھی روزانہ عبد الرحمٰن
کے حالات سے عبد الملک کو مطلع کرتا رہا وہ اب بصرہ سے عبد الرحمٰن کے مقابلے کے
لیے روانہ ہوا اور مقام تستر میں مقیم ہوا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو دجیل کی طرف آگے بڑھایا
وہاں عبد الرحمٰن کے ایک دستے سے جنگ شروع ہوگئی۔ حجاج کی فوج نے شکست
کھائی اور یہ واقعہ یوم النحر ۸۱ھ میں ہوا اس جنگ میں بہت آدمی مارے گئے۔
حجاج کو جب شکست کی خبر ملی تو وہ بصرہ کی طرف پلٹ گیا۔ لیکن عبد الرحمٰن کی
فوج نے اس کا تعاقب کیا اور کچھ لوگوں کو قتل کیا اور اسباب لوٹ لیا حجاج
راہ سے پھر کر زاویہ میں آکر مقیم ہوا اور فوج کے خورد و نوش کا انتظام کرنے لگا اور
بصرہ کو اہل عراق کے لیے چھوڑ دیا۔ جب وہاں سے وہ واپس ہوا تو اس کی نظر مہلب
کے خط پر پڑی تو کہا کہ خدا اُسے جزائے خیر دے وہ جنگ کا کتنا بڑا ماہر ہے اس نے
اپنی فوج میں ڈیڑھ لاکھ درہم تقسیم کیے عبد الرحمٰن ادھر بصرہ میں داخل ہو گیا
وہاں تمام لوگوں نے اس پر بیعت کی۔ حتیٰ کہ قاریوں کی جماعت نے بھی اس کا
ساتھ دیا۔ اور تمام دوسرے لوگ بھی جو جنگ کے قابل تھے اس کے متبع ہو گئے
کیونکہ یہ لوگ حجاج سے جنگ کرنے کے لیے پہلے ہی سے منتظر تھے اور ان کے
جلدی ساتھ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ یہاں کے عمال نے حجاج کو لکھا کہ خراج کی

آمدنی بند ہو گئی۔ بہت سے ذمی مسلمان ہو گئے ہیں اور شہروں میں آباد ہو گئے ہیں تو حجاج نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ جن کے پاس گاؤں یا مواضعات ہوں تو وہ وہاں جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد جزیہ وصول کرنے کے لیے لوگ مقرر کیے گئے۔ جنھوں نے ان پر سختی شروع کی یہ دیکھ کر وہاں کے باشندوں نے زار نالی شروع کی اور یا محمداہ، یا محمداہ پکارنے لگے اور ایسے پریشان ہوئے کہ یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ کس کے دامن رحمت میں پناہ لیں۔ بصرہ کے قراء بھی ان حالات کو دیکھ دیکھ کے روتے تھے جب ابن اشعث پہنچا تو سبھوں نے بہت جلد ہی حجاج سے جنگ کرنے پر بیعت کر لی۔ اور عبدالملک کو تخت سے اتار دینے کا ارادہ کیا۔ حجاج نے تستر میں خندق کھودی تھی اور عبدالرحمٰن نے بصرہ میں کھودی بصرہ میں عبدالرحمٰن کا داخلہ آخر ماہ ذی الحجہ میں ہوا۔

سنہ ۸۱ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ ام درداء صغریٰ نے بھی اسی سال حج کیا تھا۔ ابن ابی ذئب اسی سال پیدا ہوا۔ مدینے پر ابان بن عثمان حاکم تھے اور عراق اور مشرقی ممالک پر حجاج تھا۔ خراسان پر مہلب تھا۔ کوفہ کے قاضی ابو بردہ تھے اور بصرہ کے عبدالرحمٰن بن اذینہ تھے۔ سجستان، کرمان، فارس، بصرہ یہ سب اس وقت عبدالرحمٰن بن اشعث کے قبضے میں تھے۔

سنہ ۸۲ ہجری کی ابتدا

حجاج اور ابن اشعث کی لڑائی

کہتے ہیں کہ اس سال ماہ محرم میں حجاج اور عبدالرحمٰن کی فوجوں میں بڑے خونخوار معرکے ہوئے اور اسی محرم کے مہینے میں کئی بار معرکہ آرائی ہوئی ہے۔ جب محرم کی آخری تاریخیں تھیں تو لڑائی نے زور پکڑا اور سب سے پہلے حجاج کی فوج نے شکست کھائی اور یہ لوگ بڑھتے بڑھتے ان کی خندقوں پر پہنچکر لڑنے لگے۔ لیکن محرم کے آخری دن ایک عظیم الشان اجتماع ہوا اور یہ لوگ آگے بڑھنے کے لیے قدم

اٹھا ہی رہے تھے کہ حجاج کی فوج نے بڑا زبردست حملہ کیا اور ان کی صفوں کو توڑ کر لوگوں کو منتشر کر دیا۔ حجاج نے جب یہ منظر دیکھا تو خوشی کے مارے پھول گیا اور دوزانو بیٹھ کر کہنے لگا خدا جزائے خیر دے مصعب کو جب اس پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو یہ کمال دکھلاتا ہے اور دل میں بھاگنے کا خیال تک نہیں لاتا پھر سفیان بن ابرد کلبی نے عبدالرحمٰن کے میمنے پر حملہ کیا اور اس کو شکست دی۔ اہل عراق نے بھی شکست کھا کر عبدالرحمٰن کے ساتھ کوفہ کا رُخ کیا اس جنگ میں اہل عراق کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے ان میں عقبہ بن عبدالغافر ازدی بھی تھے اور قراء کی ایک پوری جماعت وہیں مقتول ہوئی۔ جب عبدالرحمٰن کوفہ پہنچا تو بصرہ کے اور لوگ جو ہر حیثیت سے ممتاز تھے اس کے پاس آئے اور جو بصرہ میں باقی رہ گئے تھے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سبھوں نے ملکر حجاج سے ۵ دن تک بڑی زبردست لڑائی کی اور آخر میں شکست کھا گئے انھیں میں سے کچھ لوگ عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ کوفہ چلے گئے اور ابن اشعث سے مل گئے اور طفیل بن عامرہ بن واثلہ اسی جنگ میں مقتول ہوئے عامر بن واثلہ نے اپنے لڑکے کا مرثیہ کہا ہے اور یہ صحابی الرسول تھے

خلّی طفیلٌ علیّ الھمّ فانشعبا وھدّ ذلک رکنی ھدّۃ عجبا

طفیل نے میرے لیے حزن و ملال چھوڑا جو تمام جسم میں سرایت کر گیا۔ اور اس نے مری قوت میں سخت کمزوری پیدا کر دی۔

مھما انسیت فلا انساہ اذ حلقت بہ الاسنّۃ مقتولا ومنسلبا

میں اس کے خیال کو بہت دفع کرتا ہوں لیکن دل سے اس کی یاد نہیں بھولتی۔ جب وہ بھالوں کے حلقوں میں مقتول پڑا ہوا تھا۔

واخطائتنی المنایا لا تطالعنی حتیٰ کبرت وھم یترکن لی نسبا

موت نے میرے متعلق غلطی کی وہ مجھ کو نہیں دیکھتی یہاں تک کہ میں بڈھا ہو گیا اس نے میرے لیے صرف رنج و افسوس چھوڑا۔

وکُنت بعد طفیلٍ کالذی نضبت عنہ السیول وغاض الماء وانصبا

میں طفیل کے بعد ایک ایسا شخص ہو گیا ہوں جس کے آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا اور جسم لاغر ہو گیا ہے

اس مرثیے میں اشعار اور بھی ہیں لیکن مختصراً ذکر کر دیا گیا۔ اس جنگ کا نام یوم الزاویہ پڑا۔ حجاج ابتدائی صفر کی تاریخ نہیں ٹھہرا رہا اور بصرہ پر حکم بن ایوب ثقفی کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن یہاں سے کوفہ گیا اور کوفہ پر حجاج کی طرف سے جب وہ بصرہ جا رہا تھا عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی حلیف بنی امیہ عامل تھا مطر بن ناجیہ نے اس پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا تو ابن حضرمی قصر میں قلعہ بند ہو گیا باشندگان کوفہ جو مطر کے ساتھ تھے قصر میں گھس آئے اور وہاں سے ابن حضرمی اور دوسرے شامیوں کو نکال دیا ان کی تعداد ۴ ہزار کے قریب تھی مطر نے قصر پر قبضہ کر لیا اور تمام لوگ وہاں مجتمع ہوئے ان کو دو دو سو درہم انعام دیے جب ابن اشعث کوفہ پہنچا تو مطر قصر ہی میں مقیم تھا اہل کوفہ کو جب عبدالرحمٰن کے آنے کی خبر ملی تو وہ استقبال کے لیے نکلے اور داخلے کے وقت اس کے اردگرد بنو ہمدان تھے استقبال کے لیے انھیں نے قدم آگے بڑھایا تھا جب یہ لوگ قصر میں آنا چاہتے تھے تو مطر بن ناجیہ نے مزاحمت کی اور بنو تمیم نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ عبدالرحمٰن نے کچھ نہ سُنا اور اپنے ساتھیوں کو قصر کے زینوں پر چڑھا دیا انھوں نے مطر کو گرفتار کر لیا اور عبدالرحمٰن کے پاس لائے اُس نے چند دن گرفتار رکھا لیکن اس کے بعد رہا کر دیا۔ اور خود بھی عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا عبدالرحمٰن نے جب کوفہ میں استقلال حاصل کر لیا تو ہر طرف سے لوگوں کا اجتماع شروع ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عباس ہاشمی جس نے ابھی بصرہ میں حجاج سے شکست کھائی تھی وہ بھی اپنی جماعت کے ساتھ کوفہ پہنچ گیا۔ یوم الزاویہ کی جنگ میں حجاج نے شکست دینے کے بعد گیارہ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ اس کی چال یہ تھی کہ اس نے یہ منادی کرا دی کہ ہر شخص کو امان حاصل ہے۔ صرف چند مخصوص لوگ اس سے مستثنیٰ کیے جاتے ہیں عوام نے سمجھا کہ اب تو امان حاصل ہو چکا ہے۔ اس لیئے اس کی فوج میں آئے۔ اس نے سبھوں کو قتل کروا ڈالا۔

دیر جماجم کا واقعہ

اسی سال شعبان کے مہینے میں دیر جماجم کی عظیم الشان جنگ ہوئی اور بعض نے ۸۳ھ میں اس کا وقوع بتایا ہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ حجاج بصرہ سے عبدالرحمٰن بن محمد کے

جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور دیر قرہ میں مقیم ہوا۔ اور عبدالرحمن کوفہ سے دیر جماجم میں آ کر ٹھہرا۔ حجاج نے کہا کہ عبدالرحمن دیر جماجم میں ٹھہرا اور میں دیر قرہ میں مقیم ہوں حجّ باڑا کر فال کیوں نہ لیجائے کہ وہ کدھر جاتی ہے۔ عبدالرحمن کے پاس اہل بصرہ اہل کوفہ۔ قراء۔ اہل سرحد اور ہتیار بند لوگ جمع اور حجاج سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو گئے کیونکہ تمام لوگوں کو اس سے بغض تھا ان میں ایسے لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جن کو وظیفہ ملا کرتا تھا اس کے علاوہ اتنے ہی اور لوگ بھی تھے۔ حجاج قبل اس کے کہ دیر قرہ میں پہنچے شامی فوجیں مدد کے لیے آ گئی تھیں۔ دونوں فریقوں نے خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیا اور اسکے بعد روزانہ لڑائیاں ہوتی رہیں ہر فریق دوسرے کی خندق کے قریب ہوتا جاتا تھا اسی اثناء میں معززین اہل شام اور عبدالملک نے یہ مشورہ کیا کہ اگر اہل عراق حجاج کی معزولی پر راضی ہو جائیں تو ہم اسکو معزول کر دیں کیونکہ اس کا معزول کرنا ہمارے لیے جنگ وجدل، قتل وخونریزی، تباہی وبربادی سے کہیں زیادہ بہتر اور آسان تر ہے۔ اس مشورے کے طے پانے کے بعد عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان (محمد اس وقت ارض موصل میں تھا) کو حجاج کے پاس ایک کثیر فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ عبدالملک نے ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ عراق پہنچکر اہل عراق کے سامنے حجاج کی معزولی کا مسئلہ پیش کرو اور یہ ظاہر کر دو کہ جس طرح اہل شام کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کو بھی دیے جائیں گے اور عبدالرحمن جس شہر کو اپنی حکومت کے لیے پسند کرے اس کو تاحیات اور جب تک عبدالملک خلافت پر متمکن رہے وہاں کا حاکم برقرار رکھا جائیگا اگر اہل عراق ان شرائط کو منظور کر لیں تو حجاج کو معزول کر دو اور محمد بن مروان کو عراق کا حاکم بنا دیا جائے لیکن اگر وہ اسکو قبول نہ کریں تو حجاج اپنی حکومت پر باقی رکھا جائے اور وہ اس فوج کا سردار رہیگا۔ جو اس کے پاس موجود ہے اور تم دونوں اس کے ماتحت شمار ہو گے۔ حجاج کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ اور ناگوار بات کوئی نہ تھی کہ وہ معزول کر دیا جائے چنانچہ وہ بہت زیادہ دہشت زدہ ہو گیا کہ اگر اہل عراق میری معزولی پر رضامند ہو گئے تو یہ یقینی بات ہے کہ میری حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اسی خیال سے اس نے عبدالملک کو خط لکھا۔ امابعد۔ اگر آپ نے اہل عراق کے سامنے میری معزولی کا مسئلہ پیش کیا

تو وہ پھر چند ہی دنوں کے بعد آپ کی مخالفت پر آمادہ اور لڑنے کو مستعد ہو جائیں گے میری معزولی سے اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ آپ سے بے باک ہو جائیں گے۔

آپ کو اہل عراق کا اشتر نخعی کے ساتھ حضرت عثمان پر حملہ کرنا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کا مطالبہ کرنا کیا معلوم نہیں اور جب سعید بن عاص کو معزول کر دیا گیا تو ان کے دل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور حضرت عثمان کو قتل کیے بغیر چین نہ لے سکے لوہا لوہے سے کٹتا ہے ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا ہی فضول ہے عبدالملک کے دل پر حجاج کے اس خط کا کوئی اثر نہ پڑا۔ بلکہ اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مسئلہ ضرور پیش کیا جائے گا جب یہ دونوں عراق پہنچ گئے تو عبداللہ اہل عراق کی فوج کے سامنے گیا اور کہا کہ اے اہل عراق میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ انھوں نے تم سے یہ باتیں کہی ہیں۔ پھر محمد بن مروان نے کہا کہ میں امیر المومنین کا قاصد ہوں انھوں نے تم کو یہ حقوق دیے ہیں اور یہ صورت پیش کرتے ہیں اہل عراق نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم شام کے وقت آپس میں مشورہ کر لیں گے پھر آپ کو اطلاع دیں گے تمام لوگ شام کے وقت عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس اسی مشورے کے لیے جمع ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمھیں آج کے دن کو غنیمت خیال کرنا چاہیے اور خدا کے فضل سے آج تم ان کے مقابلے میں مساوی رتبہ رکھتے ہو انھوں نے جنگ زاویہ میں تم پر مظالم ڈھائے اور تم نے جنگ تستر میں ان کے ساتھ زیادتی کی۔ اس لیے جو مسئلہ تمھارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس کو بخوشی قبول کر لو تم ایک ایسی قوم کے معزز اور قابل قدر افراد ہو جس سے وہ خوف زدہ اور مرعوب ہیں اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو تم ان پر ہمیشہ جری رہو گے آزادانہ گفتگو کر سکتے ہو اور ان میں معزز اور ذی مرتبہ رہو گے یہ سُن کر تمام لوگ ہر طرف سے اُمنڈ پڑے اور یہ کہنے لگے کہ واہ خدا نے اب تو ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ تنگی و قلت بھوک پیاس، ذلت و خواری ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور ان کے مقابلے میں ہم کثیر التعداد ہیں۔ خدا نے ہم کو دولت اور ثروت ساز و سامان بھی عنایت کیا ہے پھر ہم ان سے صلح کیوں کریں؟ نہیں ہم کبھی نہ صلح کریں گے اور دوبارہ عبدالملک کو معزول

کرنے کے لیے تیار ہو گئے پہلا شخص جس نے عبدالملک کو تخت سے اُتارنے کے متعلق یہاں اعلان کیا عبداللہ بن ذواب سلمی تھا اور عمیر بن تیجان تھا یہاں فارس سے بھی زیادہ لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہو گیا۔ عبداللہ اور محمد بن مروان نے جب یہ واقعہ سنا تو دونوں نے حجاج سے کہا کہ اب تم اپنے لشکر کے سردار ہو اور اپنی رائے پر عمل کرو۔ ہمیں تو تمھاری اطاعت کا حکم ملا ہے حجاج نے کہا کہ امارت اور سرداری کے لائق تو آپ لوگ ہیں۔ لیکن وہ دونوں اس کے سر پڑ ڈالتے رہے اور وہ ان پر پھینکتا رہا۔ جب اہل عراق دیر جماجم میں عبدالملک کو معزول کرنے کے متعلق متحد الخیال ہو گئے تو عبدالرحمن نے کہا کہ سنو بنو مروان بنو زرقا کے نام سے مطعون کیے جاتے ہیں وہ اس سے زیادہ صحیح النسب نہیں ہیں سنو بنو عاص اہل صفوریہ سے ہیں پس اگر امر خلافت کا قریش کی عزت اور حرمت پر مدار ہے تو سب سے پہلے میں قریش کی عزت کا دوبالا کرنے والا ہوں۔ اور اگر یہ تمام عرب کی قومیت کا سوال ہے تو میں ابن اشعث ہوں۔ ان الفاظ کو بہت بلند آواز سے کہا تاکہ تمام لوگ سن لیں۔ لوگ جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو مقرر کیا اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو اور سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو اور پیادہ پر عبداللہ بن حبیب حکمی کو متعین کیا۔ عبدالرحمن نے اپنے میمنے پر حجاج بن حارثہ خثعمی اور میسرے پر ابرد بن قرۃ تمیمی اور سواروں پر عبدالرحمن بن عباس ہاشمی اور پیادہ پر محمد بن سعد بن ابی وقاص اور مقدمہ پر عبداللہ ابن رزام حارثی کو کھڑا کیا اور قراء کی جماعت جبلہ بن زحر بن قیس کے سپرد کی اسی جماعت میں سعید بن جبیر عامر شعبی ابو البختری طائی۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تھے پھر روزانہ جنگ ہونے لگی اور ہر فریق غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اہل عراق کے پاس کوفہ اور نواحی کوفہ سے سامان رسد برابر آتا رہا۔ اور خود بھی خوشحال تھے۔ برخلاف اس کے اہل شام سخت تنگدستی میں مبتلا تھے۔ گرانی نے انھیں تباہ کر رکھا تھا۔ گوشت دیکھنے تک کو نصیب نہ تھا۔ تقریباً وہ بالکل محاصرے کی حالت میں تھے اس پر بھی رات، دن، صبح و شام لڑتے، کٹتے، مرتے گذرتا جس دن جبلہ بن زحر ابن قیس مقتول ہوا ہے اسدن قراء کی جماعت پر حملے ہوتے تھے اور وہ اپنی جگہ سے سرکتے نہ تھے یہ وصف اُن کا مشہور ہو گیا تھا انھیں لوگوں میں کمیل بن زیاد تھا جو ایک بہادر آدمی تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جس طرح روز حملے کے لیے

نکلتے تھے۔ اس دن بھی نکلے۔ حجاج نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور عبدالرحمن نے اپنے لشکر کو منظم کیا۔ حجاج نے قراء کے مقابلے کے لیے تین جماعتیں مقرر کیں اور ان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو سردار بنایا۔ اس فوج نے اس طرف کا رخ کیا۔ اور متواتر تینوں دستوں نے تین مرتبہ حملہ کیا۔ قراء نے ہر حملہ کے زور کو اپنے استقلال سے روکا اور ثابت قدم رہے۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات

اس سال مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں ۸۲ھ کے ماہ رجب میں وفات پائی۔ مہلب جب کش کی طرف جارہا تھا تو اس نے خراسان میں اپنا اسکو جانشین بنادیا تھا یہ خبر یزید بن مہلب اور دوسرے لوگوں کو ملی۔ لیکن مہلب سے مخفی رکھی گئی۔ یزید نے جب عورتوں سے کہا تو وہ رونے دھونے لگیں مہلب نے پوچھا کہ یہ کیا ہورہا ہے مجبوراً بتانا پڑا مغیرہ کا خراسان میں انتقال ہوگیا ہے یہ سنتے ہی مہلب نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور اس قدر رنجیدہ ہوا کہ اس کا چہرہ مغموم نظر آتا تھا۔ اس کے مصاحبین نے اس کو روکا کہ آپ اس قدر اپنے کو ہلاک نہ کیجیے اس کے بعد مہلب نے یزید کو بلا بھیجا اور مرو جانے کا حکم دیا۔ اور وہاں کا انتظام درست رکھنے کی ہدایت کی لیکن اس کی حالت یہ تھی کہ باتیں کرتا جاتا تھا اور آنسو کے قطرے ٹپک ٹپک کر اسکی ڈاڑھی پر گر رہے تھے۔ یزید ساٹھ آدمیوں کو لیکر اور بعض روایت میں ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں ترکوں کی ایک جماعت میدان بست میں ملی جن کی تعداد ۵۰۰ سو کے قریب تھی انھوں نے یزید سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ ترکوں نے کہا کہ اچھا تو ہم کو کچھ دو۔ یزید نے دینے سے انکار کردیا لیکن مجاعہ بن عبدالرحمن ملتکی نے کپڑے اور کچھ ہتھیار دیئے۔ ترک ان چیزوں کو لیکر واپس گئے مگر پھر پلٹ پڑے اور لڑنے کے لیے آمادہ ہوگئے۔ لڑائی نے جب زور پکڑا تو یزید کے پاس ایک خارجی مقید تھا اس نے کہا کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیجیے تو کچھ کردوں۔ یزید نے رہا کردیا۔ وہ نکل کر ان ترکوں پر حملہ آور ہوا گھوڑے کو آگے بڑھالے گیا اور پھر پیچھے سے آکر ان کے ایک آدمی کو قتل کرڈالا۔ پھر حملہ کیا اور دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یزید کے پاس چلا آیا۔ اس

عرصے میں یزید نے ان کے ایک سردار کو مار ڈالا اور اس میں اس کی پنڈلی میں ایک تیر بھی لگا جس سے ترکوں کو اور تقویت حاصل ہو گئی یزید نے ان کے حملوں کو بہت برداشت کیا اور پھر وہ لوگ خود اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب ہم نے تم سے لڑائی شروع ہی کر دی ہے تو اب اس وقت تک تو نہ جائیں گے جب تک ہمارا یا تمھارا خاتمہ نہ ہو جائے۔ یا ہمیں کچھ دو۔ یزید نے پھر دینے سے انکار کیا۔ مجاعہ نے یزید سے کہا کہ اللہ کا نام لیجیے۔ مغیرہ مر چکا اور اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو مہلب کے دل پر دو کاری ضربیں لگیں گی۔ یزید نے جواب دیا کہ نہ تو مغیرہ اپنی موت کو واپس کر سکا اور نہ میں۔ اس کی مدت آگے بڑھا سکتا ہوں۔ مجاعہ نے پھر ترکوں کو اپنا ایک ریشمی عمامہ پھینک دیا اور وہ واپس ہو گئے۔

مہلب اور باشندگانِ کش کی مصالحت

مہلب نے پورے دو سال کے قیام کے بعد اہل کش سے فدیہ پر صُلح کر لی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بنو مضر کی قوم کو جب مہلب نے گرفتار کر لیا تھا اور پھر صلح کر کے رہا کر دیا تو انھیں کی مصالحت نے اہل کش سے بھی صلح کرا دی۔ پھر مہلب کش سے واپس چلا آیا۔ اور خزاعہ کے مولیٰ حریث بن قطبہ کو ان کے پاس بھیجا کہ جب وہ فدیہ دیدیں تو ان کی ضمانت واپس کر دی جائے۔ بلخ پہنچکر مہلب نے حریث کو خط لکھا کہ اگر تم نے فدیہ وصول کرنے کے بعد ان کی ضمانت واپس کر دی تو ہمیں خطرہ ہے کہ وہ صلح کو پھر نہ توڑ دیں لہذا علاقہ بلخ میں پہنچنے سے پہلے ضمانت واپس نہ کرو۔ حریث نے بادشاہ کش سے کہا کہ مہلب نے مجھ کو ایسا لکھا ہے اگر تم فدیہ جلدی دیدو تو ہم ضمانت واپس کر دیں گے اور جب ہم جا پہنچیں گے تو مہلب سے یہ کہدیں گے کہ فدیہ کے وصول کر لینے کے بعد اور ضمانت کے دینے کے بعد آپ کا خط پہنچا پھر ہم کیونکر تعمیل کر سکتا تھا ملک کش نے فدیہ داخل کر دیا اور حریث نے ضمانت واپس کر دی اور پھر وہاں سے روانہ ہوا۔ راستے میں ترکوں کی جماعت ملی تو اس سے کہا کہ تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا فدیہ ادا کر دو۔ کیونکہ یزید نے بھی ایسا ہی کیا حریث نے کہا کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ کو بھی یزید کی ماں نے جنا ہے اُن سے خوب لڑا اور کشت و خون کیا اور کچھ لوگوں کو قید کیا اور پھر ان کو فدیہ پر رہا کر دیا اور

بعد اُس کے فدیہ بھی واپس کر دیا۔ یہ خبر مہلب کو ملی کہ اس نے یہ بھی بُرا سمجھا کہ یزید کی ماں کے پیٹ سے وہ پیدا ہو۔ اسی سے وہ بہت ناراض ہوا۔ جب حریث بلخ پہنچا تو مہلب نے پوچھا کہ ضمانت کہاں ہے حریث نے جواب دیا کہ آپ کے خط پہنچنے سے پیشتر ہی میں واپس کر چکا تھا آپ کو جس چیز کا اندیشہ تھا اس کے لیے میں کافی تھا۔ مہلب نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے ان سے ساز باز کر لیا ہے اسی جرم پر اس کو برہنہ کرنیکا حکم دیا۔ حریث اس سے اتنا ملول ہوا کہ مہلب کو اس کے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہوا۔ حریث برہنہ کیا گیا اور ۳۰ کوڑے اسکو مارے گئے حریث نے پھر کہا کہ میں اس کو زیادہ پسند کرتا تھا کہ میری پیٹھ پر ۳۰۰ کوڑے لگائے جاتے اور یہ بے آبروئی نہ کیجاتی۔ اس کے بعد مہلب کے قتل کرنے پر اس نے قسم کھالی۔ ایک دن مہلب کے ساتھ جا رہا تھا تو اپنے غلاموں کو کہا کہ اس کو مار ڈالو۔ انھوں نے جواب دیا کہ کہیں وہ تجھ ہی کو قتل نہ کر دے۔ پھر حریث نے مہلب کے یہاں آنا جانا بھی چھوڑ دیا۔ ایک دن مہلب نے ثابت کو جو حریث کا بھائی تھا۔ حریث کے بلانے کے لیے بھیجا اور کہا کہ وہ میرے بچوں کی طرح ہے میں اسی طرح تربیت کرتا ہوں جیسا کہ اپنے بچوں کی کرتا ہوں۔ ثابت حریث کے بلانے کے لیے آیا۔ لیکن حریث نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے قتل کی قسم کھائی۔ ثابت نے کہا کہ اگر تمھاری یہ نیت ہے تو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے یہاں چلو۔ کیونکہ ثابت اس سے ڈرا کہ اگر حریث نے مہلب کو اسی وقت قتل کر دیا تو آپس میں لڑائی چھڑ جائے گی۔ اس لیے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر علیحدہ ہو گئے اور ترمذ چلے گئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات اور یزید بن مہلب کا خراسان میں حاکم ہُونا۔

جب کش والوں سے مصالحت ہوگئی تو مہلب مرو جانیکا قصد کر رہا تھا جب وہ مرو روذ میں پہنچا تو اس کے پیٹ میں ریاحی درد اٹھا اور بعض کہتے ہیں کہ جسم پر زخم تھے اسی عارضہ سے اس کا وہیں انتقال ہوگیا۔ مرنے سے قبل نماز جنازہ کی وصیت اپنے لڑکے حبیب کے لیے کی تھی چنانچہ اسی نے نماز پڑھائی اور یہ بھی وصیت کی کہ میں اپنا جانشین

یزید کو بناتا ہوں ۔ آپس میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رکھنا چاہیے مفضل نے کہا کہ اگر آپ ان کا نام نہ بھی لیتے تو ہم لوگ اس کام کے لیے انھیں کو منتخب کرتے پھر اس نے اپنے تمام لڑکوں کو بلایا اور ہر قسم کی ہدایتیں کیں ۔ چند تیر منگائے اور ان کو ایک دھاگے میں باندھ دیا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کو توڑ سکتے ہو ۔ لڑکوں نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر یہ الگ الگ کر دیے جائیں تب تم توڑ سکتے ہو لڑکوں نے کہا کہ ہاں مہلب نے کہا کہ اسی طرح اتفاق کے ساتھ رہنا چاہیے ۔ میں تم کو اللہ سے تقویٰ کی اور صلۂ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں آخرت میں بھی کام آنے والی ہیں ان سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے ۔ اولاد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے بے رحمی ، ظلم و ستم سے سخت منع کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں انسان کو آگ میں ڈالتی ہیں ۔ غربت اور تنگدستی میں مبتلا کرتی ہیں ۔ دنیا میں ذلیل و خوار رکھتی ہیں ۔ اتفاق و اتحاد ، اطاعت اور فرمانبرداری تم پر فرض ہے ۔ تمہارے افعال و اعمال تمہارے اقوال اور احکام سے زیادہ اچھے ہونا چاہئیں کسی سوال کا جواب جلد نہ دیا کرو زبان کی لغزشوں کا پورا لحاظ اور خیال رکھو کیونکہ اگر آدمی کا پاؤں پھسل جاتا ہے تو وہ پھر اٹھ سکتا ہے لیکن جب زبان پھسلتی ہے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے جو لوگ تمہارے پاس آتے ہیں ان کے حقوق کو تم پہچانو اور ان کی صبح و شام کی آمد اُس کی یاددہانی کے لیے کافی ہے بخل اور کنجوسی کی جگہ پر سخاوت اور دریا دلی اختیار کرو ۔ بھلائی اور اچھے کاموں کے کرنے کی ہمیشہ عادت رکھو کیونکہ اہل عرب کا خاصہ ہے کہ جب کوئی ان سے بھلائی کا وعدہ کرتا ہے تو اس کے لیے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ بھلائی کی گئی اور تمہارا احسان رہا تو وہ کیا کچھ نہ کر گزرینگے لڑائی کے وقت تدبّر اور جنگی مصالح سے کام لو کیونکہ شجاعت اور بہادری سے بھی زیادہ اس وقت مفید ہوتا ہے جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو قضائے الٰہی پہنچ جاتی ہے آدمی اگر اپنی تدبیر سے فتحیابی حاصل کرتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تدبیر سے کامیابی حاصل کی اور ہر طرف اس کی تعریف کی جاتی ہے لیکن اگر وہ ناکامیاب ہوتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی بلکہ قضاء الٰہی غالب آ گئی ۔ تم پر نشر سنت ، تلاوت قرآن اور بزرگوں کی تعظیم واجب ہے زیادہ بولنے سے پرہیز کرو ۔ ان بہترین نصائح کے بعد مہلب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی

نہار بن توسعۂ تمیمی نے یہ چند اشعار مرثیے میں کہے ہیں۔

الا ذهب المعروف والعز والغنى — ومات الندى والجود بعد المهلب

افسوس کہ نیکی، سعادت، عزت و دولت — جود و سخاوت مہلب کے بعد سب فنا ہو گئے

اقاما بمرو الروذ رهن ضريحة — وقد غاب عنه كل شرق ومغرب

مقام مرو روز میں مدفون ہوا — اور تمام مشرق اور مغرب اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اذا قيل اى الناس اولى بنعمة — على الناس قلناه ولم نتهيب

اگر کوئی پوچھے کہ تمام لوگوں میں ذی مرتبہ کون ہے تو میں بلا خوف و خطر مہلب کا نام پیش کروں گا جب انتقال ہو گیا تو یزید نے حجاج کو اس کی اطلاع دی اور حجاج نے اس کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔

۸۲ھ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال عبد الملک نے ابان بن عثمان کو جمادی الاُخری میں مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل مخزومی کو وہاں کا عامل بنایا۔ ہشام نے جاتے ہی نوفل بن مساحق کو مدینہ کے عہدۂ قضا سے معزول کر دیا اور عمرو بن خالد زرقی کو وہاں کا قاضی بنایا۔ محمد بن مروان نے ارمینہ والوں سے جنگ کی اور شکست دی آخر میں انھوں نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔ اور محمد نے بھی منظور کر کے ابو شیخ بن عبد اللہ کو وہاں کا عامل بنا دیا جب محمد واپس چلا گیا تو یہاں کے لوگوں نے اس عامل کو قتل کر ڈالا اور پھر قابض ہو گئے بقول بعض یہ قتل ۸۳ھ میں واقع ہوا۔ عبد اللہ بن شداد بن الهاد لیثی اسی سال دجیل میں مقتول ہوئے اور ابو جوزاء، اوس بن عبد اللہ ربعی، عطاء بن عبد اللہ سلیمی عابد، زاذان ابو وائل اور عمر بن عبید اللہ بن معمر تمیمی ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی عمر بن عبید اللہ کی عمر ۶۰ برس کی تھی۔ اور ابو امامۂ باہلی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ اور بعض نے ۹۱ھ ہجری میں بتایا ہے۔

۸۳ھ ہجری کی ابتداء
جنگ دیر جماجم کے بقیہ حالات

جب حجاج کے تینوں دستوں نے قرآء کی جماعت پر بار بار حملہ کیا تو جبلہ بن زحر نے

جوان کا افسر تھا للکار کر کہا کہ اے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور اے قاریو! امیدان سے فرار
ہونا بہت مذموم چیز ہے خصوصاً تمہارے ایسے لوگوں کیلئے اور زیادہ ذلت انگیز ہے میں نے
حضرت علی بن ابی طالبؓ (خدا ان کو صالحین کا درجہ عطا فرمائے اور صادقین اور شہدا کا مرتبہ
دے) سے اس وقت یہ کہتے سنا ہے کہ جبکہ ہم شامیوں سے لڑ رہے تھے" کہ اے مسلمانو!
جس شخص نے اپنی آنکھوں سے مظالم ہوتے ہوئے دیکھے یا لوگوں کو باطل کی طرف دعوت
دیتے ہوئے دیکھا اور دل میں اس کو ایک برا کام سمجھا تو وہ کم سے کم گناہ سے محفوظ رہا بیگا
لیکن جس شخص نے ان چیزوں کو صرف دل ہی سے نہیں بلکہ زبان سے بھی برا کہا تو وہ پہلے
شخص سے زیادہ قابل تعریف ہے لیکن جس شخص نے اس کا انکار اپنی تلوار کے زور پر کیا تاکہ
حق بلند ہو اور باطل دب جائے تو اس نے ہدایت کا سیدھا راستہ پالیا اور اس کا دل
ہمیشہ حقانیت اور صداقت کے نور سے منور رہے گا۔ اس لیے تم ان بدعتی اور مفسد
لوگوں سے لڑو۔ جنھوں نے باطل کو حق پر ترجیح دی۔ اور اس سے ناواقف بھی ہیں اور
جنھوں نے ظلم و تعدی کا بازار گرم کیا اور اس کو معیوب بھی نہیں سمجھتے اس کے بعد
ابوالبختری نے چلا کر کہا کہ اے لوگو اپنے دین کی حفاظت اور دنیا کے حصول کے لیے
خوب لڑو شعبی نے کہا اے بھائیو ان سے خوب جنگ کرو ان سے جنگ کرنے میں کوئی چیز مانع
نہیں ہے۔ خدا کی قسم میرے علم میں بسیط زمین پر ان سے زیادہ ظالم اور جابر کوئی نہ ہوگا سعید بن
جبیر نے بھی یہی کہا۔ جبلہ نے پھر کہا کہ ان پر ایک ایسے جذبۂ صادق سے حملہ کرو کہ اس وقت تک
منہ نہ پھیرو جب تک ان کی صفوں میں انتشار نہ پیدا کر دو اور فوج میں ہل چل نہ ڈال دو رجنانچہ
قراء کی اس جماعت نے بڑا زبردست حملہ کیا۔ فوجوں کو دباتے ہوئے بالکل پیچھے ہٹا دیا۔ اور
ان میں انتشار پیدا کر دیا اور گرد کے دستوں کو بھی زور باندھ کر پیچھے ہٹاتے ہوئے چلے گئے۔ لیکن
جب واپس پھرے تو جبلہ بن زحر کو مقتول پایا اور یہ معلوم ہو سکا کہ کیونکہ مقتول ہوا قتل ہونیکی وجہ یہ
کہ جب قراء نے شامیوں پر حملہ کیا اور ان کو منتشر کر دیا تو جبلہ اپنے ساتھیوں کی واپسی کے انتظار میں کھڑا
رہا اور اہل شام کی ایک جماعت بھاگ کر اس طرف آئی جہاں جبلہ کھڑا تھا جب انھوں نے جبلہ کے ساتھیوں
آگے بڑھتے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ جبلہ ہے جب تک وہ لوگ
ادھر مشغول ہیں آؤ اس کا ہم خاتمہ کر دیں۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا اس نے بھی مقابلہ
کیا مگر آخر میں مقتول ہوا۔ اس کا قاتل ولید بن نخیت کلبی تھا۔ اس کا سر کاٹ کر حجاج کے

پاس لے گیا اس نے جب دیکھا تو تمام لوگوں کو خوشخبری دی۔ جب اصحاب جبلہ واپس پھرے تو اس کو مقتول پایا۔ اس واقعہ سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہے ایک دوسرے کو موت کی خبر دینے لگے۔ ابو البختری نے کہا کہ جبلہ کا قتل تمہیں افسردہ نہ کردے وہ تمہارے ہی طرح ایک آدمی تھا جسے موت آگئی جو نہ آگے آسکتی تھی اور نہ بعد کو۔ اس تسلی کے باوجود بھی قراء کی جماعت میں کمزوری پیدا ہوگئی اہل شام نے طنزاً کہا کہ اسے اللہ کے دشمنو اب تو تم برباد ہوگئے کیونکہ تمہارا متکبر سردار تو مقتول ہوگیا اتفاقاً بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی آگیا جس سے تمام لوگ خوش ہوگئے اور کہنے لگے کہ جبلہ کا نعم البدل ہمیں مل گیا بسطام ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی تھا یہ اس وقت رے سے آرہا تھا جب عبدالرحمن بن اشعث سے ملا تو اس نے بنو ربیعہ پر اسکو سردار مقرر کیا۔ ایک دن اس نے بہت شدید جنگ کی اور حجاج کے لشکرگاہ تک پہنچ گیا اور وہاں کی تیس عورتوں کو گرفتار کرلیا۔ مگر پھر آزاد کردیا۔ حجاج نے کہا کہ انھوں نے اپنی عورتوں کو بچالیا۔ ورنہ اگر میں ان پر غلبہ پاتا تو ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالیتا۔ پھر دوسرے دن عبدالرحمن بن عوف رواسی المکنی بہ ابو حمید میدان میں آیا اور اہل شام کو مقابلہ کے لیے بلایا۔ ان میں سے بھی ایک آدمی میدان میں اترا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی۔ لیکن ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کون ہو ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ میں کلابی کے قبیلہ کا ہوں اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ دونوں بنی عم ہیں۔ تب دونوں نے اپنی تلواریں میان میں کرلیں اور واپس گئے۔ پھر عبداللہ بن رزام حارثی للکارتا ہوا نکلا جس کے مقابلے میں اہل شام میں سے بھی کوئی آدمی پہنچا۔ عبداللہ نے اس کو قتل کرڈالا تین دن تک وہ برابر اپنے حریف مقابل کو مارتا رہا۔ چوتھے دن جب پھر آیا تو شامی بولے کہ ارے پھر آیا۔ خدا اسے نہ لائے حجاج نے جراح سے کہا کہ اس کے مقابلے میں تم جاؤ وہ جب پہنچا تو عبداللہ نے اس سے کہا (جو اسکا دوست تھا) کہ اسے جراح بڑے افسوس کی بات ہے تو میرے مقابلے میں کیوں آیا۔ اس نے کہا کہ میری تیرے اس مقابلے سے آزمائش کی گئی ہے تو عبداللہ نے کہا کہ ایک صورت ہے جراح نے کہا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں تجھ سے شکست کھاجاتا ہوں اور تم حجاج کے پاس واپس جاؤ تاکہ وہ تمہارے اس کارنامے کی تعریف کرے میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تیرے ایسے شخص کو قتل کروں۔ میں تیری خاطر لوگوں کے سامنے اپنی شکست کا واقعہ مشہور کردوںگا

اور ان کی ملامت کو خوشی سے سنوں گا۔ جراح نے کہا اچھا ایسا ہی کرو۔ چنانچہ جراح نے عبداللہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ ہٹ گیا۔ لیکن جراح کے حملہ سے صاف عیاں تھا کہ وہ مار ڈالنا چاہتا ہے۔ عبداللہ کے غلام نے جو ایک جگہ پر پانی لیکر کھڑا تھا چلایا کہ اے آقا۔ یہ تم کو مار ڈالنا چاہتا ہے عبداللہ نے جراح کی طرف چہرہ پھیرا تو جراح نے ایک گرز رسید ہی کر دیا اور وہ گر گیا۔ عبداللہ نے کہا اے جراح تم نے بہت بری جزا دی میں نے تمہاری آسائش کے لیے ایسا کیا اور تم نے مجھ ہی پر ہاتھ صاف کیا دور ہو جا میں نے تجھ کو اپنی قرابت اور قبیلے کے لیے چھوڑ دیا سعید بن جبیر اور ابو البختری دونوں اہل شام پر حملہ کرتے رہے اکثر لڑتے لڑتے شامیوں کے بالکل قریب ہو جاتے تھے۔ لڑائی ۱۰۳ دن تک ہوتی رہی کیونکہ عبدالرحمن اور اہل عراق سلخ ربیع الاول کو جماجم میں آئے تھے اور ۱۴ جمادی الاخری کو کامل شکست کھائی جب آخری دن آیا تو ہر طرف سے زور تھا اصحاب عبدالرحمن نے حجاج کی فوج پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور وہ اس غرہ میں بھی آ گئے کہ ہم نے اب شکست دیدی اسی اثناء میں سفیان بن ابرد نے میمنہ پر سے ابرو بن قرہ تمیمی پر حملہ کیا اور وہ عبدالرحمن کے میسرہ پر تھا۔ بغیر دیر تک لڑنے کے ابرد ابن قرہ نے شکست کھائی۔ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید شکست ہی پر مصالحت کر لی۔ جب وہ شکست کھا گیا تو فوجوں کی صفیں ایک ایک کر کے اس کی طرف سے منتشر ہونے لگیں اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ عبدالرحمن فوراً منبر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اتنے میں اہل شام آگے بڑھے۔ اور انھوں نے عبدالرحمن کے لشکر گاہ کا رخ کیا۔ عبداللہ بن یزید بن مفضل ازدی دوڑا ہوا آیا اور عبدالرحمن کو منبر پر سے اتار لیا۔ اور کہا کہ مجھ کو تمہارے قید ہو جانے کا خطرہ ہے اگر تم جلد واپس چلو اور لوگوں کو کسی دوسرے مقام پر جمع کرو تو انشاءاللہ یہ برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ اور اس کے ساتھی بے تحاشا بھاگ گئے۔ حجاج اس فتحیابی کے بعد کوفہ چلا گیا۔ محمد بن مروان موصل گیا۔ عبداللہ بن عبدالملک شام واپس گیا۔ حجاج نے لوگوں سے بیعت لینی شروع کی اور اس شخص سے بیعت لیتا تھا جو یہ اقرار کرتا تھا کہ میں اس کے قبل کافر تھا یا میں نے کفر کیا اگر وہ یہ کہتا تو بیعت لیتا ورنہ قتل کر دیتا۔ چنانچہ ایک شخص بنو خشعم میں سے اس کے پاس آیا جو غریب ہمیشہ گوشہ نشین رہتا تھا۔ حجاج نے اس کی حالت دریافت کی تو اس نے اپنی گوشہ نشینی کی خبر دی۔

حجاج نے کہا کہ تم اپنے کفر کا اقرار کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں بُرا آدمی ہونگا کہ ۸۰ برس سے خدا کی عبادت کرتا آیا ہوں اور آج تیرے سامنے یہ کہوں کہ میں کافر ہوں۔ حجاج نے کہا کہ اگر تم نہ کہو گے تو میں قتل کرڈالوں گا تو اس نے کہا کہ اگر تم قتل کر دو گے تو بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ آخر میں مقتول ہُوا۔ اہل عراق اور شام میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے اس کے قتل پر اظہار افسوس نہ کیا ہو اس کے بعد کمیل بن زیاد کو بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین حضرت عثمان سے قصاص لینے والے تھے میری بڑی خواہش تھی کہ تم میرے قبضے میں آتے کمیل نے کہا کہ ہم دونوں میں سے کس پر زیادہ غصہ ہے ان پر جبکہ وہ اپنے نفس کا بدلہ دینے کیلئے تیار تھے یا مجھ پر جبکہ میں نے بدلہ لینے کو درگزر کر دیا۔ پھر کہا کہ اے بنو ثقیف کی ایک فرد تو اپنے خاندان پر ظلم نہ کر اور مجھ پر بھیڑیوں کی طرح حملہ نہ کرو۔ میری زندگی تو صرف چند دنوں کی ہے جو تجھکو کرنا ہے وہ کرلے۔ کیونکہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور پھر قتل کے بعد حساب و کتاب کا معاملہ ہے۔ حجاج نے کہا کہ اس کی حجت قیامت میں تجھ پر رہے گی اس نے کہا کہ جب فیصلہ کا حق تجھکو حاصل ہو یہ بھی مارا گیا اس کے بعد دوسرا شخص حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے کہا کہ یہ اپنے کفر پر شہادت نہیں دیگا لیکن اس نے کہا کہ تو میرے نفس کو دھوکا دیتا ہے میں تو کفر میں فرعون کا بھی چچا ہوں۔ حجاج ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا کوفہ میں حجاج ایک مہینہ تک مقیم رہا اور شامیوں کو کوفہ والوں کے مکان میں ان کے ساتھ اُتارا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوج کو غیر کے گھروں میں اُتارا اور یہ اب تک رائج ہے۔ خاصکر بلاد عجم میں زیادہ رائج ہے جس شخص نے کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا اس کا عذاب اس کے سر پر ہے اور جنھوں نے تا قیامت اس پر عمل کیا ان کا عذاب بھی اس پر کیا جائے گا۔

مسکن کی لڑائی

جب عبدالرحمٰن نے شکست کھائی تو سیدھا بصرہ آیا اور ہزیمت خوردہ لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں وہیں جمع ہوئے۔ جن میں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بن جندب بن عبد شمس قرشی بھی تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن کا حاکم تھا۔ جب حجاج نے اس کا قصد کیا تو وہ عبدالرحمٰن سے آکر ملگیا۔ جب کافی لوگوں کا اجتماع

ہو گیا تو عبدالرحمٰن نے پھر حجاج کا رخ کیا۔ اُس کے آدمیوں میں بسطام ابن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی شامل تھا جس نے بہت سے لوگوں سے موت تک ساتھ دینے کا عہد لیا تھا۔ اور یہ تمام فوج مسکن میں آکر مقیم ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے فوراً خندق کھود لی۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہونے لگی۔ اسی درمیان میں خالد بن جریر بن عبداللہ خراسان سے کوفہ والوں کی ایک فوج لیکر پہونچا۔ ۱۵ ر شعبان تک لڑائی ہوتی رہی۔ اسی جنگ میں زیاد بن غنیم قینی مقتول ہوا جو حجاج کی فوج کا سردار تھا۔ اس واقعے سے حجاج کی فوج میں ایک بددلی پیدا ہو گئی رات کو حجاج نے اپنی فوج کو بہت اُبھارا اور صبح ہوتے ہی سبھوں نے بڑی زوردار یورش کی مگر پھر سفیان بن ابرد کے لوگ بھاگ گئے۔ حجاج نے عبدالملک بن مہلب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے عبدالرحمٰن پر بہت سخت حملہ کیا جس سے عبدالرحمٰن کی فوج نے شکست کھائی اور پھر حجاج کی فوجوں نے ہر طرفسے تنگ کرنا شروع کیا تو وہ بالکل پست پڑ گئے۔ اسی میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ فقیہ اور ابوالبختری طائی مقتول ہوئے اُس کے بعد بسطام بن مصقلہ نے اہل کوفہ و بصرہ سے چار ہزار شہسواروں کو منتخب کیا۔ اور اُن کے ساتھ روانہ ہوا تمام لوگ اسقدر جوش میں بھرے ہوے تھے کہ سبھوں نے تلوار کے نیام توڑ ڈالے۔ غرض کہ اس طرح بسطام نے شامیوں پر دھاوا کیا۔ شامی کئے بار پیچھے ہٹائے گئے تو حجاج نے تیراندازوں کو تیر چلانیکا حکم دیا۔ تیراندازوں نے ہر طرفسے اُن کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور پھر ایک ایک کو فرش خاک کر دیا۔ ابن اشعث سجستان بھاگا عبدالرحمٰن بن اشعث کے مسکن میں شکست کھانے کے متعلق ایک دوسری روایت بھی ہے۔ وہ یہ کہ حجاج اور ابن اشعث کی فوجیں کرخ، دجلہ، سیب کے درمیان میں تھیں۔ یہ لوگ ایک مہینہ تک برابر لڑتے رہے۔ ایک دن ایک بڈھا، حجاج کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ کرخ کے عقب سے حملہ کرنیکا راستہ بہت اچھا ہے۔ جس میں پانی کے چھڑ جابجا ہیں حجاج نے اُس کے ساتھ چار ہزار آدمیوں کو بھیجا اور سردار فوج سے یہ کہدیا کہ اگر یہ سچ کہتا ہو تو ایک ہزار درہم انعام دیدینا اور اگر جھوٹا ہو تو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ یہ لوگ اس بڈھے کے ساتھ گئے۔ حجاج عبدالرحمٰن سے برابر لڑتا رہا لیکن آخر میں شکست کھا کر

لہ۔ اس جنگ میں جن لوگوں کے نام مقتولین میں ذکر کئے گئے ہیں وہ تقریباً سب کے سب فقہاء اور رواۃ حدیث ہیں (مترجم)

سیسب کے اس پار چلا گیا۔ اور ابن اشعث اپنے لشکر گاہ میں واپس گیا۔ رات کو حجاج کی فوج نے اس راستہ سے حملہ کیا اور لوٹ لیا۔ وہ لوگ بے خبر تھے حتی کہ ہتھیار اتار چکے تھے۔ آدھی رات تک برابر تلواریں بجلی کی طرح چمکتی رہیں سینکڑوں کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔ عبدالرحمٰن کی فوج میں سے مقتولین سے زیادہ ڈوب کر مرے۔ حجاج نے جب یہ شور و غوغا سنا تو ادھر پلٹا اور جس کو پایا قتل کیا۔ مقتولین میں عبداللہ بن شداد بن ہاد بسطام بن مصقلہ عمرو بن ضبیعہ رقاشی۔ بشر بن منذر بن جارود وغیرہ تھے۔ تمام ملا کر چار ہزار آدمی اس رات کو مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی رتبیل کی طرف روانگی اور اثنائے سفر کے واقعات

جب عبدالرحمٰن نے مسکن میں بھی شکست کھائی۔ تو وہ سجستان کی طرف بھاگا۔ حجاج نے اسکے تعاقب میں اپنے لڑکے محمد بن حجاج اور عمارہ بن تمیم لخمی کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا عمارہ نے سوس میں عبدالرحمٰن کو پکڑا اور کچھ دیر لڑا بھی۔ لیکن عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی فوراً شکست کھا کر بھاگے اور سابور میں آکر ٹھہرے۔ وہاں کردیوں کی ایک جماعت سے عمارہ کی جنگ ہوئی اور وہ اور اس کی فوج کے آدمی کچھ مجروح ہوئے۔ اور مجبوراً راستہ چھوڑ دینا پڑا۔ عبدالرحمٰن کرمان آیا اور عمارہ برابر اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ بعض شامی فوجیں قصر کرمان میں داخل ہوئیں تو وہاں ان کو ایک خط ملا جس میں کوفہ والوں نے ابن حلزہ یشکری کے اشعار نقل کئے تھے۔

ایا لھفا ویا حربا جمیعا ۔۔۔ ویا حر الفواد لما لقینا
ہائے افسوس اے جنگ عظیم ۔۔۔ اور اے ہمارے قلوب کی وہ گرمی جب ہم مقابلہ کیلئے گئے
ترکنا الدین والدنیا جمیعا ۔۔۔ واسلمنا الحلائل والبنینا
ہم نے دین اور دنیا دونوں کو خیر باد کہا ۔۔۔ اہل و عیال و بال بچے سبھوں کو چھوڑا
فما کنا اناسا اھل دین ۔۔۔ فنصبر فی البلاء اذا ابتلینا
نہ تو ہم دین والوں میں ہیں ۔۔۔ کہ جب آزمائش اور امتحان کا وقت آئے تو صبر کریں
فما کنا اناس اھل دنیا ۔۔۔ فنمنعھا ولو لم نرج دینا

اور نہ دنیا والوں میں ہیں	کہ اسکی حفاظت کریں، اگرچہ دین میں کوئی توقع نہ ہو
ترکنا دورنا لطعام عک	وانباط القری والاشعرینا
ہم نے اپنے گھروں کو عک[1]	اور دیہات کے نبطیوں اور اشعریوں کے لوٹنے کیلئے چھوڑا

جب عبدالرحمٰن کرمان پہونچا تو وہاں کے عامل نے اُس کا استقبال کیا اور اُس کی مہمان نوازی کا پورا سامان مہیا کیا۔ عبدالرحمن کچھ روز ٹھر کر سجستان کی طرف چلا۔ راستہ میں زرنج پڑتا تھا وہاں وہ ٹھہرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہاں کے عامل نے شہر کے دروازے بند کردئے حالانکہ وہ عبدالرحمٰن ہی کی طرف سے وہاں کا عامل تھا۔ عبدالرحمن کچھ دن تو اس خیال سے ٹھرا کہ اُس کو فتح کرکے جائیں لیکن جب کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو بست چلا گیا۔ وہاں کا عامل خود اسی نے عیاض بن ہمیان بن حشام سدوسی شیبانی کو مقرر کیا تھا۔ اس نے عبدالرحمٰن کا استقبال کیا اور قصر میں ٹھرایا جب اُسکے تمام ساتھی غافل ہو گئے تو عیاض نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کرکے اُس کی مشکیں کس لیں اور یہ ارادہ کیا کہ اس وفاشعاری کے ذریعہ سے حجاج سے امان طلب کرے۔ ادھر رتبیل نے عبدالرحمن کے آمد کی خبر سنی۔ تو وہ استقبال کی غرض سے آیا لیکن چوں کہ عیاض نے عبدالرحمٰن کو محبوس کر لیا تھا اس لئے۔ رتبیل میدان بست میں اترا تھا۔ اُس نے عیاض کو دھمکایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے اس کا بال بھی بیکا کیا یا کسی قسم کا نقصان پہونچایا یا اُس کے مال میں سے ایک حبہ بھی تم نے لیا تو یاد رکھو کہ میں ہمیشہ تمکو ذلیل وخوار کرنے پر تلا رہوں گا تمھارے ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ تمھاری عورتوں اور بچوں کو قید کر لوں گا۔ تمھاری تمام چیزیں چھین لوں گا۔ اس دھمکی کے بعد عیاض نے رتبیل سے اپنے لئے امان طلب کی اور پھر عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا۔ عبدالرحمٰن نے رہا ہونیکے بعد عیاض کو قتل کرنا چاہا لیکن رتبیل نے روکدیا۔ اُس کے بعد عبدالرحمٰن رتبیل کے ساتھ اس کے ممالک میں پہونچا۔ اور وہاں اُس کی بڑی تعظیم وتکریم خاطر ومدارات کی گئی شکست خوردہ آدمیوں کی بہت بڑی جماعت جو عبدالرحمن کے ساتھ جنگ میں تھی سجستان پہونچی۔ جنکی تعداد ۶۰ ہزار تھی، انمیں شرفاء قوم اور روساء تک بھی تھے۔ انھوں نے

[1] عک قبیلہ کا نام ہے

حجاج نے امان کو قبول نہیں کیا بلکہ جس مقام پر ٹھیرتے تھے وہاں اس کی عداوت کا بیج بوتے جاتے تھے۔ سجستان پہونچنے کے بعد انھوں نے زرنج کا محاصرہ کرلیا۔ اور پھر عبدالرحمن کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ خراسان جانے کا ہے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں سے بھی مدد حاصل کریں۔ آپ بھی ہم لوگوں کے ساتھ چلئے۔ عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ابن اشعث کی عدم موجودگی میں اس فوج کے سردار تھے جب عبدالرحمن کے پاس متواتر خطوط آئے تو وہ وہاں گیا اور سبھوں نے ملکر زرنج کو فتح کرلیا۔ عمارہ تمیم بھی شامیوں کو ساتھ لیکر تعاقب میں اسی طرف چلا۔ عبدالرحمن سے اس کے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے خراسان چلئے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ وہاں یزید بن مہلب ہے جو ایک مشہور اور معروف بہادر ہے وہ کبھی اپنے تخت حکومت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر ہم گئے تو وہ ہم سے لڑیگا۔ شامی فوجیں بھی ہمارے تعاقب میں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پر دوطرفہ حملہ ہوگا اور ہم کو اہل خراسان اور شامی دونوں پیس ڈالیں گے لوگوں نے پھر کہا کہ اگر ہم خراسان پہونچ گئے تو ہماری تعداد زیادہ ہوگی نہ کہ انکی آخر کار عبدالرحمن اُن کے ساتھ ہوگیا۔ وہاں سے ہرات آیا۔ ہرات ہی سے عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ قرشی دو ہزار آدمیوں کو لیکر بھاگ گیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ خوب میں تو ایک اطمینان کی جگہ میں تھا۔ تمھارے خطوط آئے کہ یہاں آؤ کیونکہ ہم سب کے سب متحد ہیں۔ شاید اسی طرح دشمنوں سے لڑکر فتح حاصل کرلیں گے۔ انھیں وجوہ سے میں آگیا۔ وہاں سے تمھاری رائے خراسان جانیکی ہوئی۔ اور اگرچہ میں نے اُس کی مخالفت کی تھی، لیکن یہ ضرور خیال کیا تھا کہ تم متحد ہو گے۔ مگر یہاں تو رنگ ہی دوسرا ہے عبیداللہ نے کہا کہ۔ اب تمھارے دلمیں جو آئے وہ کرو میں تو اپنے دوست کے پاس واپس جاتا ہوں۔ چنانچہ ایک جماعت اُس کے ساتھ رہی اور باقی تمام لوگ عبدالرحمن بن عباس کے ساتھ رہگئے۔ اور انھوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ عبدالرحمن بن اشعث رتبیل کی طرف چلا گیا۔ اور عبدالرحمن بن عباس ہرات کی طرف گیا سو وہاں رقاد ازدی ملا تو ان لوگوں نے اُس کو قتل کرڈالا۔ پھر جب یزید بن مہلب کو خبر ہوئی تو اس نے بھی ان کی طرف توجہ کی بعض روایت میں ہے کہ جب عبدالرحمن بن اشعث نے اسکن میں شکست کھائی تو عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ ہرات بھاگا اور عبدالرحمن ابن عباس سجستان آیا۔

اور وہاں سے عبدالرحمن کی فوج کو جمع کر کے جس کی تعداد ۲۰ ہزار تھی خراسان چلا۔ راستہ میں ہرات میں بحرا اور رقاد کو قتل کر ڈالا۔ یزید بن مہلب نے اول اول یہ کہلا بھیجا۔ کہ جن ممالک میں تم نے اب تک جنگ کی ہے اُن کے امراء میری طرح شان و شوکت اور جاہ و جلال والے نہ تھے۔ اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایسی جگہ جا کر اُترو جہاں کوئی حاکم نہ ہو۔ لیکن میں تو تم سے لڑنا فضول سمجھتا ہوں۔ اگر تمکو کچھ مال کی ضرورت ہو تو ہم بھیجے دیتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عباس نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں اور نہ یہاں مقیم رہیں گے بلکہ ذرا دم لینے کے لئے ٹھہرے ہیں۔ پھر یہاں سے چلے جائیں گے۔ یزید نے چھوڑ دیا۔ مگر عبدالرحمن بن عباس نے خراج وصول کرنا شروع کیا تو یزید نے کہا کہ جو شخص صرف آرام لینا چاہتا ہو اس کو خراج وصول کرنے سے کیا غرض۔ پھر عبدالرحمن کو لکھا کہ تم بہت آرام لے چکے خراج وصول کر کے موٹے بھی ہو گئے ہو۔ خیر جو کر چکے وہ کر چکے۔ اب تم یہاں سے جاؤ کیونکہ میں لڑنا پسند نہیں کرتا عبدالرحمن نے کہا کہ اب تو میں لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی بھی نہیں ہوں۔ بلکہ اُس نے یزید کی فوج سے خط و کتابت شروع کی تاکہ اُن کو اپنی طرف مائل کرے۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ معاملہ بہت تجاوز کر گیا ہے۔ مجبوراً جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ زیادہ دیر تک لڑائی کا موقع نہ آیا بلکہ تھوڑی ہی دیر میں عبدالرحمن کے ساتھی بھاگ گئے۔ صرف ایک جماعت نے اُس کا ساتھ دیا مگر وہ بھی شکست کھا گئی۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا اور عبدالرحمن کی تمام چیزیں لوٹ لیں جو لوگ ملے اُن کو قید کر لیا۔ انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر، عباس بن الاسود بن عوف زہری۔ ہلقام بن نعیم بن قعقاع بن سعید بن زرارہ فیروز ابن حصین، ابوالفلیح مولیٰ عبیداللہ بن معمر، سوار بن مروان، عبدالرحمن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی۔ عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ تھے۔ عبدالرحمن بن عباس سندھ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن سمرہ مرو روانہ ہو گیا۔ یزید جب مرو واپس آیا تو اس نے ان قیدیوں کو بہادر اور جوانمرد سپاہیوں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ جب اُن کو روانہ کرنے کا حکم دیا تو حبیب نے اپنے بھائی یزید سے کہا کس منہ سے یمانیہ کی طرف دیکھیں گے۔ جب عبدالرحمن بن طلحہ کو بھی حجاج کے

پاس بھیج دیں گے تو یزید نے کہا کہ وہ حجاج ہے اُس کے ساتھ کوئی تعرض نہیں کر سکتا۔ حبیب نے کہا کہ معزولی سے نہ ڈریئے اور اُن کو جانے سے روک دیجئے۔ کیونکہ اُن کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے یزید نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ تو حبیب نے کہا کہ جامع مسجد میں مہلب پر کسی نے ایک لاکھ کا دعویٰ کیا تھا تو طلحہ نے اُس کو ادا کر دیا تھا۔ بہر حال یہ سنکر یزید نے اس کو رہا کر دیا اور عبداللہ بن فضالہ کو بھی روک لیا کیونکہ وہ ازدیں سے تھا اور باقی کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہونچے تو اُس نے اپنے دربان سے کہا کہ جب میں اُن کے سردار کو بلانیکا حکم دوں تو تم فیروز ابن حصین کو میرے پاس لاؤ۔ اُس وقت حجاج واسط کے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا۔ لیکن اسوقت تک شہر واسط کی تعمیر نہیں ہوئی تھی چنانچہ حجاج نے کہا کہ اُن کے سردار کو لاؤ۔ دربان فیروز ابن حصین کو پکڑ کر لے آیا۔ حجاج نے کہا کہ اے ابو عثمان تم نے انکا ساتھ کیوں دیا۔ حالانکہ نہ تمھارا گوشت اُن کے گوشت سے کوئی تعلق رکھتا ہے اور نہ خون سے کوئی رشتہ ہے۔ فیروز نے جوابدیا کہ فتنہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی کو نہیں چھوڑتا حجاج نے کہا کہ اپنے اموال لکھادو۔ اُس نے کہا لکھو، دس لاکھ بیس لاکھ اسی طرح گنتا چلا گیا حجاج نے کہا کہ تمام مال کہاں ہے اُس نے کہا میرے پاس ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ سب مجھکو دیدو اُس نے کہا کہ کیا میرا خون معاف کر دوگے۔ حجاج نے کہا کہ تم کو مال بھی ادا کرنا ہوگا اور پھر میں تمکو قتل کر بھی ڈالوں گا۔ فیروز نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ میرا مال اور خون ایک ہی جگہ جمع ہو جائے۔ حجاج نے اُس کو ہٹانے کا حکم دیا اور وہ واپس کر دیا گیا۔ اُس کے بعد محمد ابن سعد بن ابی وقاص پیش کئے گئے حجاج نے ان سے کہا کہ اے شیطان اور اے سب سے بڑے متکبر اور مغرور انسان۔ یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر کے حسینؑ اور ابن عمر ہونا چاہتا ہے۔ اور پھر اُس کا اعلان کرتا ہے۔ حجاج یہ باتیں کرتا جاتا تھا۔ اور اپنی ایک لکڑی سے جو اُس کے ہاتھ میں تھی اُس کے سر پر مارتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ محمد کے سر سے خون بہنے لگا۔ آخر میں اُن کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا کہ اے اپنی عورت کے غلام جولاہے کا لڑکا (ابن اشعث) تجھ کو مارنے کے لئے گرز اٹھاتا ہے اور تو حمام میں اُس کے ساتھ شراب نوشی کرتا ہے۔ اُس نے جوابدیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے یہ ایک فتنہ تھا جس میں اچھے اور برے سب داخل ہو گئے تھے۔

اب خدا نے مجھکو آپ کے قبضہ میں دیا ہے۔ اگر درگذر کیجئے تو آپ کا فضل اور احسان ہوگا اور اگر سزا دی تو مجرمین کو سزا دی۔ حجاج نے کہا کہ تو نے یہ غلط کہا کہ اس میں اچھے بھی تھے بلکہ سب بدترین لوگ تھے اور اچھے لوگ۔ انمیں ملحوظ رہے ممکن ہے کہ تیرا اقرار کچھ فائدہ پہونچائے لوگوں نے یہ توقع کی کہ یہ بچ جائے گا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ پھر ہلقام بن نعیم لایا گیا۔ حجاج نے پوچھا کہ ابن اشعث نے تو کسی اپنی غرض سے یہ کام کیا تھا لیکن تو نے اس میں کیا توقع کی تھی۔ ہلقام نے کہا کہ مجھے یہ اُمید تھی کہ وہ مجھے کسی شہر کا حاکم بنائے گا جیسا کہ تم کو عبد الملک نے حاکم بنایا۔ حجاج نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ اسکے بعد عبد اللہ بن عامر آیا اُس کے آنے کے ساتھ ہی حجاج نے یہ کہا کہ تجھ کو جنت دیکھنی نصیب نہ ہو اُس نے جواب دیا کہ اللہ ابن مہلب کو اُس کے احسانوں کا اچھا بدلہ دے حجاج نے پوچھا وہ کون احسان ابن عامر نے یہ اشعار کہے۔

لانہ کاس فی اطلاق اسرتہ	وقاد نحوک فی اغلالہا مضرا
کیوں کہ اُس نے اپنی قوم کو چالاکی سے چھوڑ دیا	اور بنو مضر کو مقید کر کے تیرے پاس بھیجدیا
وقی بقومک ورد الموت اسرتہ	وکان قومک ادنی عندہ خطرا
حالانکہ اُس نے اپنی قوم کو ہلاکت سے تیری قوم کو بچا کے بچالیا	لیکن تیرے ہی قوم اُس کے نزدیک بے قدر قیمت ہے

حجاج یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ لیکن یہ بات اُس کے دل میں کانٹے کی طرح چبھ گئی اور بولا کہ تجھکو اس سے کیا غرض اور پھر قتل کر ڈالا یہ بات اس کے دل میں برابر رہی اور یہ آخر کار یزید کو خراسان سے معزول کئے بغیر کروٹ نہ لے سکا۔ اور اس کو مقید کر دیا۔ اس کے بعد پھر فیروز کو بلایا اور اس کے لئے یہ سزا مقرر کی کہ ایک تیز دھار کا بانس اُسپر رینداجائے جب وہ زخمی ہو جائے تو اسپر سرکہ چھوڑا جائے۔ فیروز اس مصیبت میں مبتلا ہوا جب اس کو موت کا پورا یقین ہو گیا تو اس نے سزا دینے والے سے کہا کہ لوگ میرے مقتول ہونے پر فوراً یقین کر لیں گے۔ کہ میں مارا گیا۔ اور پھر میری جو امانتیں لوگوں کے پاس ہیں وہ تمکو کبھی نہ ملیں گی۔ اس لئے تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ دو تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں زندہ ہوں۔ اور تب تمام اموال وہ تمھارے سپرد کر دیں گے۔ حجاج سے یہ کہا گیا۔ اس نے کہا کہ اچھا جانے دو۔ چنانچہ وہ دروازۂ شہر کی طرف نکالا گیا اور لوگوں کو پکار پکار کر کہنے لگا کہ جو لوگ مجھکو پہچانتے ہیں

تو خیر اور جو نہیں پہچانتے وہ یہ جان لیں کہ میں فیروز ابن حصین ہوں میرا بہت سا مال لوگوں کے پاس امانتاً رکھا ہے۔ جن کے پاس ہو وہ اس کو حلال سمجھکر اپنے مصرف میں لائیں اور کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیں۔ حاضر غائب تک یہ بات پہونچا دے۔ جب فیروز واپس آیا تو حجاج نے قتل کر ڈالا۔ پھر عمر بن ابی قرۃ کندی بلایا گیا اور اس کے قتل کا حکم دیا گیا جو ایک شریف شخص تھا۔ اس کے بعد اعشی ہمدانی حاضر کیا گیا۔ جب وہ سامنے آیا تو حجاج نے کہا اے اللہ کے دشمن مجھکو اشج اور قیس کے درمیانی واقعات کے اشعار سناؤ اعشی نے کہا نہیں بلکہ میں وہ اشعار سناتا ہوں جو تمھارے متعلق میں نے کہے ہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ اعشی نے یہ اشعار پڑھے۔

ابی اللہ الا ان یتم نورہ — ویطفئ نور الفاسقین فتخمدا

اللہ دوسری چیزوں سے انکار کرتا ہے اور اپنے نور کی تکمیل کرتا ہے — اور فاسقوں کے نور کو بجھا دیتا ہے پس وہ سرد پڑ جاتا ہے

ویظہر اہل الحق فی کل موطن — ویعدل وقع السیف من کان اصیدا

خدا حق پرستوں کو ہر جگہ غالب کرتا ہے — اور متکبروں کو تلواروں کے ذریعہ سے درست کرتا ہے

وینزل ذلا بالعراق واہلہ — کما نقضوا العہد الوثیق المؤکدا

عراق اور اسکے باشندوں پر ذلت اور خواری نازل کریگا — جیسا کہ انھوں نے بڑے بڑے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔

وما احدثوا من بدعۃ وعظیمۃ — من القول لم یصعد الی اللہ مصعدا

اور جو کچھ انھوں نے نئی اور بڑی باتیں گڑھ لیں — کیا یہ خدا تک نہیں پہونچیں

وما نکثوا من بیعۃ بعد بیعۃ — اذا ضمنوہا الیوم خاسوا بہا غدا

اور پے در پے بیعتوں کو انھوں نے توڑا — آج جسکا عہد کیا کل اسکو بالائے طاق رکھدیا

وجبنا حشاہ ربہم فی قلوبہم — فما یقربون الناس الا تہددا

انکے رب نے انکے قلوب میں بزدلی پیدا کردی ہے — بس اسی وجہ سے وہ لوگوں کے مقابلہ میں نہیں آتے صرف ڈر دھمکی دیتے ہیں

فلا صدق فی قولہم ولا صبر عندہم — ولکن فخرا فیہم وتزیدا

نہ تو ان کی باتوں میں صداقت ہے اور نہ استقلال ہے — صرف انمیں تفاخر اور مبالغہ آمیزی ہے

فکیف رایت اللہ فرق جمعہم — ومزقہم عرض البلاد وشردا

تم نے دیکھا کہ کیونکر خدا نے انکی جمعیت کو پراگندہ کردیا — اور تمام عالم میں انکی دھجیاں اڑادیں۔ اور منتشر کردیا

فقتلاہم قتلی ضلال وفتنۃ — وحیہم امسی ذلیلا مطردا

انکے مقتولین گمراہی اور فتنہ کے مقتولین ہیں
انکی فوج شکست خوردہ ذلیل وخوار پھرتی ہے

ولمّا زحفنا لابن یوسف غدوةً
وابرق منه العارضان وارعدا

جب ہم صبح کو ابن یوسف کے مقابلہ کیلئے چلے
اور اسکے دونوں رخسارے بجلی کی طرح چمکے اور بادل کیطرح گرجے

قطعنا الیه الخندقین وانّما
قطعنا وافضینا الی الموت مرصدا

اور ہم نے اسکی طرف کی دونوں خندقیں عبور کرلیں
لیکن ہم نے خندقیں نہیں عبور کیں بلکہ موت کی کمینگاہ میں پہونچے

فکافحنا الحجاج دون صفوفنا
کفاحًا ولم یضرب لذالک موعدا

تو حجاج بھی ہماری فوجوں کے مقابلہ کے لئے نکلا
لیکن اسکے لئے اس نے کوئی جگہ متعین نہیں کی تھی

بصف کان الموت فی جزاتهم
اذا ما تجلّٰی بیضه وتوقدا

ایک ایسی جماعت کیساتھ آیا کہ جنکی تلواروں
میں موت کا خزانہ ہے جب کہ اسکی تلوار چمکتی ہے اور کوندتی ہے

ولفنا الیه فی صفوف کانها
جبال شروری او نعان فتنهدا

ہم بھی خراماں خراماں ایسی جماعتوں میں آگے بڑھے
جو شروری اور نعان کے پہاڑ کے مثل بلند تھیں پس وہ آگے بڑھیں

فمالبث الحجاج آن سلّ سیفه
علینا فولّٰی جمعنا وتبددا

جوں ہی حجاج نے اپنی تلوار میان سے کھینچکر اٹھائی
ہماری فوج بے تحاشا بھاگی اور منتشر ہوگئی

وما زاحف الحجاج الا رایته
معانًا وملقا للفتوح معوّدا

حجاج کوئی بڑی فوج کیساتھ میدان میں نہیں آتا
لیکن تم دیکھوگے کہ وہ ہمیشہ فتحیاب رہتا ہے

وان ابن عباس لفی مرجحنة
لیشبهها قطعًا من اللیل اسودا

ابن عباس ایک کثیر فوج کے ساتھ تھا
جو اپنی کثرت کی وجہ سے رات کی طرح سیاہ معلوم ہوتی تھی

فما شرعوا رمحًا ولا جرّدوا ظبًا
الا انّما لاقی الجبان فجرّدا

نہ تو انھوں نے تلواریں چلائیں اور نہ تیر برسائے
لیکن جب وہ بزدلوں سے بھڑ گیا تو ناچار انکو تلوار نکالنی پڑی

وکرّت علینا خیلُ سفیان کرّةً
بفرسانها والسّمہریّ مقصدا

سفیان کے دستہ نے ہمپر حملہ کیا
اور ایک بہادر اور تجربہ کار شخص ہم سے نیزہ بازی کر رہا تھا

وسفیان یهدیها کان لواءها
من الطعن سندبات بالصبغ مجسدا

اور سفیان اسکی رہبری کر رہا ہے اس فوج کا جھنڈا
گویا نیزوں کیلئے ڈھال ہے جو زعفرانی رنگ رنگا گیا ہے

کهولٌ ومردٌ من قضاعة حوله
مساعیر کالابطال اذ النکس عرّدا

بنی قضاعہ کے ادھیڑ اور جوان اسکے داہنے بائیں کھڑے ہیں
جب کمزور بھاگتے ہیں تو بہادر مدد کرتے ہیں

اذا قال شدوا شدة حملوا معاً
جب انکو حملہ کرنیکا حکم دیاجاتا ہے تو ایکساتھ ٹوٹ پڑتے ہیں

فانهل فرسان الرماح واوردا
اور وہ اپنے نیزوں کو برابر سیراب کرتے رہتے ہیں

جنود امیر المومنین وخیله
امیرالمومنین کی فوج اور اُن کا لشکر

وسلطانه اسمى عزيزاً مؤيدا
اور اُن کا والی خدا کی مدد سے غالب ہو گیا

ليهن امير المومنين ظهوره
پس امیرالمومنین کو خوش ہونا چاہئے اس فتح پر

على امة كانوا بغاة وحسدا
جو ایک ایسی قوم پر ہوئی جو باغی اور سرکش تھی

وجدنا بني مروان خير ائمة
ہم نے بنی مروان کو بہترین سرداروں میں پایا

فافضل هذا الناس حلماً وسوددا
اور بردباری اور سیادت کے لحاظ سے انکا افضل ترین یہ ہے

وخير قريش في قريش ارومة
حسب و نسب کے اعتبار سے بہترین قریش میں ہیں

واكرمهم الا النبي محمدا
اور ان کے معزز ترین نبی محمد ہیں

ترونيشتكون البغي من امرائهم
وہ شکایت کرتے ہیں کہ امراء باغی ہیں

وكانوا هم ابغى البغاة واعتدا
حالانکہ وہ سب سے زیادہ باغی اور ظالم ہیں

اذا ما تدبرنا عواقب امره
جب ہم معاملات کے نتائج پر غور کرتے ہیں

وجدنا امير المومنين مسددا
تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ امیرالمومنین ٹھیک راستہ پر ہیں

كذلك يضل الله من كان قلبه
اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کرتا ہے جسکے دل میں کوئی نقص ہوتا ہے

مريضاً ومن والى النفاق والحسدا
یا جو حسد و بغض رکھتا ہے

وقد تركوا الاهلين والمال خلفهم
لوگوں نے اپنے پیچھے اہل و عیال مال و متاع کو چھوڑ دیا

وبيضاً عليهن الجلابيب خردا
اور ایسی پردہ نشین عورتوں کو چھوڑا جنکے گھونگٹ تک اتر گئے تھے

ينادينهم مستعبرات اليهم
جوان پر نوحہ خوانی کرتے وقت

ويذرين دمعاً في الخدود وارثدا
زار و قطار روتی تھیں رخساروں پر سر اور آنسو گرا رہی تھیں

انكثاً وعصياناً وغدراً وذلة
کیا انھوں نے صرف سرکشی، نافرمانی، دغابازی اور ذلت کی غرض سے کیا تھا

اهان الله من اهان وابعدا
اللہ ہر اس شخص کو ذلیل و خوار اور ہلاک کرتا ہے جو کسی دوسرے کی توہین کرتا ہے

سيغلب قوماً حاربوا الله جهرةً
عنقریب وہ ایک ایسی قوم پر غالب ہونگے جس نے خدا سے علانیہ جنگ کی

وان كايدوه كان اقوى واكيدا
اگر وہ اس سے مکر کریں گے تو وہ ان سے زیادہ قوی اور مکار ہے

نقد شاء المصر بن فرخ محمد بحق وما لاقی من الطیر اسعد!

عبدالرحمن بن محمد نے کوفہ اور بصرہ کو (کی طرف چڑیا اڑا کر) اپنی صداقت کا فال لیکر برباد کردیا لیکن فال نیک نہ دے سکا۔

کما شاء اللہ البخیر واھلہ بجدلہ قد کان اشقی وانجدا

جیسا کہ خدا نے بخیر اور اس کے خاندان کو اس کی ایسی قسمت کی وجہ سے برباد کیا۔ جو بدبخت تھی۔

ان اشعار کے سننے کے بعد شامیوں نے بڑی تعریف کی اور حجاج سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس نے کتنا اچھا کہا ہے۔ حجاج نے جواب میں کہا کہ اس نے کوئی اچھی بات تو نہیں کی۔ تم لوگ نہیں سمجھتے کہ ان اشعار سے اس کی کیا مراد ہے۔ پھر اعشی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے عدو اللہ میں تیری تعریف نہیں کروں گا۔ اے بدبخت تو نے یہ کہا کہ نہ فتح ہو اور نہ کامیابی ہو اور پھر تو نے اپنی جماعت کو مجھ پر برانگیختہ کیا ہے میں نے ان اشعار کے متعلق کہا بھی نہیں تھا اشبح اور قیس یا ذرخ کے متعلق البتہ فرمائش کی تھی۔ وہ سناؤ۔ اعشی نے سنانا شروع کیا جب بخ بخ للوالدۃ والمولود کے مصرعہ کو پڑھا تو حجاج نے کہا اس کے بعد پھر تم بخ بخ نہ کرو گے۔ آخر میں یہ بھی قتل کیا گیا۔ ان اشعار میں ابن عباس سے مراد عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ سفیان سے مراد سفیان بن ابرد کلبی ہے جو شامیوں کا سردار تھا۔ فرخ محمد سے مراد عبدالرحمن بن محمد بن اشعث ہے۔ اور اشبح محمد بن الاشعث ہے قیس سے مراد معقل بن قیس ریاحی ہے جو عبدالرحمن کا نانا تھا۔ اور کما شاء اللہ البخیر واھلہ بجدلہ۔ سے مطلب یہ ہے جب اشعث بن قیس جو عبدالرحمن کا دادا تھا آنحضرت کی وفات کے بعد مرتد ہوگیا اور اس کے ساتھ بنو کندہ بھی تھے تو مسلمانوں نے ان سے مقاتلہ کیا اور ان سب کو بخیر کے ساتھ محصور کرلیا اور پھر قتل کر ڈالا جس کا بیان اہل ردہ کے بیان میں کیا جا چکا ہے بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے پاس دو قیدی اور لائے گئے اور ان دونوں کو بھی اس نے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن ایک نے کہا امیر آپ کے اوپر ایک احسان ہے۔ حجاج نے کہا وہ کونسا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دن عبدالرحمن نے آپ کی ماں کا برے الفاظ میں تذکرہ کیا تھا تو میں نے اس کو روکا۔ حجاج نے

پوچھا کہ اس پر شاہد کون ہے۔ اُس نے دوسرے قیدی کو پیش کیا اور اُس نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی۔ حجاج نے اس قیدی سے پوچھا کہ تم نے عبدالرحمٰن کو کیوں نہیں روکا جلیسا کہ اُس نے روکا تھا۔ اس نے کہا کہ کیا تمھارے سامنے سچ بولنا اب مجھے نفع دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں اس پر اس نے جواب دیا کہ محض اس لئے کہ مجھ کو تم سے اور تمھاری قوم سے بغض تھا۔ حجاج نے دونوں کو رہا کرنیکا حکم دیا اور یہ کہا کہ ایک کو اپنی حسن خدمت کی بنا پر دوسرے کو اپنی راستبازی کی وجہ سے رہا کردیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں آیا اور کہا کہ میں فلاں کا لڑکا فلاں کا پوتا ہوں۔ میرے دادا بدر میں مقتول ہوئے اور میرے فلاں دادا اُحد میں شہید ہوئے۔ غرضکہ اپنے اسلاف کے مناقب بیان کرنے لگا۔ حضرت عمر نے عنبسہ بن سعید بن العاص کی طرف دیکھا انھوں نے کہا کہ یہ فضائل نہ مسکن کی جنگ میں تھے اور نہ جماجم کی لڑائی میں تھے اور نہ یوم راہط میں حاصل ہوسکتے تھے اور پھر یہ شعر پڑھنے لگے۔

تلک المکارم لاقعبان من لبن　　شُیبا بماءٍ فعادا بعد ابوالا

یہ فضائل و مناقب ہیں دودھ کے ان دو پیالوں کی طرح نہیں ہیں　　جو پانی سے مخلوط کر دئے گئے ہوں اور پھر پیشاب بن گئے

(مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ختم ہوچکیں۔ دوسرے غزوات اور سرایا میں وہ فضیلت نہیں ہے جو بدر اور اُحد کو حاصل تھی)

شعبی اور حجاج کی گفتگو

جب عبدالرحمٰن نے جماجم میں شکست کھائی تو حجاج کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے وہ مامون ہے قتیبہ رے کا حاکم تھا۔ اس اعلان کے بعد بہت سے آدمی قتیبہ کے پاس چلے گئے جن میں شعبی بھی تھے۔ ایک دن حجاج نے ان کا تذکرہ کیا اور دریافت کیا کہ کہاں ہے۔ یزید بن ابی مسلم نے کہا کہ وہ قتیبہ کے یہاں ہے حجاج نے قتیبہ کو شعبی کے بھیجدینے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نے شعبی کو بھیجدیا۔ اب یہاں سے شعبی نے خود روایت کی ہے کہ جب میں حجاج کے پاس پہونچا تو اپنے دوست یزید بن ابی مسلم سے ملا اور اس سے مشورہ لیا اس نے مجھ سے کہا کہ جہاں تک ہوسکے معذرت کرو اور

اور یہی اور لوگوں نے بھی مشورہ دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میری رائے اُس کے خلاف قایم ہوئی جو کہ میرے مشیروں نے مجھ کو دی تھی۔ میں نے اُس کو سلام کیا۔ اور کہا کہ اے امیر مجھ کو لوگوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں تجھ سے ایسی معذرت کروں جس کو خدا جانتا ہے کہ یہ معذرت حق پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن میں واللہ حق کے سوا ایک لفظ زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ خدا کی قسم۔ ہم نے آپ سے سرکشی کی اور آپ کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ اور آپ سے لڑائی کی اسوقت نہ تو ہم زبردست فاجروں میں تھے اور نہ متقی اور پرہیزگاروں میں تھے اب خدا نے آپ کو ہم پر غلبہ دیا۔ تو اگر آپ نے ہمارے ساتھ بُرا سلوک کیا تو وہ ہمارے گناہوں اور جرموں کے عوض میں ہوگا اور اگر آپ نے چشم پوشی کی تو یہ احسان ہوگا۔ اُس کے بعد آپ کو ہر حال میں ہم پر اختیار ہے۔ حجاج نے کہا کہ تمھاری یہ بات ہی مجھ کو اُس شخص سے کہیں زیادہ محبوب ہے جو ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ جس کے ہاتھ میں ہمارے خون سے رنگی ہوئی تلوار ہو۔ اور پھر یہ کہے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہم حاضر تھے۔ بہر حال میں تیرے ساتھ کچھ نہیں کروں گا تو مامون ہے۔ ہاں اے شعبی بھلا یہ تو بتا کہ ہمارے بعد لوگوں کو تو نے کیسا پایا۔ تو میں نے جواب دیا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے آپ کے بعد نیند حرام ہو گئی، جاگنا آنکھوں کا سرمہ ہو گیا۔ لوگوں کے دلوں میں خوف و دہشت جاگزیں ہو گئی اچھے دوست مفقود ہو گئے اور ہم نے آپ سے بہتر امیر نہیں پایا اُس کے بعد حجاج نے جانے کا حکم دیا۔ اور میں واپس آگیا۔

عمر بن ابی صلت کا رے سے معزول ہونا اور اسکے واقعات

جب حجاج نے ابن اشعث پر فتح حاصل کرلی۔ تو شکست رسیدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت عمر بن ابی صلت کے پاس مجتمع ہو گئی۔ اور اسی فتنہ میں عمر نے رے پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں کافی تعداد پر مجتمع ہوئے تو اُن لوگوں نے پھر حجاج سے لڑائی کرنے کا منصوبہ باندھا تاکہ اپنے دامن سے حجاج کی شکست کا دھبّا مٹا دیں۔ چنانچہ عمر کو لوگوں نے حجاج اور قتیبہ کے معزول کرنے کے لئے ابھارا عمر نے اُس سے انکار کیا۔ لوگوں نے اس پر اُس کے باپ ابو الصلت کا دباؤ ڈالنا چاہا۔ کیونکہ عمر باپ کا بہت مطیع تھا۔ چنانچہ ابو الصلت کو اُس طرف مائل کیا۔ اور اُس نے عمر سے کہا کہ اے بیٹا

اگر تمھارے جھنڈے کے نیچے ایسے ایسے آدمی جمع ہوں تو میں پروا نہیں کرتا خواہ تم کل ہی مارے جاؤ۔ بہرحال عمر مجبوراً اس کام کے لئے مستعد ہو گیا۔ جب قتیبہ رے کے قریب آیا تو اُس کو حالات معلوم ہوئے پھر اُس نے لڑائی کی تیاری شروع کی چند دنوں کے بعد عمر اور قتیبہ سے جنگ ہوئی جس میں عمر کے ساتھی بھاگ گئے اور انمیں اکثر بنو تمیم ہی تھے عمر مجبوراً شکست کھا کر طبرستان بھاگا۔ اصبھبذ بادشاہ طبرستان نے اُس کو پناہ دی اور بہت خوش خلقی سے پیش آیا۔ عمر نے ایک دن اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے مجھکو قتیبہ اور حجاج سے لڑنیکا حکم دیا۔ حالانکہ میری رائے کے بالکل خلاف تھا لیکن اطاعت کرنی پڑی اب میرا ارادہ ہے کہ اس کافر اصبھبذ کو قتل کر ڈالوں اور اس کی جگہ پر میں تخت نشین ہو جاؤں گا۔ یہاں کے لوگ بھی جانتے ہیں کہ میں اُس سے زیادہ لائق ہوں۔ لیکن آپ ہمیں اس کی اجازت دیجئے۔ ابو الصلت نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ کوئی برائی نہیں کر سکتا جس نے ہمکو ایسے وقت اپنی پناہ میں رکھا جب ہم خوفزدہ تھے یہی نہیں بلکہ اُس نے ہماری خاطر و مدارات کی عمر نے کہا کہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آیندہ دیکھئے گا کہ کیا ہوتا ہے۔ جب قتیبہ رے میں پہونچگیا تو اس نے عمر کی حالت حجاج کے پاس لکھ بھیجی اور اس کے شکست کھا کر طبرستان بھاگ گئے کی بھی اطلاع دی۔ حجاج نے اصبھبذ کو لکھ بھیجا کہ تم ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدو۔ یا اُن کے سر بھیجدو۔ ورنہ میں تم سے بری الذمہ ہوں اور تمھارا ذمہ ٹوٹ جائیگا اصبھبذ نے ایک دن عمر کی دعوت کی اور اسی میں عمر کو قتل کر ڈالا۔ اور اُس کے باپ کو قید کر کے بھیجدیا۔ بعض روایت میں ہے کہ دونوں کے سر کاٹکر بھیجدیئے۔

"شہر واسط کی تعمیر"

اسی سال حجاج نے شہر واسط کی تعمیر کرائی۔ اُس کی صورت یہ ہوئی کہ حجاج کوفہ سے خراسان کیطرف فوجیں روانہ کر رہا تھا۔ تو حمام عمر میں تمام فوجوں کو مجتمع کیا۔ انمیں ایک نوجوان کوفی تھا جس کی حال میں اپنی بنت عم سے شادی ہوئی تھی وہ ایک رات لشکرگاہ سے اپنی بی بی کے پاس گیا۔ میاں بیوی مکان میں تھے کہ ایک

شخص دروازہ پر آیا اور اس کو زور سے دھکا دیا۔ یہ ایک شامی تھا جو شراب کے نشہ میں مست تھا۔ اُس کی عورت نے کہا کہ یہ شامی ہر رات کو ستاتا ہے جس کو تم خود دیکھتے ہو غالباً کسی بُرے فعل کی نیت رکھتا ہے۔ میں نے اُس کے سرداروں سے بھی شکایت کی لیکن وہ سنتے ہی نہیں۔ شوہر نے کہا کہ اچھا تو اُس کو اندر آنیکی اجازت دو۔ اُس نے اجازت دی جب وہ اندر آیا تو اُس کے شوہر نے اُس کو قتل کر ڈالا جب صبح کی اذان ہوئی تو لشکرگاہ کی طرف واپس جانے لگا اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اہل شام کو اُس کی اطلاع دیدو کہ اپنے ساتھی کو اٹھا کر لے جائیں۔ وہ تجھے حجاج کے پاس ضرور پکڑ کر لے جائیں گے۔ تو تم علانیہ اس واقعہ کی تصدیق کرو چنانچہ اُس عورت نے ویسا ہی کیا۔ شامی اس کو حجاج کے پاس پکڑ کر لائے اس کے سامنے بھی اس عورت نے اصل واقعہ بیان کر دیا۔ حجاج نے کہا ٹھیک کہتی ہے اور شامیوں سے کہا کہ اپنے ساتھی کو لے جاؤ اس کے لئے نہ کوئی قصاص ہے اور نہ دیت ہے بلکہ مقتول فی النار ہے۔ اس کے بعد حجاج نے یہ اعلان کرایا کہ کوئی کسی کے گھر میں مقیم نہ ہو کیونکہ اس سے قبل اسی نے اہل کوفہ کے مکانوں میں شامیوں کو اتارا تھا۔ خیر شامی نکلے اور ایک دوسری جگہ پر آکر مقیم ہوئے۔ قاصدوں کو کوئی مناسب مقام تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی اثناء میں حجاج اپنی فوج کے ساتھ واسط میں آکر ٹھہرا ایک دن ادھر سے ایک راہب گذرا جو گدھے پر سوار تھا جب واسط میں پہونچا تو گدھے نے وہاں پر پیشاب کر دیا۔ راہب گدھے پر سے اتر گیا اور جہاں پر اس نے پیشاب کیا تھا اس جگہ کی مٹی کھود لی اور اس کو ہاتھ میں لیکر دریائے دجلہ میں پھینکدیا۔ حجاج یہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ پر ایک مسجد بنائی جائیگی جس میں اسوقت تک خدا کی عبادت ہوتی رہے گی جب تک ایک موحد بھی دنیا میں موجود رہے گا حجاج نے شہر واسط کی حد معین کی اور اسی جگہ پر مسجد تعمیر کرائی گئی۔

۸۳ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے اس سال ابان بن عثمان کو مدینہ کی

امارت سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو حاکم بنا کر بھیجا۔ عمال حکومت مدینہ کے سوا تمام وہی تھے جنکا تذکرہ گذشتہ سال کے بیان میں کیا جاچکا ہے۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کی جنگ کے ڈر سے اپنی عورتوں کو شام میں بھیجدیا تھا۔ اُس میں اُسکی بہن زینب بھی تھی جس کا تذکرہ نمیر نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔ جب عبدالرحمٰن شکست کھا گیا۔ تو حجاج نے اس خوشخبری کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعہ سے عبدالملک کو دی۔ اور اس کو ایک خط زینب کو دینے کے لئے دیدیا۔ زینب کو خط اسوقت ملا جب وہ خچر پر سوار تھی۔ اس نے اسی پر خط پڑھنا شروع کیا۔ خچر کاغذ کی آواز سے بھڑکا اور زینب گر کر مر گئی۔ اسی سال واثلہ بن اسقع نے انتقال کیا اور اس کی عمر ۱۰۵ ایکسو پانچ برس کی تھی۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ ۸۵ھ میں مرے اور ان کی عمر ۹۸ اٹھانوے برس کی تھی۔ زر بن حُبیش نے اسی سال وفات پائی اُنکی عمر ایکسو بائیس برس تھی۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ اسدی کوفی نے بھی اسی سال انتقال کیا اُنکی پیدائش ۱ھ میں ہوئی تھی

۸۴ھ کی ابتداء، ابن قرّیہ کا قتل

اسی سال حجاج نے ایوب بن قرّیہ کو قتل کیا۔ یہ بھی ابن اشعث کیساتھ دیر جماجم میں شریک تھا جب اس نے شکست کھائی تو ایوب حوشب بن یزید کے پاس آیا جو اسوقت حجاج کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا حوشب نے ایوب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا ایوب جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا کہ میری لغزشوں کو معاف فرمائیے اور اپنی رحمت سے مجھ کو نجات دیجئے کیونکہ انسان سخی اسوقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک اسکے باورچی خانے میں کثرت ضیافت کیوجہ سے راکھ کے ڈھیر نہ لگ جائیں اور نہ کوئی بہادر اسوقت تک بہادر کے خطاب سے یاد کیا جاسکتا ہے جب تک اس کا جسم گرد و غبار سے اٹا نہ ہو اور نہ کوئی شخص اسوقت تک جنگجو کہلایا جاسکتا ہے جب تک اس پر تلواروں کی ضربیں نہ لگی ہوں۔ اور وہ زخمی نہ ہوا ہو۔ حجاج نے کہا کہ ہرگز نہیں میں تو تجھے جہنم کی زیارت کراؤنگا ایوب نے کہا کہ کم سے کم اسی سے خوش کردو کیونکہ میں اُس کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوں۔ آخر میں وہ قتل کیا گیا۔ حجاج کی نظر جب مقتول ہونے کے بعد اس پر پڑی تو اس نے کہا کہ کاش چھوڑ دیتے تو

اُس کا فصیح و بلیغ کلام سننے میں آتا۔

نیزک کے قلعۂ باذغیس کی فتح

یزید بن مہلب نے اس سال نیزک کے قلعہ کو فتح کرلیا۔ اس سے قبل اس نے اپنے جاسوسوں کو اس کام پر متعین کیا تھا۔ کہ نیزک کے متعلق برابر اطلاع دیتے رہیں جب نیزک باہر گیا تو اس کو خبر ملی۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور جو کچھ ملا اس پر قبضہ کیا۔ یہ قلعہ بہترین قلعوں میں سے تھا۔ اس کی مضبوطی اور اس کا استحکام مشہور تھا۔ نیزک جب اسے دیکھتا تھا تو اس کی تعظیم کے لئے اس کا سجدہ کرتا تھا۔ کعب بن معدان اشقری نے اسی قلعہ کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔

وباذغیس التی من حل ذرونها	عزّ الملوک فان شا جار اوظلما
اور وہ قلعۂ باذغیس جس کی بلند چوٹی پر جو پہونچا	وہ دنیا کا بہترین بادشاہ ہوا اگر وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے
منیعۃ لم یکدھا قبلہ ملک	الا اذا واجھت جیشًا لہ وجما
قلعہ بہت ہی محفوظ ہے۔ اس سے قبل کوئی بادشاہ وہاں تک نہ پہونچ سکا	جب تک اس نے کثیر التعداد فوجوں کا مقابلہ نہیں کیا۔
تخال نیرانھا من بعد منظرھا	بعض النجوم اذا ما لیلھا عتما
اس کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ جب رات ہوتی ہے	تو اسکی چوٹی پر کی آگ آسمان کے ستاروں کی طرح نظر آتی ہے

اور بھی اشعار ہیں۔ یزید کی فتح کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔

نفی نیزکا عن باذغیس ونیزک	بمنزلۃ اعیا الملوک اغتصابھا
نیزک کو باذغیس سے بھگا دیا اور نیزک	ایسی جگہ پر تھا جس پر قبضہ کرنے سے صدہا سلاطین عاجز آگئے
محلقۃ دون السماء کانھا	غمامۃ صیف زال عنھا سحابھا
وہ آسمان کے قریب معلق ہے، گویا وہ	موسم گرما کا وہ بادل ہے جو برس کر ہلکا ہو گیا۔
ولا تبلغ الا روی شماریخھا العلی	ولا الطیر الا نسرھا وعقابھا
اسکی بلند چوٹیوں تک نہ پہاڑی بکرے پہنچ سکے ہیں	اور نہ چڑیاں ہاں گدھ اور عقاب میں اتنی پرواز ہے
وما خوفت بالذئب ولدان اھلھا	ولا نبحت الا النجوم کلابھا

وہاں کے بچے بھیڑیوں سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور وہاں کے کتے بھی قلعوں کی بلندی کی وجہ سے ستاروں پر بھونکتے ہیں
جب یزید نے فتح کر لیا تو اس نے حجاج کو اس کی خبر دی۔ اس کا کاتب یحییٰ بن یعمر عدوانی حلیف بنی ہذیل تھا۔ اس نے لکھا کہ ہم نے دشمنوں سے زبردست مقابلہ کیا فضل خدا سے ہم نے اُن کی مشکیں باندھ لیں۔ ایک گروہ کو ہم نے موت کے گھاٹ اتارا اور ایک کو پابہ زنجیر کیا اور تیسرا گروہ پہاڑ کی چوٹیوں پر وادیوں کے دامن میں باغات کے گنجان درختوں کے جھنڈوں میں چشموں اور آبشاروں کے کناروں پر پناہ گزیں ہو گیا۔" حجاج کو جب یہ خط ملا تو اس نے پوچھا کہ یزید کا کاتب کون شخص ہے لوگوں نے یحییٰ کا نام بتلایا۔ حجاج نے یزید کو لکھا کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیجدو چنانچہ یحییٰ حجاج کے پاس آیا حجاج نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں پیدا ہوا اس نے کہا کہ میں اھواز میں پیدا ہوا ہوں پھر پوچھا کہ یہ فصاحت و بلاغت کہاں سے حاصل کی۔ اس نے کہا کہ مجھکو اپنے والد کے فقرے زبانی یاد تھے۔ اسی سے میں نے حاصل کیا۔ وہ خود بڑے فصیح اللسان آدمی تھے حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بولنے میں غلطی کرتا ہے۔ یحییٰ نے کہا ہاں بہت کافی غلطیاں کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں شخص غلطی کرتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ سب سے آخر میں یہ پوچھا کہ میں بولنے میں غلطی کرتا ہوں یا نہیں اُس نے کہا خفیف غلطیاں کرتے ہیں بعض حرف زیادہ کر دیتے ہو اور بعض کو کم کر دیتے ہیں اکثر اِن کی جگہ پر آپ اَنّ پڑھتے ہیں اور اَنّ کی جگہ اِنّ کا استعمال کرتے ہیں حجاج نے کہا کہ میں نے تجھکو تین دن کی مہلت دی اگر اس کے بعد عراق میں تجھکو پایا تو میں قتل کر ڈالونگا۔ لیکن دوسری جگہ پر رہتا ہے اس لئے چھوڑتا ہوں پھر یحییٰ خراسان واپس چلا گیا۔

۸۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال عبداللہ بن عبدالملک نے روم پر فوج کشی کی اور مصیصہ فتح کر کے اس مقام پر ایک قلعہ اور مسجد تعمیر کرائی اور ۳۰۰ بہادروں کی ایک فوج حفاظت کے لئے چھوڑ دی۔ اس سے پہلے یہاں مسلمان آباد نہ تھے۔ ہشام بن اسمٰعیل نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

محمد بن مروان نے آرمینیہ میں جنگ کی عبداللہ بن حارث بن نوفل الملقب ببہ نے مقام عمان میں وفات پائی۔ یہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ آنحضرت کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

۸۵ھ کی ابتداء

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کا ہلاک ہونا

جب عبدالرحمٰن نے ہرات سے رتبیل کی طرف رخ کیا تو علقمہ بن عمر والاودی نے یہ کہا کہ میں تمھارے ساتھ جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں تم کو اور تمھارے اصحاب کو خطرہ میں دیکھتا ہوں۔ اور حجاج کے ظلم وستم سے میں بھی ڈرتا ہوں۔ حجاج نے رتبیل کو جو خط لکھا ہے اس میں اُس کی ترغیب اور ترہیب کی ہے۔ اس لیے رتبیل یا تو تم کو صحیح وسالم حجاج کے پاس بھیجدیگا یا قتل کر ڈالیگا۔ لیکن یہ کہ میرے ساتھ پانچسو آدمی ہیں جنھوں نے اس پر بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں داخل ہو کر مامون ہو جائیں اور اسوقت تک ہم وہاں مضبوطی کے ساتھ مقیم رہیں گے جب تک ہمیں امن وامان نہ دیا جائے یا شریفانہ موت نہ حاصل کر لیں۔ غرضکہ علقمہ عبدالرحمٰن کے ساتھ نہیں گیا۔ اور یہ پانچسو آدمی بھی روانہ ہوئے اور اپنا سردار مودود بصری کو بنایا۔ عمارہ بن تمیم لخمی جو تعاقب میں تھا اُس نے آکر محاصرہ کر لیا۔ یہ لوگ اسی محاصرہ میں پڑے رہے پھر عمارہ نے امان دینے کا وعدہ کیا چنانچہ یہ لوگ اُس کے پاس گئے اور اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ حجاج عبدالرحمٰن کے متعلق رتبیل کو بار بار خط لکھتا رہا کہ اُس کو میرے پاس بھیجدو۔ ورنہ میں لاکھوں سپاہیوں سے تمھاری زمین کو روند ڈالوں گا عبدالرحمٰن کے پاس بنو تمیم میں سے ایک آدمی عبید بن سبیع تمیمی تھا۔ جسے وہ قاصد بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا کرتا تھا اس طرح وہ رتبیل کے مخصوص لوگوں میں سے ہو گیا۔ قاسم بن محمد بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں اس تمیمی کے دھوکہ سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس لئے اس کو قتل کر ڈالنا چاہئے۔ عبید ڈر کر رتبیل کے یہاں بھاگا اور اس کے سامنے عبدالرحمٰن کی بدگوئی کی۔ اس کو حجاج سے

ڈرایا دھمکایا۔ اور عبدالرحمن کے ساتھ دغابازی کرنے کی ترغیب دی۔ اور کہا کہ میں حجاج سے اس کا وعدہ لونگا کہ وہ تمھاری زمین پر سات سال تک کوئی حملہ نہیں کریگا۔ اس شرط پر کہ تم عبدالرحمن کو اس کے سپرد کر دو۔ رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ اور علبید وہاں سے پوشیدہ طور پر عمارہ کے پاس آیا اور جو کچھ اس سے اور رتبیل سے طے ہوا تھا اور اس میں اس نے جو کوشش کی تھی ان سب کا تذکرہ کیا۔ عمارہ نے اس کے متعلق حجاج کو خط لکھا۔ جس کا اس نے جواب بھی دیا۔ آخر کار رتبیل نے عبدالرحمن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجدیا بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمن بعارضہ سل بیمار ہو کر مر گیا۔ اور رتبیل نے دفن کرنے سے پہلے کسی کو بھیجکر اس کا سر کاٹ کر منگوا لیا۔ اور حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ جب رتبیل نے عمارہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ عبدالرحمن کو قتل کر ڈالیگا۔ تو عمارہ نے حجاج کو خط لکھا اور اس نے رتبیل کو دس سال کا خراج معاف کر دیا۔ اس کے بعد رتبیل نے عبدالرحمن کو اور اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے ۳۰ آدمیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ یہ سب عبدالرحمن کے خاندان ہی کے لوگ تھے۔ جب عبدالرحمن عمارہ کے پاس پہونچا تو اس نے چھت سے کود کر اپنی جان دیدی۔ پھر عمارہ نے اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے عبدالملک کے پاس بھیجا۔ عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کے یہاں بھیجدیا۔ بعض شعراء نے عبدالرحمن کی اس حالت کا تذکرہ کیا ہے۔

هيهات موضع جثةٍ من راسها　　راس بمصر وجثة بالرخج

افسوس کہاں اسکا سر اور کہاں اس کا جسم　　سر مصر میں اور دھڑ رخج میں۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ عبدالرحمن ۸۴ھ میں ہلاک ہوا۔

یزید بن مہلب کا خراسان سے معزول ہونا اور اسکے بھائی مفضل کا امیر ہونا

اس سال حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس کے معزول کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج ایک مرتبہ عبدالملک کے پاس گیا راستہ میں اس سے ایک

راہب سے ملاقات ہوئی۔ کسی نے حجاج سے کہا کہ یہ علم مکاشفہ سے بھی واقف ہے۔ حجاج نے اس کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں موجودہ حالات کے متعلق کچھ پاتے ہو اس نے کہا ہاں۔ حجاج نے پوچھا کہ نام لیکر بتا سکتے ہو یا صرف اوصاف بیان کر سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ موجود ہے جن میں بعض صفت کے ساتھ اور بعض نام کے ساتھ مذکور ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ امیرالمومنین کے متعلق کیا جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ موجودہ دور میں بڑا زبردست حکمران ہے۔ جو اس کے مقابلہ میں آئے گا۔ وہ ہزیمت اٹھائیگا۔ حجاج نے پوچھا کہ اس کے بعد کون برسر حکومت ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ اس کے بعد ایک ایسا شخص ہوگا جس کا نام کسی نبی کے نام پر ہوگا جس کی وجہ سے وہ لوگوں پر فتحیاب ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے کہ میرے بعد کون ہوگا اس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ تم اس کے کچھ حالات بتا سکتے ہو۔ وہ بولا کہ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ وہ دغابازی کریگا۔ حجاج کا یہ خیال ہوا کہ یہ یزید ابن مہلب ہی ہوگا۔ وہاں سے وہ روانہ ہوا لیکن کچھ سوچکر واپس آیا۔ اور راہب کی اس گفتگو سے خوفزدہ ہوا وہیں سے عبدالملک کو خط لکھ بھیجا۔ جس میں یزید اور آل مہلب کی مذمت کی۔ اور یہ ظاہر کیا کہ یہ زبیریہ ہیں عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ میں آل زبیر کی اطاعت میں آل مہلب کے اندر کوئی نقص نہیں پاتا۔ ان کا آل زبیر کے ساتھ وفادارانہ برتاؤ کرنا میری وفاداری کا باعث ہوگا۔ حجاج نے دوبارہ خط لکھا اور یزید کی دغابازی سے ڈرایا اور راہب کی گفتگو نقل کردی۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور آل مہلب کی مذمت میں بڑا زور باندھا ہے۔ اچھا خراسان کیلئے ایک اچھے آدمی کا نام بتاؤ۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام تجویز کرکے بھیجا۔ عبدالملک نے اس کو خراسان کا حاکم بنانے کی اجازت دی یزید بن مہلب کو اس کی خبر ملی کہ حجاج نے اس کو معزول کر دیا۔ یزید نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے حجاج اب کسکو یہاں کا والی بنائے گا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ بنی ثقیف میں سے کسی کو امیر بنا کر بھیجدیگا۔ یزید نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے ہی خاندان میں سے کسی کو بنائیگا۔ جب میں اس کے پاس پہونچ جاؤں گا تو وہ اسکو بھی معزول کر دیگا۔ اور بنی قیس میں سے کسی کو یہاں کا والی بنائے گا۔ اور میرا خیال ہے

کہ قتیبہ بن مسلم کو یہ کام سپرد کریگا۔ واقعتاً یہی ہوا جب عبدالملک نے حجاج کو یزید کے معزول کرنیکی اجازت دی تو حجاج کو برا معلوم ہوا کہ یزید کو اس کے معزولی کی خبر دے اس لئے اسے لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو وہاں چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ یزید نے حضین بن منذر رقاشی سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے یہ رائے دی کہ تم یہیں ٹھیرو اور لیت و لعل میں وقت گذارو اور امیر المومنین کے پاس اپنے برقرار رکھنے کی درخواست بھیجو۔ وہ تمھارے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ یزید نے کہا بھائی۔ ہم اس خاندان سے ہیں جس کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری ہی میں خدا نے اپنی رحمت نازل کی ہے۔ میں سرکشی کو پسند بھی نہیں کرتا۔ چنانچہ روانگی کے لئے تیار ہوا لیکن پھر کسی سبب سے رک گیا۔ حجاج نے مفضل بن مہلب کو لکھ بھیجا کہ میں نے تجھ کو خراسان کا حاکم بنایا۔ مفضل خوش ہو کر یزید کے پاس آیا اور اس کو خبر دی۔ یزید نے کہا کہ خوشی کی بات نہیں ہے۔ میرے جانے کے بعد تجھ کو معزول کر دیگا۔ اس نے صرف میری مخالفت کے خوف سے مجبوراً ایسا کیا ہے۔ تم عنقریب ان معاملات سے باخبر ہو جاؤ گے۔ یزید ۸۵ھ کے ربیع الثانی میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور حجاج نے اس کے بھائی مفضل کو ۹ مہینہ تک وہاں کا حاکم برقرار رکھا پھر معزول کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کے معزول کرنیکی وجہ یہ ہے کہ جب حجاج عبدالرحمٰن بن اشعث کے معاملات سے فارغ ہو گیا تو اس کو یزید بن مہلب کے اور اس کے متعلقین کے سوا کسی سے خطرہ نہ رہا۔ اس نے تمام عراق کو ذلیل کر دیا تھا لیکن صرف بنو مہلب اور ان کے ہمراہیوں میں سے جو خراسان میں تھے ان سے کھٹک رہا تھا۔ بلکہ اس کو عراق پر حملہ آور ہونیکا خطرہ لگا تھا۔ اس نے یزید کو بار بار بلا بھیجا۔ لیکن یزید نے ہمیشہ دشمنوں کے حملہ کا عذر کیا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ یزید کو معزول کرنا مناسب ہوگا۔ اور آل زبیر کے تعلقات سے اس کو آگاہ کیا۔ عبدالملک نے وہی کر دیا جو گذر چکا ہے۔ حضین بن منذر نے یزید کو ان اشعار میں مشورہ دیا۔

امرتك امراً حازماً فعصيتني　فاصبحت مسلوب الامارة نادما

میں نے تجھکو ایک بہترین مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا　آخر کار امارت سے معزول ہونیکے بعد نادم ہونا پڑا

فما انا بالباكي عليك صبابة　وما انا بالداعي لترجع سالما

اب میں محبت سے تیرا ماتم نہیں کروں گا　　اور نہ میں یہ دعا کروں گا کہ تو صحیح وسالم واپس آئے

جب قتیبہ خراسان پہونچا تو اس نے حصین سے پوچھا کہ تم نے یزید سے کیا کہا تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ کہا تھا۔

امرتك امراً حازماً فعصيتني　　فنفسك ود اللوم ان كنت لائما

میں نے تجھکو ایک عمدہ مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا　　اگر تو کسی پر ملامت کرنا چاہتا ہے تو تیرا ہی نفس قابل ملامت ہے

فان يبلغ الحجّاج ان قد عصيته　　فانك تلقى امره متفاقما

اگر حجاج کو یہ خبر ملی کہ تو نے اس کی نافرمانی کی　　تو تم اس کے سخت مشکلات میں پھنس جاؤ گے

قتیبہ نے کہا کہ تم نے کس چیز کا مشورہ دیا تھا، اس نے جواب دیا کہ سونا چاندی، سیاہ وسفید، روپیہ، پیسہ سب چیزیں امیر حجاج کے پاس بھیجدیا کرو۔ بعض نے یہ بیان کیا کہ قتیبہ نے حضین کو مریض دیکھا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے یزید کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید نے جواب میں لکھا کہ اس میں منافع کم ہیں اور نقصانات بہت زیادہ اور پریشانیاں بھی ہیں۔ اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ اپنا کسی کو جانشین بنا کر روانہ ہو جاؤ اس پر یزید نے اطلاع دی کہ میں حملہ کرنیکے لئے جا رہا ہوں اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ تم نہ جاؤ کیونکہ وہاں بقول تمھارے پریشانیاں زیادہ ہیں اور مفاد کم ہے۔ یزید نے نہ مانا اور خوارزم پر حملہ آور ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس سے مصالحت کرلی اور وہ چند قیدیوں کو ساتھ لیکر واپس پھرا۔ اس کی یہ واپسی سخت موسم سرما میں ہوئی۔ فوج جب سردی سے پریشان ہوگئی تو قیدیوں کے کپڑے انھوں نے چھین لئے اور سردی کی شدت نے قیدیوں کو ہلاک کردیا۔ یزید جب خراسان واپس آگیا تو حجاج نے بلا بھیجا چنانچہ یزید حجاج کے پاس چلا لیکن جس شہر میں جاتا لوگ اس کا شاندار استقبال کرتے پھولوں کے فرش بچھاتے حُضین حائے حطی مضموم وضاد معجمہ سے ہے۔

مفضل کا آخرون اور باذغیس سے جنگ کرنا

جب مفضل خراسان کا والی ہوگیا۔ تو اس نے باذغیس پر حملہ کیا اور اس کو فتح کرلیا بہت سی غنیمتیں ملیں جسکو تمام لوگوں میں تقسیم کردیا۔ ہر شخص کو ۸۰۰ آٹھ سو درہم ملے۔ پھر آخرون اور شومان پر جنگ کی وہاں بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور تمام غنائم کو تقسیم

کردیا مفضل کے یہاں کوئی خزانہ یا بیت المال نہ تھا جس میں سے لوگوں کو وظایف دیئے جاتے۔ بلکہ جو کچھ آتا تھا ان کو فوراً تقسیم کردیتا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا ترمذ میں مقتول ہونا

اس سال موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں مقتول ہوا۔ اور اس کے ترمذ پہونچنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اس کے باپ عبداللہ نے بنی تمیم کے لوگوں کو قتل کردیا۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے۔ تو وہ تنہا ہوگیا اور نیشاپور کی طرف چلا گیا۔ لیکن بنی تمیم سے بہت خایف تھا کہ وہ ان اموال کو لوٹ نہ لیں جو مرو میں موجود ہیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ سے کہا کہ میرا مال و اسباب یہاں سے لے جاؤ اور نہر بلخ کو عبور کرکے عجمی سلاطین سے امان طلب کرو۔ یا کسی محفوظ مقام پر پہونچ جاؤ۔ چنانچہ موسیٰ (۲۲۲) آدمیوں کو ساتھ لیکر مرو سے روانہ ہوگیا۔ اور آخر میں ۴۰۰ چار سو آدمیوں کی تعداد ہوگئی۔ بنی سلیم کی جماعت بھی شامل ہوگئی۔ یہ سب کے سب مقام زم میں آئے اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کرکے اس کو فتح کرلیا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور پھر بخارا پہونچا۔ اور وہاں کے بادشاہ سے رہنے کی اجازت مانگی اس نے ڈر کر انکار کردیا۔ اور یہ کہا کہ یہ مکار آدمی ہے اور اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں۔ اس لئے یہاں ٹھیرانا مناسب نہیں ہے وہاں سے موسیٰ روانہ ہوا لیکن راستے میں کسی نے ٹھیرانا مناسب نہیں سمجھا۔ اسی طرح ممالک سے گذرتا ہوا سمرقند پہونچا۔ وہاں کے بادشاہ طرخون نے مقیم ہونیکی اجازت دی۔ بلکہ بڑی خاطر و مدارات کی۔ یہ وہاں اپنے تمام اصحاب کیساتھ ایک مدت تک مقیم رہا۔ وہاں ایک عجیب دستور تھا۔ اہل سمرقند ایک دستر خوان مرتب کرتے تھے جس پر سرکہ گوشت، روٹی، شراب چن دی جاتی تھی۔ سال میں ایک دن ایسا معین تھا جس میں یہ صورت رائج تھی۔ یہ تمام سامان صغد کے کسی شہسوار کے لئے رکھا جاتا تھا۔ کوئی دوسرا قریب پھٹکتا بھی نہ تھا۔ اگر کوئی اس میں سے کچھ کھالیتا، تو وہ شہسوار اس شخص سے جنگ کرتا تھا اور جو ایک کو قتل کردیتا اس کے قبضہ میں دستر خوان دیدیا جاتا تھا۔ اصحاب موسیٰ میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ دستر خوان کیسا ہے۔ لوگوں نے

واقعہ بتایا۔ چنانچہ وہ دستر خوان پر بیٹھکر کھانے لگا اس شہسوار کو خبر ہوئی تو وہ غضبناک ہو کر آیا اور کہا کہ اے اعرابی۔ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو۔ اُس عرب نے لڑائی کی اور اُس کو قتل کر دیا۔ ملک صغد طرخون نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کی مہمان نوازی کی خاطر و تواضع کی اور پھر تم نے میرے سپاہی کو قتل کر ڈالا۔ اگر میں تمکو امن نہ دیتا تو ایک ایک کو مار ڈالتا۔ خیر اب تم فوراً میرے شہر سے نکل جاؤ۔ موسیٰ اپنے ساتھیوں کو لیکر کش کی طرف آیا۔ ملک کش اس سے بہت خائف ہوا اور پھر اُس نے طرخون سے مدد طلب کی۔ طرخون مدد کے لئے پہونچ گیا موسیٰ اپنے ۷۰۰ سات سو فوج کے ساتھ مقابلہ میں نکلا۔ لڑتے لڑتے رات ہو گئی مجبوراً جنگ ختم کی گئی۔ اصحاب موسیٰ میں بہت سے لوگ مجروح ہو گئے۔ موسیٰ نے زرعہ بن علقمہ سے کہا کہ ہمارے لئے طرخون سے کوئی حیلہ کرو۔ زرعہ طرخون سے ملا اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ آپ کو اس سے کیا نفع ملے گا۔ کہ آپ موسیٰ کو قتل کریں اور موسیٰ آپ کو قتل کرے۔ کیونکہ آپ ان لوگوں کو قتل نہیں کر سکتے جب تک کہ اتنے ہی آپ کے لوگ قتل نہو جائیں۔ فرض کیجئے کہ آپ نے اس کو قتل بھی کر دیا تو یہ ایک صریح غلطی ہوگی۔ کیونکہ عرب موسیٰ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو خراسان کا حاکم ہو کر آئیگا وہ تم سے اس خون کا بدلہ لیگا طرخون نے کہا کہ کش کو اس کے قبضہ میں چھوڑ دینے پر میں کسی طرح راضی نہیں ہوں۔ زرعہ نے کہا کہ اچھا تو جنگ ختم کر دیجئے اور ان کو جانے کا راستہ دیجئے۔ طرخون نے منظور کر لیا اور موسیٰ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور ترمذ میں پہونچا۔ لب دریا ایک بہت بڑا قلعہ تھا۔ موسیٰ نے قلعہ کے باہر ہی ڈیرہ ڈالا۔ اور شاہ ترمذ سے اندر داخل ہونیکی اجازت طلب کی۔ اُس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر موسیٰ نے شاہ ترمذ سے تحفہ و تحایف بھیج کر مراسم پیدا کرنا شروع کئے اور ان میں دوستی ہو گئی۔ حتیٰ کہ ساتھ ہی شکار وغیرہ بھی کھیلنے جاتا تھا۔ ایک دن شاہ ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی اور کہا کہ سنو آدمیوں سے زیادہ اپنے ساتھ نہ لاؤ چنانچہ سنو آدمیوں کو لیکر وہ قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ اور کھانا وغیرہ کھایا جب اس سے فراغت ہو گئی تو شاہ ترمذ نے رخصت ہونے کے لئے کہا۔ موسیٰ نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا۔ یا تو اس قلعہ میں ہمارا گھر ہو گا یا ہماری قبر ہو گی۔ اور وہیں لڑائی شروع ہو گئی۔ موسیٰ کے آدمیوں نے ترمذ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور بہت سے

بھاگ گئے۔ موسیٰ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور شاہ ترمذ کو وہاں سے نکال دیا اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تعرض نہ کیا۔ یہ تمام لوگ ترکوں کے پاس پہونچے اور اُن سے مدد کی درخواست کی۔ ترکوں نے انکار کر دیا۔ موسیٰ ترمذ ہی میں تھا کہ اس کے باپ کے اصحاب وہاں پہونچ گئے جس کی وجہ سے اس کو بہت تقویت ہوگئی۔ اور پھر روزانہ اردگرد کے مقامات پر غارتگری کرتا تھا۔ خراسان میں جس زمانہ میں بکیر بن وساج حاکم تھا اُس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ جب اُمیہ حاکم ہوا تو وہ خود اس کے مقابلہ کے لئے گیا تھا لیکن بکیر کی بغاوت کی وجہ سے فوراً واپس آگیا۔ پھر بکیر کی مصالحت کے بعد ایک خزاعی کو ایک فوج کے ساتھ موسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس مدد کے لئے آئے اور ان کو اس سے آگاہ کیا عربوں نے موسیٰ سے خود لڑائی شروع کر دی۔ اور انھوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ ترک بھی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ موسیٰ سے لڑنے چلے۔ اب موسیٰ ترکوں اور عربوں کے حلقہ میں تھا۔ صبح کو عربوں سے لڑتا اور شام کو ترکوں سے لڑتا تھا۔ یہ لڑائی دو یا تین مہینہ تک ہوتی رہی ایک دن موسیٰ نے خزاعی اور اس کی فوج پر شبخون مارنا چاہا۔ تو عمرو بن خالد بن حصین کلابی نے کہا کہ شبخون تو ترکوں پر مارنا چاہئے کیونکہ عرب تو رات کو بہت زیادہ ہوشیار رہتے ہیں جب عجمیوں سے فراغت ہو جائیگی تو عربوں سے سمجھ لیں گے۔ موسیٰ رک گیا۔ اور جب ایک ثلث رات گذر گئی تو موسیٰ ۔۔ ۴ چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور عمرو بن خالد سے کہا کہ تم میرے بعد نکلنا اور اپنی جماعت کیساتھ کسی جگہ پوشیدہ ہو جانا جب ہماری تکبیروں کی آواز سنو تو تم بھی زور زور سے تکبیر کہنا شروع کر دو۔ موسیٰ اپنی فوج کو لیکر ترکوں کے لشکر گاہ سے آگے بڑھ گیا اور پھر وہاں سے واپس ہوا اور اپنے اصحاب کو چار حصوں میں منقسم کیا۔ اور ان کے لشکر گاہ کا رخ کیا۔ پہرہ والوں نے پوچھا کہ تم کون ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم مسافر ہیں۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو ترکوں پر حملہ کر دیا۔ اور تکبیریں کہنے لگے۔ ترکوں کو اسوقت خبر ہوئی جب تلواریں ان کی گردنوں کو گھانس کی طرح کاٹ رہی تھیں جب آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے تو مسلمان واپس آگئے اور اُن کے ۱۶ آدمی مقتول ہوئے۔ ترکوں کے تمام خیموں کو انھوں نے لوٹ لیا۔ اسلحہ اور اموال پر قابض ہوگئے جب صبح ہوئی تو خزاعی کے

ساتھیوں کی ہمت پست ہوگئی۔ اور وہ بہت پریشان ہوگئے۔ عمرو بن خالد نے موسیٰ سے
کہا کہ بغیر مکر کے کامیابی نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ عربوں کی مدد پر مدد پہونچ رہی ہے اور پہلے
ہی سے وہ تعداد میں کثیر ہیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ سے کہا کہ آپ مجھکو اس خزاعی کے
پاس جانے دیجئے۔ تاکہ موقع پاکر اس کا کام تمام کر دوں۔ آپ مجھ کو مارئے تاکہ اس سے
آپ کی مذمت میں بیان کر سکوں۔ موسیٰ نے ہنسی میں کہا کہ مار کھانیکی زیادہ خواہش ہے
اور قتل سے اعراض کرتا ہے عمرو نے کہا کہ قتل ہونے کے لئے تو میں ہمیشہ میدان میں کھڑا
رہتا ہوں لیکن مار کھالینا اس چیز کے مقابلہ میں جس کی مجھے آرزو ہے کوئی بڑا کام نہیں ہے
بہر حال موسیٰ نے پچاس کوڑے مارے۔ اس کے بعد یہ موسیٰ کی فوج سے نکل کر بھاگ
گیا۔ اور خزاعی کے پاس پناہ لینے کے لئے آیا۔ اور اس سے کہا کہ میں ایک تمیمی ہوں
عبداللہ بن خازم کے ساتھ تھا۔ جب وہ مقتول ہوگیا تو میں اس کے بیٹے موسیٰ کے
پاس آیا۔ لیکن اس نے ہم پر یہ الزام لگایا کہ تو میرے دشمنوں سے ساز باز رکھتا ہے
اور ان کا جاسوس ہے مجھ کو یہ خطرہ تھا کہ وہ مجھکو مار ڈالیگا۔ اس لئے بھاگ کر آپ کے
پاس آیا۔ خزاعی نے اس کو رکھ لیا۔ وہ برابر وہیں رہنے لگا ایک دن وہ ایسے وقت
اس کے پاس گیا جبکہ وہ تنہا بیٹھا تھا۔ اور کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا۔ تو نصیحت کے
طریقہ پر اس سے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ ایسے آدمی کے لئے ایسی صورت میں
بغیر ہتھیار کے رہنا مناسب نہیں ہے۔ خزاعی نے کہا کہ نہیں میرے پاس ہتھیار ہے
بستر الٹ کر اپنی تلوار نکالی۔ عمرو نے دیکھنے کے لئے مانگی۔ پھر اسی سے اس کو قتل کر ڈالا
اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ اور موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کے قتل کے بعد اسکی فوج
منتشر ہوگئی بعض خراسان گئے اور بعض نے موسیٰ کے یہاں پناہ لی۔ امیہ نے پھر کسی آدمی
کو روانہ نہیں کیا۔ جب امیہ معزول ہوگیا اور مہلب خراسان پر حاکم ہوا تو اس نے
موسیٰ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ بلکہ اپنے لڑکوں سے کہا کہ موسیٰ سے کچھ تعرض نہ کرو۔
جب تک یہ یہاں رہیگا تم خراسان کے حاکم رہو گے۔ اور جب یہ مارا جائیگا۔ تو پہلا
شخص خراسان میں جو تمہاری جگہ پر ہوگا وہ بنی قیس سے ہوگا۔ جب مہلب مر گیا اور
یزید حاکم ہوا تو اس نے بھی کچھ نہیں کیا۔ مہلب نے حریث بن قطبہ خزاعی کو درے لگوائے
تھے۔ جس کا تذکرہ میں کر چکا ہوں۔ تو وہ اور اس کے بھائی ثابت بن قطبہ موسیٰ کے

پاس چلے آئے۔ جب یزید حاکم ہوا تو اس نے ان دونوں کی جائدادیں ضبط کر لیں اور ان کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ کو قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر ثابت کو ملی۔ تو اس نے ترکوں کے بادشاہ ملک طرخون سے شکایت کی۔ ثابت ترکوں کی نظروں میں پہلے ہی سے محبوب تھا۔ اور معزز بھی تھا۔ طرخون یزید پر بہت بگڑا۔ اور نیزک، سبل، اہل بخارا، صغانیان کے باشندوں کو جمع کیا۔ اور یہ سب ملکر ثابت کیساتھ موسیٰ کے پاس آئے۔ ادھر موسیٰ کے پاس عبدالرحمٰن بن عباس کی فوج ہرات سے آگئی۔ اور ابن اشعث کی فوج عراق اور کابل سے آگئی۔ غرض کہ تمام ۸۰ ہزار فوج مرتب ہوگئی۔ ثابت اور حریث نے موسیٰ پر زور دیا کہ تم نہر عبور کر کے یزید کو خراسان سے نکالدو۔ پھر ہم تمکو وہاں کا عامل بنادینگے۔ موسیٰ کے ساتھیوں نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکالدیا۔ تو ثابت اور حریث وہاں کے مالک بن بیٹھیں گے۔ اور تم پر غالب ہو جائینگے اسلئے ایسی غلطی نکرو موسیٰ نے ثابت اور حریث سے کہا کہ اگر ہمنے یزید کو نکالدیا تو عبدالملک کسی دوسرے کو حاکم بنا کر بھیجدینگے اسلئے ہم یزید کے عمال کو ماوراءالنہر سے نکالدیں اور ان پر قبضہ کر لیں۔ تو یہ زیادہ اچھا ہوگا چنانچہ انھوں نے یزید کے عمال کو ماوراءالنہر سے نکالدیا۔ اور وہاں کا خراج وصول کرنا شروع کیا جس سے موسیٰ کی طاقت دونی ہوگئی۔ اسکے بعد طرخون اپنی فوجوں کو لیکر واپس چلا گیا ثابت اور حریث دونوں نے تمام انتظامات اپنے سر لئے اور موسیٰ کو صرف نام کا حاکم بنائے رکھا۔ موسیٰ سے لوگوں نے کہا کہ آپکو اختیارات تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ بلکہ حریث اور ثابت نے سب کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے لہذا ان دونوں کو قتل کر دیجئے اور اپنا قبضہ کر لیجئے۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ لیکن اس کے اصحاب نے بہت اصرار کیا۔ جس سے اس کے دلمیں بھی کچھ خیالات پیدا ہوگئے۔ اور وہ قتل کا ارادہ کر چکا تھا کہ یکایک ہیاطلہ، تبت، ترک کے باشندے ۰۷ ہزار آدمی مجتمع ہو کر آگئے جنمیں ایک بھی بے حربہ وہتھیار نہ تھا بلکہ سب کے سروں پر خود اور تمام جسم پر زرہیں تھیں۔ ہتھیاروں سے آراستہ تھے۔ موسیٰ نے ان سے لڑائی شروع کی ترکوں کا بادشاہ دس ہزار بہترین فوج کے ساتھ ایک ٹیلے پر کھڑا تھا۔ موسیٰ نے للکارا کہ اگر ان کو تم نے بھگا دیا تو میدان صاف ہے۔ حریث بن قطبہ نے اسی طرف رخ کیا اور بڑے زور سے حملہ آور ہوا حتی کہ ان کو ٹیلے سے نیچے اتار دیا اسی اثناء میں حریث کے ایک تیر پیشانی میں لگا۔ اور وہ واپس آیا۔ موسیٰ بھی درمیان میں آگیا اور ان کو پیچھے ہٹانے لگا۔ موسیٰ کے

بھائی خازم بن عبداللہ نے بھی حملہ کیا اور بادشاہ ترک تک پہونچ گیا۔ اُس نے ایک شخص کو تلوار ماری تو اس نے اُس کے گھوڑے کو نیزہ مار دیا گھوڑا بھاگا۔ اور خازم کو نہر بلخ میں گرا دیا اور وہ ڈوب کر مر گیا۔ ترکوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بعض شکست کھا کر بھاگے۔ حریث اسی صدمہ سے دو دن کے بعد مر گیا۔ موسیٰ فتحیاب ہو کر پھرا اور اس کے ساتھ مقتولین کے سر اس کثرت سے تھے کہ اُن کو مرتب کر کے اُس نے دو قصر بنائے۔ اس کے بعد اصحاب موسیٰ نے پھر اس سے کہا کہ حریث سے تو ہم کو فرصت حاصل ہو گئی اب ثابت کو ختم کیجئے تو ٹھیک ہو۔ موسیٰ نے پھر انکار کیا۔ لیکن ثابت کو یہ خبر لگ گئی تو اس نے محمدؐ بن عبداللہ خزاعی، نصر بن عبدالحمید کے چچا ابو مسلم کو جو بے یو عالی تھا پوشیدہ طور پر موسیٰ کے پاس بھیجا۔ اور اس سے کہا کہ ہرگز عربی مت بولنا۔ اگر وہ تم سے پوچھے کہ تم کون ہو تو کہنا کہ ہم بامیان کے قیدی ہیں اس نے ایسا ہی کیا موسیٰ کے پاس گیا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ اور ثابت کو برابر خبروں کی اطلاع دیتا رہا جس سے ثابت ہمیشہ باخبر رہتا تھا۔ موسیٰ کی قوم نے اس پر پھر زور دیا کہ ثابت کو قتل کر دو اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے بہت اصرار کیا۔ لیکن اس میں تمہاری ہلاکت کا خدشہ ہے۔ اور آخر کس وجہ سے ہم قتل کریں اس نے کوئی دھوکا بھی تو نہیں دیا ہے۔ موسیٰ کے بھائی نوح نے کہا کہ کل وہ آئیگا تو ہم کسی جگہ پر چھپ جائیں گے اور آپ سے ملنے کے قبل قتل کر ڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ کام تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تم جانو تمھارا کام جانے۔ موسیٰ کا یہ خادم ثابت کے پاس آیا اور اس کو اطلاع دی۔ ثابت اس خبر کے بعد اسی رات کو ۲۰ آدمیوں کے ساتھ نکل بھاگا جب صبح ہوئی تو موسیٰ کے اصحاب نے غلام کو دیکھا اور نہ ثابت کو پایا۔ اب یہ لوگ سمجھے کہ وہ غلام ثابت کا جاسوس تھا۔ ثابت حوشرا میں آکر مقیم ہوا۔ اور عرب و عجم کی ایک کثیر جماعت اس کی عقیدت کیش ہو گئی۔ موسیٰ کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے ثابت کا رخ کیا۔ اور اس سے لڑنا شروع کر دیا۔ ثابت نے اپنے کو شہر میں خوب اچھی طرح مامون کر لیا تھا۔ پھر طرخون بھی ثابت کی مدد کے لئے آپہونچا۔ موسیٰ انکا مقابلہ نکر سکا اور ترمذ میں واپس چلا گیا۔ لیکن ثابت اور طرخون جنکے ساتھ اہلِ بخارا اہل کش، اہل نسف کی ۸۰ ہزار کی جماعت تھی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

اور ترمذ پہونچکر موسیٰ کا محاصرہ کر لیا اور اس کی تمام فوجیں پریشان ہو گئیں۔ جب زیادہ شدائد کا سامنا کرنا پڑا تو یزید بن ہذیل نے کہا کہ اچھا ٹھہرو قسم خدا کی یا تو میں ثابت کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا چنانچہ وہ ثابت کے پاس پناہ لینے کے لئے آیا ظہیر نے کہا کہ میں اُس کو خوب پہچانتا ہوں۔ یہ صرف دھوکہ دینے کے لئے آیا ہے اس کے داؤ پیچ سے بچتے رہئے لیکن یزید کے دونوں لڑکے قدامہ اور ضحاک کو ضمانت میں لے لیجئے۔ چنانچہ یہ ضمانت ظہیر کے ہاتھ میں رکھی گئی۔ اُس کے بعد وہ وہاں رہنے لگا۔ ہمیشہ موقع کا متلاشی تھا لیکن کبھی ہاتھ نہیں آیا۔ ایک دن زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا، تو ثابت اُس کی تعزیت کے لئے جا رہا تھا لیکن ہتھیار لگائے ہوئے نہ تھا۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا یزید نے موقع پا کر اس کے سر پر تلوار ماری جو دماغ تک اتر گئی اور خود بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ اور ضحاک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ثابت سات دن تک زندہ رہا پھر مر گیا ثابت کے مرنے کے بعد طرخون نے عجمیوں کی باگ سنبھالی اور ظہیر نے عربوں کو اپنے قابو میں کیا۔ لیکن دونوں فوجوں میں ضعف آگیا تھا۔ لوگوں کے حالات پراگندہ ہو چکے تھے۔ موسیٰ نے ایک دن شبخون مارنے کا قصد کیا۔ تو طرخون سنکر ہنسنے لگا۔ اور بولا کہ موسیٰ اپنی خوابگاہ میں تو داخل نہیں ہو سکتا پھر شبخون کیونکر مار سکتا ہے۔ کیا رات کو کوئی ہماری فوج میں نہیں جاگتا۔ بہر حال موسیٰ ۸۰۰ آدمیوں کو لیکر نکلا اور ان کو چار حصوں میں منقسم کر دیا اور پھر ترکوں پر حملہ آور ہوا۔ جس چیز پر گذرتا اسے فنا ہی کر دیتا۔ خواہ انسان ہو یا حیوان۔ نیزک مسلح ہو کر روانگی کی نیت سے نکلا۔ اور طرخون نے موسیٰ کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنی فوج کو لڑنے سے روک دے کیونکہ ہم صبح کو روانہ ہو جائیں گے۔ موسیٰ واپس گیا اور طرخون تمام عجمی فوجوں کو لیکر روانہ ہو گیا۔ اہل خراسان موسیٰ کی جنگجوئی پر یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سے بڑھکر شیر جو نہیں دیکھا جو اپنے باپ کے ہم رکاب دو سال تک لڑتا رہا۔ پھر بلاد خراسان میں گشت لگاتا پھرا۔ اور ایک شہر کے عامل کو نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ پھر عراب اور ترکوں کی فوجیں اس سے لڑنے کے لئے آئیں۔ صبح کو وہ عربوں سے مقابلہ کرتا اور شام کیوقت ترکوں سے بھڑ پڑتا۔ اسی طریقہ پہ موسیٰ قلعہ ترمذ میں (۱۵) سال تک رہا۔ ماوراء النہر اس کے قبضہ میں ہو گیا اور ظاہرا کوئی مانع بھی

نہ رہا تھا لیکن جب یزید بن مہلب خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر مفضل حاکم ہوا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ کو قتل کر کے حجاج سے اپنے حسن خدمت کی داد لوں اور اس کو خوش کر دوں۔ چنانچہ عثمان بن مسعود کو موسیٰ کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو جو بلخ کا حاکم تھا لکھا کہ تم بھی عثمان کے ساتھ جاؤ۔ وہ ۱۵ ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر نہر بلخ عبور کر کے اس طرف روانہ ہو گیا۔ اور مفضل نے سبل اور طرخوں کو بھی ہدایت کی۔ غرضکہ یہ تمام فوجیں ترمذ میں آ کر جمع ہوئیں اور انھوں نے موسیٰ کا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ اسی پریشانی میں دو مہینہ تک رہا۔ عثمان نے خندقیں کھود کر اپنی فوج کو محفوظ کر لیا تھا جب سب تنگ آ گئے تو موسیٰ نے کہا کہ بھائی کب تک صبر کریں گے، آج کا دن متعین کر لو یا فتحیاب ہو یا اپنی اپنی جانیں قربان کر دو۔ تمام لوگ ترکوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ لیکن موسیٰ نے اپنے عزیز، نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ دیا اور کہا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم شہر عثمان کے سپرد نکرنا بلکہ مدرک کے سپرد کر دینا۔ اور اس نے اپنے ثلث آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ میں کھڑا کیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک وہ حملہ نہ کرے تم پیشقدمی نہ کرو اور باقی کو ساتھ لیکر طرخوں کی طرف گیا۔ طرخوں کو شکست دی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا لیکن جب واپس جانے لگا تو ترک اور صغد قلعہ کے درمیان حایل ہو گئے اور راستہ بند کر دیا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی۔ کسی نے موقع پاکر موسیٰ کے گھوڑے کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ موسیٰ گر پڑا۔ اور اپنے مولیٰ سے کہا کہ مجھکو اپنی سواری پر سوار کر لو۔ وہ بولا کہ موت بری چیز ہے۔ خیر پیچھے بیٹھ جاؤ۔ اگر ہم بچ گئے تو سب بچیں گے ورنہ سب ہلاک ہوں گے۔ موسیٰ سواری پر بیٹھ گیا۔ جب عثمان کی نظر پڑی کہ موسیٰ اچھل کر سواری پر بیٹھ رہا ہے تو چلایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ موسیٰ کا اچھلنا ہے یہ کہکر اس کا تعاقب کیا اور پیچھے سے اس کی سواری کے بھی پیر کاٹ ڈالے اور موسیٰ اور اسکا غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ پھر لوگوں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد عثمان نے فوج میں منادی کرادی کہ جس کو دیکھو گرفتار کر لو۔ قتل نہ کرو۔ چنانچہ قیدیوں کی تعداد کثیر سامنے لائی گئی اور ان سبھوں کو قتل کرا دیا۔ خصوصاً عربوں میں سے زیادہ مقتول ہوئے۔ اور غلام چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ صرف انکو درّے لگائے

جاتے تھے۔ عثمان بڑا سخت دل آدمی تھا۔ موسیٰ کا قاتل واصل بن طیلسۃ العنبری تھا۔ ترمذ نضر بن سلیمان کے قبضہ میں تھا۔ لیکن اس نے عثمان کے سپرد نہیں کیا بلکہ مدرک کے سپرد کیا۔ مدرک نے اس کو امان دی اور شہر عثمان کے قبضہ میں دیدیا۔ موسیٰ کے قتل کے بعد مفضل نے حجاج کو اس کی اطلاع دی حجاج نے کہا کہ یہ عجیب آدمی ہے میں نے تو ابن سبرہ کے قتل کے متعلق لکھا تو وہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنی حالت درست کرلی ہے اور لکھتا ہے کہ موسیٰ بن عبداللہ کو قتل کردیا۔ حجاج مفضل کے اس کام سے خوش نہیں ہوا کیونکہ موسیٰ بنی قیس سے تھا۔ ۸۵ھ میں موسیٰ مقتول ہوا۔ فوجیوں میں سے کسی نے موسیٰ کی پنڈلی پر اس کے مرنے کے بعد مارا تھا۔ جب قتیبہ خراسان کا حاکم ہوکر آیا تو اس نے اس سے پوچھا کہ تم نے موسیٰ کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا کہ موسیٰ نے میرے بھائی کو قتل کردیا تھا۔ لیکن قتیبہ نے کچھ نہیں سنا اور اسی کو قتل کرڈالا۔

عبدالعزیز بن مروان کی وفات

اور ولید بن عبدالملک کی ولی عہدی

عبدالملک کا یہ ارادہ تھا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز کو ولی عہدی سے معزول کردے اور ولید کو اس کی جگہ پر ولی عہد بنائے اور لوگوں سے اس پر بیعت لے لیکن قبیصہ بن ذویب نے اس سے روکا اور کہا کہ ایسا کرکے آپ اپنے کو مورد الزام بنانا چاہتے ہیں۔ شاید خود بخود عبدالعزیز جب مرجائے تو پھر موقع حاصل ہے۔ عبدالملک رک گیا مگر یہ خیال ہمیشہ دلمیں رہتا تھا کہ کسی طرح ولید کو اپنی حیات میں ولی عہد بنادوں۔ ایک دن روح بن زنباع جو عبدالملک کے معززین اصحاب میں تھا اس سے ملنے آیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین اگر آپ نے عبدالعزیز کو معزول کردیا تو دو بھیڑیں کبھی آپسمیں نہ لڑیں گی۔ اور میں پہلا شخص ہوں جو آپ کی دعوت پر لبیک کہونگا عبدالملک نے کہا ان شاء اللہ صبح اس کے متعلق مشورہ کرونگا۔ روح عبدالملک کے

پاس ہی سویا۔ جب دونوں سو گئے تو رات کو قبیصہ بن ذؤیب محل میں اُن دونوں کے پاس آیا۔ عبدالملک نے دربانوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ قبیصہ کو اندر آنے سے کبھی نہ روکنا۔ کیونکہ قبیصہ کے پاس مہر خلافت رہتی تھی۔ فرامین اور احکام کو وہی نافذ کرتا تھا۔ تمام اخبار اور خطوط عبدالملک کے پاس وہی لایا کرتا تھا۔ جب قبیصہ اندر گیا تو سلام کیا اور کہا کہ خدا آپ کو اپنے بھائی عبدالعزیز کی موت پر جزا دے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ کیا وہ مر گیا اس نے کہا ہاں۔ عبدالملک انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر روح کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہم جس کی خواہش کر رہے تھے خدا نے اس کو پورا کر دیا عبدالملک نے کہا کہ اے قبیصہ یہ رائے تمہاری رائے کے مخالف تھی۔ قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین دیر آید درست آید۔ عبدالملک نے کہا کہ کبھی عجلت میں بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ تم نے عمرو بن سعید کے متعلق نہیں دیکھا کہ عجلت، تاخیر سے کسقدر مفید ثابت ہوئی۔ عبدالعزیز کی وفات اس سال جمادی الاول میں ہوئی۔ اور وہ اسوقت مصر کا حاکم تھا عبدالملک نے اس کی جگہ پر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو وہاں کا عامل بنا دیا بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے عبدالملک کو ولید کی بیعت کے متعلق لکھا اور اسی غرض سے ایک وفد بھی بھیجا۔ جب عبدالملک نے ولید کی بیعت کا ارادہ کیا تو اس نے عبدالعزیز کو اس کے متعلق لکھا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو ولی عہدی اپنے بھتیجے ولید کو دیدو عبدالعزیز نے اس سے انکار کر دیا۔ عبدالملک نے پھر لکھ بھیجا کہ ولی عہد تم ہی رہو گے لیکن تمہارے بعد وہی تخت نشین ہو۔ عبدالعزیز نے لکھا کہ جسطرح آپ کو ولید کا خیال ہے اسی طرح مجھکو اپنے لڑکے ابوبکر کا خیال ہے۔ عبدالملک نے پھر مصر کا خراج طلب کیا عبدالعزیز نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں اور آپ ایک ایسی عمر تک پہونچ گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی نے یہ عمر نہیں پائی۔ ان کی زندگی بہت قلیل رہی ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم دونوں میں سے کون پہلے مریگا اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بقیہ زندگی کو خراب و خستہ نہ کریں عبدالملک کے دل پر اس کا بڑا اثر پڑا اور پھر اس خیال کو چھوڑ دیا۔ اور ولید اور سلیمان سے کہا کہ اگر خدا تمھیں سند خلافت دینا چاہے گا تو کوئی چھین نہیں سکتا۔ عبدالملک کو عبدالعزیز کا جب یہ خط ملا تو اس نے کہا کہ وہ مجھ سے قطع رحم کرتا ہے اے خدا تو بھی اس کو قطع کر دے۔ جب عبدالعزیز نے

وفات پائی تو شامیوں نے کہا کہ امیر المومنین کے ہاتھ پھر یہ معاملہ آگیا۔ عبدالملک نے فوراً ہی ولید اور سلیمان کے لئے بیعت کا حکم دیا۔ اور لوگوں نے ان پر بیعت کرلی۔ پھر تمام شہروں میں اس کا حکم دیا۔ مدینہ کا حاکم ہشام بن اسمٰعیل تھا۔ اس نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا سبھوں نے بیعت کی۔ لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا اور کہا کہ عبدالملک کی زندگی میں تو میں ان پر بیعت نہیں کرسکتا۔ ہشام نے اسی جرم پر اُن کو بہت مارا اور اُن کی تشہیر کرائی اور شہر میں لیکر پھرا اور وہاں سے اس ٹیلے پر لے گیا جہاں لوگوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ ان کو پھانسی دی جاتی تھی۔ لوگ وہاں سے پکڑ کر لائے اور قید کردیا۔ اسوقت سعید بن المسیب ایک کمل کے چھوٹے ٹکڑے سے ستر پوشی کئے ہوئے تھے تو حضرت سعید نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ ہمیں پھانسی نہ دیں گے تو فقراء کا لباس پہنکر نہ آتا۔ لیکن میرا تو یہ خیال تھا کہ جب یہ لوگ پھانسی دیں گے اسوقت ہمارا ستر ڈھکا رہے۔ عبدالملک کو اس کی خبر ملی تو اس نے ہشام کو بہت لعنت ملامت کا ایک خط لکھا اور اس میں لکھا کہ اگر انھوں نے انکار کیا تھا تو قتل کرڈالتے یا چھوڑ دیتے اس توہین کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی لکھا کہ اصل میں حضرت سعید کا ارادہ کبھی نفاق وشقاق کا نہیں ہوا۔ چنانچہ انھوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت سے بھی انکار کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جب تک تمام لوگ متفق نہ ہوجائیں میں بیعت نہیں کرونگا۔ جابر بن اسود نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا ان کو ۶۰ کوڑے لگوائے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو جب یہ معلوم ہوا تو جابر کی بڑی سرزنش کی کہ سعید اور ہم سے کوئی تنازع نہیں ہے اُن کو چھوڑ دو اور کسی قسم کی تکلیف نہ دو۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید اور سلیمان کی بیعت ۸۴ھ میں ہوئی تھی۔ لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔ عبدالعزیز، عبدالملک کے پاس مصر سے آئے تھے۔ جب واپس ہونے لگے۔ تو عبدالملک نے یہ وصیت کی لوگوں سے کشادہ پیشانی سے ملو۔ نرم دل رہو۔ معاملات میں سختی سے نہ پیش آو۔ اپنے عرض بیگی کی پوری نگرانی کرو اپنے گھر والوں میں سے اس کام کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو معتمد ہوں۔ کیونکہ وہی تمھاری صورت اور زبان کا کام دیتے ہیں دروازہ پر جو شخص بھی کھڑا ہو اس کی خبر تمکو دیا کرے تاکہ یہ معلوم ہو کہ تم ہی نے اس کو اجازت دی ہے یا اس کو واپس کیا ہے۔ جب مجلس میں بیٹھو تو لوگوں سے خود ہی

گفتگو شروع کرو۔ تاکہ وہ تم سے محبت کریں۔ اُن کے دلوں میں تمھاری الفت پیدا ہو۔ جب تم کو مشکلات درپیش ہوں تو معززین سے مشورہ لو۔ کیونکہ مشورہ بڑے سے بڑے معاملات کی کنجی ہے اپنے لئے نصف رائے کا حق رکھو اور نصف کا اپنے بھائی کے لئے رکھو جو شخص مشورہ لیکر کام کرتا ہے وہ نقصان نہیں اٹھاتا جب تم کسی سے ناراض ہو۔ تو اس کو جلد سزا نہ دو۔ کیونکہ توقف اور انتظار کے بعد پھر سزا دیجاسکتی ہے لیکن سزا دینے کے بعد اُس کو واپس لینے کی طاقت نہیں دی گئی ہے۔

۸۵ھ کے مختلف واقعات

ہشام بن اسمٰعیل مخزومی حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک پر حجاج کی حکومت تھی۔ محمد بن مروان نے اس سال ارمینیہ میں لڑائی کی اور وہیں موسم گرما اور سرما دونوں گذار دئے۔ عمرو بن حریث مخزومی نے اسی سال انتقال کیا۔ عبداللہ بن حارث بن جزعہ زبیدی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ اور بعض روایت میں ۸۶ھ ۸۸ھ بھی ہے۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ حلیف بن عدی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ آنحضرت کی وفات کے وقت اُن کی عمر چار برس کی تھی۔

۸۶ھ کی ابتداء

عبدالملک بن مروان کی وفات

اسی سال عبدالملک بن مروان نے ۱۵ شوال کو انتقال کیا وہ خود اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے خوف ہے کہ میں رمضان کے مہینہ میں مروں گا کیونکہ میں رمضان ہی میں پیدا ہوا اور رمضان ہی میں میں نے ماں کا دودھ چھوڑا۔ اور رمضان ہی میں قرآن ختم کیا اور رمضان ہی میں میرے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ لیکن نصف شوال کے بعد مرا۔ جب اس کے دل سے موت کا خطرہ نکل چکا تھا۔ عبدالملک کی عمر ۶۰ برس کی تھی اور بعض نے ۶۳ برس روایت کی ہے۔ عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد اُس کی

مدت خلافت (۱۳) برس (۷) دن کم چار مہینے۔ اور بعض روایت میں (۳) مہینے (۱۵) دن ہے۔ جب اس کا مرض مہلک ہو گیا تو اطباء نے کہا کہ اگر اس نے پانی پی لیا تو مر جائیگا اس کی شدت پیاس نے اس کو بہت مجبور کیا۔ تو اس نے ولید سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ ولید نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ دشمنی نہیں کرونگا کہ پانی پلا دوں۔ پھر عبدالملک نے اپنی لڑکی فاطمہ کو پکارا اور پانی لانیکو کہا۔ ولید نے اس کو بھی روکا تو عبدالملک نے کہا کہ تم اسکو چھوڑ دو ورنہ خلافت سے معزول کر دونگا ولید نے کہا کہ بس اب موت آگئی ہے اس کے بعد اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ فاطمہ پانی لیکر آئی اور وہ پی گیا اور اسی کے تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔ جب ولید اندر گیا تو فاطمہ اپنے باپ کے سر پر کھڑے ہو کر رو رہی تھی۔ ولید نے پوچھا کہ امیرالمومنین کیسے ہیں عبدالملک نے کہا اچھے ہیں۔ جب ولید چلا گیا تو عبدالملک نے یہ شعر پڑھا۔

ومستخبر عنا یزید لنا الردی ومستخبرات والدموع سواجم

(ترجمہ) ایک ہماری خیریت پوچھنے والا وہ ہے جو ہماری موت چاہتا ہے اور پوچھنے والیوں کے آنسو بہ رہے ہیں

پھر جب مرنے کا وقت قریب آیا تو لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں تمکو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بہترین زیور ہے اور ساتھ ہی ایک محفوظ قلعہ ہے۔ تم اپنے بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹوں پر نظر شفقت رکھو۔ مسلم کا خوب خیال رکھو اسکی رائے پر عمل کرو اس لئے کہ وہ تمہارا وہ دانت ہے جس سے تم اپنے کو بچا سکتے ہو۔ اور تمہارے لئے وہ ڈھال جس سے محفوظ رہ سکتے ہو حجاج کی عزت کرو۔ اسی نے منبروں کو تمہاری جلوہ افروزی کے لئے خالی کیا۔ تمام ممالک اور بلاد پر تمہارا علم نصب کیا تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے زیر نگیں کر لیا۔ ام بردہ کے لڑکوں کی طرح متحد رہو۔ تمہارے درمیان سانپ اور بچھو رہینگے۔ یعنے مختلف نہ ہو۔ میدان جنگ میں سخت اور زبردست رہو کیونکہ لڑائی کسی کو موت کے قریب نہیں کرتی۔ اخلاق وسعادت کے ستون بن جاؤ کیونکہ یہی چیز دنیا میں زندہ رہتی ہے اور اسی کا اجر ملتا ہے۔ اچھے لوگوں پر لطف وکرم فضل واحسان کرو۔ کیونکہ وہ اسکو بڑی قسدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور زیادہ ممنون احسان رہیں گے۔ مجرموں اور سرکشوں سے باخبر رہو اگر وہ معذرت کریں تو ان کی معذرت قبول کرو۔ لیکن دوبارہ اگر اس جرم کے مرتکب ہوں تو پورا انتقام لو۔

عبدالملک کے مرنے کے بعد باب الجابیہ (شام کے شہر کا ایک دروازہ ہے) کے سامنے وہ دفن کیا گیا ولید نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ ہشام ابن عبدالملک نے اسپر یہ شعر پڑھا۔

فما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

کسی سردار کی ہلاکت و بربادی صرف ایک شخص کی بربادی نہیں (بلکہ تمام قوم کی بربادی ہے) اس نے تمام قوم کی عمارت کو منہدم کر دیا۔

ولید نے ہشام سے کہا چپ رہ۔ تو شیطان کی زبان سے بولتا ہے اوس بن حجر کی طرح یوں کیوں نہیں کہتا۔

اذا مقرم منا ذری حد نابہ تخمط منا ناب آخر مقرم

جب ہمارے کسی سردار کے دانت کی تیزی کند ہو جاتی ہے تو دوسرے سردار کے دانت تیز ہو جاتے ہیں

بعض روایت میں ہے کہ پہلا شعر سلیمان نے کہا تھا اور یہی صحیح ہے کیونکہ ہشام تو اسوقت چودہ برس کا تھا۔ شعراء نے عبدالملک کی وفات پر بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں سے دو شعر یہ ہیں۔

سقاک ابن مروان من الغیث مسبل اجش شمالی یجود ویھطل

اے ابن مروان ہمیشہ تو ایسے ابر باراں سے سیراب کیا جائے جو کڑکتے ہوئے بادل کی طرح سیراب کرتا اور بار بار برستا ہے

فمافی حیاۃ بعد موتک رغبۃ لحروان کنا الولید نؤمل

کسی آزاد انسان کو تیری موت کے بعد اپنی زندگی میں کوئی لطف نہ آئیگا اگرچہ ہمیں ولید سے بھی ویسے ہی توقعات ہیں

عبدالملک کا نسب نامہ اور اس کے ازواج اور اولاد کی تفصیل

نسب نامہ یہ ہے۔ ابوالولید عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ماں کا نام عایشہ تھا عایشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ نسب نامہ تھا۔ اس کی بیویاں اور اولادیں یہ تھیں۔ ولید، سلیمان، مروان اکبر (منقطع النسل) عایشہ، یہ سب ایک بطن سے تھے ان کی ماں کا نام ولادہ بنت العباس بن حزء بن الحارث بن زہیر بن خزیمہ جبیہ تھا۔ یزید، معاویہ (منقطع النسل) مروان ثانی،

ام کلثوم یہ دوسرے بطن سے تھے اُن کی ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان۔ تیسرے بطن سے صرف ہشام تھا۔ اُس کی ماں کا نام ام ہشام بنت اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومی تھا۔ اُس کا اصلی نام عایشہ تھا۔ ابوبکر جسکا لقب بکار تھا اسی کے اولاد میں تھا اس کی ماں کا نام عایشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا۔ اور اُن میں سے ایک حکم تھا جسکی نسل منقطع ہوگئی اور اُس کی ماں اُم ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھی فاطمہ اُس کی لڑکی تھی جس کی ماں، ام المغیرہ بنت مغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ تھا۔ عبداللہ مسلمہ، منذر، علبسہ، محمد، سعید، الخیر حجاج اسکی لونڈیوں کی اولادیں تھیں۔ اُس کی ایک بیوی شقراء بنت مسلم بن حلیس طائی تھی، اس کے باپ کی ماں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی لڑکی تھی۔ بعض نے کہا کہ اُس کے پاس حضرت علی کی بھی صاحبزادی تھیں لیکن یہ غلط ہے

اُس کے بعض مخصوص حالات

عبدالملک ایک مدبر، دانشمند، اہل علم اور ادیب تھا۔ ابوالزیاد کا بیان ہے کہ مشہور فقہاء مدینہ صرف چار تھے (۱) سعید بن مسیب (۲) عروہ بن زبیر (۳) قبیصہ بن ذویب (۴) اور عبدالملک بن مروان۔ شعبی نے یہ روایت کی ہے کہ میں نے جس سے بھی علمی مذاکرہ کیا تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکا لیکن جب عبدالملک بن مروان سے مذاکرہ کرتا تھا تو وہ خواہ حدیث ہو یا ادب مجھ سے کچھ زیادہ بتایا کرتا تھا جعفر بن عقبہ خطائی نے عبدالملک سے کہا کہ بڑھاپے نے آپ پر بڑا جلدی اثر کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ منبروں پر بار بار اترنے چڑھنے سے اور غلط کلامی کے خوف سے میں جلدی بوڑھا ہوگیا عبدالملک کہا کرتا تھا کہ مجھ سے حکمرانی میں کوئی نہ بڑھ سکا۔ (حضرت) ابن زبیر طویل الصلوۃ اور کثیر الصیام تھے لیکن وہ اپنے بخل کی وجہ سے فرمانروائی کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے ابومسہر نے مرض کی حالت میں عبدالملک سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے اس نے کہا کہ ٹھیک خدا کے اس قول کے مطابق ہوں۔

ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنا کم اول مرۃ

تم ہمارے پاس علٰحدہ علٰحدہ آئے جیسا ہم نے پہلے پیدا کیا تھا

وترکتم ما خولناکم وراء ظھورکم

اور جو کچھ ہم نے تمکو (مال و دولت) دیا تھا ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔

مفضل بن خضالہ نے اپنے باپ سے یہ سنا تھا کہ جب عبدالملک بیمار تھا تو ایک قوم اس سے ملنے کے لئے آئی۔ وہ ٹیک لگا کر بیٹھا اور لوگوں کو اندر آنیکی اجازت دی ان سے یہ کہنے لگا کہ تم لوگ ایسے وقت ہمارے پاس آئے جب کہ ہماری دنیاوی زندگی کا آفتاب غروب ہونیکو ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے تمام کاموں میں کسی اچھے کام کو تلاش کیا۔ لیکن صرف ایک غزوہ ملا جس میں ہم نے فی سبیل اللہ لڑائی کی تھی۔ اور باقی سب چیزوں کو میں چھوڑنے والا ہوں۔ پس اس خبیث دنیا کے بچوں کے باپ تم اس کے گرد نہ پھرو۔ سعید بن عبدالعزیز تنوخی کا بیان ہے جب عبدالملک کی موت کا وقت آیا تو اس کے حکم سے قصر کے دروازے کھولدئے گئے باہر کوئی دھوبی کپڑے دھو رہا تھا۔ عبدالملک چلایا کہ کاش میں دھوبی ہوتا۔ سعید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ان لوگوں کو ہمارا (غریبوں) متمنی بنایا۔ اور ہم کو انکا متمنی نہیں بنایا۔ سعید بن بشر نے روایت کی ہے کہ جب حالت نازک ہوگئی تو وہ اپنے نفس پر ملامت کرنے لگا۔ سر کو زور زور سے پیٹنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری یہ آرزو تھی کہ کاش میں اپنے روزانہ قوت بسری کے لئے کسب کرتا اور خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا۔ ابن خازم سے کسی نے عبدالملک کا یہ قول بیان کیا تو انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ خیر موت کے وقت ان چیزوں کا آرزومند ہوا جن میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم کو یہ آرزو نہیں ہوتی کہ ان جیسے ہو کر مریں۔ مسعود بن خلف نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک اپنی علالت کے زمانہ میں یہ کہا کرتا تھا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ تہامہ کے کسی شخص کی خدمت کرتا اور اس کی بکریاں پہاڑوں پر چراتا۔ اور کچھ نہ ہوتا۔ عمران بن موسیٰ مودب کی روایت ہے کہ جب مرض بہت نازک ہوگیا تو اس نے کہا کہ مجھکو کسی بلند مقام پر لے چلو۔ جب اوپر لے جانے لگے تو اس نے ذرا ٹھنڈی سانس لی تو یہ کہنے لگا کہ اے دنیا کس نے تجھ کو پیارا بنادیا۔ تیری طویل سے طویل چیز حقیقت میں چھوٹی ہوتی ہے اور تیری بڑی سے بڑی چیز ذلیل و خوار ہوتی ہے بیشک ہم تجھ سے دھوکہ میں رہے اور یہ دونوں شعر پڑھنے لگا۔

ان تناقش یکن نقاشک یارب — عذابا لاطوق لی بالعذاب
اے خدا اگر تو نے میرا محاسبہ کیا تو تیرا محاسبہ ایسے عذاب کی بابت کریگا — جس کی مجھ کو طاقت نہیں ہے۔
او تجاوز فانت رب صفوح — عن مسیئ ذنوبہ کالتراب
اور اگر تو نے معاف کر دیا تو تو ایسے شخص سے — بھی درگذر کرتا ہے جسکے گناہ ریت کے مانند زیادہ ہیں

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار حضرت معاویہ نے اپنی موت کے وقت پڑھے تھے۔ لیکن واقعۃً عبدالملک اس خوف و دہشت کا زیادہ حقدار تھا کیونکہ جس شخص کے گناہوں میں ایک حجاج بھی شامل ہو وہ جانتا ہے کہ ہیں کس چیز کا پہلے حساب دینا پڑیگا۔ ایک مرتبہ عبدالملک نے سعید بن مسیّب سے کہا کہ اے ابو محمدؐ میں جب اچھا کام کرتا ہوں تو کوئی خوشی نہیں ہوتی اور جب برا کام کرتا ہوں تو کوئی رنج بھی نہیں ہوتا۔ سعید نے کہا کہ اب تمھارا دل بالکل مردہ ہوگیا۔ اس کے احساس کی قوت جاتی رہی۔ عبدالملک پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں غدر و بیوفائی کی جیساکہ عمرو بن سعید کے ساتھ بیان کیا جاچکا ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے دفتر کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے خلفاء کے سامنے آزادانہ گفتگو سے لوگوں کو روکدیا ورنہ اس سے پہلے تمام لوگ آزاد تھے۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جو از حد بخیل تھا اس لئے لوگ اُسے پتھر کا پسینہ کہا کرتے تھے۔ امر بالمعروف سے روکنے والا یہ پہلا شخص تھا کیونکہ اس نے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد خطبہ میں کہا تھا کہ کوئی شخص اب مجھکو اللہ کے تقوی کی تلقین نہ کرے ورنہ میں اس کو مار ڈالوں گا۔ (جیساکہ ذکر کیا جاچکا ہے)

ولید بن عبدالملک کی خلافت

جب عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو ولید واپس آکر سیدھا مسجد میں داخل ہوا۔ تمام لوگوں کو مجتمع کیا اور منبر پر چڑھکر خطبہ دیا۔ اور کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امیرالمومنین کی موت کی وجہ سے جو مصیبت ہم پر ہے اس میں اللہ ہمارا مددگار ہے اور اس کا شکر ہے کہ اس نے خلافت ایسی عظیم الشان نعمت مجھکو عطا کی اب تم لوگ کھڑے ہو اور میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ یہ پہلا شخص تھا جو ایک ہی وقت میں

اپنے قلب کو خوشی و سرور حزن و ملال دونوں سے لبریز پاتا تھا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام سلوئی اٹھا اور اس نے ان اشعار کو پڑھتے ہوئے ولید کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اللّٰہ اعطاك التي لا فوقها　وقد اراد الملحدون عوقها

خدانے تجھے وہ چیز دی جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں ہے　اگرچہ ملحدین نے اس کے روکنے کی کوشش کی

عنك ويأبى اللّٰہ الا سوقها　اليك حتى قلّدوك طوقها

لیکن خدانے صرف تیرے ہی لئے یہ نعمت رکھی تھی　چنانچہ آج لوگوں نے اس کا ہار تیرے گلے میں ڈالدیا۔

اس کے بعد پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید نے حمد وثناء کے بعد یہ کہا۔ لوگو! خدا نے جس چیز کی جو میعاد مقرر کی ہے۔ اس سے وہ نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ جو کچھ ہوا اس کے حکم اور اس کے علم سے ہوا موت وہ چیز ہے جو انبیاء کرام اور حاملین عرش پر بھی لکھی گئی۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ امیر المومنین کو بلند مرتبہ دیگا۔ اور اس کو اس قوم کی سرپرستی سپرد کی گئی ہے جس پر شریر النفس آدمیوں سے سختی سے پیش آنا اچھے اور صالح لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا شوکت اسلام کو جسطرح اللہ نے قایم کیا ہے باقی رکھنا مناسک حج کی تعلیم دینا اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ دشمنوں پر غارتگری کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اور بحمد اللہ وہ ان کاموں کی انجام دہی سے عاجز نہیں ہے۔ اے لوگو۔ تم پر اطاعت فرض ہے۔ اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ کیونکہ شیطان سرکشوں کے ساتھ رہتا ہے۔ جو شخص تم میں سے سرکشی کریگا میں اس کی آنکھیں پھوڑ دونگا۔ اور جس نے اس کو پیٹ میں رکھا تو وہ اسی مرض میں مرجائیگا۔ ولید ایک ظالم بادشاہ ہوا۔

قتیبہ کا خراسان میں والی ہونا اور اس سال کے حالات

اسی سال قتیبہ خراسان میں حجاج کی طرف سے امیر مقرر ہوکر آیا۔ اسوقت مفضل لڑائیوں کے لئے فوج مرتب کررہا تھا وہاں پہونچنے کے ساتھ ہی اس نے اپنی تقریروں سے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارا۔ اور پھر ان سب کو لیکر روانہ ہوگیا مرو میں

جنگی ضرورتوں کے لئے اپنا جانشین ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا اور محکمۂ خراج کا افسر عثمان سعیدی کو بنایا۔ جب طالقان پہونچا تو اس کے پاس بلخ کے دہقان ملنے کیلئے آئے۔ اور اس کے ساتھ ہو گئے۔ جب نہر کو عبور کر چکا تو ملک صغانیان۔ تحفہ و تحایف سونے چاندی کی کنجیاں لیکر آیا اور اپنے شہروں میں آنیکی دعوت دی۔ قتیبہ وہاں پہونچا تو بادشاہ نے تمام شہر اس کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ آخرون اور شومان والے صغانیان کی حکومت سے رقابت رکھتے تھے۔ قتیبہ یہاں سے سیدھا آخرون اور شومان کی طرف روانہ ہو گیا۔ (یہ دونوں طخارستان کے شہر ہیں) اُن کے حکمرانوں نے بھی قتیبہ سے فدیہ پر صلح کر لی۔ پھر قتیبہ مرو کی طرف چلا گیا اور فوج پر اپنے بھائی صالح بن مسلم کو جانشین بنا گیا۔ صالح نے اُس کے جانے کے بعد کاشان اور اورشت جو فرغانہ کے شہر تھے انکو فتح کر لیا اور خشکیت قدیم شہر فرغانہ کو بھی قبضہ میں کر لیا۔ صالح کے ساتھ ہی نصر بن سیار بھی تھا جس نے ان معرکوں میں بڑے کارنامے کئے۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ ۸۵ھ میں خراسان پہونچا۔ اور وہاں سے فوج لیکر آخرون اور شومان کو فتح کیا اور پھر مرو واپس آگیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سال بھر تک خراسان میں مقیم رہا اور نہر بلخ بلخیوں کی وجہ سے عبور نہ کر سکا کیونکہ وہاں کے باشندے اُس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اُن سے لڑائی بھی کی بہت سے آدمیوں کو قید کیا۔ قیدیوں میں ابو خالد بن برمک کی عورت بھی آگئی تھی۔ اور برمک اسوقت نوبھار میں تھا۔ یہ عورت عبداللہ بن مسلم کے قبضہ میں آئی جو قتیبہ کا بھائی تھا۔ عبداللہ اس سے ہم بستر بھی ہوا تھا۔ اس کے بعد بلخیوں نے قتیبہ سے صلح کر لی تو قتیبہ نے قیدیوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ برمک کی عورت نے عبداللہ سے کہا اب تو میں تم سے حاملہ ہو چکی ہوں۔ اب کیسے واپس جا سکتی ہوں۔ اس لئے وہ رک گئی۔ عبداللہ بن مسلم قریب مرگ تھا۔ اس نے وصیت کی کہ جو کچھ یہ جنے وہ میری اولاد ہے اس کے بعد برمک کے پاس وہ واپس کر دی گئی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ مہدی عباسی کے زمانے میں عبداللہ بن مسلم کے بیٹے رے میں خالد کے پاس آئے اور ان لوگوں نے اُس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی۔ مسلم بن قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم نے اگر اس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی اور اُس نے اس کو قبول کر لیا تو تمھارے لئے یہ ضرور ہوگا کہ تم ان سے شادی بیاہ کرو اس پر وہ راضی نہیں ہوئے

اور چھوڑ کر چلے گئے برمک طبیب تھا۔

۸۶ھ کے مختلف واقعات

مسلم بن عبدالملک نے روم کے علاقہ پر چڑھائی کی۔ حجاج نے اس سال یزید بن مہلب کو قید کر لیا حبیب بن مہلب کو کرمان کی امارت سے معزول کر دیا۔ عبدالملک بن مہلب کو اپنے شرطہ سے معزول کر دیا۔ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ تمام مشرقی ممالک پر حجاج حاکم تھا۔ عبدالملک کے زمانہ میں اُسید بن ظہیر انصاری نے انتقال کیا۔ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت ام سلمہ کا لڑکا تھا اسی سال وفات پائی۔ علقمہ بن وقاص لیثی نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ صحابی تھے۔ قبیصہ بن ذویب نے اسی سال وفات پائی جو سلہ ھ میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ آنحضرت نے ان کے تالو میں خرما چبا کر رگڑا تھا۔ یہ عبدالملک کے محکمۂ خاتم کے افسر اعلیٰ تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ عبدالملک ہی کے زمانہ میں سعد بن زید انصاری کا انتقال ہوا۔ آنحضرت کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ سلمہ ابن ام سلمہ کا بھی اسی کی زندگی میں انتقال ہوا۔ یہ آنحضرت کے ربیب تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی نے بھی اسی سال وفات پائی بعض ۸۸ھ میں بتاتے ہیں۔ یہ غزوہ حُدَیْبِیَہ اور خیبر میں شریک تھے عبدالملک کے آخری ایام میں ولید بن عبادہ بن صامت انصاری نے انتقال کیا جو عہد نبوی کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے لاحق بن حمید ابو مجاز سدوسی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

۸۷ھ کی ابتداء

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مدینہ میں حاکم ہونا

ولید نے اس سال ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو (۷) ربیع الاول میں معزول کیا اور اسکی جگہ پر عمر بن عبدالعزیز کو حاکم بنا کر بھیجا ہشام ایک مہینہ یا کچھ دن کم چار برس تک وہاں رہا۔ حضرت عمر اسی مہینہ میں مدینہ پہونچے اُنکا ساز و سامان اسوقت ۳۰ اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ دار مروان میں آکر اترے۔ لوگ سنتے ہی ملاقات کے لئے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد

انھوں نے فقہاء مدینہ اور بااثر اصحاب کو بلا بھیجا جنکی تعداد دس تھی۔ (۱) عروۃ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ، (۳) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود۔ (۴) ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبد اللہ بن عمر (۸) عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمر (۹) عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید یہ تمام لوگ آئے تو حضرت عمر نے ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ایسے کام کے لئے بلایا ہے جس کا معاوضہ تمھیں خدا دیگا۔ تم ہمارے حق اور سچی باتوں پر مدد کرو۔ میں کسی معاملہ کو بغیر تمھاری رائے کے فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم سب لوگ موجود نہ ہوئے تو جو اسوقت حاضر ہوگا اس سے ضرور مشورہ لوں گا۔ اور یہ خوب یاد رکھو اگر کسی نے ظلم ہوتے دیکھا یا سنا اور اس کی مجھ کو خبر نہیں دی تو وہ خدا کے نزدیک بہت بڑا مجرم ہوگا۔ یہ لوگ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔ ولید نے حضرت عمر کو یہ حکم دیا کہ ہشام کو لوگوں کے استغاثہ کے لئے روک لو۔ ولید ہشام سے بدظن بھی تھا۔ ہشام بن اسمعیل علی بن حسین کا پڑوسی تھا لیکن انکو تکلیف پہونچاتا تھا اُن سے خائف بھی رہتا تھا۔ علی بن حسین اپنے مخصوص لوگوں کے پاس آئے اور ان کو تاکید کی کوئی کہ ہشام کے متعلق برا کلمہ نہ نکالنے۔ اسی وجہ سے ہشام ولید کے حکم کے مطابق لوگوں کے سوالات کے لئے کھڑا کیا جاتا تھا۔ اتفاقاً علی بن حسین اس کی طرف سے گذرے، اور اُس کو کچھ نہ کہا تو ہشام نے اُن کو پکارا اور یہ آیت تلاوت کی

اللہ اعلم حیث یجعل رسالاتہ۔ یعنے جن لوگوں کو خدا پیغمبری دیتا ہے ان کو خوب جانتا ہے

قتیبہ اور نیزک کی مصالحت

جب شومان سے قتیبہ نے صلح کر لی تو اس نے نیزک طرخان صاحب باذغیس کو لکھا کہ مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دو ورنہ میں بری طرح خبر لوں گا۔ نیزک نے ڈر کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے پھر ایک خط سلیم ناصح مولیٰ عبید اللہ بن ابی بکرہ کی معرفت بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تم صلح پر راضی نہیں ہوئے تو میں تم پر چڑھائی کروں گا اور جہاں ہو گے تلاش کر کے لڑوں گا یا تم پر فتح حاصل کرونگا یا مر جاؤں گا۔

سلیم یہ خط لیکر روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر نیزک کو دیا۔ نیزک نے خط دیکھ کر کہا کہ اے سلیم میں تمھارے بادشاہ میں کوئی خیر نہیں دیکھتا۔ اس نے مجھ ایسے شخص کو اس قسم کا خط لکھا جو کبھی لکھا نہیں جا سکتا تھا۔ سلیم نے کہا کہ ہاں وہ حکومت کے معاملات میں سخت ہے۔ لیکن اگر کوئی نرمی سے پیش آئے تو وہ نرم بھی رہتا ہے اور اگر سختی کی جائے تو سخت ہو جاتا ہے غرضکہ موقع کے مناسب ہے۔ اس خط کی درشتی آپ کو اصلی کام سے نہ روکے۔ بلکہ آپ کو اسکے نزدیک اپنی عزت قایم کرنی چاہئے۔ اس کے بعد سلیم کے ساتھ نیزک کھڑا ہوا اور اہل باذغیس کے لئے قتیبہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ قتیبہ اس علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

غزدۂ روم

یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے رومیوں سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو سوسنہ میں جو مضیصہ کے قریب ہے قتل کیا۔ بہت سے قلعے فتح کئے بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے جنگ نہیں کی تھی بلکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ فتوحات حاصل کئے تھے۔ چنانچہ قلعۂ بولق، اخرم، بوس، منقم کو فتح کیا۔ عجمیوں کے ایک ہزار سپاہیوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔

قتیبہ کی لڑائی بیکند میں

جب قتیبہ نے نیزک سے صلح کرلی تو وہ موسم جنگ کا منتظر رہا۔ اور پھر ۸۷ھ میں بیکند پر حملہ آور ہوا۔ بیکند نہر سے بخارا کا قریب ترین شہر ہے جب قتیبہ وہاں پہنچا تو اہل بیکند نے اہل صغد اور اردگرد کی قوموں سے مدد طلب کی۔ چنانچہ ایک کثیر التعداد جمعیت کے ساتھ مدد کے لئے آپہونچے۔ قتیبہ کے تمام راستوں کو بند کردیا نتیجہ یہ ہوا کہ قتیبہ کا کوئی قاصد کسی مقام پر نہیں پہونچ سکا۔ دو مہینہ تک خراسان کی حالت بھی نہ معلوم ہوسکی۔ حجاج کو بھی اس کی کوئی خبر نہ ملی اور اس کو فوج کی ہلاکت کا شبہہ ہوا تو اس نے مساجد میں دعا کرنیکا حکم دیا ادھر یہ لوگ روزانہ لڑتے رہے

قتیبہ کے پاس ایک عجمی جاسوس تھا جس کا نام تندر تھا۔ اہل بخارا نے اس کو رشوت دی کہ وہ قتیبہ کو سمجھا بجھا کر کسی طرح واپس کر دے۔ تندر قتیبہ کے پاس آیا اور خفیہ طریقہ پر کہا کہ حجاج عراق سے معزول کر دیا گیا ہے اور خراسان پر دوسرا حاکم آیا ہے اس لئے آپ لوگوں کو لیکر جلد واپس ہو جائیے۔ قتیبہ نے فوراً اس کو اس خطرہ پر مار ڈالا کہ اگر یہ خبر مشتہر ہو گئی تو لوگوں کو یہیں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اس کے بعد اپنی فوج کو ایک شدید جنگ کرنے کے لئے ابھارا۔ جب اس کی فوج نے تازہ دم ہو کر جنگ کی تو کفار شہر کی طرف منہزم ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ جو سامنے آتا اس کو قتل کرتے یا قید کر لیتے۔ یہ شہر میں گھسے تو قتیبہ نے شہر کی فصیل کو منہدم کرنیکا حکم دیا۔ اہل شہر نے جب یہ دیکھا تو صلح کی خواہش کی۔ قتیبہ نے قبول کر لیا۔ اور وہاں اپنا عامل بنایا۔ اور واپس ہو گیا۔ تقریباً ۵ فرسخ بھی نہ گیا ہو گا کہ کفار نے صلح توڑ دی اور عامل کو اور اس کے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ مجبوراً پھر قتیبہ لوٹا۔ اور اس مرتبہ ان کی فصیل کو نقب لگا کر منہدم کر دیا۔ پھر مصالحت کی انھوں نے خواہش کی۔ لیکن قتیبہ نے ایک نہیں سنا بلکہ شہر میں داخل ہو کر سپاہیوں اور فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدہ آدمیوں میں سے ایک شخص کانا تھا جس نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا اس نے قتیبہ سے کہا کہ میں ۵ ہزار ریشمی کپڑے فدیہ میں دیتا ہوں جن کی قیمت دس لاکھ ہوگی۔ قتیبہ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ اموال غنیمت میں ایک زیادتی کی صورت ہے اور اس کی دغابازی کا خطرہ بھی نہیں ہے لیکن قتیبہ نے کہا کہ کوئی مسلمان اب تیرے پھندے میں نہیں آسکتا۔ اور پھر قتل کر ڈالا یہاں غنیمتیں بہت ہاتھ آئیں۔ جانور، اسلحہ سونے چاندی کے ظروف اسقدر وافر ملے کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ کبھی خراسان کو ایسی غنیمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے دل ان فتوحات اور غنائم کی وجہ سے سیر و آسودہ ہو گئے تھے غنائم کی تقسیم کی خدمت قتیبہ نے عبداللہ بن والان عدوی کے سپرد کی تھی جو بنی ملکان سے تھا۔ قتیبہ ان کو امین ابن الامین کے لقب سے یاد کرتا تھا کیونکہ یہ خود بھی امین تھے اور ان کے والد بھی امین تھے۔ والان جو عبداللہ کے والد تھے ان کا ایک قصہ مشہور ہے وہ یہ کہ مسلم باہلی قتیبہ کے والد نے والان سے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جس کو میں تمہارے پاس امانتاً رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرا

کوئی نہ جان سکے والان نے کہا کہ اپنے کسی معتمد آدمی کے ذریعہ سے فلاں فلاں مقام پر بھیجدو۔ اور جب وہاں پر وہ کسی آدمی کو دیکھے تو مال رکھکر واپس چلا جائے۔ مسلم نے ایک خرجی میں اس مال کو رکھا اور ایک خچر پر لاد دیا۔ اور اپنے غلام سے کہا کہ اس مال کو فلاں مقام پر لے جاؤ۔ اور جب کسی آدمی کو بیٹھا دیکھو تو خچر چھوڑ کر چلے آؤ۔ غلام نے ایسا ہی کیا۔ اس مقام پر والان پہلے ہی پہونچ گیا تھا اور منتظر بیٹھا رہا۔ لیکن جب دیر ہوئی تو اس خیال سے کہ کوئی وجہ مانع ہو گی اسوجہ سے وہ نہ آسکا، وہاں سے چلا گیا اسکے جانے کے بعد ایک دوسرا شخص اسی مقام پر آیا جو بنی تغلب سے تھا۔ یہ غلام پہونچا تو اس نے واقعتاً ایک آدمی کو دیکھا اور خچر چھوڑ کر چلا آیا۔ تغلبی نے خچر اور مال اپنے قبضہ میں کیا اور گھرلے گیا۔ مسلم کو یہ یقین تھا کہ مال والان کے پاس ہوگا اس لئے کبھی دریافت بھی نہیں کیا جب اس کو ضرورت پڑی تو اس سے اپنا مال مانگا۔ والان نے کہا کہ میرے پاس تمہارا مال نہیں ہے اور تم نے دیا کب تھا جو مانگتے ہو۔ مسلم یہ جواب سنکر والان کی شکایت ہر کس و ناکس سے کرنے لگا۔ ایک دن اس تغلبی کے سامنے یہی کہہ رہا تھا تو تغلبی نے اس سے علیحدہ ہو کر پوچھا کہ کونسا مال تھا۔ مسلم نے تمام واقعہ کی اطلاع دی۔ تو تغلبی نے مسلم کو ساتھ لاکر اس کا مال اسکے حوالہ کردیا۔ اور واقعہ سے آگاہ کیا۔ پھر مسلم جس سے ملتا والان کی معذوری کو ظاہر کرتا۔ قتیبہ بیکند کی فتح سے فارغ ہو کر مرو چلا گیا۔

۸۷ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مدینہ میں ابوبکر بن عمرو بن حزم قاضی تھے۔ عراق اور خراسان پر حجاج حاکم تھا۔ بصرہ میں حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ حکمی عامل تھا۔ اور بصرہ کے قاضی عبداللہ ابن اُذینہ تھے۔ اور کوفہ کے قاضی ابوبکر بن موسیٰ اشعری تھے۔ عبیداللہ بن عباس نے اسی سال مدینہ میں وفات پائی اور بعض نے یمن میں ان کی وفات کے متعلق روایت کی ہے یہ عبداللہ بن عباس سے ایکسال چھوٹے تھے۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے اسی سال طاعون میں بصرہ میں وفات پائی۔ مقدام بن معدیکرب نے اسی سال انتقال کیا۔ اور وہ صحابی تھے اور بعض نے ۹۱ھ میں روایت کی ہے۔ امیہ بن عبداللہ بن اسید سابق والی خراسان نے بھی انتقال کیا۔

۸۸ھ کی ابتداء
شہر طوانہ کا مفتوح ہونا

مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید بن عبدالملک نے ملکر علاقہ روم میں جنگ کی ولید نے آرمینیہ کے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ وہ شاہ روم کو لکھ بھیجے کہ خزر اور دوسرے سلاطین ارمینیا نے اُس پر حملہ کا ارادہ کیا ہے۔ ملک آرمینیہ نے اسی مضمون کا ایک خط روم کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد ولید نے شامی فوجوں کو پورے ساز و سامان کیساتھ جزیرہ ہوتے ہوئے روم کی طرف روانہ کر دیا۔ وہاں جاکر انھوں نے رومیوں سے خوب لڑائی کی اور ان کو شکست بھی دی لیکن رومیوں نے جب دوبارہ حملہ کیا تو اس میں مسلمانوں نے ہزیمت اٹھائی۔ عباس بن ولید چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا رہگیا اور باقی سب بھاگ گئے جن میں ابن محیریز جمحی بھی تھا۔ عباس نے اس سے کہا کہ وہ اہل قرآن کہاں گئے جو جنت کے مشتاق ہیں، ابن محیریز نے کہا آپ پکارئیے تو وہ آئیں گے عباس نے للکارا کہ اے اہل قرآن ادھر آؤ اتنا کہنا تھا کہ بکھرا ہو شیرازہ پھر مجتمع ہو گیا۔ اور خدا کی قدرت سے مسلمانوں نے فتح پائی۔ رومی شکست کھا کر شہر میں بھاگے اور مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا، جمادی الاولیٰ میں اس کو فتح کر لیا۔ بقول بعض اسی سال ولید بن یزید بن عبدالملک پیدا ہوا۔

مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر

اس سال ولید نے ربیع الاول میں حضرت عمر بن عبدالعزیز حاکم مدینہ کو یہ لکھا کہ ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد نبوی میں شامل کر دو۔ اور آس پاس کی زمینیں بھی خرید لو تاکہ مسجد کا عرض ۲ سو ہاتھ اور طول ۲ سو ہاتھ ہو سکے۔ ولید نے یہ لکھا۔ اگر تمھارے بس میں ہو تو قبلہ کی جہت میں مسجد کو آگے بڑھا دو۔ تم اُس کو بخوبی انجام دے سکتے ہو کیونکہ وہ جگہیں تمھارے ماموں کی ہیں اور غالباً وہ تم سے اس معاملہ میں کوئی تعارض نہ کریں گے جو لوگ زمینوں کے دینے پر راضی نہوں ان کو مناسب قیمتیں دیدو اور مکانات کو منہدم کر دو ایسا کرنے میں تمھارے لئے حضرت عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی سنت ہوگی حضرت عمر کو جب خط ملا تو انھوں نے تمام آدمیوں کو بلا بھیجا اور ولید کا یہ خط

پڑھکر سنایا۔ لوگ قیمت پر راضی ہو گئے تو حضرت عمر نے سب کو قیمتیں چکا دیں۔ پھر تمام لوگ حرم نبوی کے مکانات کے منہدم کرنے میں مصروف ہوئے۔ اس کے بعد شام سے ولید نے مشہور معماروں کو بھیجا۔ اور ملک روم کو لکھ بھیجا کہ میں نے مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر کے لئے اس کو منہدم کرا دیا ہے ملک روم نے ایک لاکھ مثقال سونا اور سو معمار اسی کام کے لئے بھیجا۔ اور فسیفسا سے ۴۰ اونٹ پر تمام ساز و سامان لاد کر روانہ کیا۔ ولید نے ان تمام چیزوں کو مدینہ بھیج دیا۔ ایک دن حضرت عمر اور تمام بڑے بڑے لوگ مجتمع ہوئے اور اسی دن مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اور پھر اس کی تعمیر شروع ہو گئی۔ بعض روایت میں ہے کہ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے جو روم میں لڑائی کی اس میں قلعہ قسطنطین غزالہ اور اخرم کو فتح کر لیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جو مستعربہ تھے قتل کیا اور غنیمت حاصل کی۔

نومشکث اور رامثنہ کی لڑائی

بعض روایتوں میں ہے کہ قتیبہ ابن مسلم نے نومشکث پر حملہ کیا اور مرو میں اپنا جانشین اپنے بھائی یسار بن مسلم کو بنایا۔ نومشکث کے باشندوں نے بغیر کسی لڑائی کے صلح کر لی اس کے بعد رامثنہ میں پہونچا وہاں کے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی۔ لیکن ترک اور اہل صغد اور فرغانہ کے لوگ دو لاکھ کی تعداد میں مجتمع ہوئے جن کا سردار ملک کورنغابون تھا جو بادشاہ چین کا بھانجا تھا۔ اور یہ سب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ راستہ ہی میں عبدالرحمٰن بن مسلم، قتیبہ کے بھائی سے لڑائی چھڑ گئی جو فوج کے آخری حصہ پر تھے۔ قتیبہ اور ان کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ جب ترک قریب پہونچے تو عبدالرحمٰن نے قتیبہ کو اطلاع دی۔ لیکن جب تک قتیبہ پہونچے لڑائی شروع ہو گئی۔ اور اس نے عبدالرحمٰن کو ترکوں سے لڑتے دیکھا۔ بلکہ یہ وقت قریب تھا کہ ترک مسلمانوں پر غلبہ پا جائیں لیکن جب لوگوں کی نظریں قتیبہ پر پڑیں تو انکی ہمتیں بڑھ گئیں۔ ظہر کے وقت تک خوب زوردار لڑائی ہوئی آخر میں ترک ہار گئے اس جنگ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ساتھ تھا بڑی بہادری سے ترکوں کا مقابلہ کیا۔ اسکے بعد قتیبہ نے ترمذ کے قریب نہر کو عبور کیا اور مرو واپس آ گیا۔

ولید کے رفاہ عام کے کام

اس سال ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو راستوں اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ

مدینہ میں ایک فوارہ بناؤ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ میں ایک اچھا فوارہ بنایا اور اس کا پانی جاری کر دیا۔ جب ولید نے حج کیا تو اس فوارہ کا معائنہ کیا اور دیکھکر بہت خوش ہوا اور نگہبان مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کریں اور تمام اہل مسجد کو اس سے سیراب ہونیکا حکم دیا۔ صرف مدینہ ہی میں نہیں بلکہ اپنی مملکت کے تمام مقامات پر سڑکوں کی درستی اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا۔ جذامیوں کو بھیک مانگنے سے سخت ممانعت کی اور ان کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کر دئے۔

سنہ ۸۸ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حج کیا۔ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ سلوک کیا اور قربانی کے لئے اونٹ بھی تھے۔ انھوں نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب تنعیم میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ مکہ میں پانی کی سخت قلت ہے اور وہاں کے لوگوں کو خوف ہے کہ حاجیوں کو پیاس کی تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ حضرت عمر نے سبھوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ چلو خدا سے دعا کریں۔ سبھوں نے ملکر دعا کی۔ چنانچہ خانہ کعبہ تک نہ پہونچے ہوں گے کہ ابر رحمت نے پیاسوں کو سیراب کرنا شروع کیا۔ یہی نہیں بلکہ وادی میں نہریں جاری ہوگئیں۔ حتی کہ اس کی کثرت سے لوگ خائف ہونے لگے۔ یہ باران رحمت مکہ اور عرفہ کے تمام مقامات پر ہوئی جس سے تمام زمینیں سرسبز ہوگئیں۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال عمر بن ولید بن عبدالملک نے حج کیا تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے سہل بن سعد ساعدی نے اسی سال وفات پائی جن کی عمر سو برس کی تھی اور بعض سنہ ۹۱ھ میں انکی وفات بتاتے ہیں۔ عبداللہ بن بسر مازنی نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ مازن بن منصور کے قبیلہ سے تھے۔ اور یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے دونوں قبلوں (یعنی بیت المقدس وکعبہ) کی طرف نماز پڑھنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ سرزمین شام میں صحبت نبوی کا یہ آخری چراغ تھا جو گل ہوا۔

سنہ ۸۹ھ کی ابتداء

غزوہ روم

بعض روایتوں کے مطابق اس سال مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے

روم میں لڑائی کی مسلمہ نے قلعہ عموریہ اور عباس نے قلعہ ادرولیہ فتح کیا۔ روم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن وہ شکست کھا گئی بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے عموریہ کا قصد کیا اور وہاں کی فوج کو شکست دیکر فتح کیا اور ہرقلہ اور قونیہ کو بھی قبضہ میں کیا۔ اور عباس نے بذندون کے قریب لڑائی کی

قتیبہ کا بخارا پر حملہ کرنا

اس سال قتیبہ کے پاس حجاج کا ایک خط آیا جس میں اس کو وردان خذاہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اسی غرض سے روانہ ہوا لیکن نہر پار کر کے راستہ ہی میں صغد، نسف، کش کے لوگوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ ان کو شکست دے کر بخارا کی طرف بڑھا خرقانہ سفلی میں مقیم ہوا جو وردان کے داہنے جانب واقع ہے وہاں بھی مسلسل دو دن دو رات لڑائی کرنی پڑی۔ آخر میں کامیاب ہوا تو بخارا کی طرف چلا۔ لیکن ملک بخارا سے جیت نہ سکا اور مجبوراً مرو واپس آیا۔ حجاج کو واقعہ کی اطلاع دی حجاج نے لکھا کہ ان مقامات کا نقشہ کھینچکر میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ قتیبہ نے نقشہ کھینچکر بھیجدیا۔ حجاج نے لکھا کہ تم نے جو غلطی کی ہے اس کی خدا سے معافی مانگو اور ان راستوں سے تم بخارا پر حملہ کرو اور لکھا کہ اہل کش کو پیس ڈالو اور اہل نسف کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدو اور پھر وردان پر حملہ کرو۔ محاصرہ سے بچتے رہو اور راستے کی گھاٹیوں کو چھوڑتے جاؤ بعض روایت میں ہے کہ ۹۰ھ میں بخارا فتح ہوا۔

خالد بن عبداللہ قسری کا مکہ میں والی ہونا

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبداللہ قسری مکہ کا حاکم بنایا گیا۔ وہاں پہونچکر اس نے یہ تقریر کی۔ لوگو انسانوں کا خلیفہ افضل ہے یا اللہ کا رسول خلیفہ کی عظمت تم نہیں جانتے حضرت ابراہیم نے خدا سے پانی مانگا تو اس نے کھاری اور شور پانی سے سیراب کیا اور ہمارے خلیفہ نے جب پانی مانگا تو اس کو خدا نے شیریں پانی سے سیراب کیا یعنی کھاری پانی سے زمزم کا پانی اور شیریں سے اس کنویں کا پانی جس کو ولید نے حجون کی گھاٹیوں میں طوی کی گھاٹی پر بنوایا تھا۔ یہاں سے پانی لے جا کر زمزم کے قریب ایک حوض میں جمع کیا جاتا تھا۔ تاکہ اس کی فضیلت زمزم پر ثابت ہو لیکن شان خداوندی

نے یہ رنگ دکھایا کہ وہ کنواں خراب ہو گیا اور اس کا پانی بھی خشک ہو گیا بلکہ اُسکا بھی پتہ نہیں کہ وہ کس مقام پر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ خالد ۹۰ھ میں والی ہو کر یہاں آیا اور بعض ۹۲ھ میں بیان کرتے ہیں ہم نے اس کا تذکرہ وہاں کر دیا ہے۔

ڈاہر ملک سندھ کا قتل

اس سال محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی نے ڈاہر بن صعصہ ملک سندھ کو قتل کیا (حجاج اور محمد تیسری پشت میں حکم سے ملتے ہیں) محمد نے ڈاہر کو قتل کر کے اسکے ملکوں کو بھی فتح کر لیا۔ حجاج نے محمد بن قاسم کو اس سرحد کا عامل بنا کر بھیجا۔ اور ۶ ہزار فوج اُس کے ساتھ کی۔ ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کر دیں۔ حتیٰ کہ سوئی، تاگا وغیرہ کا بھی انتظام کیا۔ محمد وہاں سے مکران آیا اور چند دن رہکر قنز بور آیا اور اس کو فتح کر کے ارمائیل کو قبضہ میں کیا اور پھر جمعہ کے دن دیبل کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاقاً اسی روز وہ کشتیاں بھی آگئیں جن پر فوج ہتھیار اور تمام ساز و سامان لدا ہوا تھا۔ جب وہ وہاں پہونچ گیا تو اس نے خندق کھودی اور فوجیں اپنی اپنی جگہ پر مرتب ہو کر مقیم ہو گئیں۔ ایک منجنیق گاڑی گئی جسے اس زمانہ میں عروس کہا جاتا تھا تقریباً پانسو آدمی اسکو کھینچتے تھے۔ دیبل میں ایک بہت بڑا بت تھا جس پر ایک گنبد بنا ہوا تھا۔ اور اس پر سرخ جھنڈا نصب کیا ہوا تھا جب ہوا چلتی تھی تو وہ شہر کے چاروں طرف اڑتا تھا۔ وہ بت ایک بڑی عالیشان عمارت میں رکھا گیا تھا جو اس منارہ کے نیچے بنی تھی اور اسی منارہ پر وہ برج تھا جس پر یہ جھنڈا نصب کیا گیا تھا لوگ اس بت کی پوجا کرتے تھے محمد ایک عرصہ تک محاصرہ کئے پڑا رہا۔ ایک دن اس برجی پر اس نے منجنیق کے ذریعہ سے پتھر پھینکا۔ جس کے صدمہ سے وہ گر پڑی۔ کفار نے اس کے گرنے سے بدفالی لی، محمد کی ہمت بڑھ گئی اور اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ کفار بھی مقابلہ کے لئے نکلے۔ مگر شکست کھا کر شہر میں بھاگ گئے۔ محمد نے اس عمارت میں زینے لگوا کر لوگوں کو اندر جانے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے بنی مراد کا کوئی آدمی تھا جو کوفہ کا باشندہ تھا اس میں داخل ہوا۔ اور پھر تمام آدمی اندر اترے۔ اور اس طرح شہر بزور شمشیر فتح ہوا تین دن تک شہر میں قتل عام ہوتا رہا۔ ڈاہر کا عامل بھاگ گیا۔ تو محمد نے ۴ ہزار آدمیوں کو وہاں ٹھہرایا اور وہاں ایک جامع مسجد بنائی۔ اس کے بعد محمد یہاں سے بیرون کی طرف

روانہ ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے سفراء بھیجکر حجاج سے پہلے ہی مصالحت کرلی تھی۔ اور اب وہ لوگ سامان رسد لیکر محمدؔ سے ملنے آئے اور اس کو اپنے شہر میں لے گئے۔ محمدؔ نے بہت سے شہروں کو فتح کرنے کے بعد نہر مہران کا قصد کیا وہاں اہل سربیدس نے صلح کرلی۔ اور ان پر خراج کی ادائگی بھی متعین کردی گئی۔ یہاں سے شہبان گیا اور اسکو فتح کر کے نہر مہران کی طرف چلا راستہ میں ایک جگہ پر مقیم ہوا۔ ذاھر کو اس کی اطلاع ہوی تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے طیار رہوا۔ محمدؔ نے ایک فوج سدوستان کی طرف بھیجی وہاں کے باشندوں نے بھی صلح کرلی اور ان پر خراج مقرر کردیا گیا۔ اس کے بعد پل مرتب کر کے اس نے نہر مہران کو عبور کیا اور بلاد راسل کے قریب پہونچا۔ ذاھر بھی اسی طرف چھپا تھا۔ اتفاق سے اسی مقام پر مڈبھیڑ ہوگئی۔ ذاھر ہاتھی پر سوار تھا اور بھی بہت سے ہاتھی تھے۔ ہاتھی کو بڑے بڑے زبردست اور بہادر سردار اپنے حلقہ میں لئے ہوئے تھے۔ دونوں فوجوں میں خوب معرکہ آرائی ہوئی۔ ذاھر جب مجبور ہوا تو ہاتھی پر سے اتر کر لڑنے لگا۔ لیکن شام کے وقت مارا گیا۔ اور باقی نے بھی شکست کھائی۔ جہاں پایا مسلمانوں نے بے دریغ قتل کیا۔ ذاھر کا قاتل یہ کہتا ہے۔

الخیل تشھد یوم ذاھر والقنا ومحمد بن القاسم بن محمد

ذاھر کی لڑائی کے دن گھوڑے سوار اور نیزے اور محمد بن قاسم بن محمد اسبات کے شاہد ہیں

انی فرجت الجمع غیر معرد حتی علوت عظیمھم بمھند

کہ میں نے بلا کسی پریشانی اور اضطراب کے لشکر میں ایک کھلبلی مچادی یہاں تک کہ اُن کے سب سے بڑے سردار کے سر پر ایک ہندی تلوار لیکر پہونچا۔

فترکتہ تحت العجاج مجندلا متعفر الخدین غیر موسد

پھر میں نے اسکو گرد وغبار میں لیٹا ہوا چھوڑ دیا اسکے دونوں رخسار سے خاک آلود تھے اور وہ بغیر کسی تکیہ کے پڑا تھا

جب ذاھر مقتول ہوگیا تو محمدؔ نے بلاد سندھ پر قبضہ کرلیا اور شہر راور کو بھی فتح کرلیا۔ یہاں ذاھر کی بیوی رہتی تھی۔ جب اس نے سنا کہ ذاھر قتل ہوگیا ہے تو وہ اس خوف سے کہ وہ قید ہوجائیگی خود اپنی تمام لونڈیوں کو لے کر آگ میں جل گئی اور تمام مال و دولت خدم وحشم سب کو جلا کر خاک کردیا۔ محمدؔ یہاں سے برھمناباذ کی طرف چلا اور یہ منصورہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ اسوقت منصورہ میں کوئی آبادی نہ تھی۔ بلکہ جنگل تھا منہزم شدہ کفار نے

یہیں آکر پناہ لی۔ محمدؐ نے برھمناباذ میں لڑائی کی اور شہر کو فتح کر لیا بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ عمارتوں کو منہدم کر دیا۔ پھر روڑا اور بغرور جارہا تھا کہ باشندہ گان ساوندری نے ان لوگوں نے محمد سے صلح کر لی لیکن محمدؐ نے یہ شرط کی کہ تمام مسلمانوں کی تم ضیافت کرو۔ ان لوگوں نے بسر وچشم قبول کیا اس کے بعد وہاں کے لوگ مسلمان بھی ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بسمد کی طرف گیا اور وہاں کے لوگوں نے بھی صلح کر لی یہیں سے روڑ گیا۔ روڑ سندھ کے شہروں میں سے تھا جو پہاڑ پر تھا۔ محمدؐ نے کئی مہینے تک محاصرہ کیا اور آخر میں صلح ہو گئی وہاں سے وہ سکہ فتح کر کے نہر بیاس کی طرف گیا اور اس کو عبور کر کے ملتان پہونچا۔ وہاں کے باشندوں سے بھی لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر شہر میں گھس گئے۔ جسکے بعد محمدؐ نے محاصرہ کر لیا۔ ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کو یہ مشورہ دیا کہ یہ پانی جو شہر کے اندر جاتا ہے اس کو بند کر دو۔ محمدؐ نے بند کرا دیا۔ شہر والے پیاس سے تڑپنے لگے۔ اور از حد مضطر ہو گئے۔ مجبوراً محمدؐ کے سامنے انھوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ بتوں کے تمام پجاریوں کو گرفتار کر لیا۔ کل ۶ ہزار قیدی تھے۔ مال غنیمت بہت حاصل ہوے۔ صرف سونا ۱۰ ہاتھ طول اور ۸ ہاتھ عرض کی جگہ میں جمع کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے ملتان کو اہل عرب فرج بیت الذہب اور فرج الثغر کہتے تھے یعنی سونے کی کان تھا۔ ملتان کے بت پر سونے چاندی کے زیورات نذرانے چڑھائے جاتے تھے۔ اور انکی زیارت کر کے اپنے سر اور ڈاڑھی مونڈوا دیتے تھے اور اس بت کے سامنے گریہ وزاری کرتے تھے اور ان کو حضرت ایوب (علیہ السلام) کا بت سمجھتے تھے۔ غرضکہ یہاں بہت بڑے فتوحات حاصل ہوے۔ حجاج نے جب ان تمام مصارف کا تخمینہ کیا جو سندھ کی لڑائیوں میں صرف ہوے تھے تو ۶۰ لاکھ درہم ہوئے۔ اور جب غنیمتوں کا حساب کیا تو ایک کرور ۲۰ لاکھ ہوے۔ اس پر اس نے کہا کہ خیر ۶۰ لاکھ کا منافع ہوا۔ اور اپنا انتقام بھی لے لیا یعنی ذاھر قتل ہو گیا۔ اسی کے بعد حجاج کا انتقال ہو گیا۔ محمدؐ کا تذکرہ ان شاء اللہ حجاج کی وفات کے بیان میں کروں گا۔

موسیٰ بن نصیر کا افریقیہ میں حاکم ہونا

ولید بن عبد الملک نے اس سال موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کا حاکم بنایا موسیٰ کے

والد نصیر حضرت معاویہ کے حرس (باڈی گارڈ) کے افسر اعلیٰ تھے۔ جب حضرت معاویہ جنگ صفین کے ارادہ سے نکلے۔ تو نصیر انکے ساتھ نہیں گئے۔ حضرت معاویہ نے پوچھا کہ میرے ساتھ حضرت علیؓ سے لڑنے کیوں نہیں چلتے۔ حالانکہ ہم نے تم پر بہت بڑے بڑے احسانات کئے ہیں۔ نصیر نے جواب دیا کہ میں اسکے ساتھ کفران کرنے میں تمھارا ساتھ نہیں دےسکتا جو تم سے زیادہ قابل شکریہ ہے۔ یعنی خدائے عزوجل۔ معاویہ خاموش ہو گئے۔ بہرحال موسیٰ حاکم ہوکر افریقہ پہونچے۔ وہاں صالح قائم مقام تھا جس کو حسان نے بنادیا تھا۔ بربری حسان کے واپسی کے بعد ملک کے فتح کے لئے پھر بے تاب ہورہے تھے۔ موسیٰ نے وہاں پہنچتے ہی صالح کو معزول کیا اور اُسے یہ معلوم ہوا کہ اطراف وجوانب میں ایسی جماعتیں ہیں جو سرکشی کے لئے آمادہ ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو انکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ عبداللہ نے لڑکر ان گروہوں کو شکست دی اور ایک ہزار آدمیوں کو قید کرلیا۔ وہاں سے وہ جزیرہ میورقہ کی طرف آیا اور بے شمار غنائم حاصل کرکے صحیح وسالم واپس آگیا۔ موسیٰ نے پھر اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو بھیجا جس نے دوسری جماعتوں سے جنگ کی۔ اس میں فتحیاب ہوا اور قیدیوں کو لیکر لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد خود موسیٰ نے ایک قوم پر چڑھائی کی۔ وہاں بھی کامیابی ہوئی۔ اور اتنا ہی مال غنیمت حاصل ہوا صرف خمس کے قیدی ۶۰ ہزار تھے۔ کسی شخص نے نہیں سنا تھا کہ کبھی اتنے قیدی حاصل ہوئے ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد افریقہ میں سخت قحط پڑا۔ گرانی نے ایک عجیب آفت مچائی موسیٰ نے صلوٰۃ استسقا پڑھی اور ایک خطبہ سنایا۔ مگر اس میں ولید کا ذکر تک نہ کیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ کسی کے لئے دعا نہیں کی جاسکتی اور نہ خدا کے سوا کسی کی یاد کی جاسکتی ہے۔ اس دعا کے بعد خدا کے فضل سے بارش ہوئی اور گرانی ارزانی سے بدل گئی۔ اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی طرف قدم بڑھایا۔ وہاں بربریوں کی بقیہ جماعتیں آباد تھیں موسیٰ کی آمد کی خبر سنکر وہ بھاگ گئے لیکن موسیٰ نے ان کا تعاقب کرکے خوب درست کیا اور اسی طرح وہ سوس ادنیٰ تک پہونچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے کوئی مدافعت نہیں کی۔ بلکہ بربریوں نے امان طلب کی اور مطیع ہوگئے۔ موسیٰ نے طنجہ پر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد کو عامل بنادیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی فوج رکھدی جس میں اکثر بربری تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے

معلمین قرآن اور علماء ساتھ کر دیئے۔ اور پھر وہاں سے افریقہ واپس آیا۔ راستہ میں قلعہ مجانہ سے گذرا تو وہاں کے باشندے قلعہ میں گھس گئے۔ موسیٰ نے بشر بن فلان کو ان پر محاصرہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور خود واپس آگیا۔ بشر نے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس کے بعد سے اس کا نام قلعہ بشر پڑ گیا۔ بہر حال اب افریقہ ہر طرف سے مامون ہو گیا کسی کو سر اٹھانے کی طاقت نہیں رہی بعض روایت میں ہے موسیٰ کو ۷۸ھ میں عبدالعزیز بن مروان نے افریقہ کا حاکم بنایا۔ اور اس وقت عبدالعزیز عبدالملک کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔

۸۹ھ کے مختلف واقعات

مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربیجان کے قریب لڑائی کی۔ اور بہت سے قلعے اور شہر فتح کئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا عمال حکومت وہی تھے جنکا ذکر ہو چکا ہے۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر عذری حلیف بنی زہرہ نے اس سال انتقال کیا۔ ان کی پیدائش ہجرت سے چار برس پیشتر ہوئی تھی اور بعض ۶ھ میں ان کی پیدائش بتاتے ہیں۔ ظلیم مولی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ میں وفات پائی۔ (ظلیم بفتح ظاء وکسر لام)۔

۹۰ھ کی ابتداء
بخارا کی فتح

ہم حجاج کے اس خط کا تذکرہ کر چکے ہیں جو قتیبہ کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ وہ بخارا کے بادشاہ وردان خذاہ سے واپسی کی وجہ سے توبہ کرے۔ اور فلاں فلاں راستہ سے پھر حملہ کرے۔ جب یہ خط قتیبہ کو ملا تو اس نے ۹۰ھ میں بخارا کا رخ کیا بادشاہ وردان خذاہ نے صغد اور آس پاس کے ترکوں کو بہت ابھارا تو وہ اس کی مدد کے لئے آئے۔ لیکن ان کے پہونچنے کے قبل قتیبہ نے آکر شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب ترکوں کی امدادی فوج پہونچی تو اہل بخارا بھی میدان میں آگئے۔ بنو ازد نے قتیبہ سے کہا کہ ایک جانب ہم لوگوں کو لڑنے دیجئے۔ قتیبہ نے کہا کہ اچھا تو آگے بڑھو۔ بنو ازد نے سبقت کی اور خوب جم کر لڑے لیکن آخر میں انھوں نے ایسی شکست

کھائی کہ میدان سے بھاگے اور سیدھے اپنے فوجی خیموں میں گھس آئے۔ کفار نے اُن کا پیچھا کیا اور مارتے پیٹتے یہاں تک لے آئے۔ بلکہ آگے بڑھ گئے، عورتوں نے جب مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو گھوڑوں کے سُموں پر مارنا شروع کیا اور رونے لگیں اس صدائے غیب نے مسلمانوں کے دلوں میں پھر ہمت پیدا کر دی اور انھوں نے پلٹ کر کفار پر بڑا زوردار حملہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ نے بھی یورش کی اور کفار کو پیچھے ہٹا دیا ترک ایک اُونچے مقام پر جا کر رکے۔ قتیبہ نے کہا کہ اُن کو یہاں سے کون ہٹاتا ہے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو قتیبہ نے بنو تمیم سے کہا کہ گذشتہ کارنامہائے زندگی کی طرح آج بھی ایک بڑا کارنامہ ہے۔ ہمت باندھکر اٹھو۔ وکیع نے جو اُنکا سردار تھا فوراً جھنڈا لیا اور کہا کہ اے بنو تمیم کیا تم میدان میں ہمکو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے انھوں نے جواب دیا کہ نہیں اے ابو مطرف۔ ھریم بن ابی طعمہ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا اور وکیع ان تمام کا سپہ سالار تھا۔ وکیع نے کہا کہ آئے ھریم اپنی جماعت کو آگے بڑھاؤ اور جھنڈا اُس کے سپرد کر دیا۔ ھریم آگے بڑھا اور وکیع پیادہ فوج کو لیکر پیچھے چلا۔ ھریم نہر پر رک گیا۔ جو ترکوں کے درمیان حایل تھی۔ وکیع نے پکارا کہ اے ھریم آگے بڑھو۔ ھریم نے وکیع کو ایک غصہ کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ پوری جماعت کو اس میں ہلاک کر دوں۔ وکیع بگڑا اور کہا کہ اے بد عورت کے بچے میرے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ آہستہ سے اس پر ایک گرز سے ٹھیس ماری بہر حال ھریم نے نہر عبور کر لیا۔ وکیع جب قریب پہونچا تو انہوں نے اس پر ایک لکڑی کا پل بنا دیا۔ اور کہا کہ جو مرنے کے لئے مستعد ہے وہ نہر کو عبور کر جائے اور جو موت سے ڈرتا ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے آٹھ سو آدمیوں نے نہر کو عبور کیا۔ جب دشمنوں کے قریب پہونچے تو وکیع نے ھریم سے کہا کہ میں ان سے مقابلہ کرتا ہوں اور تم ان کو اپنی جماعت کے ساتھ روکے رہو۔ وکیع نے اُن پر حملہ کیا اور ان کو پیچھے ہٹا دیا اور ھریم نے بھی اپنے دستہ کے ساتھ حملہ کیا۔ اور ان دونوں نے ملکر ترکوں کو اس ٹیلہ سے نیچے اتار دیا۔ قتیبہ نے اپنی فوج کو کہا کہ دیکھو دشمن شکست کھا رہے ہیں۔ ابھی ایک شخص بھی نہر کے پار نہیں ہوا تھا کہ کفار نے پوری شکست کھائی۔ قتیبہ نے یہ اعلان کیا کہ جو ایک کافر کا سر لائیگا اس کو سو درہم انعام دیا جائیگا چنانچہ بہت سے سر کاٹ کاٹ کر لے آئے، صرف بنی قریع میں سے گیارہ آدمی،

ایک ایک سر کاٹ کر لائے تھے۔ جس سے پوچھا جاتا کہ تم کون ہو تو وہ یہی کہتا کہ میں قریشی ہوں۔ ایک بنوازد کے آدمی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اس نے کہا کہ میں قریشی ہوں۔ جہم بن زحر نے اس کو پہچان لیا۔ اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی قسم یہ بنوازد کے قبیلہ سے ہے۔ قتیبہ نے پوچھا کہ تمکو اس کے کہنے کی کیا ضرورت تھی جہم نے جواب دیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جو آتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں قریشی ہوں۔ اسلئے میں نے یہ خیال کیا کہ جو سر لیکر آئیگا وہ اپنے کو قریشی ضرور بتائے گا چاہے وہ کسی قبیلہ سے ہو۔ قتیبہ ہنس پڑا۔ اس جنگ میں خاقان اور اس کا لڑکا دونوں زخمی ہوئے قتیبہ کو کامل فتح حاصل ہوئی اور اس نے حجاج کو اس کی اطلاع دی۔

قتیبہ اور اہل صغد کی مصالحت

جب قتیبہ اہل بخارا سے لڑ رہا تھا تو اہل صغد بہت ڈرے۔ اس لئے ملک طرخون نے دو سواروں کے ساتھ قتیبہ کی فوج کے قریب پہونچا اور ایک ایسے شخص کو طلب کیا جس سے وہ مصالحت کی گفتگو کر سکے۔ قتیبہ نے حیان نبطی کو بھیجا طرخون نے فدیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ قتیبہ نے منظور کر لیا اور طرخون صغد واپس آگیا۔ اور قتیبہ بھی واپس ہو گیا نیزک اس وقت تک اس کے ساتھ تھا۔

نیزک کی دغابازی اور طالقان کی فتح

جب قتیبہ بخارا فتح کر کے نیزک کے ساتھ لوٹا۔ تو نیزک فتوحات کی اس کثرت سے بہت مرعوب ہوا۔ اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں اس کے ساتھ تو ہوں لیکن مطمئن نہیں ہوں۔ اس سے اجازت لیکر واپس جاؤں گا اور پھر کوئی صورت نکالوں گا لوگوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی کرو۔ چنانچہ نیزک نے قتیبہ سے جانیکی اجازت مانگی اس نے اجازت دیدی وہ اس وقت آمل میں تھا۔ نیزک اس سے علٰحدہ ہو کر طخارستان روانہ ہوا۔ مگر بسرعت تمام نوبھار آیا۔ نوبھار میں کچھ عبادت کی اور اس سے برکت چاہی پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کوئی شک نہیں قتیبہ مجھے اجازت دینے پر سخت نادم ہو گا بلکہ عنقریب مغیرہ بن عبداللہ کو میری گرفتاری کا حکم دے گا۔ اور واقعتاً قتیبہ

اجازت دے کر بہت نادم ہوا اور اس نے مغیرہ بن عبداللہ کو اُس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ نیزک بھاگتا رہا اور مغیرہ اُس کے تعاقب میں تھا۔ جب وہ خلم کی گھاٹی میں پہونچ گیا تو مغیرہ واپس آگیا۔ اُس کے بعد نیزک نے کھلم کھلا بغاوت و سرکشی کی۔ چنانچہ بلخ کے اصبہبد ملک مروالروز کے بادشاہ باذان بادشاہ طالقان، بادشاہ فریاب، بادشاہ جوزجان کو مختلف خطوط اس مضمون کے لکھے کہ وہ قتیبہ سے تعلقات منقطع کرلیں اور اس کی اطاعت نہ کریں۔ تمام بادشاہوں نے قبول کرلیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ موسم بہار میں سب جمع ہوکر قتیبہ کے خلاف فوج کشی کی جائے۔ اس کے بعد نیزک نے شاہ کابل کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کیجے۔ اپنا تمام مال واسباب اسی کے پاس بھیجدیا۔ اور اس سے یہ بھی پوچھا کہ اگر مجھے ضرورت ہوی تو آپ مجھ کو اپنے پاس آنیکی اجازت دیتے ہیں یا نہیں اُس نے اجازت دیدی جبغویہ طخارستان کا بادشاہ نہایت ضعیف اور ناتواں تھا۔ نیزک نے اسکو گرفتار کرلیا اور اس کے پیر میں سونے کی بیڑیاں پہنادیں۔ تاکہ وہ کسی قسم کی مخالفت نہ کرسکے۔ جبغویہ اصل بادشاہ تھا اور نیزک اس کا غلام تھا۔ نیزک جب اس سے مطئین ہوگیا تو جبغویہ کی مملکت سے قتیبہ کے تمام عمال کو نکالدیا قتیبہ کو نیزک کی بغاوت کی خبر موسم سرما سے قبل ہی ملی جس میں تمام فوجیں منتشر ہوچکی تھیں۔ پھر بھی اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن مسلم کو ۱۲ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا۔ اور کہا کہ وہیں جاکر خاموش ہوکر مقیم رہو۔ جب موسم سرما گذرجائے تو طخارستان کا رخ کرو۔ اور میں بھی تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہوں۔ عبدالرحمن روانہ ہوا جب موسم سرما ختم ہونے لگا تو قتیبہ نے نیشاپور اور دوسرے شہروں سے فوجیں بلائیں اور فوجیں اپنے وقت سے پہلے وہاں سے آگئیں۔ پھر قتیبہ طالقان کی طرف چلا۔ یہاں کے بادشاہ نے بھی نیزک کی متابعت میں بغاوت کردی تھی۔ قتیبہ نے طالقان میں خوب لڑائی کی اور ان کو شکست دیدی، چار فرسخ کے فاصلہ تک دو صفوں میں مرتب کرکے وہاں کے قیدیوں کو پھانسی دی گئی تھی۔ یہ سال نیزک کی جنگ سے قبل ختم ہوگیا۔ ان شاءاللہ آیندہ سال ۹۱ھ میں اس کا مفصل تذکرہ ہوگا۔

یزید بن مہلب اور اسکے بھائیوں کا حجاج کی قید سے فرار ہونا

اس سال یزید بن مہلب اور اس کے دوسرے بھائی حجاج کے قید خانہ سے بھاگ گئے

اسوقت حجاج فوج بھیجنے کے لئے استقاباذ گیا ہوا تھا۔ کیونکہ کردوں نے فارس پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور اس کے ساتھ یزید بن مھلب اور اس کے بھائی عبدالملک اور مفضل بھی فوج کیساتھ روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہونچے تو ایک خندق میں خیمہ نصب کرکے ان تینوں بھائیوں کو قید کردیا گیا تھا۔ اور ان کا خیمہ اپنے سے قریب رکھا۔ اور حجاج نے ان پر شامی سپاہیوں کا پہرہ رکھا۔ اور وہ یزید اور اس کے بھائیوں سے ٦ لاکھ کا مطالبہ کرتا تھا کہ اگر یہ دیدو تو میں تمکو رہا کردوں گا۔ اور اسی غرض سے ان کو مختلف قسم کی سزائیں دیتا۔ لیکن یزید نہایت خاموشی کے ساتھ ان تمام تکالیف کو برداشت کرلیتا۔ حجاج کو اس کی خاموشی اور غضبناک کرتی تھی۔ ایک دن حجاج سے کہا گیا کہ یزید کی پنڈلی میں ایک تیر لگ گیا تھا جس کا پھل اندر ہی رہگیا ہے۔ جب اس کو کوئی چھوتا ہے تو سخت تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس درد کی وجہ سے چلاتا ہے۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی پنڈلی خوب دکھائی جائے۔ جب لوگ اس کو دکھاتے تھے تو یزید زور زور سے چیختا تھا۔ یزید کی بہن ہند بنت مھلب جو حجاج کی بیوی تھی۔ اس کی دردناک آواز سنکر رونے دھونے لگی۔ حجاج نے اس کو طلاق دیدی۔ اس کے بعد حجاج نے یہ سزا بند کردی۔ اور روپیہ کا تقاضا جاری رکھا۔ وہ لوگ بھی نجات حاصل کرنیکی بڑی کوشش کرتے رہے چنانچہ انھوں نے اپنے بھائی مروان بن مھلب کو جو بصرہ میں تھا لکھ بھیجا کہ ہمارے لئے چند گھوڑے کھلا پلا کر تیار کرو۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ تم اسے بیچنا چاہتے ہو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان کا بھائی حبیب بھی بصرہ میں اسی عذاب میں مبتلا تھا۔ ایک دن یزید نے پہرہ داروں کے لئے خوب بہترین کھانا تیار کرایا۔ اور شراب کا انتظام کیا۔ ان سبھوں نے خوب مشغول ہو کر کھایا اور شرابیں پی کر مست ہوگئے۔ یزید نے فوراً باورچی کا لباس پہن لیا اور ایک سفید ڈاڑھی بھی لگائی۔ پھر روانہ ہوا۔ جب چلنے لگا تو بعض سپاہیوں نے کہا کہ یہ تو یزید کی رفتار ہے چند سپاہی لپک کے دیکھنے لگے لیکن سفید ڈاڑھی کی وجہ سے نہ پہچان سکے اور رات کا وقت بھی تھا اس لئے چھوڑکر چلے آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مفضل اور عبدالملک بھی نکل گئے تو بھی انکو خبر نہ ہوئی۔ یہ سب ایک کشتی پر سوار ہوئے اور رات بھر سفر کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پہریداروں کو خبر ہوئی کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی چلدئے۔ پھر حجاج کو اطلاع

دی گئی تو وہ اس سے بہت ڈرا کہ کہیں یہ سب خراسان میں جا کر شرارت نہ کریں فوراً قتیبہ کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔ جب یزید بطائح کے قریب پہونچا تو اس کے لئے گھوڑے موجود تھے، جنکے ساتھ بنوکلب کا ایک رہبر تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور شام کی طرف چلے گئے۔ اور سماوہ کا راستہ اختیار کیا۔ دو دن بعد جب حجاج آیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ لوگ شام کی طرف گئے ہیں۔ فوراً ولید کو خبر دی کہ یزید بھاگ کر شام جا رہا ہے، یزید ادھر سے ہوتا ہوا فلسطین میں آیا اور وهیب بن عبدالرحمن ازدی کے یہاں ٹھیرا وهیب، سلیمان بن عبدالملک سے بہت زیادہ دوستانہ رکھتا تھا۔ اُس نے سلیمان کو یزید اور اُس کے بھائیوں کے حالات سے اطلاع دی، اور کہا کہ یہ لوگ حجاج کے ظلم سے بھاگ کر آئے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لے آؤ میں اپنے پاس مامون و محفوظ رکھونگا اور جب تک میں زندہ رہونگا کوئی اُن کو ضرر نہیں پہونچا سکتا چنانچہ وهیب ان سب کو لیکر سلیمان کے پاس گیا۔ اور وہاں اطمینان کے ساتھ یہ رہنے لگے حجاج نے ولید کو پھر خط لکھا کہ آل مھلب نے امانت خداوندی میں خیانت کی تھی۔ اور جب اُن کو میں نے قید کر لیا تو وہ یہاں سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلے گئے ہیں۔ ولید بھی اس بات سے کھٹکتا تھا کہ یہ لوگ خراسان جا کر فساد نہ مچائیں۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اُس کے بھائی سلیمان کے پاس ہیں تو کسی قدر مطمئن ہو گیا۔ مگر جو مال یزید کے ذمہ میں تھا اس پر بہت ناراض ہوا۔ سلیمان نے خود اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ یزید میرے پاس ہے اور میں ہی نے اس کو امن دیا ہے۔ اب اس پر صرف تین لاکھ درہم رہگئے ہیں کیونکہ حجاج نے ۶ لاکھ کا دعویٰ کیا تھا جس میں سے ۳ لاکھ یزید ادا کر چکا ہے اور باقی میں ادا کر دونگا۔ ولید نے جواب دیا کہ میں اسوقت تک یزید کو امن نہیں دونگا جب تک وہ میرے پاس نہ آجائے۔ سلیمان نے پھر لکھا کہ اگر میں آپ کے پاس بھیجدوں تو اُس کے معنی یہ ہیں کہ میں بھی اُس کے ساتھ آؤں۔ ولید نے جواب دیا کہ اگر تم آؤ گے تو میں کبھی امن نہ دونگا۔ یزید نے سلیمان سے کہا کہ مجھے آپ بھیجدیجئے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے آپ دونوں بھائیوں میں شکر رنجی ہو۔ اور نہ لوگ آپ دونوں کے متعلق مجھکو ایک منحوس آدمی سمجھیں کہ جس نے تفرقہ ڈالدیا۔ صرف میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کے متعلق جتنا ہو سکے آپ لکھدیجئے۔ سلیمان نے یزید کو بھیجا اور اپنے لڑکے

ایوب کو بھی ساتھ کر دیا چونکہ ولید نے یہ بھی لکھا تھا کہ یزید کو مقید کر کے بھیجو' اس لئے سلیمان نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب ولید کے سامنے جاؤ تو دونوں آدمی زنجیروں میں بندھے ہوئے جاؤ۔ جب یہ لوگ پہونچے تو ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی پابہ زنجیر دیکھا تو بولا کہ سلیمان کے ہم قابل ہو گئے۔ ایوب نے سلیمان کا خط نکالکر ولید کو دیا۔ اور کہا کہ اے امیرالمومنین میں آپ پر قربان ہوں ہمارے والد کے عہد کو نہ توڑئے۔ آپ زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حفاظت کریں۔ خدارا جن بہترین توقعات کے ساتھ ایک شخص ہمارے یہاں پناہ لینے کے لئے آیا ہے اُس کو خاک میں نہ ملائیے۔ اور جو شخص عزت کا طلب گار ہو کر ہمارے پاس آیا ہے اسکی عزت برباد نہ کیجئے۔ اور یہ سب اس وجہ سے کہ آپ ہمارے چچا ہیں ولید نے سلیمان کا خط پڑھا سلیمان نے لکھا تھا کہ میں یزید کے لئے رحم اور مہربانی کا طلبگار ہوں۔ اور اس کی سفارش کرتا ہوں۔ جو کچھ اس پر قرض رہگیا ہے۔ اُس کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں۔ ولید نے خط پڑھکر کہا کہ ہم نے سفارش قبول کر لی۔ اس کے بعد یزید سے گفتگو کی' یزید نے اپنی معذرت ظاہر کی۔ تو ولید نے امن دیدیا۔ اور یزید لوٹ کر سلیمان کے پاس چلا گیا۔ ولید نے حجاج کو لکھ بھیجا کہ میں یزید اور اس کے بھائیوں کو سلیمان کے یہاں سے گرفتار نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم ان سے درگذر کرو' حجاج نے ان کو ستانا چھوڑ دیا۔ ابو عیینہ بن مہلب پر بھی ایک لاکھ درہم تھا اس کو بھی حجاج نے رہا کر دیا حبیب بن مہلب کو بھی آزاد کر دیا' یزید' سلیمان ہی کے پاس رہا۔ اور برابر تحفہ تحایف سلیمان کے پاس بھیجتا رہا اس کو مختلف قسم کے عمدہ کھانے بھیجتا رہا۔ جس قسم کا ہدیہ یزید کے پاس آتا تھا اُس کو سلیمان کے پاس ضرور بھیجتا تھا سلیمان بھی کسی ہدیہ کو بغیر یزید کو بھیجے ہوئے چین نہیں لیتا تھا حتی کہ جو لونڈی پسند ہو جاتی تھی اس کو یزید کے پاس ضرور بھیجتا تھا۔

۹۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم میں بہت کچھ فتوحات حاصل کئے سوریہ کے پانچ قلعہ فتح کیا۔ اور عباس بن ولید نے بھی جنگ کی اور ارزن تک پہونچ گیا اور پھر وہاں سے سوریہ میں آیا۔ اس سال ولید نے قرہ بن شریک کو مصر کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی عبداللہ بن عبدالملک کو معزول کر دیا۔ رومیوں نے اس سال خالد بن کیسان

صاحب بحر کو گرفتار کر لیا تھا اور ان کے بادشاہ نے اس کو ولید کے پاس بھیجدیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اور اس سال وہ مکہ مدینہ اور طایف کے بھی حاکم بنا دئے گئے تھے۔ عراق اور تمام مشرقی سرزمین میں حجاج حاکم تھا۔ بصرہ میں اس کا والی جراح بن عبداللہ حکمی تھا۔ اور قاضی عبدالرحمٰن بن اُذینہ تھے۔ خراسان پر قتیبہ بن مسلم عامل تھا مصر میں قرہ بن شریک تھا۔ حضرت انسؓ بن مالک انصاری نے اسی سال وفات پائی بعض ۹۲ سنہ اور بعض ۹۳ سنہ میں روایت کرتے ہیں ان کی عمر ۹۶ سال کی تھی اور بعض ۱۰۶، ۱۰۷ اور بعض ۱۰۳ بتاتے ہیں۔ ابو العالیہ ریاحی نے شوال کے مہینے میں انتقال کیا نضر بن عاصم لیثی نحوی نے اس سال وفات پائی انھوں نے فن نحو ابو الاسود دُئلی سے حاصل کیا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ سنہ ۹۰ میں مرے۔

سنہ ۹۱ھ کی ابتداء

جنگ قتیبہ اور نیزک کے بقیہ حالات

ہم قتیبہ کی نیزک کی طرف روانگی کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ اور طالقان میں جو ہوا وہ ذکر کیا جاچکا ہے۔ جب قتیبہ نے طالقان فتح کر لیا تو اس نے اپنے بھائی عمر بن مسلم کو وہاں کا عامل بنایا۔ بعض روایت میں ہے کہ ملک طالقان نے قتیبہ سے کوئی جنگ نہیں کی تھی۔ اس لئے قتیبہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہاں چند لوٹیرے تھے جنکو اس نے قتل کر کے مصلوب کیا اور پھر فاریاب کا رخ کیا وہاں کے حکمران نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ اور کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی۔ قتیبہ نے وہاں اپنے خاندان کے ایک شخص کو حاکم بنا دیا ملک جوزجان کو جب قتیبہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ پہاڑوں کی طرف بھاگا۔ قتیبہ جب وہاں پہونچا تو باشندگان شہر نے اطاعت کر لی۔ اور امان طلب کیا قتیبہ نے اُن کی عرضداشت کو قبول کر لیا۔ اور عامر بن حمالی کو وہاں کا عامل بنایا۔ قتیبہ یہاں سے بلخ گیا، صرف ایک دن ٹھیر کر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی تلاش میں چلا جو اسوقت خلم کی گھاٹی میں تھا۔ نیزک بغلان کی طرف چلا گیا اور گھاٹی کے راستوں کی حفاظت کے لئے ایک فوج کو متعین کر دیا اور ایک مضبوط قلعہ جو گھاٹی کے پیچھے تھا اس میں بھی ایک فوجی دستہ کو

چھوڑ دیا۔ قتیبہ کچھ دنوں تک اسی گھاٹی کے سامنے لڑتا رہا لیکن اندر نہ داخل ہو سکا اور نہ نیزک تک پہونچنے کا کوئی دوسرا راستہ ملتا تھا۔ ایک میدان کو طے کر کے جا سکتا تھا لیکن وہ اسقدر دشوار گذار راہ تھی کہ فوج اس کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک شخص نے اس شرط پر امان مانگا کہ وہ اس قلعہ تک پہونچنے کا راستہ بتلائیگا جو خلم گھاٹی کے اس طرف واقع تھا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا اور چند آدمیوں کے ساتھ اس کو قلعہ کی طرف بھیجدیا۔ اس شخص نے ان لوگوں کو لیکر گھاٹی کے عقب سے رات کو قلعہ والوں پر حملہ کیا وہ بالکل بے خبر تھے، ان لوگوں نے پہونچکر قتل کرنا شروع کیا اور جو بچے وہ بھاگ گئے اسکے بعد قتیبہ اپنی فوج کیساتھ داخل ہو گیا اور اسی طرف سے سمنجان کی طرف چلا گیا۔ وہاں ٹھر کر نیزک کے طرف چلا اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو آگے روانہ کر دیا۔ نیزک کو جب خبر ملگئی تو اس نے اپنے تمام ساز و سامان کو شاہ کابل کے پاس بھیجدیا اور وہاں سے وادی فرغانہ کو طے کر کے کرز میں آکر مقیم ہوا عبدالرحمن برابر تعاقب میں تھا اور کرز کے سامنے ہی ٹھیرا، تھوڑے دنوں کے بعد قتیبہ بھی وہاں پہونچ گیا۔ دونوں بھائیوں میں صرف دو فرسخوں کا فاصلہ تھا۔ نیزک کرز میں قلعبند ہو گیا تھا۔ لیکن عبدالرحمن کو وہاں تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں ملا۔ جو راستہ تھا وہ ایسا کہ چوپائے اس کو قطع نہ کر سکتے تھے۔ مجبوراً قتیبہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور دو مہینے اسی طرح گذر گئے، نیزک کے پاس رسد بہت کم تھی اس لئے اسکی فوج بہت پریشان ہوئی دوسرے قلعہ ہی میں چیچک کی بیماری پھیل گئی۔ جبغویہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ ادھر قتیبہ بھی موسم سرما کے خوف سے پریشان ہو گیا۔ اس نے سلیم ناصح کو بلایا اور کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو کسی حیلہ سے میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کو امان کا پیغام سنا کر لاؤ۔ اگر میں نے تم کو تنہا واپس ہوتے دیکھا تو یاد رکھو کہ میں تمکو پھانسی پر چڑھا دوں گا۔ سلیم نے کہا کہ اچھا تو اپنے بھائی عبدالرحمن کو لکھد یجئے کہ وہ میری مخالفت نہ کرے۔ قتیبہ نے ایک خط لکھدیا اور سلیم، عبدالرحمن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ چند آدمیوں کو اس گھاٹی کے سامنے متعین کر دو، جب میں نیزک کے ساتھ ادھر سے نکلوں تو تم پیچھے سے آکر گھاٹی کے درمیان حایل ہو جاؤ۔ عبدالرحمن نے اس مقام پر ایک جماعت بھیجی اور وہ اسی مقام پر کھڑی ہوئی سلیم کھانے پینے کا پورا سامان یہاں سے لے گیا اور نیزک کے پاس پہونچا، اور کہا کہ تم نے قتیبہ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ اور اس کو

سخت دھوکا دیا۔ نیزک نے کہا کہ اب کیا رائے ہے سلیم نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم قتیبہ کے پاس چلو، کیونکہ وہ اب یہاں سے ہٹنے والا نہیں ہے اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ خواہ وہ ہلاک ہو یا برباد ہو وہ موسم سرما یہیں ختم کریگا۔ نیزک نے جواب دیا کہ میں بغیر امان کے اس کے پاس کیونکر جا سکتا ہوں۔ سلیم نے کہا ہاں مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ تمھیں امان دیگا، کیونکہ تم نے اس کو غصہ سے بھر دیا ہے۔ لیکن میری رائے ہے کہ تم خفیہ طریقہ پر جاؤ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ڈالدو تو مجھکو توقع ہے کہ وہ شرمندہ ہوکر تمکو معاف کر دیگا نیزک نے کہا کہ میرے دلکو اس پر اطمینان نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ مجھکو دیکھیگا تو قتل کر ڈالیگا۔ سلیم نے کہا کہ میں اسی چیز کا مشورہ دینے کے لئے آیا ہوں کہ اگر تم نے اطاعت قبول کرلی تو وہ تمکو پہلے کیطرح محبوب رکھے گا۔ لیکن تم اس سے انکار کروگے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد سلیم نے جو کھانا ساتھ لیا تھا وہ نیزک کے سامنے رکھدیا۔ اصحاب نیزک کے لئے اس سے بہتر کیا چیز ہو سکتی تھی۔ انھوں نے بغیر پوچھے سب ہضم کر لیا۔ نیزک کو انکی یہ حرکت بہت بری معلوم ہوئی۔ سلیم نے پھر نیزک کو سمجھایا کہ میں تیری بھلائی کے لئے کہ رہا ہوں تیرے ساتھی بہت پریشان ہو گئے ہیں، اگر محاصرہ جاری رہا تو مجھے یقین ہے کہ وہ تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اس لئے قتیبہ کے پاس چلو، نیزک نے جواب دیا کہ مجھکو یقین نہیں ہے کہ وہ امان دیگا اور بغیر امان کے میں جا بھی نہیں سکتا۔ میرا گمان ہے کہ امان دینے کے بعد بھی وہ بغیر قتل کئے ہوئے باز نہیں آئے گا۔ لیکن امان دینے کے بعد میں معذور سمجھا جاؤنگا سلیم نے کہا میں تم کو امان دیتا ہوں تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ کہ میں تمکو دھوکہ دونگا، نیزک کے اصحاب نے اس سے کہا کہ سلیم کی بات مانو، وہ سچ بات کہتا ہے۔ آخر کار نیزک اور جبغویہ، اور صول طرخان خلیفہ جبغویہ اور شقران نیزک کا بھتیجا، یہ سب کے سب سلیم کے ساتھ نکلے جب گھاٹی کے قریب پہونچے تو وہ جماعت جس کو ناصح پیچھے چھوڑ آیا تھا حائل ہو گئی۔ نیزک نے کہا کہ یہ پہلی بے وفائی ہے۔ سلیم نے کہا کہ یہی تیرے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلیم اور نیزک سیدھے قتیبہ کے پاس پہونچے۔ قتیبہ نے سب کو گرفتار کر لیا، اور حجاج سے نیزک کے قتل کے متعلق رائے دریافت کی۔ قتیبہ نے کرز کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ سب قتیبہ کے سامنے لایا گیا۔ لیکن ابھی حجاج کے خط کا انتظار تھا۔ ۴۰ دن کے بعد اس کا خط ملا جس میں قتل کرنیکی اجازت تھی پھر

قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا۔ لوگ آپس میں اس کے مخالف تھے کہ نیزک کو قتل کیا جائے ضرار بن حصین نے قتیبہ سے کہا کہ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر خدا مجھکو نیزک پر قبضہ دیدیگا۔ تو اس کو میں قتل کر ڈالوں گا۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو خدا آپ کو پھر اس پر بھی قبضہ نہیں دیگا اس کے بعد قتیبہ نے نیزک کو بلا بھیجا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا، صول اور نیزک کے بھتیجے کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کے اصحاب میں سے ۔۔۔ ، سات سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۲ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ نیزک اور اس کے بھتیجے کو سولی پر چڑھایا گیا۔ اور نیزک کا سر حجاج کے پاس بھیجدیا گیا۔ نہار بن توسعہ نے نیزک کے قتل پر ایک شعر کہا ہے۔

لعمری لنعمت غذوة الجند غزوة قضت نحبها من نیزك وتعلّت

قسم ہے میری زندگی کہ لشکر نے بہترین غزوہ کیا نیزک کو قتل کر کے اپنی خواہش پوری کی بلکہ خوب سیراب ہوئے

زنیر مولی عباس باہلی نے نیزک کی ایک ڈبیہ جس میں جوہر تھا لے لی۔ لیکن اس جوہر سے بڑھکر اس کے ملک میں اور زیادہ قیمتی مال و اسباب لوگ رکھتے تھے۔ قتیبہ نے جبغویہ کو آزاد کر دیا اور اس پر نوازش اور اس کو ولید کے پاس بھیجا۔ وہ ولید کی موت تک شام ہی میں مقیم رہا۔ لوگ قتیبہ کے اس دھوکہ کو جو اس نے نیزک کے ساتھ کیا تھا اکثر تذکرہ کرتے تھے۔ کسی نے یہ بھی کہا ہے۔

فلا تحسبن الغدر حزما فربما ترقّت بك الاقدام یوما فزلّت

تم غدر کو دانائی نہ سمجھو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جسقدر تجھکو ترقی کر کے آگے بڑھایا ہے وہ کسی روز پھسل گئے

جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کر دیا تو مرو کی طرف لوٹا۔ ملک جوزجان نے اس سے امان طلب کیا۔ قتیبہ نے منظور تو کیا لیکن اس شرط پر کہ وہ اس کے پاس آئے۔ مگر اس نے یرغمال مانگے اور خود بھی یرغمال دئے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن حبیب الباہلی کو اپنا یرغمال بنایا اور ملک جوزجان نے اپنے خاندان کے لوگوں کو بطور یرغمال پیش کیا۔ بادشاہ جوزجان قتیبہ سے ملکر واپس گیا اور طالقان میں مر گیا۔ اہل جوزجان نے کہا کہ عربوں نے اسے زہر دیا ہے۔ اور اس شبہہ پر انھوں نے حبیب کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے اس کے جواب میں جوزجان کے یرغمالوں کو جو اس کے پاس تھے قتل کر ڈالا۔

غزوۂ شومان، کُش اور نسف

اسی سال قتیبہ نے شومان پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہاں کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ قتیبہ نے اس واقعہ کے بعد اس کے پاس دو قاصد بھیجے، ایک عرب تھا جس کا نام عیاش تھا اور دوسرا خراسانی تھا دونوں ملک کش کے پاس اس غرض سے آئے کہ جس چیز پر مصالحت ہوئی اس کو ادا کر دو۔ یہ دونوں جب شومان پہونچے تو وہاں کے لوگوں نے تیر برسائے۔ خراسانی تو لوٹ گیا، لیکن عیاش لڑا۔ اور (۶۰) زخم کھانے کے بعد مارا گیا جب قتیبہ کو عیاش کے قتل کی خبر ملی تو خود روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو اس کے بھائی صالح بن مسلم کو ملک شومان کے پاس بھیجا جو اس کا دوست تھا۔ تاکہ اس کو صلح کی ترغیب دے۔ ملک شومان نے انکار کر دیا، اور سفیر سے کہا کہ کیا تم مجھکو قتیبہ سے ڈراتے ہو حالانکہ میں خود بہت بڑا بادشاہ ہوں۔ قتیبہ نے پھر اس کے شہر کے چار طرف منجنیقیں لگادیں اور پتھر برسانے لگا جس سے عمارتیں چور چور ہو گئیں ایک آدمی جو بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا اس کو بھی ایک پتھر لگا۔ جس کے صدمہ سے وہ مر گیا۔ اب بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ قتیبہ غالب ہو جائیگا۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام ساز و سامان، مال و دولت کو جمع کر کے قلعہ کے کنوئیں میں پھینکدیا جو بے حد گہرا تھا۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر لڑنے کے لئے نکلا۔ آخر کار لڑتے لڑتے مارا گیا۔ قتیبہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا، سپاہیوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور اسی طرف سے کش اور نسف کی طرف چلا گیا۔ اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا۔ راستہ میں فاریاب نے مزاحمت کی تو شہر کو جلا دیا، اور اس کا نام محترقہ پڑ گیا۔ کش اور نسف ہی سے قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو صغد کی طرف بھیجا جس کا بادشاہ طرخون تھا عبدالرحمن نے طرخون سے خراج وصول کر لیا۔ اور ضمانت واپس کر دی اور بخارا میں قتیبہ کے پاس پہونچ گیا جو کش اور نسف سے یہاں آچکا تھا۔ اور یہ تمام مرد واپس آئے۔ قتیبہ جب بخارا میں تھا تو وہاں کا بادشاہ خذاہ نوجوان تھا، اس لئے جس کو اپنا مخالف دیکھتا قتل کر ڈالتا۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ خود صغد کی طرف گیا تھا جب وہاں سے خراج لیکر لوٹا تو اہل صغد نے طرخون سے کہا کہ تم نے ذلت کیساتھ اطاعت قبول کرلی

اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ تم ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی ہو۔ اب ہمکو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے انھوں نے طرخوں کو گرفتار کر لیا۔ اور غوزک کو بادشاہ بنایا۔ بعد کو طرخوں نے خودکشی کر لی۔

سنہ ۹۱ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ ولید نے خالد بن عبداللہ قسری کو اس سال مکہ کا حاکم بنایا چنانچہ وہ ولید کی حیات تک وہاں کا والی رہا۔ ہم اس کا تذکرہ سنہ ۸۹ھ میں بھی کر چکے ہیں جب یہ والی ہو کر مکہ میں آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ جس میں دربار خلافت کی بڑی تعریف کی۔ ان کو مطیع اور فرمانبردار رہنے کی سخت تاکید کی۔ اور اثناء تقریر میں کہا کہ اگر یہ دوش وطیور جو حرم میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی کریں اور اپنی زبان سے اس کو ظاہر کر سکیں تو میں ان کو بھی یہاں سے نکالدونگا پس خلیفہ کی اطاعت فرض، اور اجماع ملی واجب ہے۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اپنے خلیفہ کی مذمت کریگا اور میرے سامنے لایا جائیگا تو میں اس کو اسی بیت الحرام میں پھانسی پر چڑھادونگا۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل کروں۔ خالد نے اہل حرم پر سختی کے ساتھ نگرانی کی۔ ولید نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ جب مدینہ میں مسجد نبوی کی عمارت کا معاینہ کرنے گیا تو مسجد سے تمام لوگ باہر نکال دیئے گئے اور حضرت سعید بن مسیب کے سوا وہاں کوئی نہ رہا۔ کسی شخص کو سعید کے اٹھانے کی جرات نہیں پڑتی تھی، کسی نے ان سے کہا کہ آپ اٹھ جائے تو اچھا ہے انھوں نے کہا کہ میں اسوقت تک نہیں اٹھونگا جب تک میرے اٹھنے کا وقت نہ آئیگا۔ پھر کسی نے کہا کہ آپ امیرالمومنین کو سلام کیجئے تو مناسب ہوگا۔ انھوں نے جوابدیا کہ میں ان کی تعظیم کے لئے ہرگز نہ کھڑا ہونگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں ولید کو مسجد کے دوسرے گوشوں میں لے جاتا تھا تاکہ امیرالمومنین کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔ لیکن ولید جب قبلہ کی طرف آگے بڑھا تو اس کی نظر ان پر پڑ گئی، اس نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں، کیا، سعید ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ہاں، ان کو یہ یہ فضایل خدا نے دیئے ہیں، اگر آپ کے آنے کی خبر ہوتی تو آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے اور سلام کرتے، لیکن چونکہ ضعیف البصر

ہیں اس لئے مجبور ہیں۔ ولید نے کہا کہ مجھکو ان کی حالت معلوم ہو گئی اس لئے خود جاؤنگا مسجد میں گھوم گھام کر ولید، سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیسے ہیں۔ سعید کے جسم میں ذرہ برابر حرکت نہ ہوئی صرف یہ کہا کہ بحمداللہ بخیریت ہوں۔ امیرالمومنین کیسے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ ولید پھر وہاں سے یہ کہتے ہوئے پھرا کہ اسلاف کی یہ آخری ہستی ہے اس وقت ولید کے حکم سے تمام مدینہ میں آٹا تقسیم کیا گیا۔ اور سونے چاندی کے ظروف اور دوسرے اموال دئے گئے۔ جمعہ کی نماز ولید نے وہیں پڑھائی پہلا خطبہ بیٹھکر اور دوسرا کھڑے ہو کر پڑھا۔ اسحاق بن یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رجاء بن حیوۃ سے جو ولید کے ساتھ تھے پوچھا کہ تم لوگ خطبہ میں ایسا ہی کرتے ہو اس نے کہا ہاں۔ اسی طرح حضرت معاویہ نے خطبہ دیا ہے۔ اور یہی عادت جاری ہے میں نے کہا کہ تم نے ولید کو اس سے روکا نہیں۔ رجاء نے جوابدیا کہ قبیصہ بن ذویب نے عبدالملک کو منع کیا تھا لیکن وہ نہ رکا بلکہ اس نے کہا کہ حضرت عثمان نے بھی اسی طرح خطبہ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت عثمان نے کبھی اسطرح خطبہ نہیں دیا ہے رجاء نے کہا کہ ان سے ایسی ہی روایت کی گئی اور ان لوگوں نے اس کی تقلید کی ہے اسحاق نے کہا ہم بنی امیہ میں جبر وقہر، ظلم و تعدی کے لحاظ سے سخت ولید سے زیادہ کسی کو نہیں پاتے۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف مکہ میں خالد بن عبداللہ کا جدید تقرر ہوا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال مکہ میں عمر بن عبدالعزیز بن مروان حاکم تھے۔ عبدالعزیز بن ولید نے اسی سال غزوہ مالبعہ میں شرکت کی فوج کا سردار مسلمہ بن عبدالملک تھا، ولید نے اس سال اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور ارمینہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ پر اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ مسلمہ نے آذربیجان کی طرف سے ترکوں سے لڑائی کی۔ اور باب تک پہونچ گیا۔ بہت سے شہر اور قلعہ فتح کئے ان پر منجنیقیں نصب کرا دیں تھیں۔

۹۲ھ سنہ کی ابتداء

مسلمہ بن عبدالملک نے اس سال جو رومیوں سے جنگ کی تو اس میں تین[۳] قلعہ فتح کئے اہل سوسنہ کو بلادروم کی طرف جلاوطن کر دیا۔

فتح اندلس

اس سال طارق بن زیاد مولیٰ موسیٰ بن نصیر نے ۱۲ ہزار فوج کیساتھ اندلس پر حملہ کیا ملک اندلس جسکا نام اذرنیوق تھا اور جو اصبہان کا باشندہ تھا۔ وہ طارق کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ دونوں فوجیں باہم نبرد آزمائی میں مشغول ہوئیں۔ شاہ اندلس اسوقت سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور وہ تمام زیورات سے جنکو سلاطین اس زمانہ میں پہنا کرتے تھے مرصع اور مزین تھا۔ اذرنیوق آخر کار مقتول ہوا اور ۹۲ھ میں اندلس پر عربوں کا قبضہ ہوگیا۔ مورخ ابوجعفر نے فتح اندلس کے متعلق صرف اتنا لکھا۔ حالانکہ اتنے عظیم الشان ملک کی فتح کا تذکرہ اس قدر مختصر نہ کرنا چاہئے تھا، بہر حال میں اس کے مفصل حالات درج کرتا ہوں جو ان اندلسی مصنفین کی تصانیف سے لئے گئے جنکو اپنے مملکت سے کافی واقفیت تھی، سب سے پہلے اس سرزمین میں ایک قوم آباد ہوئی جس کا نام اندلش تھا، اور اسی وجہ سے اس کا نام اندلش پڑ گیا پھر عرب اس کو سین سے معرب کر کے اندلس کہنے لگے۔ نصاریٰ اندلس کو اشبانیہ کہتے ہیں کیونکہ اس نام کا آدمی وہاں صلیب پر چڑھایا گیا تھا جس کا نام اشبانس تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اشبان وہاں کے بادشاہ کا نام تھا جسکا اصل نام اشبان بن طیطس تھا، اور یہی نام بطلیموس کے نزدیک بھی صحیح تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس ملک میں اندلس بن یافث بن نوح سب سے پہلے آباد ہوئے تھے انھیں کے نام سے یہ موسوم کر دیا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو قوم اس جگہ آئی تھی وہ اندلس ہی تھی۔ یہ لوگ مذہباً مجوسی تھے ان کے کئی سلاطین بھی تخت نشین ہوئے تھے اتفاقاً ایک سال بارش نہ ہونیکی وجہ سے سخت قحط پڑا جس سے بہت سے ہلاک ہوگئے اور باقی بھاگ گئے۔ ایک صدی تک اندلس غیر آباد پڑا رہا۔ اس کے بعد افریقہ والے یہاں آباد ہوئے۔ اور یہ وہ قوم تھی جس کو بادشاہ افریقہ نے متواتر قحط کی وجہ سے جلا وطن کر دیا تھا ان کو کشتیوں پر سوار کر کے ایک سردار کے ماتحت روانہ کر دیا۔ ان لوگوں نے جزیرۂ قادس میں لنگر ڈالا۔ اور اندلس کو دیکھا کہ وہ بڑا سرسبز و شاداب مقام ہے چشمے اور نہریں بہہ رہی ہیں۔ اسلئے وہیں آکر آباد ہوگئے۔ اپنا بادشاہ مقرر کیا جو ان کی تمام ضروریات کا سامان بہم پہونچاتا تھا۔ یہ لوگ بھی اپنے قبل کے لوگوں کے مذہب کے پابند تھے۔ غالباً مجوسی تھے۔ انکا

دار السلطنت طالقہ تھا جو اشبیلیہ میں واقع ہے۔ وہاں یہ خوب اچھی طرح زندگی بسر کرنے لگے، عمارتیں اور مکانات تعمیر کئے، تمام ضروری سامان مہیا کر لیا۔ ۱۵۰ برس تک مسلسل یہ لوگ وہیں رہے۔ ان کے گیارہ سلاطین تخت نشین ہوئے۔ اس کے بعد رومیوں کی قوم وہاں پہونچی جنکا بادشاہ اشبان بن طیطس تھا، اس نے ان لوگوں پر زور دار حملہ کیا اُن کی تمام جمعیت کو منتشر کر دیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور طالقہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہیں پر شہر اشبانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جو پہلے اشبیلیہ سے موسوم تھا۔ اور اس کو اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ یہاں اشبان کی جمعیت بڑھتی گئی اور رفتہ رفتہ بہت طاقتور بادشاہ ہو گیا۔ پھر اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور تمام چیزیں لوٹ لیں ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا وہاں سے سنگ مرمر اشبانیہ اور دوسرے مقامات پر لے گیا حضرت سلیمان کے کھانے کی میز بھی غنیمت میں حاصل کی تھی۔ اور اسی کو طلیطلہ سے طارق بن زیاد نے غنیمت میں لیا تھا۔ مارده سے جواہرات اور سونے کے مٹکے لایا تھا، اسی بادشاہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ یہ ہل جوت رہا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام اس کے سامنے ظاہر ہوئے اور اس سے کہا کہ اے اشبان عنقریب تو ایک بہت بڑا بادشاہ ہو گا جب ایلیا بیت المقدس پر تم قبضہ کرنا تو انبیاء کی اولاد سے اچھا برتاؤ کرنا۔ اشبان نے کہا کہ تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو میرا ایسا آدمی بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے تو حضرت خضر نے کہا کہ تجھکو وہی بادشاہ بنائیگا جس نے تیری اس لکڑی کو ایسا بنایا، جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اشبان نے اس لکڑی کو دیکھا تو اس پر پتیاں نظر آنے لگیں۔ اس سے وہ بہت پریشان ہوا اور ڈرا۔ اس کے بعد حضرت خضر غائب ہو گئے۔ اشبان کو اُن کی بات پر پورا یقین ہو گیا جب لوگوں کے پاس گیا تو انھیں کے ساتھ رہتے رہتے ترقی کرتا رہا اور آخر میں بادشاہ ہو گیا۔ اسکی سلطنت اندلس میں ۲۰ برس تک رہی اس کے بعد صرف اشبانی خاندان سے ۵۵ سلاطین تخت نشین ہوئے، اُن لوگوں کے بعد عجمی رومیوں کی ایک دوسری قوم جو بشنولیات کھلاتی تھی اندلس میں آئی آنکا بادشاہ طویش بن نیطہ تھا، ان لوگوں نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور مارده اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ ان میں سے ۲۷ بادشاہوں نے حکومت کی انھیں کی حکومت کے زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔ پھر قوم قوط داخل ہوئی اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں سے ان تمام ممالک کو چھین لیا۔ ان کا ظہور ایطالیہ (اٹلی)

کی طرف سے ہوا جو اندلس کے مشرق میں واقع ہے اور اسی طرف سے بلاد مجدونیہ پر غارتگری کی تھی اور یہ زمانہ قیصر ثالث قیلوذیوس کا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی فوج کو لیکر مقابلہ کے لئے آیا قوطیوں کو شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ پھر یہ قسطنطین اعظم تک نمایاں نہیں ہوئے بلکہ دب گئے، لیکن قسطنطین کے زمانہ میں پھر غارتگری شروع کی، قسطنطین نے ان پر حملہ کر کے شکست دی، اور پھر تیسرے قیصر کی حکومت تک یہ لوگ مفقود الخبر ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے پھر زور باندھا، اپنا بادشاہ لذریق کو بنایا جو بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ وہ رومہ کی طرف چلا تاکہ نصاریٰ کو بت پرستی پر مجبور کرے اسی عرصہ میں اس کی برائیاں ظاہر ہوئیں تو اُس کے ساتھیوں میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ اسکے بھائی سے ملکر اس سے لڑائی کرنے لگے۔ لذریق نے رومہ کے بادشاہ سے مدد مانگی چنانچہ اس نے ایک فوج روانہ کی، لذریق نے اس کی مدد سے اپنے بھائی کو شکست دی اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا اس کی حکومت کل ۱۳ برس تک رہی۔ اس کے بعد اقریط بادشاہ ہوا اور پھر اطریق و غدیش یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے اور ان سب نے بت پرستی کی طرف عود کیا۔ وغدیش نے ایک لاکھ فوج تیار کی اور رومیوں سے لڑنے کے لئے چلا، ملک روم نے اپنی زبردست طاقت کے ذریعہ سے اس کو شکست دی اور اسی میں وغدیش مقتول ہو گیا۔ اس کے بعد الریق ہوا جو بڑا بہادر اور زندیق تھا۔ یہ وغدیش اور اس کے ساتھیوں کے انتقام لینے کے لئے رومہ پہونچا اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں پر بڑا ظلم وستم کیا۔ جبراً شہر میں داخل ہوا اور انکا تمام مال واسباب لوٹ لیا اور اس کے بعد کشتیاں ٹھیک کر کے صقلیہ کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا، راستہ میں یہ اور اس کے بہت سے لوگ ڈوب گئے، اس کے مرنے کے بعد اطلوف ۶ برس تک حاکم رہا اور ایطالیہ سے نکلکر وہ شہر غالیس میں آیا۔ جو اندلس کے بعید ترین خطہ میں واقع تھا۔ پھر برشلونہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد تین برس تک اس کا بھائی حاکم رہا۔ پھر والیا ہوا اور پھر لوردزاریش ۳۲ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طرشمند ہوا اور پھر اس کا بھائی لذریق ہوا جو ۱۳ برس تک رہا پھر اوریق ۱۷ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ پھر الریق لطلوشہ ۲۳ برس تک رہا۔ پھر عشلیق ہوا۔ اس کے بعد الیق دو برس تک ہوا بعد ازیں توذیوش ۱۷ سال ۱۵ مہینے تک

رہا۔ پھر طودتقلیس ایک سال تین مہینے رہا۔ اس کے بعد اثلہ پانچ برس تک حکومت کرتا رہا۔ پھر اطلنجہ ۱۵ برس تک حکمراں رہا۔ اس کے بعد لیوبا تین برس تک رہا اور پھر اسکا بھائی لویلد بادشاہ ہوا۔ اسی نے طلیطلہ کو دارالسلطنت بنایا تاکہ تمام سلطنت کے وسط میں رہے اور جو سر اٹھائے اس کو فوراً دبا سکے۔ اسی طرح اس نے تمام اندلس پر قبضہ کر لیا۔ شہر رقویل کی تعمیر کی جس میں بہت پرفضا باغات بنوائے۔ رقویل طلیطلہ سے بالکل قریب واقع تھا۔ اس شہر کا نام اپنے لڑکے کے نام پر رکھا۔ بشقنس علاقے پر حملہ کیا اور اس کو اچھی طرح پر فتح کر لیا اس کے بعد فرانس کی شاہزادی سے اپنے لڑکے ارمنجلد کی نسبت ٹھہرائی۔ اس سے شادی ہوگئی اور ان دونوں کو اشبیلیہ میں رکھا۔ اس کی بیوی نے اس کو اپنے والد کی بغاوت پر ابھارا۔ چنانچہ اس نے بغاوت کر دی، اس کا باپ آیا اور اس نے ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ اور محاصرہ میں سختی کی۔ اس طرح ایک عرصہ کے محاصرہ کے بعد اس کو بزور شمشیر گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور وہ قید ہی میں مر گیا۔ لویلد کے بعد اس کا لڑکا رکرد بادشاہ ہوا بہت اچھی طبیعت کا آدمی تھا، اس نے تمام اسقفوں کو بلا بھیجا اور اپنے باپ کی عادت کے خلاف تمام شہروں کو ان کے حوالہ کر دیا یہ تمام اسقف (۸۰) کی تعداد میں تھے۔ رکرد خود ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھا، رہبانوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا، اسی نے وزقہ کا گرجا جو مدینہ وادی آش کے سامنے ہے تعمیر کرایا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا لیوبار بادشاہ ہوا اس نے بھی اپنے باپ کی طرح نیک نیتی سے کام کیا مگر ایک قوطی نے جس کا نام بتریق تھا اسکو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ اور اہل اندلس کی رضامندی کے بغیر بادشاہ بن گیا چونکہ شریر بدمعاش اور فاسق تھا اس لئے کسی ساتھی نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر غندمار دو سال تک بادشاہ ہوا پھر سیلسیلفوط ۹ سال تک حکمراں رہا۔ یہ بھی اچھی خصلت کا آدمی تھا اس کے بعد اس کا لڑکا رکرید ہوا لیکن وہ بہت ہی صغر سن تھا اس کی عمر صرف تین مہینے کی تھی پھر وہ مر گیا پھر شنتلہ بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت آنحضرت کے مبعوث ہونیکے وقت تھی اور خود اچھا آدمی تھا اس کے بعد شنشند ہوا جو پانچ برس تک رہا اس کے بعد خنشتلہ چھ برس تک رہا۔ پھر خندس چار سال تک رہا۔ اس کے بعد بنیان ۸ برس تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد اروی سات سال تک رہا۔ اس کے زمانے میں اندلس میں ایسا سخت قحط پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اندلس بالکل تباہ و برباد ہو جائیگا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا (۱۵) سال تک

حکمران رہا۔ یہ بڑا ظالم بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے بعد اسکالڑ کا غیلشہ بادشاہ ہوا ۱۲ھ میں اس کی حکومت تھی۔ خوش طبع اور خوش خلق تھا۔ اس نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا تھا جتنے اموال اس کے باپ نے غصب کئے تھے سب کو ان کے مالکوں کو واپس کر دیا جب یہ مرا تو اس کے دو لڑکے تھے۔ لیکن اہل اندلس ان دونوں کی حکومت پر رضامند نہ ہوئے بلکہ ایک تیسرے شخص کو جس کا نام رذریق تھا بادشاہ منتخب کر لیا۔ یہ گو بہت شجاع اور بہادر تھا لیکن اس کو شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ روساء اندلس کے یہاں یہ رسم تھی کہ وہ اپنی اولاد کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں طلیطلہ بھیجدیا کرتے تھے اور وہ بادشاہ کی خدمت میں رہتے تھے اور کوئی اور اس کی خدمت بجا نہ لاتا تھا۔ اسطرح ان کی تربیت کی جاتی تھی۔ جب یہ بالغ ہو جاتے تھے تو پھر شادیاں کر دی جاتی تھی۔ اور وہاں سے رخصت ہو جاتے تھے جس زمانہ میں رذریق بادشاہ تھا۔ تولیان رومی نے اپنی لڑکی اسی غرض سے رذریق کے یہاں بھیجی۔ اور یلیان اسوقت جزیرۂ خضرا اور سبتہ وغیرہ کا حاکم تھا۔ یہ لڑکی بہت حسین تھی۔ رذریق کو یہ پسند آگئی اور اس کے ساتھ اسنے جبراً صحبت کی۔ اس لڑکی نے اپنے باپ کو اس ناگوار واقعہ کی اطلاع دی جس سے یلیان آگ بگولا ہو گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر کو جو ولید ابن عبدالملک کی طرف سے حاکم افریقہ تھا لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ جلد ادھر آئیے۔ چنانچہ موسیٰ وہاں گیا۔ اور یلیان نے موسیٰ کو اپنے شہر میں داخل کیا اور اس کو ہر قسم کا اطمینان دلایا۔ اندلس کی زرخیزی کو بیان کر کے اسکو وہاں آنے کی دعوت دی یہ ۹۱ھ کے آخر کا واقعہ ہے موسیٰ نے امیر المومنین ولید بن عبدالملک کو لکھ بھیجا اور ان تمام صورتوں سے مطلع کیا۔ ولید نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے فوجی دستے پہلے روانہ کر دو اور باقی مسلمانوں کو اس خوفناک سمندر میں برباد نہ کرو، موسیٰ نے پھر لکھا کہ وہ کوئی بڑا سمندر نہیں ہے بلکہ ایک خلیج ہے جس کا دوسرا کنارہ سامنے ظاہر ہے۔ ولید نے پھر لکھا کہ مانا کوئی بڑا سمندر نہیں ہے جیسا کہ تم نے لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی پہلے تھوڑی فوج روانہ کر دو تاکہ اچھی طرح اندازہ ہو جائے۔ اس کے بعد موسیٰ نے اپنے مولیٰ طریف کو ۴۰۰ چار سو آدمیوں کے ساتھ اندلس کی طرف روانہ کیا اس میں سو سوار بھی تھے۔ یہ لوگ چار کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اور ایک جزیرہ میں جا کر اترے جس کا نام جزیرۂ طریف پڑ گیا۔ پھر جزیرۂ خضرا پر

چھاپہ مارا جس میں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں اور اُس کے بعد رمضان ۹۱ھ میں صحیح وسالم واپس آگیا جب لوگوں نے کوئی دقت نہیں دیکھی تو ہر شخص غزوہ میں جانے کے لئے مستعد ہو گیا۔ اب موسیٰ نے اپنے ایک مولیٰ طارق بن زیاد کو جو اسکے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ بلا بھیجا اور ۷ ہزار فوج کے ساتھ اس کو اندلس کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج میں اکثر بربری اور موالی تھے اور عرب بہت کم تھے طارق اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا سمندر عبور کر کے ایک بلند پہاڑ پر جو خشکی سے متصل تھا جاکر مقیم ہوا جس کا نام جبل الطارق پڑ گیا جب عبدالمومن نے ان شہروں پر قبضہ کیا تھا تو اس نے اس پہاڑ پر ایک شہر تعمیر کرایا تھا جسکا نام جبل الفتح رکھا لیکن اسکا پہلا ہی نام زیادہ مشہور ہوا۔ طارق رجب ۹۲ھ میں اس مقام پر اترا تھا۔ جب یہ کشتی پر جارہا تھا تو اس کی آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں تلوار لٹکائے ہوئے کمان مونڈھے پر رکھے ہوئے طارق سے فرما رہے ہیں کہ اے طارق اپنے مقصد کے حصول کے لئے قدم بڑھاؤ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ اور جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو اتنا فرما کر آپ جانثاران اسلام کی اس جماعت کیساتھ سرزمین اندلس میں فاتحانہ داخل ہو گئے۔ طارق کی جب آنکھ کھلی۔ تو وہ خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا تھا اُس نے اپنے تمام ساتھیوں کو یہ مژدہ سنایا۔ آنحضرت کے خواب میں دیکھنے سے طارق کے دل میں بڑی زبردست قوت حاصل ہوئی بلکہ اُس کو اپنی فتح اور کامرانی کا پورا یقین ہو گیا۔ جب طارق کی فوج کی تعداد پوری ہو گئی تو وہ میدانوں میں اترا اور جزیرۂ خضراء کو حملہ کر کے فتح کر لیا۔ وہاں طارق کے پاس ایک بڑھیا قبضہ میں آئی جس نے یہ بیان کیا کہ میرا شوہر نجومی تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ اندلس میں ایک ایسا امیر آئیگا جس کا سر بڑا ہوگا اور اس کے بائیں مونڈھے پر ایک تل ہوگا جس پر بال ہونگے طارق نے یہ سنکر اپنا کپڑا اتارا۔ تو واقعی اسکے بائیں مونڈھے پر تل تھا۔ اس دوسری خوشخبری سے وہ باغ باغ ہو گیا اور اسکی تمام فوج میں بھی ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ جزیرہ خضراء فتح کر کے۔ اس نے پہاڑ کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھا۔ جب رذریق کو یہ خبر ملی کہ طارق نے اس کے ملک پر حملہ کیا ہے تو اسے بہت سخت فکر ہوئی۔ وہ اسوقت کسی دوسری لڑائی میں مشغول تھا۔ جب وہاں سے لوٹا ہے تو طارق اُس کے شہروں پر مسلط ہو چکا تھا۔ چنانچہ اُسنے ایک فوج جمع کی

جس کی تعداد کہتے ہیں کہ ایک لاکھ تھی۔ جب اس تیاری کی اطلاع طارق کو پہونچی تو اُس نے موسیٰ بن نصیر کو یہاں کے فتوحات کی خبر دی اور لکھا کہ یہاں کے بادشاہ نے جنگ کی بڑی زبردست تیاری کی ہے جس کے مقابلہ کی طاقت میں نہیں رکھتا۔ اس لئے کچھ مدد کیجئے موسیٰ نے ۵ ہزار فوج اور بھیجدی۔ اب مسلمانوں کی کل تعداد ۱۲ ہزار ہو گئی۔ اس جمعیت کے ساتھ یلیان بھی تھا جس نے طارق کو شہروں کے تمام راستوں سے باخبر کر دیا۔ اور دوسری باتوں کی برابر اطلاع دیتا رہا۔ رذریق نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور نہر لکہ پر دونوں فوجیں ۲۸ رمضان ۹۲ھ میں مقابل ہوئیں اور یہ نہر مملکت شذونہ میں تھی۔ ۸ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی، رذریق کے میمنہ اور میسرہ پر گذشتہ بادشاہ کے دو لڑکے اور نیز دوسرے بادشاہوں کے لڑکے لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں کو رذریق کی بے جا مداخلت سے سخت غصہ تھا، اسی وجہ سے ان سب نے مصمم ارادہ کر لیا کہ رذریق کو شکست دیدیں۔ اور یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کو جب خوب غنیمت ملجائیگی تو وہ واپس چلے جائیں گے اور پھر سارا اندلس ہماری حکومت کے لئے خالی ہو جائیگا۔ چنانچہ سب سے پہلے انھیں سبھوں نے شکست کھائی اور پھر رذریق نے ہزیمت اٹھائی۔ رذریق دریا میں غرق ہو گیا۔ اب طارق نے قدم آگے بڑھایا اور استجہ کی طرف چلا وہاں شکست خوردہ فوجیں اور وہاں کے باشندے مسلح ہو کر نکلے اور طارق کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا گئے مسلمانوں کو اس کے بعد اس جنگ سے بڑی جنگ اندلس میں کسی مقام پر نہ کرنی پڑی۔ طارق شہر استجہ سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا اور ایک چشمہ کے قریب ہی ٹھہرا جسکا نام عین الطارق پڑ گیا۔ قوطیوں نے جب ان دونوں شکستوں کا حال سنا تو خدا نے ان کے دلوں میں ایک عجیب دہشت ڈالدی اور وہ طلیطلہ بھاگ گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ طریف کی طرح کے کام یہ بھی کریگا بات یہ تھی کہ طریف جب آیا تھا تو اس نے ان لوگوں کو یہ کہکر خوفزدہ کر دیا تھا کہ ہماری فوج آدمیوں کو ذبح کر کے کھاتی ہے۔ جب یہ طلیطلہ بھاگے اور اندلس کے شہروں کو خالی کر دیا تو یلیان نے کہا کہ تم اندلس سے تو فارغ ہو گئے۔ اب اپنی فوج کو ادھر اُدھر روانہ کر دو اور خود طلیطلہ چلو۔ چنانچہ طارق نے استجہ ہی سے اپنی فوجیں مختلف مقامات پر روانہ کر دیں ایک فوج کو قرطبہ بھیجا دوسری غرناطہ کی طرف تیسری مالقہ کی طرف اور چوتھی تدمیر کی طرف روانہ کر دی۔ اور خود ایک بڑی فوج کو ساتھ لے جیان کے راستے سے طلیطلہ چلا۔ جب یہ

طلیطلہ پہونچا تو اس نے شہر کو سنسان دیکھا نہ کوئی آدمی تھا نہ آدم زاد کیونکہ وہاں کے لوگ اس شہر میں چلے گئے تھے جو ایک پہاڑ کی پشت پر واقع تھا۔ جو فوج قرطبہ کی مہم سر کرنے گئی تھی۔ اس کو شہر کے کسی چرواہے نے داخل ہونیکا راستہ بتا دیا تھا اسی راستہ سے وہ داخل ہوئی اور شہر پر قابض ہو گئی۔ اور جو لوگ تدمیر کی طرف گئے تھے اُن سے وہاں کے بادشاہ نے لڑائی کی جس کا نام تدمیر تھا۔ اسی شخص کے نام پر اس شہر کا نام بھی تدمیر ہو گیا ورنہ اسکا اصلی نام اریولہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی جسکو ساتھ لیکر اس نے خوب لڑائی کی لیکن آخر میں شکست کھا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی کام آئے اسکے بعد تدمیر نے عورتوں کو خوب مسلح کر دیا اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کیا کہ ابھی ہمارے پاس فوج ہے اور اسی وجہ سے مسلمانوں نے مصالحت کر لی۔ غرضکہ جہاں جہاں مسلمانوں کے قدم پہونچے وہ فتوحات اسلامی میں داخل ہوتے گئے۔ طارق نے جب طلیطلہ کو بالکل خالی پایا تو شہر کو یہودیوں کے سپرد کیا اور اپنی فوج کے چند آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ خود وادی حجارہ کی طرف چلا گیا پہاڑ کو اس راستہ سے طے کیا جو دونوں پہاڑوں کے درمیان میں تھا۔ اور اسی راستہ کا نام فج طارق پڑ گیا۔ وہاں سے شہر مائدہ میں پہونچا جو پہاڑ کے پیچھے واقع تھا۔ اسی شہر میں حضرت سلیمان کا خوان ملا تھا۔ یہ سبز زبرجد کا تھا اس کے پایوں اور کناروں پر موتی ہونگے اور یاقوت اور دوسری قسم کے جواہر جڑے ہوئے تھے اس کے کل ۳۶۰ پائے تھے اس کے بعد طارق شہر مایہ کی طرف گیا اور وہاں اس کو بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں ادھر ہی سے ۹۳ھ میں طلیطلہ واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ جلیقیہ چلا گیا تھا اور وہاں سے شہر استرقہ ہوتے ہوئے طلیطلہ پہونچا۔ اور وہاں تمام وہ فوجیں جو استجہ سے روانہ کی گئی تھیں کامیابی حاصل کر کے طارق سے آکر ملیں۔ موسیٰ بن نصیر رمضان ۹۳ھ میں ایک زبردست فوج کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جب اسکو طارق کے ان عظیم الشان فتوحات کی خبر ملی تو وہ رشک وحسد کی آگ سے جل اٹھا۔ چنانچہ جب سمندر عبور کر کے جزیرہ خضرا میں مقیم ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ طارق کے راستہ سے چلئے تو اس نے انکار کر دیا۔ رہبروں نے کہا کہ ہم اس سے بہتر راستہ آپ کو بتلائیں گے اور ان شہروں کو لے چلیں گے جو ابتک فتح نہیں ہوئے۔ یولیان رومی نے بھی موسیٰ کو اور فتوحات کی توقع دلائی۔ تو ظاہر تو موسیٰ خوش ہوتا تھا لیکن دلمیں کف افسوس ملتا تھا۔ لوگ موسیٰ کے ساتھ

شہر ابن سلیم کی طرف گئے اور اس کو فتح کر کے موسیٰ شہر قرمونہ کی طرف چلا یہ اندلس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا۔ یلیان اور اس کے اصحاب اس شہر میں اس حال میں آئے کہ جیسے شکست کھا کر بھاگے آ رہے ہیں کیونکہ سب کے ہاتھ میں ننگی تلواریں تھیں یہی سمجھ کر شہر والوں نے اسکو اندر داخل کر لیا۔ اسکے بعد موسیٰ نے رات ہی کو ایک فوج بھیجی جس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد موسیٰ اشبیلیہ کی طرف گیا جو اندلس کے عظیم الشان شہروں میں سے تھا۔ وہاں جا کر کئی مہینے تک اسکو مسلسل محاصرہ کرنا پڑا۔ آخر میں مفتوح ہوا۔ جب وہاں کے باشندے سب بھاگ گئے تو موسیٰ نے یہودیوں کو آباد کیا اور خود مارده کی طرف روانہ ہوا اور اسکا بھی محاصرہ کر لیا۔ لیکن وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کیا۔ موسیٰ نے رات کو پہاڑ کے غاروں میں کمینگاہ بنائی جس کی کفار کو کوئی خبر نہ تھی جب صبح ہوئی تو جیسے روز لڑنے کے لئے نکلتے تھے ویسے ہی مسلمانوں کی طرف آگے بڑھے۔ موقع پاکر مسلمان نکل پڑے اور شہر اور ان کے درمیان حایل ہو گئے اور ان کو خوب اچھی طرح قتل کیا جو بچ گئے وہ بھاگے مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور آگے بڑھکر ایک دوسرا قلعہ تھا جس کا کئی مہینے تک محاصرہ کرنا پڑا۔ ایک مرتبہ مسلمانوں نے دُبابہ[۵] بنایا اور اسمیں چند آدمی داخل ہوئے اور فصیل شہر کو توڑنے لگے۔ قلعہ کی فوج کو خبر لی تو وہ باہر نکلی اور ایک برج کے قریب مسلمانوں کو خوب قتل کرنا شروع کیا اور اسی وجہ سے اس برج کا نام برج الشہدا رکھدیا گیا۔ آخر میں سنہ ۹۴ھ عید الفطر کے دن اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ تمام مقتولوں اور بھاگنے والوں کے اموال اور گرجوں کے جواہرات اور زیورات مسلمانوں کے لئے ہیں۔ جب موسیٰ اس کو فتح کر چکا تو آگے بڑھا۔ فوراً ہی اہل اشبیلیہ نے نقض صلح کر کے وہاں کے مسلمانوں کو قتل کر دیا موسیٰ نے پھر اپنے لڑکے عبد العزیز کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے دوبارہ محاصرہ کر کے فتح کیا۔ اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا پھر لبلہ اور باجہ کو بھی زیر نگین کر لیا۔ اور اشبیلیہ میں واپس آگیا۔ موسیٰ شوال میں مارده سے طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا طارق اس کے استقبال کے لئے نکلا

---

[۵] ۔ یہ ایک آلہ ہوتا تھا جو محاصرہ کے وقت بہت کام دیتا تھا اسکے اندر چند آدمی داخل ہو جاتے تھے اور یہ آلہ قلعہ کی جڑ میں رکھدیا جاتا تھا تو یہ لوگ اندر ہی اندر قلعہ کی دیوار کو توڑنا شروع کرتے تھے۔ دیکھو منجد صفحہ ۱۲۹۔

اور موسیٰ سے ملاقات کی۔ طارق نے جسوقت موسیٰ کو دیکھا تعظیم کے لئے فوراً کھڑا ہو گیا موسیٰ نے طارق کو کوڑے مارے اور اس کی نافرمانی پر خوب سرزنش کی۔ اس کے بعد دونوں طلیطلہ آئے۔ موسیٰ نے تمام غنائم اور خوان کو طارق سے طلب کیا۔ طارق نے سب حاضر کر دیا۔ مگر خوان کا ایک پایہ اس میں سے نکال لیا۔ موسیٰ نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تو طارق نے کہا کہ میں نے اسی حالت میں اس کو پایا ہے۔ موسیٰ نے اس کی جگہ پر سونے کا پایہ لگوا دیا۔ یہاں سے موسیٰ سرقسطہ اور دوسرے شہروں میں گیا۔ انکو فتح کیا پھر فرانس کی مملکت میں داخل ہوا اور ایک لق ودق میدان میں پہونچا جہاں بہت قدیم یادگاریں تھیں۔ اسی میدان میں ایک بت کھڑا ہوا تھا جس میں یہ عبارت کندہ کی ہوئی تھی۔

یا بنی اسمٰعیل الی ھا ھنا منتھاکم فارجعوا وان سألتم الی ماذا ترجعون اخبرتکم انکم ترجعون الی الاختلاف فیما بینکم حتی یضرب بعضکم اعناق بعض وقد فعلتم۔

اے بنی اسمٰعیل یہیں تک تمھارا منتہیٰ ہے اب تم لوٹ جاؤ، اگر تم پوچھو گے کہ ہم کسطرف لوٹیں گے تو میں یہ بتاؤں گا کہ تم اختلاف کی طرف جاؤ گے تم میں سے ایک دوسرے کی گردن ماریگا۔ بلکہ تم اس حد تک پہونچ چکے ہو اور اس کو کر بھی چکے ہو۔

چنانچہ موسیٰ اسی طرف سے لوٹ گیا۔ راستہ میں ولید کا قاصد ملا جس نے یہ اطلاع دی کہ تم اندلس چھوڑ کر جلد واپس آجاؤ۔ موسیٰ کو یہ بہت برا معلوم ہوا اور اس نے قاصد کو روک لیا۔ اور پھر اس پتھر کے خلاف سمت میں ممالک فتح کرنے میں مشغول ہو گیا۔ لوگوں کو قتل کرتا ہوا، عمارتوں اور گرجوں کو منہدم کرتا ہوا بحر اخضر کے قریب وادی بلائی کی چٹان تک پہونچا۔ یہاں پر اس نے بہت کچھ طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی۔ کہ پھر ولید کا دوسرا قاصد پہونچا، جس نے موسیٰ کے خچر کی لگام پکڑ کر روانہ ہونیکا حکم دیا یہ قاصد شہر لک میں جو جلیقیہ کے متصل ہے موسیٰ سے ملا تھا۔ چنانچہ موسیٰ اسی راستہ سے روانہ ہوا جس کا فج موسیٰ نام پڑا، آگے چلکر طارق بھی اس کے ساتھ ہو گیا اور دونوں ملکر چلے۔ موسیٰ نے اندلس میں اپنے لڑکے عبدالعزیز کو حاکم بنا دیا تھا۔ جب موسیٰ سمندر کو عبور کر کے سبتہ پہنچا تو طنجہ اور اس کے گردونواح کے شہروں پر اپنے لڑکے عبدالملک کو حاکم بنایا اور افریقہ میں اپنے بڑے لڑکے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اور پھر وہاں سے شام کیطرف روانہ ہو گیا۔ تمام غنیمت کا مال اور زیورات وغیرہ ساتھ لیتا گیا۔ اور اس کے ساتھ ۳۰ ہزار

شاہان قوط اور امراء کی باکرہ لڑکیاں تھیں جنکو بھی ساتھ ہی لے گیا۔ جب شام پہونچا تو ولید کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور سلیمان بن عبد الملک کا دور دورہ تھا۔ سلیمان کو موسیٰ سے نفرت تھی اس لئے تمام صوبوں سے اس نے موسیٰ کو معزول کر دیا اور پھر قید کر دیا اور جرمانہ کیا۔ موسیٰ اسقدر مفلوک ہو گیا کہ وہ عربوں سے اعانت کا خواستگار ہوا بعض روایت میں ہے کہ جب موسیٰ شام میں پہونچا تو ولید زندہ تھا موسیٰ نے پہلے ہی سے یہ چالاکی کی تھی کہ ولید کو یہ لکھدیا تھا کہ میں نے اندلس فتح کیا ہے اور خوان حاصل کیا ہے۔ چنانچہ جب موسیٰ اور طارق ولید سے ملے تو موسیٰ نے تمام اموال اور خوان کو حاضر کیا۔ طارق نے کہا کہ میں نے یہ چیزیں غنیمت میں حاصل کی ہیں۔ موسیٰ نے تکذیب کی تو طارق نے ولید سے کہا کہ آپ اس گم شدہ پایہ کے متعلق ان سے پوچھیئے۔ ولید نے جب موسیٰ سے پوچھا تو وہ اس سے بے خبر تھا۔ طارق نے اس پایہ کو نکالکر رکھدیا اور کہا کہ میں نے اسی غرض سے اسکو چھپایا تھا۔ اب ولید سمجھ گیا کہ طارق سچ کہہ رہا ہے طارق نے یہ اس غرض سے کیا تھا کہ موسیٰ ولید کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے۔ کیونکہ موسیٰ نے قید کر کے طارق کو مارا تھا۔ جب ولید نے رہا کرنیکا حکم دیا تب چھوڑا ایک روایت ہے کہ طارق کو قید نہیں کیا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ جب رومی اندلس میں پہونچے تو ان کی حکومت میں ایک ایسا مکان تھا کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا تو اسمیں ایک قفل لگا دیتا۔ جب قوط اندلس میں پہونچے تو انھوں نے بھی اسی پر عملدرآمد کیا۔ لیکن جب لاذریق اندلس کا بادشاہ ہوا تو اس نے اس مکان کے کھولنے کا ارادہ کیا شہر کے معززین نے اس کو ایسا کرنے سے روکا۔ لیکن اس نے کچھ نہیں سنا تمام قفلوں کو کھولدیا اور اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ عربوں کی صورتیں دکھائی دیرہی ہیں جنکے سر پر سرخ عمامہ تھے اور جو کمیت رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے وہاں ایک عبارت لکھی ہوئی تھی۔ کہ جب یہ گھر کھولدیا جائیگا۔ تو یہ قوم اندلس میں داخل ہو جائیگی چنانچہ اسی سال اندلس پر قبضہ ہوا۔ اندلس کے حالات میں جتنا میں نے لکھدیا ہے وہ اندلس کی فتح کے متعلق ایک حد تک کافی ہے باقی حالات ان شاءاللہ اپنے اپنے موقع پر بیان کئے جائیں گے۔

غزوہ جزیرہ سردانیہ

یہ جزیرہ بحر روم میں ہے جزیرۂ صقلیہ اور اقریطش کے علاوہ یہ بڑے جزیروں میں سے ہے

یہاں میوہ جات بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ جب موسیٰ نے اندلس کے شہروں پر قبضہ کر لیا تو اس نے ایک فوج ۹۲ھ میں سردانیہ کی طرف بھیجی۔ یہ فوج جب وہاں پہونچی تو نصاریٰ نے اپنے تمام سونے چاندی کے ظروف زیورات وغیرہ کو ایک حوض میں ڈالدیا۔ اور دوسرے مالوں کو بڑے گرجے کی چھت پر رکھدیا جس کو اوپر کی چھت کے نیچے بنوایا تھا مسلمانوں نے خوب غنیمتیں حاصل کیں جسکا کوئی حد وحساب نہ تھا جس میں سے بہت کچھ لوگوں نے ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اتفاقاً ایک مسلمان اسی حوض میں غسل کرنے گیا تو اسکے پیر میں کوئی چیز گڑی۔ اس نے نکالکر دیکھا تو وہ چاندی کا پیالہ تھا۔ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا تو تمام حوض کو چھان ڈالا اور سب چیزیں نکال لیں۔ اسکے بعد پھر ایک شخص اس گرجا میں گیا وہاں ایک کبوتری بیٹھی تھی۔ اس نے اس پر تیر کا نشانہ لگایا۔ اتفاقاً نشانہ خطا کھا گیا اور وہ تیر اس چھت میں لگا۔ جس سے اس کا ایک تختہ ٹوٹ کر گر گیا۔ اور کچھ دینار وغیرہ بھی گر پڑے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس میں بھی زر وجواہر بھرے ہیں۔ اس لئے اس کو توڑ کر تمام اموال کو لوٹ لیا۔ غرضکہ یہاں مسلمانوں نے بے انتہا مال غنیمت کو دبا لیا۔ بعض آدمیوں نے تو یہ کیا کہ بلی کو ذبح کرکے اسکے پیٹ کو صاف کر دیا اور اسی میں دینار بھر کر اوپر سے سی دیا۔ اور راستہ پر پھینکدیا جب چلنے لگے تو اٹھا لیا۔ بعضوں نے تلوار کے میانوں میں سونا بھر لیا تھا۔ جب تمام لوگ کشتی پر سوار ہو کر واپس ہونے لگے۔ تو ایک آواز آئی کہ اے اللہ انکو غرق کر دے۔ چنانچہ راستہ ہی میں سب لوگ ڈوب گئے۔ ڈوبنے والے جب پھر سطح پر آئے تو ان کی کمروں میں دینار بندھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ فہری نے اس جزیرہ پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ آخر میں جزیرہ پر مصالحت ہو گئی اور وہ اس کو لیکر چلا آیا۔ اس کے بعد پھر کسی نے ادھر توجہ نہیں کی۔ بلکہ رومیوں نے آباد کیا۔ ۳۲۳ھ میں منصور بن قائم علوی بادشاہ افریقہ نے مہدیہ سے ایک بیڑا روانہ کیا۔ یہ جنوہ کے پاس سے گذرا اور اس کو فتح کر لیا۔ اس بیڑے نے اہل سردانیہ پر بھی چھاپا مارا۔ بہتوں کو قید کیا۔ اور بہت سے جہازات جلا کر خاک کر دئے۔ اور جنوہ کو برباد کر دیا۔ اور وہاں سے سب غنیمت لے لیا۔ ۴۰۶ھ میں مجاہد عامری نے اس پر پھر دانیہ سے حملہ کیا۔ وہ دانیہ کا بادشاہ تھا۔ اس کے پاس ۱۲۰ کشتیاں تھیں۔ سردانیہ کو فتح کیا عورتوں

اور بچوں کو قید کر لیا۔ باقی لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ اسکی خبر روم کے بادشاہوں کو ملی تو وہ متفق ہو کر اسکے مقابلہ میں خشکی کے راستہ سے آئے جسکے ساتھ ایک کثیر التعداد فوج تھی۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے شکست کھائی اور جزیرہ سردانیہ سے وہ نکالدئے گئے انکی بہت سی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں مجاہد کا بھائی اور اس کا لڑکا علی بن مجاہد گرفتار ہو گیا جو لوگ بچ گئے انکو مجاہد ساتھ لیکر دانیہ واپس آیا۔ اور پھر کوئی حملہ نہ ہوا۔ ہم نے سردانیہ کے تمام واقعات اس غرض سے جمع کر دئے تاکہ انکا مطلب صحیح سمجھ میں آسکے کیونکہ یہ بہت ہی کم ہیں۔

سنہ ۹۲ھ کے مختلف واقعات

مسلم بن عبدالملک نے بلاد روم میں تین قلعہ فتح کئے۔ اہل سوسنہ کو بلاد روم کیطرف جلاوطن کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے اس سال سجستان پر حملہ کیا۔ اور رتبیل کی طرف گیا۔ جب وہاں پہونچا تو رتبیل نے صلح کر لی اور عبدربہ بن عبداللہ لیثی کو قتیبہ نے وہاں عامل بنایا اور پھر واپس آگیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ مالک بن اوس بن حدثانی بصری نے مدینہ میں اسی سال انتقال کیا۔ یہ نضر بن معاویہ کے خاندان سے تھے، عمر ۹۴ سال کی تھی۔

سنہ ۹۳ھ کی ابتداء

صلح خوارزم شاہ اور خام جرد کا مفتوح ہونا

اس سال قتیبہ نے خوارزم شاہ سے صلح کی سبب یہ ہوا کہ ملک خوارزم ایک ضعیف اور ناتوان آدمی تھا اس کے چھوٹے بھائی خرزاد نے اس کی مملکت پر غلبہ حاصل کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی رعایا پر بے حد ظلم وستم کرتا تھا۔ جہاں اسکو پتا چلا کہ فلاں شخص کے پاس خوبصورت لونڈی ہے یا فلاں کی لڑکی بہت ہی حسین ہے یا فلاں کی بہن بہت اچھی ہے یا فلاں کی بیوی خوب رو ہے، یا مال اور جانور اچھے ہیں تو اس کو اس کے گھر سے پکڑوا منگاتا تھا۔ اور کوئی اس کو اس برے کام سے روکنے کی جرأت بھی

نہیں کرتا تھا۔ لوگوں نے خوارزم شاہ سے اس کی شکایت کی۔ اس نے یہ کہکر ٹالدیا کہ میرا اس پر کوئی قبضہ نہیں ہے۔ لیکن دل میں بہت غضبناک ہوتا تھا۔ جب عرصہ تک خرزاد نے اسی قسم کی ظالمانہ روش رکھی تو خوارزم شاہ نے قتیبہ کو ایک خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اب میری حکومت کو اپنی نگرانی میں لے لیجئے اور خرزاد اور دیگر مخالفین کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کروں۔ اس خط کو بالکل مخفی طریقہ پر بھیجا حتیٰ کہ اپنے اصحاب کو بھی خبر نہ دی۔ قتیبہ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور لڑائی کے لئے تیار ہوا لیکن یہ ظاہر کیا کہ سغد کی طرف جا رہا ہے۔ مرو سے روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ نے معززین اور رؤساء کو بلایا اور کہا کہ قتیبہ صغد کی طرف جا رہا ہے۔ وہ تم سے لڑنے کے لئے نہیں آ رہا ہے۔ ہمکو اطمینان سے زندگی بسر کرنی چاہئے۔ چنانچہ وہ لوگ مطمئن ہو کر لہو و لعب میں مصروف ہو گئے۔ جب قتیبہ ہزار سب میں پہونچا تو خوارزم کے لوگوں کو خبر ہوئی۔ خوارزم شاہ نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو لڑیں گے۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ نہیں ہے کیونکہ جو ہم سے زیادہ شان و شوکت کے بادشاہ تھے وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ پھر ہم لڑ کر کیا کر لیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ کچھ دے دلا کر قتیبہ کو رخصت کر دیں۔ لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا چنانچہ خوارزم شاہ روانہ ہوا اور شہر فیل میں اترا۔ جو دریا کے اس طرف واقع تھا اور اس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا قتیبہ نے ابھی دریا عبور نہیں کیا تھا کہ خوارزمشاہ اس سے ملا اور دس ہزار جانور اور اسی مقدار میں نقد و جنس پر صلح کر لی۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ خام جرد کے فتح کرنے میں مدد دیگا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک لاکھ جانور پر صلح ہوئی تھی۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو خام جرد کی طرف بھیجا۔ وہ خوارزم شاہ سے لڑ رہا تھا۔ عبدالرحمن نے اس سے لڑائی شروع کر دی اور آخر میں قتل کر ڈالا۔ اور اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا۔ اور ۴ ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ قتیبہ نے ان تمام کو قتل کرا دیا۔ اور خوارزم شاہ کے بھائی خرزاد کو اور دوسرے مخالفین کو گرفتار کر کے خوارزم شاہ کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان تمام کو قتل کر کے ان کے اموال کو قتیبہ کے قبضہ میں دیدیا۔

فتح سمرقند

جب خوارزم شاہ اور قتیبہ سے مصالحت ہو گئی۔ تو مجشر بن مزاحم سلمی نے قتیبہ سے پوشیدہ طریقہ پر کہا کہ آپ صغد کا رخ کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ بہت مامون ہے۔ یہ خیال ہی نہیں ہے کہ کوئی عامل آئے گا۔ مسافت بھی کوئی زیادہ نہیں ہے۔ صرف دس دن کی راہ ہے۔ قتیبہ نے اس سے پوچھا کہ کسی نے تجھکو بتایا ہے اس نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ تم نے کسی سے اسکا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں قتیبہ نے کہا کہ خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو ورنہ میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔ دوسرے دن قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام فوج اور ساز و سامان کے ساتھ مرو کی طرف چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو قتیبہ نے عبدالرحمن کو خط لکھا کہ تم تمام اسباب کو مرو روانہ کر دو اور اپنی فوج کو لیکر صغد کی طرف جاؤ۔ اور اس امر کو خفیہ رکھو۔ میں بھی آتا ہوں۔ عبدالرحمن نے اس کی فوراً تعمیل کی۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں یہ کہا کہ اہل صغد اسوقت بہت کمزور اور ناتوان ہیں اس کے ساتھ ہی انھوں نے ہمارے معاہدہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے شرارتیں کی ہیں ان سے ہر شخص واقف ہے۔ میرا خیال ہے کہ خوارزم اور صغد قریظہ اور بنی نضیر کی طرح ہونگے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوا اور عبدالرحمن کے تین یا چار روز بعد صغد پہونچ گیا۔ اہل خوارزم اور بخارا بھی قتیبہ کے ساتھ ہو گئے۔ وہاں پہونچکر برابر ایک مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اہل صغد محصور کر لئے گئے جب انھوں نے محاصرہ کو طویل ہوتے دیکھا تو ملک شاش، ملک خاقان، ملک فرغانہ سے امداد طلب کی اور لکھا کہ عرب ہم پر فتحیاب ہونا چاہتے ہیں اور ہمارے بعد تمھاری باری آئیگی۔ اس لئے مستقبل کے متعلق سوچو۔ اور اگر تمھارے پاس کچھ قوت ہے تو اسے خرچ کرو انھوں نے غور کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ ہم پر جو مصائب آرہے ہیں وہ ہمارے رذیلوں کی وجہ سے ہیں کیونکہ ان کو ہماری طرح حب وطنی نہیں ہے اس لئے انھوں نے شاہزادوں کو اور شرفاء رؤساء اور بہادران قوم کو منتخب کر کے قتیبہ کی فوج پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ وہ اسوقت سمرقند کے محاصرہ میں مشغول ہے

اس تمام فوج پر خاقان کے ایک بیٹے کو سردار بنایا گیا۔ اور وہ ان کو لیکر روانہ ہوا۔ ادھر قتیبہ کو خبر لگ گئی۔ تو اس نے اپنی فوج سے چار سو یا چھ سو چیدہ شرفا اور بہادروں کو منتخب کیا اور واقعات سے ان کو باخبر کیا۔ اور صالح بن مسلم کی سرکردگی میں انکو روانہ ہو جانیکا حکم دیا۔ یہ لوگ دو فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہرے۔ اور صالح نے فوراً ہی دو کمینگاہیں بنائیں جس میں تھوڑی تھوڑی فوج کو چھپا دیا۔ نصف شب کے گذرنے کے بعد، دشمنوں کی فوج آئی اور مسلمانوں کو دیکھکر اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ کچھ توقف کے بعد کمینگاہوں سے مسلمانوں کی فوج نکلی اور اس نے دونوں طرف سے حملہ کیا۔ لیکن اس سے سخت اور جری قوم اب تک مسلمانوں کی نظر سے نہیں گذری بعض نے جو اس جنگ میں شریک تھے یہ بیان کیا ہے کہ جسوقت ہم ان لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے تو کہیں قتیبہ دکھائی دیا جو خفیہ طور پر وہاں آیا تھا اس کے سامنے میں نے ایک سخت حملہ کیا جس سے میں خود حیرت زدہ ہوگیا۔ میں نے قتیبہ سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے کیسی ضرب لگائی تو اس نے کہا خاموش رہو خدا تیرے دانت جھاڑ دے لڑائی میں مشغول رہو۔ اس کے بعد خوب زور شور سے جنگ ہوئی۔ آخر کار مسلمانوں نے فتح پائی۔ کفاروں میں سے اسی قدر بھاگے جو بچ گئے۔ باقی قید کر لئے گئے۔ ان کے تمام مال و متاع اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ مقتولین کے سروں کو وہیں پڑا رہنے دیا گیا۔ ہم نے قیدیوں سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ تم نے معمولی آدمیوں کو قتل نہیں کیا بلکہ شاہزادگان۔ بہادران و سرداران قوم کو مارا ہے جن کا ایک ایک آدمی صدہا آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے نام ان کے کانوں میں لکھکر لٹکا دئے۔ اس کے بعد اپنی قیامگاہ میں ہم لوگ واپس آگئے۔ صبح کو تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ ہم لوگوں کے اتنے قیدی، گھوڑے، سونے کے ٹکے اور ہتھیار کسی نے حاصل نہیں کئے تھے۔ جب میں قتیبہ کے پاس پہونچا تو اس نے میری بڑی تعظیم کی اور میرے ساتھ اور لوگوں کی بھی تعظیم اور تکریم کی۔ جس سے میں نے خیال کیا کہ غالباً ان لوگوں نے بھی میری طرح کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ اسکے بعد اہل صغد کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ قتیبہ نے منجنیقیں نصب کر کے قلعہ پر گولہ باری

شروع کی جس سے ایک جگہ کا حصہ منہدم ہو گیا۔ اُس پر ایک شخص کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالی دینے لگا مسلمانوں میں سے کسی تیر انداز نے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ قتیبہ نے دس ہزار درہم اسکو انعام میں دیا۔ بعض مسلمانوں نے قتیبہ کو اپنے نفس سے یہ کہتے سنا کہ اے اہل سمرقند تمھارے پیٹ میں شیطان کب تک گھونسلہ بناتا رہیگا، انشاءاللہ صبح کو تمھارے گھر والوں کو بہت دور جنگلوں میں پھنکوا دونگا اس نے تمام فوج میں اسکی خبر اڑادی کہ معلوم کل کتنے آدمیوں کا خاتمہ ہو گا۔ جب صبح ہوی تو قتیبہ نے تمام فوج کو ایک زور دار حملہ کے لئے مستعد کیا۔ اور حکم دیا کہ شہر کی فصیل کے ٹوٹے حصہ تک پہونچ جاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے چہروں پر ڈھالیں رکھ لیں یورش کرتے ہوئے شہر کی فصیل تک پہونچ گئے۔ اہل صغد نے تیر برسانے شروع کئے لیکن انکے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی مجبوراً انھوں نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آج لوٹ جاؤ کل ہم تم سے صلح کریں گے۔ قتیبہ نے کہا کہ ہم اسوقت تک صلح نہیں کریں گے جب تک ہمارے آدمی شگاف پر قائم نہ ہو جائیں۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے کہا کہ غلام اب خوفزدہ ہو گئے ہیں بس ہماری فتحیابی رکھی ہے اب لوٹ آؤ۔ دوسرے دن دو لاکھ ۲۰ ہزار مثقال پر صلح ہوئی جو سالانہ جزیہ کے طور پر متعین کیا گیا۔ اور اس کے علاوہ ۳۰ ہزار گھوڑے دئے اور یہ وعدہ کیا کہ شہر قتیبہ کے لئے خالی کر دیا جائیگا۔ اور انکا کوئی لڑنے والا نہیں رہے گا۔ اور قتیبہ کو مسجد بنا کر خطبہ دینے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہو گی۔ لیکن دوسرے دن اسکو لوٹ آنا پڑیگا۔ جب مصالحت ہو گئی تو انھوں نے شہر خالی کر دیا قتیبہ شہر کے اندر داخل ہوا اور مسجد بنوائی۔ ۴ ہزار آدمیوں کو منتخب کر کے مسجد میں لے گیا۔ وہاں نماز پڑھی اور خطبہ دیا اور وہیں سب آدمیوں نے ملکر کھانا وغیرہ کھایا۔ اور اہل صغد سے کہلا بھیجا کہ تم میں سے جو اپنا مال واپس لینا چاہے وہ لے سکتا ہے کیونکہ میں ابھی یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ اور تم سے انھیں چیزوں کو لوں گا جن پر مصالحت ہوئی۔ صرف یہ کہ ہماری فوج مقیم رہے گی۔ بعض روایت میں ہے کہ اس نے شرائط صلح میں یہ پیش کیا تھا کہ اہل صغد ایک لاکھ گھوڑے دیں اور آتشکدے اور بتوں کے زیورات اور ان کے نذرانے قتیبہ کو دیدیں۔ اہل صغد نے ان تمام شرائط کو پورا کر دیا۔ تمام بڑے بڑے بت قتیبہ کے سامنے لائے گئے اس نے ان اسکے

تمام زیورات اتار لئے اور پھر جلانے کا حکم دیا۔ غوزک جو اہل صغد کا بادشاہ تھا قتیبہ کے
پاس آیا اور کہا کہ مجھ پر آپ کا شکر واجب ہے۔ ان بتوں کو نہ جلائیے۔ کیونکہ
جو ان کو جلاتا ہے وہ ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ قتیبہ نے کہا اچھا تو میں خود ان کو
جلاؤں گا۔ آگ منگوائی اور تکبیر کہکر ان کو خاک سیاہ کر دیا، اور پھر جو سونے کی میخیں جڑی
ہوئی تھیں ان سے پچاس ہزار مثقال کے برابر سونا ملا۔ وہیں ایک لڑکی غنیمت میں ملی جو یزدجرد کی
اولاد سے تھی۔ قتیبہ نے اسکو حجاج کے پاس بھیجدیا اور حجاج نے ولید کے یہاں روانہ
کر دیا، اسی لڑکی سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔ اس کے بعد غوزک کو روانہ ہونیکا اور شہر
خالی کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام لوگ روانہ ہو گئے بعض روایت میں ہے کہ اہل سمرقند
نے مسلمانوں پر اسدن جسدن وہ مغلوب ہوئے بڑا زور کا دھاوا کیا۔ اور قتیبہ اُسدن
ایک تخت پر بیٹھا تھا۔ دشمنوں نے نیزہ بازی کرتے ہوئے قتیبہ تک رسائی حاصل کرلی
اور وہ اپنی تلوار کی آڑ میں اطمینان سے بیٹھا تھا جب یہ آگے بڑھے تو مسلمانوں کے
دونوں بازوؤں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور فوراً شکست دیدی۔ اور انکے پورے
لشکر کو پیچھے ہٹا دیا۔ پھر مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور ان سے مصالحت ہوگئی
غوزک نے خورد و نوش کا انتظام کیا اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ چند مخصوص
آدمیوں کے ساتھ دعوت میں شریک ہوا۔ جب واپس ہوا تو اس نے غوزک
کو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اور سمرقند میرے حوالہ کر دے کیونکہ اس کو بغیر تعمیل حکم کے
کوئی چارہ نہیں ہے قتیبہ نے یہ آیت تلاوت کی انہ اھلک عادا الاولی والثمود فما ابقی
یعنی خدا نے عاد اولی اور ثمود۔ دونوں کو برباد کر دیا۔ اور قوم ثمود سے کسی کو باقی نہ رکھا
اس شخص نے جسکو قتیبہ نے حجاج کے پاس فتح سمرقند کی خوشخبری لیکر بھیجا تھا۔ یہ بیان
کیا ہے۔ کہ مجھکو حجاج نے ولید کے پاس بھیجدیا۔ چنانچہ میں دمشق میں آیا اور طلوع فجر
سے قبل پہونچا مسجد میں داخل ہوا تاکہ نماز فجر پڑھوں۔ وہاں ایک شخص میرے
بازو میں بیٹھا تھا جو نابینا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو۔
میں نے کہا کہ خراسان سے آرہا ہوں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ سمرقند فتح ہوگیا۔
اس نے کہا کہ قسم خدا کی تم نے سمرقند کو دھوکہ سے فتح کیا۔ اے اہل خراسان تم
بنی امیہ کی مملکت چھین لوگے اور دمشق کی عمارت حکومت کا ایک ایک پتھر تم گرادوگے

قتیبہ نے جب سمرقند فتح کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ ایک وار میں دو شکار کرنے والا شخص ہے کیونکہ اس نے خوارزم اور سمرقند دونوں کو ایک ہی سال میں فتح کیا اور یہ عربی کا محاورہ ہے کہ جب ایک ہی حملہ میں دو شکار کئے جائیں تو کہتے ہیں علادی الصیدین یا عادی العیرین خیر جب یہ فتوحات حاصل ہو چکے تو قتیبہ نے نہار بن توسعہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ تیرا یہ شعر جو مہلب کی تعریف میں تھا وہ کہاں گیا۔

الا ذھب الغزو المقرب للغنی ومات الندی والجود بعد المھلب
وہ غزوے جن سے لوگ دولتمند ہوتے تھے ختم ہو گئے اور عزت و حشمت جود و سخاوت مہلب کے بعد سب فنا ہو گئیں

اقاما بمرو الروذ رھن ضریحہ فقد غیبا عن کل شرق و مغرب
شجاعت اور سخاوت دونوں اس کی قبر میں مدفون ہیں درحقیقت وہ دونوں شرق اور مغرب سے معدوم ہو گئے ہیں

نہار نے کہا کہ کیا یہی غزوہ تھا اس نے کہا نہیں بلکہ یہ بہتر ہے۔ اور اب میں وہ ہوں جو یہ کہتا ہوں۔

وما کان مذ کنا ولا کان قبلہ ولا ھو فیما بعد نا کابن مسلم
ابن مسلم کی طرح نہ آج کوئی ہے۔ اور نہ کبھی تھا اور نہ ہمارے بعد ہوگا۔

اعم لاھل الشرک قتلا بسیفہ واکثر فینا مقسما بعد مقسم
اپنی تلوار سے شرکوں کو پورے طور سے قتل کر ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ سے ہم کو بکثرت غنیمتیں تقسیم کیں

پھر بہت سے شعرا نے اس کے متعلق اشعار کہے ہیں کمیت نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے۔

کانت سمرقند احقابا یمانیۃ فالیوم تنسبھا قیسیۃ مضرا
سمرقند ایک مدت تک یمانی تھا اور آج قیس مضر سے منسوب ہو گیا

کعب اشقری نے یہ کہا۔ اور بعض نے جعفی کے کسی شخص کی طرف یہ اشعار منسوب کئے ہیں۔

کل یوم یحوی قتیبۃ نھبا ویزید الاموال مالا جدیدا
ہر روز قتیبہ مال غنیمت جمع کرتا ہے اور نئے اموال کا اضافہ کرتا ہے

باھلی قد البس التاج حتی شاب منہ مفارق کن سودا
وہ باہلی قبیلہ کا ایسا تاجدار ہے جس کی دہشت سے دشمنوں کی سیاہ آنکھیں بھی سفید ہو گئی ہیں

دوخ الصغد بالکتائب حتی ترک الصغد بالعراء قعودا

اہل صغد کو اپنی فوجوں سے اتنا روند ڈالا۔　　کہ ان کو مدتوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

فولیتہ یبکی لفقد ابیہ　　واب موجع یبکی الولیدا

انکا حال یہ تھا کہ بچے اپنے باپ کے مرنے پر بلک رہے ہیں　　اور باپ اپنے بچوں کے گم ہونے پر ماتم کر رہا ہے

اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آیا۔ اہل خراسان کہتے تھے کہ قتیبہ نے اہل سمرقند کو دھوکا دیا اور دھوکے ہی سے اس پر قبضہ کیا۔ قتیبہ نے خوارزم پر اپنا عامل ایاس بن عبداللہ کو بنایا تھا اور خراج پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ مولیٰ مسلم کو نگراں بنایا تھا اہل خوارزم نے جب ایاس کو کمزور دیکھا تو بغاوت کے لئے تیار ہوئے۔ عبیداللہ نے قتیبہ کو اس کی اطلاع دی۔ قتیبہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو عامل بنا کر بھیجا اور کہا کہ ایاس اور حبّان نبطی کو سو سو کوڑے لگاؤ اور ان کے سر منڈوا دو چنانچہ جب عبداللہ خوارزم کے قریب پہونچا تو اس نے ایاس کو خبر دار کر دیا وہ تو علیحدہ ہو گیا اور عبداللہ نے آگے بڑھ کر صرف حیان کو کوڑے لگوائے۔ اور اسکا سر منڈوا دیا۔ پھر قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کے ماتحت ایک فوج خوارزم کی طرف روانہ کی جب مغیرہ پہونچا تو خوارزم شاہ سے وہ جنکے والدین کو اس نے قتل کیا تھا علیحدہ ہو گئے۔ خوارزم شاہ ترکوں کی طرف بھاگ گیا۔ مغیرہ جب پہونچگیا تو اس نے کچھ لڑائی کی اور لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا اور پھر جزیہ پر صلح کر لی اور واپس آگیا قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا حاکم بنا دیا۔

فتح طلیطلہ (اندلس)

ابو جعفر کا بیان ہے کہ اس سال موسیٰ بن نصیر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد پر بہت خفا ہوا اور رجب کے مہینے میں اندلس کی طرف گیا اپنے بیٹے عبداللہ بن موسیٰ کو افریقہ میں چھوڑ گیا۔ موسیٰ سمندر عبور کر کے اپنی دس ہزار فوج کے ساتھ سر زمین اندلس میں پہونچا طارق نے اس سے ملاقات کی اور اپنی معذرت پیش کی موسیٰ نے اسکو قبول کر لیا پھر موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ طلیطلہ اندلس کے مشہور اور قدیم شہروں میں تھا، قرطبہ سے ۲۰ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ طارق نے اسکو فتح کیا اور وہیں اسکو حضرت سلیمان کا خوان ملا اور بہت زر و جواہر ملے۔ ابو جعفر نے اسکے فتح کے متعلق اس سے زیادہ بیان نہیں کیا۔ ۹۲ھ کے سلسلہ میں ہم نے اندلس کی

فتح کے متعلق کافی حالات درج کر دئے ہیں۔ دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ ابوجعفر نے یہ بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے اس روایت کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے جو روایت کی ہے وہ اہل اندلس کی تاریخ سے ماخوذ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا حجاز کی حکومت سے معزول ہونا

کہتے ہیں کہ اس سال ولید نے حضرت عمر کو حجاز اور مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ وجہ یہ درپیش ہوئی کہ حضرت عمر نے ولید کو حجاج کے مظالم کی داستان اور اسکی زیادتیوں کی اطلاع دی تھی۔ یہ خبر حجاج کو لگی کہ عمر نے میری شکایت کی۔ اس نے فوراً ولید کو لکھا کہ یہاں جو منافقین تھے ان کو میں نے جلاوطن کر دیا تھا اب وہ مکہ اور مدینہ میں پناہ گزیں ہیں۔ اور یہ بڑی کمزوری کی بات ہے۔ ولید نے اس سے دریافت کیا کہ آخر مدینہ اور مکہ کا حاکم کون بنایا جائے۔ حجاج نے خالد بن عبداللہ قسری اور عثمان بن حیان کا نام پیش کیا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیجدیا اور یہ حضرت عمر کو معزول کر دیا۔ جب حضرت عمر مدینہ سے رخصت ہونے لگے تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میں ان لوگوں میں نہ ہو جاؤں جنکو مدینہ نے نکال باہر کیا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مدینہ اپنی خباثت کو پھینک دیتا ہے یعنی جو برے لوگ ہوں گے ان کو دفع کرتا رہیگا۔ آپ شعبان کے مہینے میں معزول ہوئے خالد جب مکہ میں حاکم ہو کر آیا تو جتنے اہل عراق وہاں پناہ گزیں تھے ان سب کو جبراً نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو مہمان رکھتے تھے یا ان کو کرایہ پر اپنے مکان دیتے تھے۔ بڑی سخت دھمکیاں دیں۔ مدینہ کے باشندوں پر بھی عثمان ظلم و ستم کرنے لگا۔ ان کو بھی عراقیوں کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی سخت ممانعت کی گئی کیونکہ حضرت عمر کے زمانے میں جو شخص حجاج کے ظلم سے بھاگتا تھا وہ مکہ اور مدینہ میں آکر پناہ لیتا تھا۔ ۹۱ھ میں خالد بن عبداللہ کے متعلق تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

۹۳ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں سبسطیہ، مرزابین طرسوس فتح کیا۔ مروان بن ولید نے بھی روم میں جنگ کی تو خنجرہ تک پہونچا۔ سلمہ بن عبدالملک نے روم میں مسلطیہ کے نواح میں ماسیسہ اور قلعہ غزالہ اور حصون الحدید فتح کیا۔ افریقیہ میں اس سال سخت قحط پڑا، موسیٰ نے صلوۃ استسقاء پڑھی اور پھر بارش ہوئی۔ ولید نے حضرت عمر کو معزول کرنے سے قبل یہ لکھ بھیجا تھا کہ حبیب بن عبداللہ بن زبیر کو کوڑے لگاؤ۔ اس کے سر پر ٹھنڈا پانی چھوڑو۔ حضرت عمر نے ان کو ۵۰ کوڑے مارے۔ اور اسی موسم سرما میں ان کے سر پر ٹھنڈا پانی ڈلوایا۔ اور مسجد کے دروازہ پر کھڑا رکھا۔ اسی صدمہ سے وہ اسی دن مر گئے۔ عبدالعزیز بن ولید نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف عثمان بن حیان مدینہ کا جدید حاکم ہوا تھا جو ۲۸ شوال کو وہاں پہونچا۔ خالد بن عبداللہ کی امارت سے متعلق ہم نے ۸۹ھ اور ۹۱ھ میں اچھی طرح لکھدیا ہے۔ اور بعض روایت میں اس سال بھی ہے اس سال ابوشعثاء جابر بن زید اور ابوالعالیہ براء (جنکا اصلی نام زیاد بن فیروز تھا) نے انتقال کیا۔ یہ بنو ریاح کی ایک اعرابیہ کے مولے تھے۔ یہ ابوالعالیہ ریاحی نہیں ہیں انکی وفات ۹۰ھ میں ہوئی تھی۔ بلال بن ابی درداء انصاری نے بھی اسی سال دمشق میں وفات پائی۔ یہ دمشق کے قاضی تھے۔

۹۴ھ کی ابتداء سعید بن جبیر کا قتل

اسی سال سعید بن جبیر قتل کئے گئے۔ ان کے قتل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کے ساتھ انھوں نے بھی بغاوت کی تھی۔ اس سے قبل حجاج نے ان کو فوج کے روزینہ کی تقسیم پر متعین کیا تھا۔ یہ اسوقت مقرر کیا تھا جب عبدالرحمن کو رتبیل کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جب عبدالرحمن نے بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ عبدالرحمن نے شکست کھائی تو سعید اصبہان بھاگ گئے۔ حجاج نے وہاں کے

عامل کو لکھ بھیجا کہ سعید کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ وہ اسی غرض سے نکلا۔ لیکن پھر اس نے سعید کو باخبر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ سعید وہاں سے آذربیجان آئے۔ اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ آخر کبیدہ خاطر ہو کر مکہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں ایسے اور لوگ بھی تھے جو روپوش ہو گئے تھے اور اپنے ناموں سے لوگوں کو کوئی خبر نہ دیتے تھے۔ جب خالد ابن عبداللہ مکہ میں حاکم ہو کر آیا تو لوگوں نے سعید کو مشورہ دیا کہ خالد بد طینت آدمی ہے۔ آپ یہاں سے چلے جائیے تو اچھا ہے سعید نے جواب دیا کہ میں برابر بھاگا بھاگا پھرا جس کی وجہ سے میں اپنے خدا سے نادم ہوں اور میری تقدیر بھی مجھ سے شرمندہ ہے۔ جب خالد مکہ میں پہونچا تو ولید نے اسے کو حکم دیا کہ اہل عراق کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دے۔ خالد نے سعید بن جبیر، مجاہد، طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ طلق تو راستہ ہی میں قضا کر گئے۔ مجاہد حجاج کی وفات تک مقید رہے۔ ان لوگوں کو خالد نے دو سپاہیوں کی حراست میں بھیجا۔ راستہ میں ایک سپاہی کسی ضرورت سے باہر گیا۔ دوسرے نے رات کو خواب میں کچھ دیکھا۔ اس نے سعید سے کہا کہ میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے شخص تیرے لئے ہلاکت ہو۔ سعید بن جبیر کو چھوڑ دے۔ لہذا تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ میں تلاش بھی نہ کروں گا۔ سعید نے بھاگنے سے انکار کیا۔ اس شخص نے اسی قسم کا خواب تین تین دیکھا۔ اور وہ سعید سے برابر بھاگنے کا مشورہ دیتا رہا۔ لیکن سعید نہ مانے۔ مجبوراً یہ لوگ انھیں کوفہ لائے اور ان کو ان ہی کے مکان میں ٹھیرایا۔ قراء کوفہ ان سے ملنے آئے وہ برابر ہنستے ہوئے باتیں کرتے رہے۔ ان کی گود میں ان کی ایک بچی تھی جب ان کے پیر میں وہ بیڑیاں دیکھتی تو زور زور سے رونے لگتی تھی۔ اس کے بعد حجاج کے سامنے لائے گئے۔ حجاج نے کہا کہ ابن نصیرانیہ (یعنی خالد) پر خدا کی لعنت ہو۔ کیونکہ اسی نے سعید کو بھیجا تھا۔ کیا مجھے اطلاع نہ تھی کہ سعید وہاں ہیں۔ خدا کی قسم مجھے مکہ کے اس مکان کی بھی خبر تھی جس میں سعید تھے۔ پھر سعید سے مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا میں نے تم کو اپنی امارت میں شریک نہیں کیا تھا۔ کیا میں نے تجھکو اپنا عامل نہیں بنایا تھا۔ سعید نے کہا ہاں۔ حجاج نے پوچھا کہ پھر تو کا ہے

کیا وجہ تھی سعید نے کہا کہ میں ایک انسان ہوں کبھی غلطی کرتا ہوں اور کبھی سیدھے راستہ پر چلتا ہوں۔ حجاج اس جواب سے تھوڑا خوش ہوا پھر جب حجاج نے وہی سوال کیا تو سعید نے کہا کہ میری گردن میں بیعت کا قلاوہ پڑ گیا تھا۔ اسوجہ سے میں نے ایسا کیا۔ حجاج پھر غصہ میں آگیا اور کہنے لگا کہ اے سعید جب میں نے مکہ میں ابن زبیر کو قتل کیا تو کیا اس کے بعد تجھ سے اور لوگوں سے امیرالمومنین عبدالملک کے لئے بیعت نہیں کی سعید نے کہا ہاں۔ پھر حجاج نے کہا کہ جب میں عراق میں حاکم ہوکر آیا تو کیا میں نے بیعت کی تجدید نہیں کی تھی، امیرالمومنین کے لئے تجھ سے دوبارہ بیعت نہیں لی تھی۔ سعید نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ امیرالمومنین کی دو بیعتوں کو تو نے توڑ دیا۔ اور حائک ابن حائک (جولاہے اور جولاہے کے بیٹے کی) کی بیعت کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں تجھکو ضرور قتل کروں گا۔ سعید نے کہا کہ اگر آپ نے مجھکو قتل کیا تو میں واقعی سعید ہوں گا جیسا کہ میری والدہ نے میرا نام رکھا ہے اسکے بعد حجاج نے قتل کا حکم دیا۔ ان کی گردن پر جب تلوار پڑی تو سر اچھل کر گرا اسوقت انکے سر پر چھوٹی سی سفید ٹوپی چپکی ہوئی تھی۔ جب سر زمین پر گرا تو لا الٰہ الا اللہ کی آواز تین مرتبہ آئی۔ ایک مرتبہ تو صاف آئی اور دو مرتبہ ذرا آہستہ سے آئی۔ جب حجاج کی نظر ان کی اس حالت پر پڑی تو وہ بدحواس ہوگیا۔ اور چلا چلا کے کہنے لگا کہ میری بیڑیاں میری بیڑیاں۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ سعید کی بیڑیاں نکالنے کے لئے کہہ رہا ہے چنانچہ انھوں نے سعید کی پنڈلیاں کاٹ کر بیڑیاں نکال لیں۔ آج کے دن سے حجاج جب سوتا تھا تو خواب میں دیکھتا تھا کہ سعید اس کے تمام کپڑے کھینچ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں اے اللہ کے دشمن تو نے مجھکو کیوں قتل کیا۔ حجاج اکثر کہتا تھا کہ میرا اور سعید کا معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

غزوۂ شاش اور فرغانہ

اس سال قتیبہ نے نہر بلخ عبور کر کے۔ اہل بخارا اہل کش اہل نسف اور خوارزم والوں سے ۲۰ ہزار فوج طلب کی ان لوگوں نے ۲۰ ہزار فوج قتیبہ کے پاس بھیجدی اس نے ان کو تو شاش کی مہم پر بھیجا اور خود فرغانہ کی طرف گیا خجندہ پہونچا۔ تو وہاں کے

باشندوں نے کئی بار مزاحمتیں کیں۔ لیکن فتح ہمیشہ مسلمانوں کے لئے ہوتی تھی یہاں سے قتیبہ کاشان گیا جو فرغانہ کا شہر تھا۔ اسی مقام پر وہ فوجیں آگئیں جو شاش کے فتح کرنے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ آخر کار فرغانہ بھی فتح ہوا اور بعض شہروں کو جلا بھی دیا گیا۔ اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آگیا۔ سحبان خجندہ کی لڑائی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

فسل الفوارس فی خجندۃ تحت مرھفۃ العوالی

خجندہ کے ان شہسواروں سے پوچھو۔ جو تیز نیزوں کے سایہ میں تھے۔

ھل کنت اجمعھم اذا ھزموا واقدم فی القتال

کیا میں جب کہ وہ شکست کھا گئے تھے انکو جمع کر رہا تھا اور لڑائی میں آگے بڑھ رہا تھا

ام کنت اضرب ھامۃ العاتی واصبر للعوالی

ہاں میں سرکشوں کی گردن اڑا رہا تھا اور نیزوں کو برداشت کر رہا تھا

ھذا وانت قریع قیس کلھا ضخم النوالی

تو اور یہ بنو قیس کا سردار ہے اور قیس کے تمام لوگ بخششوں والے ہیں

وفضلت قیسا فی الندی وابوک فی الحج الخوالی

سخاوت میں تو تو قیس سے سبقت لے گیا اور تیرے باپ نے گذشتہ زمانہ میں یہ فضیلت حاصل کی

ولقد تبین عدل حکمک فیھم فی کل مال

ان کے اموال کی تقسیم میں۔ تیرا عدل والضاف روشن ہوگیا۔

تمت مروتکم ونا عزکم غلب الجبال

تمھارے اخلاق کی حد ہوگئی تمھاری عزت کی بلندی پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند ہوگئی

سنہ ۹۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے انطاکیہ فتح کیا اور عبد العزیز بن ولید غزالہ تک پہونچا۔ ولید بن ہشام معیطی برج حمام تک پہونچا۔ یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک پہونچ گیا شام میں اس سال بہت زبردست زلزلہ آیا جو چالیس دن تک رہا تمام شہر برباد

ہو گئے سب سے زیادہ انطاکیہ پر اس کا بڑا اثر پڑا۔ قاسم بن محمد ثقفی نے ہند فتح کیا اس سال کی ابتدا میں علی بن حسینؓ نے وفات پائی۔ ان کے بعد عروہ بن زبیر کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد سعید بن مصیب اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے یکے بادیگرے وفات پائی۔ شام میں ولید نے سلیمان بن حبیب کو قاضی بنایا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالعزیز بن ولید نے حج کیا تھا مکہ میں خالد بن عبداللہ اور مدینہ میں عثمان بن حیان اور مصر میں قرہ بن شریک حاکم تھے۔ خراسان میں حجاج کی طرف سے قتیبہ حاکم تھا۔

سنہ ۹۵ھ کی ابتداء
غزوۂ شاش

بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے عراق سے قتیبہ کے پاس ایک فوج بھیجی تھی جب قتیبہ اس فوج کو لیکر روانہ ہوا اور شاش یا کشماہان میں پہونچا تو اسکو شوال میں حجاج کے انتقال کی خبر ملی۔ قتیبہ بہت رنجیدہ ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

لعمری لنعم المرء من آل جعفر — بحوران امسی اعلقتہ الحبائل
قسم ہے میری زندگی کی آل جعفر — کا بہترین شخص حوران میں مر گیا۔
فان تحی لا املک حیاتی وان تمت — فما فی حیاۃ بعد موتک طائل
اگر تو زندہ رہتا تو میں بھی اپنی زندگی کا فائدہ اٹھاتا — اور اگر تو مر گیا تو تیری موت کے بعد زندگی بیکار ہے

قتیبہ مرو واپس آگیا اور فوج کو اپنی جگہ روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ولید نے ایک خط قتیبہ کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر المومنین تمھاری محنت تمھاری حسن خدمت۔ اعدائے اسلام کے مقابلہ میں تمھاری بلیغ کوشش ان تمام باتوں سے خوب واقف ہیں، بلکہ وہ تم کو ایسا مرتبہ دیں گے جو تمھارے لئے خوب مناسب ہوگا۔ اب تم اپنی جنگوں کے کام کو پورا کرو۔ اور خدا کی رحمت کے متوقع رہو۔ اپنے حالات سے مجھکو برابر مطلع کرتے رہو تاکہ میں تمھاری کوششوں کا اندازہ لگا سکوں۔ اور یہ معلوم ہو کہ میں تمھارے ساتھ سرحد پر موجود ہونگا۔

حجاج بن یوسف کی وفات

بعض نے یہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز سے حجاج اور ولید کے دوسرے عمال حکومت کے ظلم کے متعلق کہا گیا تو انھوں نے کہا کہ حجاج عراق میں تھا ولید شام میں۔ قرہ مصر میں، عثمان مدینہ میں، خالد ابن عبداللہ مکہ میں اے خدا یہ تمام دنیا ظلم و ستم سے بھر گئی۔ لوگوں کو جلد ان ظالموں سے نجات دلا تھوڑے ہی دن کے بعد حجاج اور قرہ بن شریک ایک ہی مہینے میں مر گئے۔ اس کے بعد ولید کا خاتمہ ہوا پھر خالد اور عثمان معزول ہوئے۔ غرضکہ حضرت عمر کی دعا پوری مقبول ہوئی۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر اور زیاد نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ عراق کو میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے درست کر لیا ہے اور داہنا ہاتھ خالی ہے۔ اس لئے حجاز کی حکومت دیجئے۔ یہ خبر جب حضرت عبداللہ بن عمر کو ملی تو انھوں نے فرمایا کہ اے خدا ہم کو زیاد کے داہنے ہاتھ سے بچا اور اس کے بائیں ہاتھ سے عراق کو نجات دے چنانچہ سب سے پہلا شخص اس بددعا کے بعد جو مرا وہ زیاد تھا۔ حجاج کی وفات شوال سنہ ۹۵ھ میں ہوئی اور بعض ۲۵ رمضان میں بتاتے ہیں۔ اس کی عمر ۵۴ یا ۵۳ برس کی تھی۔ عراق میں ۲۰ برس تک حکومت کرتا رہا۔ جب مرنے کا وقت آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا اور کوفہ اور بصرہ کے جنگی ضروریات کے لئے یزید بن ابی کبشہ کو قائم مقام بنایا۔ اور خراج کی وصولی کے لئے یزید بن ابی مسلم کو متعین کیا۔ ولید نے ان تمام عہدہ داروں کو اپنی جگہ پر رہنے دیا۔ اور حجاج کے کسی عامل میں تغیر و تبدل نہیں کیا۔

حجاج کا نسب نامہ اور اسکے بعض حالات

حجاج بن یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن عامر بن مسعود بن معتّب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ابن ثقیف ابو محمد ثقفی۔ قتیبہ بن مسلم نے روایت کی ہے کہ حجاج نے ایک مرتبہ تقریر کی اور اس میں قبر کا تذکرہ کیا اور یہ بولا کہ وہ تنہائی کا گھر ہے۔ غربت کی جگہ ہے، غرضکہ اسی طرح کہتا رہا۔ اور اپنے آپ بھی رویا اور دوسروں کو بھی رلایا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین عبد الملک کو یہ کہتے سنا ہے اور انھوں نے اپنے والد مروان سے سنا تھا کہ حضرت عثمان نے اپنے خطبہ میں یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت جب کسی قبر کو دیکھتے یا یاد کرتے تھے تو رونے لگتے تھے۔ اس قسم کی حدیثیں اس نے حضرت انس اور عبداللہ بن عباس سے بھی روایت کی ہیں۔ ابن عوف نے بیان کیا ہے کہ جب میں حجاج کو قرآن پڑھتے سنتا تھا تو سمجھتا تھا کہ وہ قرآن پڑھنے کا عادی ہے ابو عمرو بن علاء کی روایت ہے کہ میں نے حجاج اور حسن سے بڑھکر فصیح اللسان کسی کو نہیں دیکھا لیکن حسن حجاج سے زیادہ فصیح تھے۔ عبد الملک بن عمیر سے مروی ہے کہ حجاج نے ایک دن کہا کہ اگر کسی نے کوئی کارنامہ کیا ہو تو وہ کھڑا ہو تاکہ میں انعام دوں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے ایک کارنامہ کیا ہے مجھے انعام دیجئے۔ اس نے پوچھا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے (حضرت امام) حسین کو قتل کیا ہے اس نے پوچھا کیسے قتل کیا۔ اس نے کہا کہ پہلے ایک نیزہ چبھویا پھر ایک پوری تلوار ماری۔ اور اس میں میرا کوئی شریک نہ تھا۔ حجاج نے کہا خدا تجھے ہلاک کرے تو اور وہ ایک جگہ جمع نہ ہوں گے (یعنی تو دوزخ میں ہوگا اور وہ جنت میں ہوں گے) دور ہو جا میرے سامنے سے۔ اور کچھ نہیں دیا۔ عبد الملک نے حجاج کو اسلم بن عبد البکری کے قتل کا حکم دیا۔ عبد الملک کو اس کی کچھ شرارت معلوم ہوئی تھی۔ حجاج نے اسلم کو بلا بھیجا۔ وہ آیا اور اس نے کہا کہ امیر المومنین تو غایب ہیں اور تم موجود ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا الخ اے مومنو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس خبر لائے تو اس پر بینہ لو اور ثبوت طلب کرو۔ میرے متعلق جو کچھ اڑایا گیا ہے وہ سر تا پا غلط ہے۔ آپ امیر المومنین کو لکھ بھیجئے کہ میرے پاس ۲۴ عورتیں ہیں جنکے نان ونفقہ کا ذمہ ہمارے سر ہے۔ وہ سب دروازہ پر کھڑی ہیں حجاج نے سب کو بلا بھیجا تو کوئی اس کی ماں تھی اور کوئی اس کی بیوی تھی اور کوئی پھوپی تھی کوئی لڑکی تھی۔ غرضکہ سب اعزاء اور اقرباء ہی تھے۔ سب سے آخر میں ایک نابالغ لڑکی تھی جسکی عمر ۱۰ سال کی تھی۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں اس کی بیٹی ہوں اور یہ اشعار پڑھنے لگی۔

احجاج لم تشهد مقام بناته وعماته يندبنه الليل اجمعا

اے حجاج تو نے اسکی لڑکیوں اور پھوپیوں کی حالت نہیں دیکھی   جو رات بھر اس کا بین کرتی رہتی ہیں۔

احجاج لم تقبل به ان قتلته   ثمانا وعشرا واثنتين واربعا

اے حجاج تو اس کو مت قتل کر کیونکہ   اگر تو نے اسکو قتل کیا تو ہم چوبیس آدمیوں کو قتل کیا

احجاج من هذا يقوم مقامه   علينا فمهلا ان تزدنا تضعضعا

اے حجاج اسکی جگہ پر کون قائم مقام ہوگا۔   تو ہماری ذلت اور آبروریزی سے کنارہ کش ہوجا

احجاج اما ان تجود بنعمة   علينا واما ان تقتلنا معا

اے حجاج یا تو ہم پر کوئی احسان کر   یا ہم سب کو ساتھ ہی قتل کردے

حجاج کی آنکھوں سے ان درد انگیز اشعار کے سننے سے آنسو ٹپک پڑے اور کہنے لگا کہ واللہ میں تم پر زمانہ کی مصیبت ڈھانے میں مدد نہ کرونگا۔ اور نہ میں تمپر ذلت کو بڑھاؤنگا۔ اور پھر عبدالملک کو ان تمام واقعات اور اس لڑکی کی حالت سے اطلاع دی عبدالملک نے لکھا کہ اگر ایسا ہے تو تم اسکو انعام دو اور اس لڑکی کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آؤ حجاج نے اس لڑکی کو بلاکر بہت کچھ انعام دیا۔ عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے سنا ہے کہ اللہ سے جسقدر ہو سکے ڈرو اور اپنے اموال کو اچھے کاموں میں صرف کرو۔ اگر میں تمکو یہ حکم دوں کہ تم اس دروازہ سے نکلو اور تم دوسرے دروازہ سے نکلے تو تمھارا خون مجھ پر حلال ہو جائے گا۔ میں کسی کو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرات پڑھتے نہ سنوں ورنہ اس کی گردن اڑادوں گا۔ اور اس کو قرآن سے بھی مٹادوں گا۔ اگرچہ وہ ذرا سا ہی ہو۔ اعمش سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کہ جب میں نے اس کو یہ کہتے سنا تو دلمیں کہا کہ اگر تجھکو نفرت ہے تو میں اس قرات کو ضرور پڑھوں گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے اگر تمام امتیں اپنے خبثوں کو ایک جگہ جمع کریں اور ہماری قوم میں سے صرف حجاج کے مظالم پیش کئے جائیں تو ہم سب پر غالب آجائیں گے۔ منصور نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے حجاج کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کیا خدا نے نہیں کہا ہے الا لعنة الله على الظالمين۔ امام شافعی نے فرمایا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے تم اپنے عیوب کو بلا کم وکاست بیان کرو۔ اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں جھگڑالو اور

کینہ پرور ہوں، تو عبد الملک نے کہا کہ تجھ میں اور شیطان میں تب کوئی قرابت ہے۔ اس نے کہا کہ اگر شیطان مجھکو دیکھتا تو مجھ سے صلح کر لیتا۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ منبر پر فرما رہے تھے کہ تو نے مجھکو اے خدا انکا سردار بنایا تو انھوں نے مجھکو ڈرایا۔ جب میں نے ان کو نصیحت کی تو انھوں نے مجھ سے چال چلی۔ اور دھوکا دیا اے خدا تو ان پر ثقیف کے لڑکے کو مسلّط کر دے جو ان کے حقوق اور اموال کا فیصلہ جاہلیت کی طرح کرے پھر آپ نے اس شخص کی صفت بیان کی کہ وہ بہت ہی چالاک ہوگا۔ خونکا دریا بہانے والا ہوگا۔ یہی اس کی غذا ہوگی اور یہی لباس ہوگا۔ حسنؓ نے کہا کہ یہی صفت حجاج کی تھی۔ حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم اسوقت تک رہو گے جب تک ثقیف کا وہ شخص آجائیگا اور تم اسکو دیکھ لوگے۔ اس نے پوچھا کہ ثقیف کا وہ کون آدمی ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ قیامت کے دن جس سے کہا جائیگا کہ ہم میں سے جہنم میں جانے کے لئے یہ شخص کافی ہے جس سے وہ ایسا شخص ہوگا۔ ۲۰، ۲۰ برس تک حکومت کریگا۔ اور دنیا کی کوئی معصیت اس سے نہ چھٹے گی۔ صرف ایک باقی رہجائیگی جس کے درمیان ایک بند دروازہ ہوگا لیکن اسکو بھی وہ کر گذریگا۔ وہ اپنے خیر خواہوں کے ذریعہ اپنے بدخواہوں کو قتل کریگا۔ بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے ان مقتولین کا حساب لگایا گیا جو لڑائی کے علاوہ مارے گئے تو ایک لاکھ ۲۰ ہزار تک تعداد پہونچ گئی۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حجاج خالد بن یزید کے سامنے سے متکبرانہ چال سے گذرا ایک شخص نے خالد سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا کہ اہ یہ عمرو بن العاص ہے۔ حجاج نے یہ سن لیا اور لوٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ واللہ مجھکو یہ پسند نہیں کہ میں عاص کی طرف منسوب کیا جاؤں۔ لیکن میں اس سے خوش ہوں کہ میں بنی ثقیف کے رؤساء کی اولاد سے ہوں اور قریش کے معزز خواتین خاندان سے ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے اپنی اس تلوار سے ایک لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جن میں سے ہر شخص یہ گواہی دیگا کہ اے خالد تیرا باپ فاسق، فاجر اور شرابی تھا اور پوشیدہ کافر تھا۔ حجاج نے پھر خالد کا یہ جملہ او ہو عمرو بن العاص ہے کہتا ہوا لوٹ گیا اپنی زندگی میں حجاج نے یہ اقرار کیا تھا کہ میں نے ایک لاکھ آدمیوں کو صرف ایک خطا پر قتل کیا ہے۔

محمدؐ بن قاسم کا حجاج کی موت کے بعد قتل ہونا۔

جب حجاج مرگیا تو محمدؐ بن قاسم ملتان میں تھا۔ اسکو حجاج کے مرنے کی خبر ملی تو وہ شہر رور اور بغرور کی طرف واپس آیا۔ جس کو وہ فتح کر چکا تھا۔ اور وہیں کے باشندوں کے سپرد کر دیا تھا۔ یہاں سے اس نے بیلمان کی طرف ایک فوج روانہ کی بیلمان کے باشندوں نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سرشت کے لوگوں نے بھی اطاعت اختیار کی۔ یہ لوگ ڈاکو تھے۔ اہل بصرہ انکی سرکوبی کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد محمدؐ کیرج میں آیا وہاں دوہر مقابلہ کے لئے نکلا اس سے لڑائی ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگا بعض کہتے ہیں کہ قتل ہوگیا۔ اور تمام اہل شہر نے اپنے آپ کو محمدؐ کے سپرد کر دیا۔ محمدؐ نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا کسی شاعر نے کہا ہے۔

نحن قتلنا ذاهراً ودوهرا والخیل تردی منسراً فمنسرا

ہم نے ذاہر اور دوہر دونوں کو قتل کیا اور گھوڑے یکے بادیگرے فوجوں کو اپنے پیروں کچل رہے تھے

اس کے بعد ولید بن عبدالملک کا انتقال ہوگیا۔ اور سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا اس نے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ یزید نے محمدؐ کو قید کر کے عراق بھیجدیا۔ محمدؐ نے یہ شعر پڑھا۔

اضاعونی وای فتی اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر

انہوں نے مجھکو گنوادیا اور ایک ایسے شخص کو انہوں نے ضائع کیا جو لڑائی کے دن اور سرحد کی حفاظت کیلئے کارآمد تھا

باشندگان سندھ محمدؐ کے جانے پر بہت رنجیدہ ہوئے اور روئے۔ خیر جب محمدؐ عراق پہونچا تو صالح بن عبدالرحمن نے اسکو شہر واسط میں قید کر دیا۔ اور محمدؐ نے یہ شعر کہا۔

فلئن ثویت بواسط وبارضھا رھن الحدید مکبلاً مغلولا

اگرچہ میں واسط اور اس کی زمین پر لوہے کی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے ساتھ مقیم ہوں

فلرب قینۃ فارس قد رعتھا ولرب قرن قد ترکت قتیلا

لیکن بہت سے شہسواروں کو میں نے مرعوب کر دیا تھا اور بہت سے لوگوں کو مقتول چھوڑ دیتا

ولو کنت اجمعت القرار لوطئت
اگر میں جنگ کے لئے تیار ہو جاتا تو
اناث اعدت للوغی وذکور
تو بہت سے مرد اور عورتیں جو لڑائی کیلئے تیار کیگئی تھیں روند ڈالی جاتیں

وما دخلت خیل السکاسک ارضنا
اور سکاسک کی فوج ہماری زمین میں نہ داخل ہوتی۔
ولا کان من عک علی امیر
اور نہ کوئی بنو عک کا ہم پر سردار تھا۔

وما کنت للعبد المزونی تابعا
اور نہ میں غلام مزونی کا تابع ہوتا۔
فیالک دهر بالکرام عثور
پس اے زمانہ تیرے لئے ہلاکت ہو تو شریفوں سے بھی خیانت کرتا ہے

محمد بن قاسم کے مرثیہ میں حمزہ بن بیض حنفی نے یہ اشعار کہے ہیں۔

ان المروة والسماحة والندی
شجاعت نرم دلی اور سخاوت۔
لمحمد بن القاسم بن محمد
محمد بن قاسم بن محمد ہی کے لئے تھی

ساس الجیوش لسبع عشرة حجة
سترہ ہی سال کی عمر میں وہ فوجوں کی سرداری کرنے لگا۔
یا قرب ذلک سوددا من مولد
زمانۂ ولادت سے یہ سرداری کسقدر قریب تھی

ایک دوسرے شاعر نے یہ کہا۔

ساس الرجال لسبع عشرة حجة
سترہ سال کی عمر میں اس نے لوگوں پر سرداری شروع کی
ولداته اذ ذاک فی اشغال
اور اسکے ہم سن احباب ابھی دوسرے مشغلوں میں تھے

صالح نے آل ابی عقیل کو محمد ابن قاسم کے ساتھ عذاب دیا اور آخر ان کو قتل کر دیا۔ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو جو خارجی الرائے تھا قتل کیا تھا۔ یزید بن ابی کبشہ سندھ میں اٹھارہ دن کے بعد مر گیا۔ اور سلیمان بن عبد الملک نے پھر حبیب بن مہلب کو روانہ کیا۔ حبیب جب سندھ میں پہونچا تو تمام بادشاہ اپنی اپنی مملکت میں پہونچ چکے تھے۔ اور جیشبہ بن داہر برہمنا باد لوٹ گیا۔ حبیب مہران کے کنارہ پر اترا۔ اور اہل رور نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ ایک قوم سے لڑائی ہوئی جس پر اس نے فتح پائی۔ اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو انھوں نے تمام سلاطین کو مذہب اسلام کی دعوت دی۔ اور یہ کہ ان کی بادشاہت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچایا جائیگا۔ ان کے تمام حقوق وہی رہیں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ چنانچہ جیشبہ اور دوسرے سلاطین دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے نام عربی ناموں کی طرح رکھدیئے

گئے۔ سندھ پر حضرت عمر کی جانب سے عمرو بن مسلم باہلی عامل تھا۔ اس نے بعض مقامات پر جہاد کئے اور فتح کیا۔ اس کے بعد ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمن یہاں کے والی ہوئے۔ جب جنید مہران کے کنارہ پر پہونچے تو جیشبہ نے عبور کرنے سے روکا اور کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھکو ایک بڑے شخص نے یہاں کا والی بنا دیا ہے۔ اس لئے میں تمھکو آنے نہیں دوں گا۔ جنید نے ضمانت دی اور خراج پر اس سے ضمانت وصول کی۔ مگر پھر جیشبہ نے واپس کر دیا اور مرتد ہو گیا۔ اور جنید سے جنگ کی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ لڑا نہیں بلکہ جنید نے خود زیادتی کی اور ہند میں آکر اس نے فوجیں مرتب کیں کشتیاں جمع کیں اور پھر جیشبہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک وادی میں ان دونوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جنید نے جیشبہ کو کشتی ہی پر محصور کر لیا اور پھر جب دونوں کی کشتی نزدیک ہوئی تو جنید نے جیشبہ کو قتل کر ڈالا۔ لیکن صفہ بن ذاہر فوراً بھاگ گیا۔ صفہ کا یہ ارادہ تھا کہ وہ عراق میں جا کر جنید کی شکایت کرے۔ لیکن جنید نے اس سے دوستی پیدا کی اور پھر موقع پا کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد جنید نے شہر کیرج پر حملہ کیا کیوں کہ وہاں کے باشندوں نے نقض صلح کر لیا تھا۔ انھوں نے فصیل کی حفاظت کے لئے منجنیق اور دوسری قسم کے آلات لگائے تھے۔ لیکن جنید نے قلعہ توڑ ڈالا اور شہر کے اندر داخل ہو گیا اور وہیں سے اس نے مرمذ مندل، دھنج، بروج وغیرہ میں اپنے عمال روانہ کئے اور ایک فوج کو شہر ازین کی طرف بھیجا۔ اس لئے شہر پر حملہ کیا اور بہت سے مقامات میں آگ لگا دی۔ اسکے بعد بیلمان فتح کیا۔ اور یہاں ہزاروں کا مال غنیمت حاصل کیا۔ اور اسی قدر اتنی ہی تعداد میں جنید کے پاس بھیجا۔ بیلمان میں جنید نے تمیم بن زید قینی کو حاکم بنایا لیکن وہ حکومت نہ سنبھال سکا اور تھوڑے دن کے بعد دیبل کے قریب مر گیا۔ اسی زمانہ میں مسلمانوں نے ہند کو چھوڑ دیا اور اپنے مرکزوں سے علیحدہ ہو گئے پھر حکم بن عوام کلبی حاکم ہوا۔ یہ وہ وقت تھا جب تمام اہل ہند باشندگان قصہ کے سوا مرتد ہو چکے تھے حکم نے اسی جگہ پر ایک شہر محفوظ بنوایا اور اس کو مسلمانوں کا مامن قرار دیا حکم کے ساتھ عمرو بن محمد بن قاسم بھی تھا جو بڑے کاموں کو اپنے ذمہ میں لیتا تھا۔ اس کے

بعد حکم نے محفوظ سے قدم آگے بڑھایا اور فتوحات حاصل کئے۔ تو پھر ایک دوسرا شہر منصورہ بنایا۔ یہاں امرائے اسلام کی مہمان نوازی وغیرہ کی جاتی تھی۔ اس نے تمام مفتوحہ مقامات کو جن پر دشمنوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لے لیا۔ اس سے تمام لوگ خوش ہوئے خالد قسری کہتا تھا کہ حیرت کی بات ہے کہ میں نے جب عرب کے ایک بہترین شخص کو والی بنایا یعنی بنو تمیم کو تو لوگوں نے اس کی حکومت کو ناپسند کیا اور جب میں نے بخیل ترین شخص کو حاکم بنایا تو سب خوش ہو گئے۔ اس کے بعد حکم قتل ہو گیا۔ عمال دشمنوں سے برابر مقابلہ کرتے رہے ایک ایک مقام کو فتح کرتے اور اس پر قبضہ بھی کرتے۔ اور جو کچھ ملتا لے لیتے۔ لیکن اسوقت حکومت بنوامیہ کے ہاتھ پاؤں کھنچ رہے تھے۔ دم نزع کی حالت تھی اس لئے کچھ نہ ہو سکا۔ پھر دولت عباسیہ کا آغاز ہوا۔ انشاء اللہ سندھ کے بقیہ حالات عہد مامونی میں ہم ذکر کریں گے۔

سنہ ۹۵ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں ہرقلہ وغیرہ فتح کیا۔ اور اسی سال ہند میں فتوحات ہوئے لیکن کیرج اور مندل فتح نہ ہو سکا۔ اور عباس بن ولید نے قنسرین فتح کیا۔ وضاحی اور اس کے ہمراہ ایک ہزار آدمی اسی سال روم میں قتل کیا گیا۔ اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس پیدا ہوا۔ کثیر بن ولید نے حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا۔ ابو عثمان نہدی نے جسکا نام عبدالرحمن بن مل تھا۔ وفات پائی ان کی عمر ۱۳۰ برس کی تھی۔ بعض نے کچھ اور روایت کی ہے۔ سعد بن ایاس ابو عمرو شیبانی نے اسی سال وفات پائی انکی عمر ۱۲۰ تھی۔ حجاج کے زمانہ میں سفینہ مولی رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ سالم بن ابی الجعد نے بھی اسی سال انتقال کیا جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے بھی اسی سال قضا کی۔ یہ عبداللہ بن مروان کے رضاعی بھائی تھے حجاج کی حکومت میں ابوالاحوص عوف بن مالک بن نضلہ جشمی کوفی قتل کئے گئے ان کو خوارج نے قتل کیا تھا۔

سنہ ۹۶ھ

قتیبہ کا شہر کاشغر فتح کرنا

اسی سال قتیبہ کاشغر پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فوجیوں کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ کوچ کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ انکو سمرقند میں آباد کردے۔ چنانچہ جب نہر بلخ عبور کرچکا تو وہاں پر اس نے ایک شخص کو اس غرض سے متعین کیا کہ وہ کسی کو اسکی اجازت کے بغیر واپس جانے نہ دے۔ اور وہ خود فرغانہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ چند آدمیوں کو اس نے درۂ عصام کی طرف بھیجا، تاکہ وہ کاشغر کے درمیان کے راستوں کو درست کردیں۔ کاشغر بلا شبہ چین کے بالکل متصل واقع ہے۔ قتیبہ جب فرغانہ پہونچا تو اس نے کبیر نامی ایک شخص کو فوجی دستوں کے ساتھ کاشغر پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا۔ کبیر نے فوراً جنگ شروع کردی اور شہر کو فتح کرلیا۔ جس میں اسکو بہت سی غنیمتیں ہاتھ آئیں۔ اور بہت سے لوگ قید ہوگئے جن کی گردنوں پر اس نے مہریں لگوادیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا قدم آگے بڑھایا۔ اور چین کی سرحد میں داخل ہوگیا۔ بادشاہ چین نے اس کو لکھ بھیجا کہ تم ایک معزز شخص کو سفیر بنا کر میرے پاس بھیجدو۔ تاکہ وہ تمہارے مذہبی عقائد اور اخلاقی و معاشرتی حالات سے مجھکو آگاہ کرے۔ کبیر نے دس آدمیوں کی ایک جماعت مرتب کی جس میں خوبرو بھی تھے اور فصیح اللسان بھی تھے صاحب عقل و دانش بھی تھے اور ارباب حل وعقد بھی تھے۔ غرض کہ ہر شخص کسی حیثیت سے ضرور ممتاز تھا۔ اس نے ان لوگوں کو بہترین ساز و سامان، زرین پوشاک، زرق برق لباس سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اچھے اور خوبصورت گھوڑوں پر سوار ہوکر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں ہبیرہ بن مسمرج بھی تھا۔ کبیر نے چلتے وقت یہ تاکید کردی تھی کہ جب تم لوگ بادشاہ کے سامنے حاضر ہو تو یہ ظاہر کردینا کہ ہمارے سردار نے اسکی قسم کھائی ہے کہ اسوقت تک واپس جانے کا نام نہ لیں گے۔ جب تک تمہاری سلطنت نیست و نابود نہ ہوجائیگی اور تمہارے ملک کے امراء و رؤساء ہماری غلامی میں نہ آجائیں گے۔ یا تم ہمارے بادشاہ کو جزیہ نہ دیدوگے۔ ان ضروری ہدایات کے بعد یہ جماعت ہبیرہ بن مسمرج کی سیادت میں روانہ ہوئی جب وہاں پہونچی تو بادشاہ نے اسکو ملاقات کے لئے طلب کیا۔ ان لوگوں نے پہلے زیر میں پہنیں اور اس پر سفید کپڑے پہنے۔ کپڑوں میں عطر لگایا۔ پاؤں میں چپل پہنے۔ کاندھوں پر چادریں ڈالیں

اور اسی انداز سے دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ اسوقت دربار میں رؤساء اور وزرائے حکومت بھی بادشاہ کے داہنے بائیں بیٹھے تھے۔ جب یہ لوگ بیٹھے تو بادشاہ نے اُن سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا۔ اور اس کے مصاحبین بھی خاموش رہے۔ اس عالم سکوت کو دیکھ کر تمام لوگ واپس آگئے۔ ان لوگوں کے رخصت ہونے کے بعد اس نے اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جناب ہماری نظر میں تو ان میں بالکل زنانہ پن ہے ان کے خوشبودار عطروں سے تو ہم پریشان ہوگئے۔ دوسرے دن بادشاہ نے ان لوگوں کو پھر بلا بھیجا۔ اس مرتبہ اونھوں نے سروں پر ریشمی عمامہ باندھے رنگ برنگ کے کپڑے زیب تن کئے اور اچھی طرح سج سجا کر حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دیکھنے کے ساتھ ہی واپس جانے کا حکم دیا۔ اور پھر اپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کہ اب کیا خیال قائم ہوا۔ وہ بولے کہ ہاں اس لباس میں کچھ مردانہ پن ٹپکتا ہے۔ تیسرے دن پھر طلب کیا۔ آج عربوں نے ہتیار لگائے، سروں پر خود رکھا۔ زرہیں پہنیں، شمشیر و نیزہ، تیر و کمان ساتھ لیا، اور بہادروں کی طرح گھوڑوں پر سوار ہوکر چلے۔ بادشاہ نے جب دور سے انکو آتے ہوئے دیکھا تو اس کی نظر میں وہ پہاڑ کی طرح بلند دیکھائی دئے۔ جب وہ قریب پہونچے تو اونھوں نے اپنے نیزوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ اور بہت مستعدی کے ساتھ دربار میں داخل ہوے بادشاہ نے پھر جانے کا حکم دیا۔ تو یہ گھوڑں پر سوار ہوئے اور نیزوں کو ساتھ لیکر بہت جلدی سے واپس ہوگئے۔ جلدی گھوڑے دوڑانے کیوجہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپس میں حملہ آور ہو رہے ہیں۔ بادشاہ نے پھر دریافت کیا کہ اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے۔ اونھوں نے کہا کہ یہ عجیب قوم ہے ایسی قوم تو ہماری نظروں سے اب تک نہیں گذری جب شام ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے سردار کو ہمارے پاس بھیجدو۔ چنانچہ ہبیرہ دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اُس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ہماری حکومت کی جنگی طاقت کا پورا اندازہ کرلیا ہوگا۔ اب جب تک تم ہمارے قبضہ میں ہو کوئی سلطنت تمکو بچا نہیں سکتی۔ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے تو میں تمکو قتل کر ڈالوں گا۔ ہبیرہ نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو۔ اس نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم نے پہلے، دوسرے اور تیسرے دن مختلف پوشاکیں کیوں بدلیں۔ آخر اس سے تمہاری غرض کیا تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جو کپڑے ہم اول روز پہنکر آئے تھے وہ ہمارے روزمرہ کے استعمال میں رہتے ہیں اور اوسکو ہم اپنے گھر میں

پہنتے ہیں۔ اور جو لباس ہم دوسرے دن پہنکر آئے تھے وہ اسوقت استعمال کرتے ہیں جب ہم اپنے امراء یا رؤساء کے پاس جاتے ہیں تیسرے دن کی پوشاک دشمنوں کے مقابلے کے وقت پہنی جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ خوب تم نے اپنے زمانہ کا پورا تجربہ کیا ہے، اچھا اپنے سردار سے کہدو کہ وہ یہاں سے واپس جائے کیونکہ تم بہت ہی قلیل تعداد میں ہو۔ ورنہ میں اپنی فوجوں سے تمکو پیس ڈالوں گا۔ ہبیرہ نے کہا کیا خوب ہم تم سے کم تعداد میں۔ کیا وہ شخص بھی کمزور سمجھا جائیگا جسکی فوجوں کا سلسلہ تمہاری سرحد سے شروع ہوکر سرزمین عرب پر ختم ہوتا ہے؟۔ تم ہمیں قتل کی دھمکیاں کیا دیتے ہو؟ ہماری موت کا ایک دن مقرر ہے جب وہ آجائیگا تو شہادت اس کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جائے گی۔ ہم موت سے ڈرنے والوں میں نہیں ہیں بلکہ اس کے چاہنے والوں میں ہیں ہمارے سردار نے تو اسکی قسم کھائی ہے کہ وہ اسوقت تک نہ جائیگا، جب تک تمہاری حکومت کو تباہ نہ کردے اور شاہزادوں اور شاہزادیوں پر غلامی کی مہر نہ لگادے۔ یا جزیہ نہ وصول کرلے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم اس کی قسم کو پورا کرنے کی ایک ترکیب بتاتے ہیں۔ یہاں کی مٹی بھیجتا ہوں تاکہ اس کو روند ڈالے اور شاہی خاندان کے چند لڑکوں کو بھیجتا ہوں تاکہ اُن پر مہریں لگادے۔ اور جزیہ کے طور پر ایک اچھی مقدار روپیہ کی بھیجتا ہوں۔ اس طریقہ پر اسکی قسم پوری ہو جائے گی چنانچہ اس نے سردار فوج کے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اور چار شاہزادوں کو ساتھ کیا۔ اسکے بعد اس نے انکی خاطر و مدارات بھی کی وہاں سے یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے قتیبہ نے جزیہ قبول کرلیا اور لڑکوں کو مختوم کرکے واپس کردیا اور مٹی کو پاؤں سے روند ڈالا۔ اس واقعہ پر سوادہ بن عبدالملک سلولی نے یہ اشعار کہے۔

لا عیب فی الوفد الذین بعثتهم ... للصین ان سلکوا الطریق المنهج

اس وفد کے لوگوں کیلئے جنکو تم نے چین کی طرف بھیجا تھا۔ یہ کوئی باعث شرم بات نہیں ہے کہ اُنھوں نے سیدھی راہ اختیار کی

کسروا الجفون علی القذی خوف الردی ... حاشا الکریم هبیرة بن مشمرج

کیا موت کے ڈر سے اُنھوں نے تلواریں معانوں میں کرلیں؟ ہرگز نہیں ہبیرہ بن مشمرج ایسا شریف شخص یہ کام نہیں کرسکتا

ادّی رسالتك التی استدعیته ... فاتاك من حنث الیمین بمخرج

اس نے تیرے اس پیغام کو وہاں تک پہونچا دیا جسکے لئے تو نے بھیجا تھا لیکن ایفاء قسم کی تدبیر بھی لیکر واپس پھرا

اسکے بعد قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کے پاس بھیجدیا۔ لیکن افسوس کہ راستہ ہی میں خارس کے کسی قریے میں مرگیا، سوادہ نے مرثیہ میں یہ اشعار کہے۔

لله در هبيرة بن مشمرج ماذا تضمن من ندى وجمال

ہبیرہ بن مشمرج کی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں ✦ اس میں کس قدر خوبصورتی اور دریادلی بھری تھی

وبديهة تعنى بها ابناؤها عند احتفال مشاهد الاقوال

اس کی بدیہہ گوئی میدان خطابت اور شاعری ✦ میں اہل زبان ہی کے لئے تھی۔

كان الربيع اذا السيوف تتابعت والليث عند تكعكع الابطال

تلواروں کی جھنکار کے وقت وہ چٹان کیطرح جما رہتا تھا۔ اور بہادروں کی کمزوری کے وقت وہ شیر کی طرح اڑا رہتا تھا۔

فسقى بقريه حيث امسى قبره غر يرخن بمسبل هطال

جس مقام پر اُس کی قبر ہے اوس کو ایک چھوٹی نہر سیراب کرتی ہے جس پر دھیمی دھیمی بارش کا برابر چھڑکاؤ ہوتا ہے۔

بكت الجياد الصافنات لفقده وبكاه كل مثقف عسال

بہترین گھوڑوں نے اس کے غم میں ماتم کیا ✦ اور ہر خون آشام تلوار نے اس صدمہ میں رو دیا

وبكته شعث لم يجدن مواسيا في العام ذي السنوات والامحال

گرد و غبار میں لپٹے ہوئے گھوڑے اس کی ناگہانی موت پر اشک بہار ہے تھے۔ کیونکہ قحط اور تکلیف کے زمانہ میں اُنکو اپنا کوئی مونس و غمخوار نظر نہ آتا تھا۔

اسی غزوہ میں قتیبہ کو ولید کے انتقال کی خبر ملی۔ قتیبہ کی یہ خاص عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑائی سے واپس آتا تھا تو ہر سال بارہ اصیل گھوڑے اور بارہ دوسری قسم کے گھوڑے خریدتا تھا، اور آیندہ سال کی لڑائی تک اون کو محفوظ رکھتا تھا۔ جب جنگ کا زمانہ آتا تو ان کے جسموں کو سڈول بناتا اور اچھی طرح درست کرتا اور پھر مقدمۃ الجیش کے فوجیوں کو سواری کے لئے دیتا۔ فوج کا جو دستہ مقدمہ کے طور پر جاتا تھا ان میں صرف روسائے قوم اور شرفائے ملک کا انتخاب ہوتا تھا۔ قتیبہ ان دستوں کے لئے ایک عجمی شخص کو رہبر بنا کر بھیجتا تھا تاکہ موقع بموقع اُن کو راستہ کے اونچ نیچ سے باخبر کرتا رہے۔ اور جب اس قسم کے دستوں کو روانہ کرتا تو ایک تختی بنوا کر اس میں کچھ لکھواتا اور پھر اس کے دو ٹکڑے کر دیتا، ایک اپنے پاس رکھتا اور دوسرا اُن کو دیتا اور یہ حکم دیتا کہ اس تختی کو فلاں مقام پر نصب کر دینا۔ جب فوج اس مقام سے کوچ کر جاتی تھی تو چند آدمیوں کو اس غرض سے روانہ

کرتا تھا کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ آیا وہ دستہ اس مقام سے گذرا یا نہیں، ابشر بن ولید موسم سرما میں معرکوں میں مشغول رہا اور اسوقت پلٹا جب ولید کا انتقال ہو چکا تھا۔

ولید بن عبدالملک کی وفات

متفقہ طریقہ پر یہ ثابت ہے کہ ولید نے ۱۵ جمادی الآخر ۹۶ھ میں وفات پائی اسکی خلافت ۹ سال سات مہینے رہی اور بعض کے نزدیک ۹ سال ۸ مہینے رہی بعض گیارہ مہینے بھی بتاتے ہیں، دیر مران میں اُسکا انتقال ہوا اور باب الصغیر کے سامنے دفن کیا گیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی، اس کی عمر ۴۲ برس چھ مہینے کی تھی۔ لیکن بعض دوسری روایتوں میں ۴۵ و ۴۶ اور چند مہینے اور ۴۹ برس بھی منقول ہے۔ ولید نے ۱۹ اولادیں چھوڑیں۔ ولید میں ایک عیب یہ تھا کہ اس کی رفتار اور گفتار میں تکبر کی شان ٹپکتی تھی۔ اس کی ناک سے اکثر زکام کی وجہ سے پانی بہتا تھا۔ اسی پر کسی نے یہ شعر کہا ہے

فقدتُ الولید و انفالہٗ   کمثل الفصیل بان یبولا

ولید اور اوس کی بہنے والی ناک کو خدا غارت کرے جو اونٹ کے بچے کی طرح پیشاب کرتی تھی۔

جب اوس کا جنازہ جا رہا تھا تو اوس کے پاوں کے گھٹنے گردن سے جا لگے۔ اسکے لڑکے نے یہ دیکھکر کہا کہ کیا میرا باپ زندہ ہو گیا، حضرت عمر نے کہا جو اسکے دفن کرنیوالوں میں تھے تیرے باپ کے ساتھ جلدی کی گئی۔ اور اس واقعہ سے حضرت عمر نے عبرت حاصل کی۔

ولید کے بعض حالات

ولید شامیوں کی نظر میں شاندار خلفاء میں تھا، اس نے بہت سی مسجدیں بنوائیں، چنانچہ مسجد دمشق، و مسجد نبوی، اور مسجد اقصیٰ اسی کے حکم سے دوبارہ تعمیر کی گئیں۔ مساجد کے اندر منبر بنائے گئے۔ ولید نے بڑی بات یہ کی کہ کوڑھیوں کے لئے وظائف مقرر کئے اُن کو گداگری سے روکا۔ ہر لنگڑے اور لولے کے لئے ایک خادم متعین کیا۔ اور ہر اندھے کے لئے ایک رہرو ساتھ کیا۔ اس نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات حاصل کیں مثلاً اندلس، کاشغر ہندوستان ایسے بڑے ملکوں کو زیر نگین کیا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ اکثر سبزی فروشوں کی دوکانوں پر چلا جاتا اور

ترکاریوں کا کوئی گٹھا اوٹھا کر پوچھتا کہ اس کی کیا قیمت ہے۔ مثلاً دوکان دار اُسکی قیمت ایک پیسہ بتاتا تو وہ کہتا کہ ایک پیسہ میں بہت کم ہے زیادہ کرو۔ ولید نے سربفلک عمارتیں اور عالیشان مکانات تعمیر کرائے۔ بہت سی نہریں کھدوائیں اسی وجہ سے اس دور میں شہر میں تعمیرات کا چرچا زیادہ ہوگیا تھا۔ لیکن چونکہ سلیمان کھانے پینے کی چیزوں کی زیادہ ہوس رکھتا تھا اور بہت سی بیویاں رکھتا تھا اس وجہ سے رعایا میں بھی، کھانے پینے شادی بیاہ پر مباحثہ رہتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو عبادت، ریاضت زہد اور تقویٰ میں انہماک تھا۔ اس لئے عام لوگوں میں بھی اُنھیں چیزوں کا ذکر رہتا تھا۔ اس وقت ایک دوسرے سے یہ پوچھتا کہ بھائی شب کے وقت تم کون سا وظیفہ پڑھتے ہو، قرآن کی کتنی تلاوت کرتے ہو، مہینے میں نفل کے کتنے روزے رکھتے ہو (غرض النّاس علیٰ دین ملوکھم کی مثل صادق آتی ہے) ولید اپنی وفات سے کچھ قبل ایک مرتبہ بیمار ہوگیا تھا۔ مرض نے جب زور پکڑا تو ایک دن اسکو غشی آگئی جب یہ حالت دیر تک باقی رہی تو لوگوں کو اس کے مرنے کا یقین ہوگیا۔ عورتوں نے رونا دھونا شروع کیا۔ اور قاصد اس کی موت کی خبر اطراف مملکت میں لیکر پہونچ گئے۔ حجاج کو جب اُس کے مرنے کی خبر ملی تو مبہوت ہوگیا۔ اور اسی عالم پریشانی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو رسی سے باندھ کر ستون میں باندھ دیا۔ اور دعا کرنے لگا کہ اے خدا کسی ظالم اور بے رحم انسان کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ میں نے اس سے قبل ہی تجھ سے دعا کی تھی کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو اس سے پہلے مجھ کو دنیا سے رخصت کردے۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرے قاصد نے ولید کے افاقہ پانے کی اُس کو خبر دی جس سے اُس کے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ولید جب اچھا ہوا تو اس نے کہا کہ میری صحت یابی پر حجاج سے زیادہ کسی کو مسرت حاصل نہ ہوئی ہوگی اس کے بعد ولید حجاج کی ملاقات تک زندہ رہا۔ ولید کی آخر میں یہ خواہش تھی کہ سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کردے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز بن ولید کے لئے لوگوں سے بیعت لے لے مگر جب سلیمان نے اس سے ناراضی ظاہر کی تو ولید نے اپنے عمال کو عبدالعزیز پر بیعت کرنے کی دعوت دی مگر اس دعوت کو بھی حجاج اور قتیبہ کے سوا تمام عاملین نے رد کردیا۔ آخر کار ولید نے سلیمان کو بلا بھیجا۔ جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ تو اس نے خود سلیمان کے پاس جانے کا اس نیت سے قصد کیا کہ اس کو معزول کرکے نکالدے

لیکن وہاں جانے سے پیشتر ہی لقمۂ اجل بنگیا ولید نے جب دمشق کی مسجد کو بنوانا چاہا تو سب سے پہلے اس نے زمین کی پیمائش کی، اسی مقام پر ایک گرجا بھی حائل ہو گیا تھا جسکو اس نے منہدم کر کے مسجد میں داخل کر دیا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو عیسائیوں نے فریاد کی۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ شہر سے باہر جتنی چیزیں تھیں وہ فاتحانہ حیثیت سے قبضہ میں آئی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم تمہارے اس گرجے کو واپس کر دیتے ہیں کیونکہ وہ شہر کے اندر تھا لیکن اس کے بدلہ میں توما کے گرجے کو مسجد بنوا لیتے ہیں۔ عیسائیوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو اس گرجے کو اپنے قبضہ ہی میں رکھیے اور توما کے گرجے کو چھوڑ دیجئے ولید فن نحو سے ناواقف تھا اس لئے گفتگو میں غلطیاں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک بدوی آیا اور اپنے سمدھیانہ کے عزیز و اقرباء کا تذکرہ کرنے لگا تو ولید نے پوچھا کہ "من ختنک" یعنی تیرا داماد کون ہے۔ چونکہ ولید نے ختنَ کو بفتح النون ادا کیا اس لئے بدوی نے سمجھا کہ امیر المومنین یہ پوچھتے ہیں کہ تیرا ختنہ کس نے کیا۔ اسی کے مطابق اس نے جواب دیا کہ میرا ختنہ طبیبوں نے کیا۔ سلیمان بھی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ من ختنک یعنی تیرا داماد کون ہے۔ اب اس بدوی نے مطلب سمجھا تو کہا کہ فلاں شخص۔ ولید کی اس کمزوری پر عبد الملک ہمیشہ لعن طعن کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص اہل زبان نہ ہو وہ کیونکر عرب کی بادشاہت کر سکتا ہے۔ اسی خیال سے اس نے تمام نحویوں کو جمع کیا اور ولید کو ایک حجرہ میں مسلسل چھ مہینے تک اون کے ساتھ رکھا۔ تاکہ اس کی زبان کچھ درست ہو جائے۔ لیکن اس مدت کے بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے بھی زیادہ جاہل ہو گیا۔ عبد الملک نے کہا کہ اب یہ بالکل معذور ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید جب خلیفہ ہوا تو تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا اور رمضان کے مہینے میں روزانہ ایک ختم کرتا تھا۔

ایک دن خطبہ دے رہا تھا تو اثنائے خطبہ میں یہ جملہ کہا یالیتھا کانت القاضیۃ بضم التا یعنی کاش فیصلہ کرنے والی ہوتی تو اسپر حضرت عمر نے دل میں کہا ہاں تیرا فیصلہ کرنیوالی ہو اور ہم تجھ سے چھٹکارا پا جائیں۔

سلیمان بن عبد الملک کی بیعت خلافت

اسی سال لوگوں نے سلیمان بن عبد الملک کو خلیفہ تسلیم کر کے اسپر بیعت کر لی سلیمان کی تاجپوشی کا وہی دن تھا جو ولید کے مرنے کا دن تھا۔ سلیمان اسوقت رملہ میں مقیم تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ۹۶ھ۔ رمضان کو عثمان بن حیان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ابو بکر بن محمد بن حذم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ کل کے دن عثمان نے ابو بکر کے لئے مختلف سزائیں مقرر کی تھیں وہ درے لگوا تا طرح طرح سے ذلیل کرتا۔ لیکن اسکے فرشتہ کو بھی خبر نہ تھی کہ رات بھر میں کیا ہونے والا ہے۔ رات کے وقت سلیمان کا قاصد ابو بکر کے پاس فرمان لیکر آیا کہ عثمان کو میں نے معزول کر دیا اور تم کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا۔ تمہارا فرض ہے کہ تم عثمان کو گرفتار کر لو سلیمان نے اسی سال یزید بن ابی مسلم کو بھی عراق کی حکومت سے علٰیحدہ کر دیا اور یزید بن مہلب کو وہاں کا امیر بنا کر بھیجدیا۔ اور صالح بن عبدالرحمن کو خراج کی تحصیل کے لئے متعین کیا۔ اور اس کو بنو عقیل کے قتل کرنے اور ان کو تکلیف پہونچانے کا مشورہ دیا۔ بنو عقیل حجاج کے قبیلہ کے لوگ تھے۔ ان کے ستانے اور تکلیف پہنچانے کیلئے عبدالملک بن مہلب مسلط کیا گیا۔ اور یزید نے اپنے بھائی زیاد بن مہلب کو عثمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار کیا۔

قتیبہ حاکم خراسان کا مقتول ہونا

اسی سال قتیبہ بن مسلم باہلی خراسان میں قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ولید نے جسوقت سلیمان کو معزول کرنے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کے لئے بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اسوقت قتیبہ نے ولید کے خیال کی تائید کی تھی۔ لیکن جب ولید مرگیا اور سلیمان اس کی جگہ پر تخت نشین ہوگیا تو قتیبہ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں سلیمان مجھکو معزول کر کے یزید بن مہلب کو خراسان کا حاکم نہ بنا دے۔ اسی خیال سے اسنے ایک خط سلیمان کو لکھا جس میں اس کی تخت نشینی پر مبارکباد دی اور اپنی ان کارگذاریوں کو جو اس نے عبدالملک اور ولید کے زمانے میں کی تھیں یاد دلایا۔ اور اسکا وعدہ کیا کہ اگر آپ مجھکو معزول نہ کریں گے تو میں اسی وفاداری کے ساتھ اپنا کام انجام دیتا رہوں گا۔ اس خط کے بعد اس نے ایک دوسرا خط لکھا جس میں اس نے اپنے عظیم الشان فتوحات کا تذکرہ کیا۔ اور اپنی فوجی طاقت سے اس کو دھمکایا۔ سلاطین عجم کے مقابلہ میں اپنے رعب و داب سے مرعوب کیا۔ اور آخر میں آل مہلب کی مذمت کی۔ اور لکھا کہ اگر آپ نے یزید کو خراسان کا حاکم بنایا تو میں علم بغاوت بلند کر دوں گا۔ اس کے بعد تیسرا خط لکھا جس میں اس نے صاف لکھدیا کہ میں نے آپ کو تخت سے اتار دیا۔ ان تینوں خطوط کو قبیلۂ باہلہ کے کسی آدمی کی معرفت

روانہ کیا اور اس کو ہدایت کی کہ پہلے یہ پہلا خط سلیمان کے ہاتھ میں دینا اگر وہ اُسکو پڑھکر یزید کے سپرد کردے تو دوسرا خط بھی پیش کر دینا اور اگر اوسکو بھی یزید کو دیدے تو تیسرا بھی حوالہ کر دینا۔ لیکن اگر وہ میرا خط یزید کے ہاتھ میں نہ دے، تو باقی دونوں خطوں کو تم محفوظ رکھ لینا۔ قاصد جب دربار میں حاضر ہوا تو بدقسمتی سے یزید بھی سلیمان کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ قاصد نے پہلا خط بادشاہ کے ہاتھ میں دیا تو واقعی اس نے اُسکو پڑھنے کے بعد یزید کے سپرد کر دیا۔ قاصد نے دوسرا خط بھی حاضر کر دیا وہ بھی یزید کے حوالہ ہو گیا۔ مجبوراً اس نے تیسرا خط بھی دیدیا۔ اس خط کے پڑھنے کے ساتھ ہی سلیمان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور خط کو مہر لگا کر اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔ بعض روایت میں ہے کہ تیسرے خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر آپ مجھکو میری حکومت پر باقی نہ رکھیں گے تو پھر میں بھی آپ کو معزول کر دوں گا۔ اور عظیم الشان فوجوں کے ساتھ آپ پر چڑھائی کروں گا۔ بہرحال سلیمان نے قاصد کو مہمان سرا میں ٹھیرانے کا حکم دیا۔ اور جب رات ہوئی تو اس سے ملاقات کی۔ اور بہت سی اشرفیاں اوس کو انعام میں دیں۔ اور قتیبہ کو خراسان کی حکومت پر برقرار رہنے کا فرمان بھی دیا۔ اور اپنا ایک قاصد بھی اُس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ دونوں قاصد وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب مقام حلوان پر پہونچے تو اُنھیں قتیبہ کی بغاوت کی خبر ملی سلیمان کا قاصد یہ خبر سنتے ہی واپس گیا۔ اور اُسکا قاصد خراسان چلا گیا۔ قتیبہ جس وقت سلیمان کے معزول کرنے کا منصوبہ باندھ رہا تھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو بلا کر ان سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا عبدالرحمن بن مسلم نے یہ رائے دی کہ آپ ایک فوج مرتب کیجئے، جس میں ان لوگوں کو شامل کیجئے جن سے آپ کو کسی قسم کا خطرہ ہو کہ وہ آگے چل کر دھوکا دیں گے۔ اور اس کو مرو میں بھیجدیجئے۔ اور خود سمرقند کی راہ لیجئے وہاں جا کر اپنی فوج کو یہ حکم دیجئے کہ جو شخص رہنا چاہتا ہے وہ ٹھیرے، اور جو واپس جانا چاہتا ہے، اس کو جانے کی اجازت ہے۔ اس طریقہ پر آپ کے دشمنوں کی تعداد چھٹ جائیگی اور آپ کے پاس صرف وہ لوگ رہجائیں گے جو مخلص ہیں۔ لیکن قتیبہ کے دوسرے بھائی عبداللہ بن مسلم نے اس کے خلاف رائے دی اور یہ کہا کہ ادھر اُدھر جانے کی مطلق ضرورت نہیں ہے سلیمان کی معزولی کا یہیں اعلان کیجئے۔ کوئی شخص آپ کی مخالفت کی جراءت نہیں کر سکتا۔ قتیبہ نے اسی گھمنڈ میں آکر خلیفہ کی معزولی کا اعلان کر دیا۔ اپنی حکومت میں تمام لوگوں کو اوس کی دعوت دی، اپنی شان وشوکت، جاہ وجلال سے

لوگوں کو اس غرض سے ڈرانا چاہا تاکہ وہ مخالفت پر آمادہ نہ ہوں، یزید اور اس کے قبل کے حکام کی بہت سی برائیاں بیان کیں تاکہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ لیکن کسی نے اسطرف توجہ تک نہیں کی۔ اپنی ذلت کا یہ نقشہ دیکھکر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ جسکی اعانت اور مدد کرو گے خدا ہرگز اُسکو غلبہ نہیں دیگا۔ واللہ اگر تم ایک بھیڑ کے مقابلہ میں متحد ہو جاؤ تو تم اُسکے سینگ بھی توڑ نہیں سکتے۔ اے ذلیل انسانو! میں تم کو شرفاء کے نام سے کبھی نہیں یاد کر سکتا۔ اے بے مصرف لوگو! میں نے تمکو صدقہ کے اونٹوں کی طرح ہر ہر گوشہ سے لاکر ایک جگہ جمع کیا۔ اے بنو بکر بن وائل، اور اے متکبر و نخوت والو اور بخیل اور کنجوس لوگو! تم کسدن کی کامیابی پر نازاں ہو۔ لڑائی اور معرکہ آرائی کے دن پر یا صلح و امن کے دن پر۔ اے اصحاب مسیلمہ اور اے بنو ذمیم میں تمکو بنو تمیم نہیں کہوں گا، اے ظالم اور جابر لوگو تم جاہلیت کے زمانہ میں دھوکے اور بے وفائی کو اچھی چیز خیال کرتے تھے۔ اے اصحاب سجاح اور اے ظالم بنو عبد القیس جب تمہاری حالت تنگی و عسرت سے گذر گئی اور تم نے کھجوروں کی زراعت کرنے کی جگہ پر گھوڑوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور اے بنو ازد تم بھی کشتیوں کی رسیاں کھینچتے کھینچتے شہسوار بن گئے اسی کو مذہب اسلام بدعت کہتا ہے۔ اے کوفہ اور بصرہ کے بیہودہ انسانو! میں نے تمکو شیح و قیصوم[1] کی جڑ دل سے چن چن کر یہاں جمع کیا تم اپنی اسوقت کی حالت کو یاد کرو جب تم گدھوں اور بیلوں پر سواریاں کرتے تھے اور وحشیانہ طریقہ پر مارے مارے پھرتے تھے۔ جب میں نے تمکو ایک جگہ جمع کیا تو تم پوچھتے تھے کہ کہاں رہیں اور کیسے زندگی بسر کریں۔ خدا کی قسم میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ اپنے بھائی کا بھائی ہوں سلم کے درخت کی طرح ایک ایک کو چھانٹ ڈالوں گا۔ اے اہل خراسان تم اپنے حاکم کو دھوکا دو گے میرا خیال ہے کہ یزید تمہارا امیر ہو گا جو زبردستی تم پر غلبہ حاصل کرے گا اور تمہاری جائداد اور دوسرے مقبوضات کو جبراً قبضہ میں کرے گا، تم کو میں اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنے تیر دور مقامات پر پھینکو اور دیکھو کہ کب تک شامی تمہارے مقامات پر قابض رہیں گے۔ اے اہل خراسان تم اگر میری نسبت دیکھو تو تم مجھکو عراق کی خو، بو، عادت و خصلت، طرز معاشرت طلت و مذہب کا انسان پاؤ گے۔ تم کو فضل خداوندی سے امن و عافیت نصیب ہوتی۔

---

[1] یہ دونوں پودے ہیں۔

اس نے تمہاری آسائش کے لئے دوسرے شہروں کو تمہارے قبضہ میں دیا۔ آمد و رفت کی راہوں کو بالکل مامون و محفوظ کر دیا حتیٰ کہ ایک عورت بھی اب مرو سے بلخ تک بے خوف و خطر سفر کر سکتی ہے۔ اس آرام و آسائش پر تم خدا کی تسبیح پڑھو اور اسکا شکریہ ادا کرو۔ اور اس خدا سے دوسری نعمتوں کو طلب کرو۔ ان الفاظ کے بعد قتیبہ منبر پر سے اتر کر گھر چلا گیا۔ گھر کے لوگ اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج کی سی بدتر حالت میں ہم نے تمکو کبھی نہیں دیکھا۔ قتیبہ نے کہا کہ جب میں لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا تو اسوقت کسی نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ جس نے میرے بدن میں ایک آگ لگا دی اور جب غصہ آگیا تو مجھے نہیں معلوم کہ میری زبان سے کیا نکلا۔ قتیبہ کی اس تقریر نے تمام لوگوں میں برہمی پیدا کر دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب سلیمان کی خلافت کے مؤید ہو گئے اور قتیبہ کو معزول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس میں قبیلۂ بنو ازد پیش پیش تھے یہ تمام لوگ حضین بن منذر کے پاس آئے اور اس سے یہ واقعہ بیان کیا کہ قتیبہ نے خلیفہ سے بغاوت کرنے کا منصوبہ باندھا ہے لیکن اس میں دین اور دنیا دونوں کی تباہی ہے، اس نے آج ہم لوگوں کو بھی بہت سخت سست کہا ہے اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضین نے جواب دیا کہ بنو مضر خراسان میں زیادہ ہیں اور بنو تمیم تو سب سے زیادہ آباد ہیں اور وہ خراسان کی فوج میں بھی بکثرت ہیں، لیکن وہ اس کے لئے کبھی رضامند نہ ہوں گے کہ یہ مسئلہ مضر کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کو طے کرنے دیا جائے لہذا اگر تم انکو اس میں شریک نہ کرو گے تو وہ خوانخواہ قتیبہ کا ساتھ دیں گے۔ اور اس صورت میں تمکو نقصان اٹھانا پڑیگا۔ تمام لوگوں نے اسکو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ بنو تمیم میں کون شخص اس لائق ہے کہ اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے۔ حضین نے کہا کہ وکیع کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا، حیان نبطی نے بھی اس کی تائید کی کہ وکیع کے علاوہ کوئی دوسرا اس قابل بھی نہیں ہے جو اس کام میں جان توڑ کوشش کرے اور فوراً جنگ کے لئے مستعد ہو جائے۔ اگر کوئی دوسرا حاکم خلیفہ کی جانب سے یہاں آگیا تو وکیع اس کی پروا بھی نہیں کرتا کہ اس پاداش میں وہ گرفتار کر لیا جائے گا، کیونکہ اسکو کبھی انجام کی فکر ہی نہیں ہوتی، اس کے علاوہ اس کے زیر اثر بہت سے قبائل ہیں جو اس کی اطاعت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ساتھ ہی وکیع مظلوم بھی ہے کیونکہ قتیبہ سے اس نے اپنی جائداد مانگی تھی تو قتیبہ نے ضرار بن حصین کو دے دی۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے خفیہ

مشورے کرنے لگے۔ قتیبہ کو کسی نے یہ خبر پہونچا دی کہ حیان ہی اسکے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے دھوکے سے قتل کرنا چاہا، چنانچہ قتیبہ نے ایک آدمی کو اس پر متعین کیا کہ وہ حیان کو بلا کر دھوکے سے قتل کر ڈالے۔ لیکن حیان حکام کے خادموں سے بہت میل جول رکھتا تھا اس لئے اس کو خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ اس مرتبہ بھی قتیبہ کے خادموں نے جب یہ گفتگو سنی تو انھوں نے فوراً حیان کو باخبر کر دیا۔ جب قاصد بلانے گیا تو اُس نے بیماری کا عذر پیش کر دیا اسکے بعد تمام لوگ وکیع کے پاس آئے۔ اور سبھوں نے ملکر اس کے سامنے یہ عرضداشت پیش کی کہ وہ اس مہم کو سر کرے۔ وکیع نے قبول کر لیا۔ اسوقت خراسان میں مندرجۂ ذیل قبائل کی اسقدر فوجیں تھیں۔ اہل بصرہ اور عالیہ کے ۹ ہزار آدمی تھے اور بنو بکر کے سات ہزار تھے جن کا سردار حصین بن منذر تھا، بنو تمیم کے دس ہزار سپاہی تھے ان کا قائد ضرار بن حصین تھا بنو عبد القیس کے چار ہزار آدمی تھے جنکا سردار عبداللہ بن علوان تھا، بنو ازد کے دس ہزار تھے اور اُن پر عبداللہ بن حوذان امیر تھا۔ اہل کوفہ کے سات ہزار تھے ان کا رئیس جہم بن زحر تھا اور آزاد غلاموں کی تعداد بھی سات ہی ہزار تھی ان پر حیان امیر تھا۔ حیان دیلم کا باشندہ تھا لیکن بعض روایت میں ہے کہ وہ خراسانی تھا، چونکہ اس کی زبان لکنت کرتی تھی اس لئے اسکو نبطی کہنے لگے حیان نے وکیع کو کہلا بھیجا کہ میں تمھاری مدد اس شرط پر کروں گا کہ تم خراسان کا مشرقی حصہ جو نہر بلخ سے شروع ہوتا ہے میرے قبضہ میں دیدو اور اس کے خراج کا مطلق العنان مجھکو مالک بنا دو اور شرط اسوقت تک رہے گی جب تک میں زندہ رہوں یا جب تک تم خراسان پر حکمراں رہو۔ وکیع نے اسکو بخوشی قبول کر لیا۔ اس کے بعد حیان نے عجمی غلاموں سے کہا کہ یہ لوگ خلاف مذہب جنگ کرنا چاہتے ہیں، تم اُن کو اسی حال میں چھوڑ دو، اور وکیع کا ساتھ دو۔ وہ اس پر رضامند ہو گئے اور تمام عجمیوں نے وکیع پر پوشیدہ طریقہ سے بیعت کر لی۔ قتیبہ کو یہ خبر ملگئی کہ لوگ چپکے چپکے وکیع سے بیعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے ضرار بن سنان ضبی کو تحقیق حال کیلئے بھیجا۔ اس نے بھی وکیع سے بیعت کر لی۔ قتیبہ کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے ضرار کو بلا بھیجا۔ قاصد جب آیا تو اُس نے دیکھا کہ وہ اپنے دونوں پاؤں پر کچھ دوا لگائے ہوئے ہے اور سر پر تعویذ باندھے ہے اور دو آدمی اوس کے پاؤں پر دعا پڑھکر پھونک رہے ہیں۔ قاصد سے ضرار نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے اب میں کسطرح جا سکتا ہوں۔ قاصد واپس گیا۔ قتیبہ نے اُسکو پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کسی چیز پر لدے ہوئے چلے آؤ اسنے جواب دیا

کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اسکو، قتیبہ نے کوتوال شہر کو یہ حکم دیا کہ جاؤ وکیع کو لے آؤ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اس کی گردن اڑادو۔ اس کے ساتھ کچھ سواروں کو بھی ساتھ کیا بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر تمیمی کو اس کام پر بھیجا تھا۔ وکیع نے اس کو کہا کہ اے ابن ظہیر ذرا ٹھیرو تو فوجیں تم سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلتی ہیں۔ چنانچہ وکیع نے مسلح ہو کر لوگوں کو آواز دی پس ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ ایک آدمی اس کے سامنے آیا، وکیع نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے آدمی ہو اس نے کہا کہ میں بنو اسد کے قبیلہ سے ہوں پھر پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میرا نام مزغامہ ہے، پھر سوال کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو اس نے کہا کہ میں لیث کا بیٹا ہوں۔ وکیع نے ان سوالات کے بعد اپنا جھنڈا اس کے سپرد کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جھنڈا عقبہ بن شہاب مازنی کے پاس تھا۔ اتنے میں ہر طرف سے لوگ آکر جمع ہونے لگے، وکیع نے ان کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا، اور راستہ میں یہ شعر پڑھنے لگا۔

قوم اذا حمل مکروهۃ - شد الشر سیف لہا والحزیم

جب کسی قوم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے - تو تلوار اسکی کمر اور اسکے سینہ کو مضبوط کر دیتی ہے

ادھر قتیبہ کے خاندان کے تمام لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور اس کے مخصوص احباب بھی آکر گرد بیٹھے۔ انھیں لوگوں میں ایاس بن بہیس بن عمرو بھی تھا، جو قتیبہ کا ابن عم تھا۔ قتیبہ نے ان حالات کو دیکھکر منادی کو کہا کہ وہ لوگوں کو مدد کے لئے پکارے، منادی نے بنو عامر کو آواز دی، کہ بنو عامر کہاں ہیں۔ تو محفز بن جزء الکلابی نے جواب دیا کہ جہاں تم نے بنو عامر کو رکھا ہے وہاں جاکر پکارو۔ کیونکہ قتیبہ نے اس قبیلہ پر بہت ستم ڈھایا تھا۔ اس لئے محفز نے اس قسم کا جواب دیا۔ قتیبہ نے پھر منادی سے کہا کہ بنو عامر سے یہ کہدو کہ خدا اور اپنی قرابت کو یاد دلاتا ہوں۔ محفز نے پھر کہا کہ تم ہی نے رشتۂ محبت توڑا ہے اور ہم لوگوں سے بے تعلقی پیدا کی ہے۔ قتیبہ نے جواب میں کہا کہ کہدو کہ خدا آخرت میں تمکو اس نیک کام کا اجر عظیم دیگا محفز نے کہا کہ خدا نے ایسے وقت کے لئے کبھی وعدہ نہیں فرمایا۔ قتیبہ یہ جواب سنکر پریشان ہو گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

یا نفس صبراً علیٰ ما کان من الم - اذ لم اجد لفضول العیش اقرانا

اے نفس جو کچھ مصیبت اور تکلیف ہے اسکو برداشت کر۔ کیونکہ اب زندگی کے لئے کوئی ہمدم اور رفیق نہیں ہے

پھر اس نے اپنا گھوڑا منگایا۔ لیکن گھوڑے کی شرارت کی وجہ سے وہ سوار نہ ہو سکا، یہ حالت دیکھ کر وہ تخت پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اس گھوڑے کو چھوڑ دو، اب میری قضا آنے والی ہے۔ اسی اثناء میں حیان عجمیوں کے پاس گیا، قتیبہ نے یہ دیکھا تو وہ دانت پیسنے لگا، عبداللہ قتیبہ کے بھائی نے حیان کو للکارا کہ تم ان دشمنوں پر حملہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ وقت حملہ کرنیکا نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ اچھا تو میری کمان دیدو۔ حیان نے جواب دیا کہ آج کمان دینے ولانے کا دن نہیں ہے، حیان نے وہاں جا کر اپنے لڑکے سے کہا کہ تم جب مجھکو اپنی ٹوپی اُلٹ کر وکیع کی فوج میں جاتے دیکھو تو عجمیوں کو ساتھ لیکر مجھ سے ملجاؤ۔ چنانچہ جب حیان نے اپنی ٹوپی الٹ کر پہنی اور وکیع کی طرف گیا۔ تو تمام عجمی فوجیں وکیع کے لشکرگاہ میں داخل ہو گئیں اور تکبیر کہنے لگیں۔

قتیبہ نے فوراً اپنے بھائی صالح کو اس طرف بھیجا۔ ابھی صالح وہاں تک پہنچا بھی نہ تھا کہ لوگوں نے یہ آواز دی کہ کون ہے جو اس لقمہ کو نگلتا ہے؟ بنو ضبہ میں سے کسی نے ایک تیر مارا، یہ تیر صالح کے سر میں لگا اور وہ گر پڑا۔ لوگ اسی حالت میں قتیبہ کے پاس اٹھا کر لے گئے اور اس نے اسکو مصلے پر لٹایا، اور کچھ دیر بیٹھا ہو گا۔ کہ ہر طرف سے ایک ہنگامہ برپا ہوا عبدالرحمٰن بن مسلم بھی اسطرف گیا لیکن بازاری شور مچانے والوں نے اس کو بھی نشانہ بنایا اور قتل کر ڈالا۔ پھر سبھوں نے قتیبہ کے اصطبل میں آگ لگا دی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ قتیبہ کی طرف بڑھے۔ بنو باہلہ کے کسی شخص نے قتیبہ کی جانب سے لڑائی شروع کی قتیبہ نے اس سے کہا کہ تم اپنی جان بچا لو۔ اس نے کہا کہ اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یہ تمہارے احسانوں کا بدترین معاوضہ ہو گا۔ تم نے ہمکو میدے کی نرم روٹی کھلائی اور نرم کپڑے پہنائے ہیں۔ اتنے میں تمام لوگ ٹوٹ پڑے خیمہ کی رسیاں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اس میں قتیبہ نے بہت سے زخم کھائے جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ اتر کر سر کاٹ لو۔ چنانچہ سعد خیمہ پھاڑتا ہوا اندر پہنچا اور اس کا سر کاٹ لیا۔ قتیبہ کے ساتھ اسکے بھائیوں میں سے عبدالرحمٰن، عبداللہ، صالح، حصین، عبدالکریم اور مسلم بھی مقتول ہوئے اسکا بیٹا کثیر بھی مقتول ہوا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا قتیبہ کے خاندان کے گیارہ آدمی مارے گئے، صرف عمر بن مسلم کی جان بچ گئی جو قتیبہ کا بھائی تھا، اس کے ماموں نے اس کو چھڑا لیا۔ کیونکہ اس کی ماں غبراء بنت ضرار بن قعقاع بن معبد بن زرارہ تمیمیہ تھی۔ جب قتیبہ مقتول ہو گیا تو وکیع منبر

چڑھکر یہ کہنے لگا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس قول کی طرح ہے۔

من ینک العیر ینک نیاکا

قتیبہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اور میں اس سے زیادہ تیغ بکف تھا۔ لوگوں نے مجھکو بار بار آزمایا ہے، میری قوت اور طاقت کا خوب اندازہ کیا ہے، دور سے بھی اور قریب سے بھی۔ لیکن جب میں بڈھا ہو گیا تو اُنھوں نے بھی مجھکو بڈھا سمجھا اور ہم سے علیحدہ ہو گئے اور ہٹ گئے۔ میں ابو مطرف ہوں، پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

انا ابن خندف تمنینی قبائلها بالصالحات وعمی قیس عیلانا

میں بنو خندف کا بیٹا ہوں جو ہمیشہ اچھے کاموں کے انجام دینے کے متمنی رہتے ہیں اور میرا چچا قیس عیلان ہے ہے اپنی ڈاڑھی پکڑ کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

شیخ اذا حمل مکروهة شد الشراسیف لها والحزیم

جب کسی ضعیف آدمی پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو تلوار اسکی کمر اور اسکے سینہ کو مضبوط کر دیتی ہے خدا کی قسم میں ضرور قتل کروں گا اور یقیناً ایسا کروں گا۔ اور ضرور پھانسی دوں گا۔ تمہارا سردار ایسا بد معاش تھا کہ جسنے غلون کو گراں کر دیا تھا۔ واللہ ایک قفیز کو چار درہم میں فروخت کریں ورنہ میں سولی دونگا اے مسلمانوا اپنے نبی پر درود بھیجو۔ یہ کہکر منبر پر سے اترا اور قتیبہ کا سر اور اُس کی انگوٹھی طلب کی۔ لوگوں نے کہا کہ بنو ازد نے ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ وکیع غصہ میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ، خدا کی قسم میں اسوقت تک چین نہ لوں گا جب تک قتیبہ کا سر میرے سامنے نہ آجائے" یا پھر میرا سر بھی اس کے ساتھ چلا جائیگا حضین جو بنو ازد کا سردار تھا اُس نے کہا کہ لے ابو مطرف ذرا ٹھیرو۔ وہ سر تمہارے پاس ابھی آتا ہے۔ حضین فوراً بنو ازد کے پاس آیا اور سر کو وکیع کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ بنو ازد نے واپس کر دیا۔ وکیع نے چند آدمیوں کے ساتھ یہ سر سلیمان کے پاس بھیجدیا۔ ان لوگوں میں کوئی تمیمی نہ تھا۔ وکیع نے حیان سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ جب قتیبہ اور اسکے بھائیوں کا سر سلیمان کے پاس پہونچا۔ تو اس وقت سلیمان کے پاس ہذیل ابن زفر بن حارث بھی بیٹھا تھا۔ سلیمان نے ہذیل سے پوچھا کہ کیا تمکو اس سے رنج پہونچا۔ اس نے کہا کہ مجھ ہی پر کیا موقوف ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے افسوسناک واقعہ ہے سلیمان نے کہا کہ ان سر

قتل کا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا۔ سلیمان نے یہ جملہ محض ہذیل کی خاطر کہدیا تھا کیونکہ ہذیل اور قتیبہ دونوں قیس عیلان سے تھے۔ اس کے بعد سلیمان نے ان سروں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ جب قتیبہ قتل ہوگیا تو ایک خراسانی نے کہا کہ اے عربو! تم لوگوں نے قتیبہ کی یہ عزت کی کہ قتل کردیا اگر یہ شخص ہمارے ملک کا ہوتا تو ہم اس کو ایک تابوت میں محفوظ کرلیتے اور اسکے واسطہ سے سیراب ہوتے اور اس کی برکت سے لڑائیوں میں فتحیاب ہوتے۔ اور در حقیقت قتیبہ کے سوا خراسان میں کسی نے اتنے عظیم الشان کارنامے انجام نہیں دیئے۔ اس کی صرف ایک غلطی تھی کہ اس نے لوگوں کو دھوکا دیا اور قتل کرڈالا۔ اور یہ بھی حجاج کی ہدایت سے اسنے ایسا کیا تھا اصبہبذ کو جب قتیبہ کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید بن مہلب دونوں کو قتل کرڈالا۔ حالانکہ دونوں عرب کے بڑے سرداروں میں تھے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ دونوں میں تمہارے نزدیک زیادہ شان وشوکت والا انسان کون تھا۔ اسنے کہا کہ اگر قتیبہ مغربی ممالک کے کسی گوشہ میں بھی مقید ہوتا۔ اور یزید ہم پر برسر حکومت ہوتا تو ہمارے دل میں قتیبہ کی ہیبت یزید سے کہیں زیادہ ہوتی، فرزدق نے قتیبہ کے قتل پر یہ شعر کہا۔

اتانی ورحلی فی المدینة وقعة لآل تمیم اقعدت کل قائم

میری سواری جب مدینہ میں تھی تو بنو تمیم کی یہ دردناک خبر ملی جس سے ہر شخص کی ہمت ٹوٹ گئی۔

عبدالرحمن بن جمانہ باہلی نے یہ مرثیہ کہا۔

(۱) کان ابا حفص قتیبة لم یسر بجیش الی جیش ولم یعل منبرا

گویا ابوحفص قتیبہ نے کسی فوج سے مقابلہ نہیں کیا اور نہ منبر پر چڑھکر کوئی خطبہ دیا۔

(۲) ولم تخفق الرایات والجیش حوله وقوف ولم یشهد له الناس عسکرا

اور نہ اسنے جھنڈے اڑائے اور نہ لوگ اسکی لشکرگاہ میں جمع ہوئے، اور نہ فوجیں اسکے گرد کھڑی تھیں۔

(۳) دعته المنایا فاستجاب لربه وراح الی الجنات عفوا مطهرا

موت نے اسکو بلایا، تو اسنے خدا کی اس دعوت پر لبیک کہا، اور دنیا سے پاک وصاف ہوکر جنت میں چلا گیا

(۴) فما رزی الاسلام بعد محمد بمثل ابی حفص فبکیه عبهرا

آنحضرت کے بعد ابوحفص کی موت نے اسلامی دنیا میں سخت نقصان پہنچایا، اسپر عبہر ماتم کررہی ہے۔ عبہر قتیبہ کی ام ولد تھی، بنو غسان کے بعض شیوخ نے یہ بیان کیا کہ ہم عقاب کی گھاٹی سے گذر رہے تھے کہ ایک مسافر نظر پڑا جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی اور تھیلی تھی، ہم نے پوچھا کہ

بھائی تم کہاں سے آرہے ہو، اُسنے جواب دیا کہ خراسان سے آرہا ہوں، ہم نے پوچھا کہ کوئی نئی بات تم کو معلوم ہے۔ اس نے کہا کہ کل قتیبہ قتل ہوگیا۔ ہم یہ سنکر ہکا بکا رہ گئے۔ جب اس نے ہمارا انکار دیکھا تو بولا کہ کیا تم لوگ آج کی رات مجھ کو افریقہ کے کسی مقام میں دیکھو گے یہ کہہ کر وہ رخصت ہو گیا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت کچھ اسکا تعاقب کیا لیکن وہ نظروں سے تیز جا رہا تھا۔

۹۶ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ قرہ بن شریک امیر مصر نے اسی سال ماہ صفر میں وفات پائی لیکن بعض ۹۵ھ میں بتاتے ہیں۔ اور یہ اسی مہینہ کا واقعہ ہے کہ جس میں حجاج نے انتقال کیا تھا۔ اس سال ابو بکر بن محمد بن حزم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اور یہ اسوقت حاکم مدینہ تھا اور مکہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید حکمران تھا۔ عراق کی جنگ پر اور مذہبی انتظامات کی درستی کے لئے یزید بن مہلب متعین کیا گیا تھا۔ اور خراج کے وصول کے لئے صالح بن عبدالرحمن مقرر کیا گیا تھا۔ اور بصرہ میں یزید بن مہلب کی جانب سے سفیان بن عبداللہ کندی عامل تھے اور عبدالرحمن بن اذینہ وہاں کے قاضی تھے، اور کوفہ کے قاضی ابو بکر بن ابی موسیٰ تھے۔ خراسان کی جنگ پر وکیع بن ابی اسود مامور تھا، قاضی شریح نے اسی سال وفات پائی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۹۷ھ میں انکا انتقال ہوا اور انکی عمر اُسوقت ۱۲۰ برس کی تھی۔ عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے بھی اس سال قضا کی۔ محمود بن لبید انصاری نے بھی اسی سال وفات پائی یہ صحابی تھے۔ ولید کے زمانہ میں عبداللہ بن محیریز اور ابو سعید مقبری نے وفات پائی۔ بعض روایت میں ہے کہ عبداللہ بن محیریز صحابی تھے (لیکن رجال کی کتابوں میں انکو تابعی لکھا ہے دیکھو اکمال فی اسماء الرجال) ابو سعید مقبری کو مقبری اسوجہ سے کہتے تھے کیونکہ وہ مقبروں میں اکثر رہا کرتے تھے۔ ابراہیم بن یزید نخعی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ بہت بڑے فقیہوں میں تھے۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کا اسی سال انتقال ہوا، اُن کی عمر ۷۵ برس کی تھی، ولید کی زندگی ہی میں عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان کا انتقال ہو چکا تھا۔ محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ اور عباس بن سہل بن سعد الساعدی دونوں کا اسی سنہ میں انتقال ہوا۔

۹۷ھ کی ابتداء،

عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل،

اس کے قتل ہونیکی صورت یوں ہوئی کہ جب موسیٰ بن نصیر نے اُس کو اپنی جگہ پر اندلس کا حکمراں بنا دیا اور وہ خود شام کو واپس چلا گیا، تو عبدالعزیز نے ملک کے تمام انتظامات کو درست کرلیا اور اپنی حکومت کو بیرونی حملوں سے محفوظ کرلیا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی جو اب تک زیر نگین نہیں ہوئے تھے فتح کرلیا جس سے حکومت کی شان دوبالا ہوگئی عبدالعزیز خود بھی بہت اچھا اور فیاض طبع آدمی تھا۔ اس نے رذریق سابق شہنشاہ اندلس کی ملکہ سے شادی کرلی تھی، اس عورت نے اسکو اپنے حسن وجمال، ناز و انداز سے اپنا شیدائی بنالیا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ امور مملکت میں بھی دخل دینے لگی ایک مرتبہ اس نے عبدالعزیز کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ اعیان سلطنت اور تمام رعایا کو یہ حکم دے کہ جب وہ دربار میں داخل ہوں تو بادشاہ کے سامنے سجدہ کریں جسطرح رذریق کے لئے اسکی رعایا سجدہ کرتی تھی۔ عبدالعزیز نے کہا کہ سجدہ کرنا ہمارے مذہب میں قطعاً ناجائز ہے اس لئے میں کبھی مذہب کے خلاف یہ حکم نہیں دیسکتا۔ لیکن یہ عورت اس کو برابر اکساتی رہی اور اشتعال دیتی رہی، جس سے عبدالعزیز نے مجبور ہو کر دربار میں ایک چھوٹا سا دروازہ لگادیا، چنانچہ جب کوئی شخص آتا تھا تو لامحالہ سر کو جھکا کر حاضر ہوتا تھا۔ جس سے رکوع کی ایک صورت پیدا ہوجاتی تھی۔ اس کی بیوی اس پر راضی ہوگئی اور اسی کو سجدہ کے قائم مقام سمجھنے لگی۔ اور عبدالعزیز سے کہنے لگی کہ ہاں اب تم میں شاہی رعب معلوم ہوتا ہے۔ صرف اتنی کسر رہ گئی ہے کہ سر پر کوئی بہترین تاج نہیں ہے میں تمہارے لئے سونے کا ایک تاج بنواؤں گی جس میں چاروں طرف موتی اور جواہر جڑوادوں گی۔ عبدالعزیز نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا، لیکن آخر اُسکو تاج پہننا پڑا عبدالعزیز کی جب یہ حالت عام مسلمانوں تک پہنچی تو اُن کو یقین ہوگیا کہ عبدالعزیز نصرانی ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُسکے قتل پر آمادہ ہوگئے اور کچھ لوگ دروازہ میں آکر جمع ہوگئے اور پھر اسپر حملہ آور ہوئے اور ۹۷ھ کے آخر میں اُسکو قتل کرڈالا۔ بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کے قتل کے لئے چند آدمیوں کو بھیجا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے والد موسیٰ سے اسوقت ناراض تھا، یہ جماعت اندلس پہنچی عبدالعزیز ایک دن محراب میں

کھڑے ہو کر صبح کی نماز پڑھ رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد اس نے سورۂ واقعہ شروع کیا تھا، اُن لوگوں نے ایک ہی وار میں سر کاٹ لیا۔ اور سر سلیمان کے پاس لے کر دوڑے۔ سلیمان نے موسیٰ کے پاس بھیجدیا۔ موسیٰ نے اپنے بیٹے کا سر دیکھکر بہت صبر سے کام لیا اور کہا کہ خدا اسکی شہادت کو مبارک بنائے تم لوگوں نے اسکو بے گناہ قتل کیا۔ یہ بہت بڑا زاہد اور عابد تھا۔ سلیمان کی غلط کاروائیوں میں سے ایک یہ بھی تھی اس روایت کے مطابق عبد العزیز ۹۸ھ کے آخر میں مقتول ہوا۔ سلیمان نے عبد العزیز کے بعد حرب بن عبد الرحمن ثقفی کو اندلس کا حاکم مقرر کیا۔ جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانہ میں معزول کر دیا عبد العزیز کے قتل کا یہ مختصر واقعہ تھا جو میں نے بیان کر دیا۔ اسی سال سلیمان نے عبد اللہ بن موسیٰ کو بھی افریقہ کی حکومت سے برطرف کر دیا۔ اور محمد بن یزید قریشی کو وہاں کا حکمراں بنا دیا۔ سلیمان کی زندگی میں محمد تو وہیں رہا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور دورہ ہوا تو وہ بھی اپنی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اور سنہ ۱۰۰ھ میں اسمٰعیل بن عبد اللہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ اسمٰعیل بہت ہی خوش خلق آدمی تھا، اسکے کریمانہ اخلاق نے بربریوں کو اسلام کا شیدائی بنا دیا چنانچہ اسی کے زمانہ میں وہ سب اسلام لائے۔

یزید بن مہلب کا خراسان میں حاکم ہونا

سلیمان نے جب یزید کو عراق کا مطلق العنان حاکم بنا دیا، تو یزید نے دل میں سوچا۔ کہ عراق کو تو حجاج نے بالکل تباہ کر دیا ہے میں خود عراق کا باشندہ ہوں، جب میں حکومت کرنے جاؤں گا اور لوگوں پر خراج کے وصول کے لئے زور دونگا، سرکشوں کو سزائیں دوں گا تو میں بھی حجاج کی طرح ظالم اور سفاک ہو جاؤں گا۔ لوگوں پر قید خانہ اور دوسری سزائیں پھر واپس آجائیں گی جس سے وہ کشیدہ خاطر ہو جائیں گے، اور یہ بھی ہے کہ حجاج جتنا خراج وصول کرکے دار الخلافہ میں بھیجتا تھا، اگر اسی قدر میں نہ بھیجوں گا تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ ان باتوں کو سوچ کر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک تجربہ کار آدمی کو خراج کے لئے پیش کرتا ہوں، آپ یہ کام اس کے سپرد کر دیجئے، سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے یزید نے صالح بن عبد الرحمن کا نام لیا۔ چنانچہ سلیمان نے اس کو خراج پر مقرر کر دیا، اور عراق بھیجدیا۔ صالح واسط میں جاکر مقیم ہوا اور یزید بھی وہاں پہونچا،

لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر نکلے لیکن صالح اپنی جگہ سے نہ اٹھا جب یزید بالکل قریب پہنچ گیا تو صالح بھی مسلح ہو کر پیشقدمی کے لئے آگے بڑھا، اس وقت چار سو شامی فوجیں اسکے جلو میں تھیں۔ صالح نے یزید سے ملاقات کی اور ساتھ ہولیا۔ یزید اب مطمئن ہو کر عراق میں مقیم ہو گیا۔ کیونکہ خراج کی بلا اسکے سر سے ٹل چلی تھی۔ لیکن صالح اپنے معاملات میں بہت سخت آدمی تھا کسی چیز کو یزید کے قبضہ میں ناجائز طریقہ پر رہنے نہیں دیتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ یزید نے ایک ہزار خوان تیار کرائے تاکہ لوگوں کی دعوت کر سکے اور آئندہ کے لئے کارآمد ہوں تو صالح نے اسکو یزید سے لے لیا، کیونکہ یزید نے انکو بیت المال کے روپیوں سے بنایا تھا۔ آخر کار یزید نے کہا کہ ان کی ثلث قیمت میرے نام پر لکھدو، میں اسکو ادا کر دونگا۔ تب صالح نے ان ہزار خوانوں کو یزید کے حوالہ کر دیا۔ اسی طرح ایک دفع یزید نے کچھ چیزیں خریدی تھیں اور صالح کے نام پر ایک دستاویز لکھدی کہ اسکی قیمت تم ادا کرو۔ صالح نے اس کو واپس کر دیا۔ اور کہا کہ خراج کا انتظام اسطرح ہرگز نہیں ہو سکتا، تم جسطرح کام کرتے ہو امیر المومنین کبھی خوش نہیں ہو سکتے، بلکہ ان تمام چیزوں کا مواخذہ تمہارے سر ہوگا۔ یزید نے صالح کو باتوں ہی باتوں میں ہنسا دیا، اور اسکا سارا غصہ فرو کر دیا اور کہا کہ بھائی اس مرتبہ اس کی قیمت تم ادا کر دو، آئندہ سے میں خود احتیاط کرونگا صالح نے خزانۂ شاہی سے انکی قیمت دلادی۔

سلیمان نے اب تک خراسان کی حکومت یزید کے سپرد نہیں کی تھی، لیکن یزید اس کا متمنی تھا۔ کیونکہ وہ عراق کی حکمرانی سے صالح کی سخت گیریوں کی وجہ سے خوش نہ تھا، اس غرض سے اُسنے عبداللہ بن اہیم کو بلا بھیجا تاکہ مشورہ طلب کرے۔ عبداللہ جب آیا تو اس سے یزید نے کہا کہ میں تم کو ایک بات کی تکلیف دینا چاہتا ہوں، کیا تم اُسکو انجام دیدوگے عبداللہ نے وعدہ کیا کہ میں اس کام کو ضرور کر دونگا یزید نے کہا کہ تم بخوبی واقف ہو کہ میں کسقدر مصیبت اور تکلیف میں پھنس گیا ہوں، اسپر صالح کا ظلم بھی بڑھتا جاتا ہے، خراسان کی حالت بھی نازک ہے، کیا تم ایسی ترکیب کر سکتے ہو کہ میں خراسان کا حاکم بنا دیا جاؤں۔ عبداللہ نے کہا کہ ہاں ایک صورت ہے وہ یہ کہ تم مجھکو امیر المومنین کے پاس بھیجدو، تو میں ان کو اسپر رضامند کر لوں گا۔ یزید نے پھر عبداللہ سے کہا کہ ان باتوں کو راز سمجھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اس کے بعد یزید نے سلیمان کو خط لکھا، جس میں عراق کی حالت سے اطلاع دی، اور عبداللہ بن اہیم کے اس وصف کی بڑی تعریف کی کہ وہ عراق کی

حالت سے کامل وقفیت رکھتا ہے۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد ہی عبداللہ کو بھی شام کو بھیجدیا۔ عبداللہ جب دربار میں پہونچا تو سلیمان نے اس کو بٹھایا اور اس سے کہا کہ یزید نے تو تمہاری بڑی تعریف لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ عبداللہ کو خراسان اور عراق کے اندرونی حالات سے خوب واقفیت حاصل ہے۔ واقعی تم کسقدر آگاہ ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ چونکہ میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں میں نے پرورش پائی، اس وجہ سے جو معلومات مجھکو حاصل ہیں وہ کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتے۔ سلیمان نے کہا کہ اچھا تو خراسان کی حکومت کے لئے کسی کا نام پیش کرو۔ عبداللہ نے کہا کہ امیرالمومنین اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف کار ہیں۔ اگر آپ کسی کا نام تجویز فرماویں تو البتہ میں اُسکے متعلق اپنی ناقص رائے دیدوں گا۔ سلیمان نے ایک قریشی کا نام لیا تو عبداللہ نے کہا کہ یہ خراسانکے سنبھالنے کے قابل نہیں ہے پھر اس نے عبدالملک بن مہلب کا نام لیا، تو عبداللہ نے کہا کہ وہ تو اس کام کے لائق ہی نہیں۔ نہ تو اس میں اپنے باپ کی چالاکی اور پھرتی ہے اور نہ اپنے بھائی کی سی شجاعت اور بہادری ہے۔ سلیمان نے اور بھی دوسرے لوگوں کا نام پیش کیا۔ عبداللہ نے سب کو ناقص ٹھہرایا۔ آخر میں وکیع بن ابی اسود کے متعلق دریافت کیا، تو اُسپر عبداللہ نے کہا کہ وکیع بلاشبہ ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی ہے ہمیشہ بڑی بڑی مہموں میں پیش پیش رہتا ہے۔ وکیع سے بڑھکر میرا کوئی محسن بھی نہیں ہے کیونکہ اس نے میرے دشمن سے انتقام لیا۔ اور اس سے مجھکو نجات دلائی۔ اس احسان کی وجہ سے وہ بہت ہی قابل شکریہ ہے۔ لیکن مجھے امیرالمومنین کو صحیح حالات بتانا بھی فرض ہے اسلئے گزارش یہ ہے کہ وکیع میں سب خوبیاں ہیں لیکن عیب یہ ہے کہ جب کبھی سو آدمی اُس کے پاس جمع ہوئے تو اس کے دل میں دھوکا اور دغابازی کے خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ جماعت کے ساتھ کام کرنے میں سست رہتا ہے لیکن فتنہ پردازی میں چالاک ہے سلیمان عبداللہ کے انکار سے گھبرایا اور کہنے لگا تمہارا برا ہو اگر وہ ایسا شخص نہیں ہے جس سے مدد مل سکے تو پھر کون شخص اس قابل ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ ایک شخص ہے جسکا نام آپ نے نہیں لیا، سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ اس کو پوشیدہ رکھیں اور اس شخص سے مجھکو پناہ دینے کا وعدہ کریں تو میں نام بتلاتا ہوں، سلیمان نے ان باتوں کا وعدہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ یزید ہی اس قابل ہے کہ وہ خراسان کا حاکم

بنایا جائے۔ سلیمان نے کہا کہ یزید تو عراق کی حکومت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں وہ عراق میں رہنا نہیں چاہتا ہے اگر آپ اس کو خراسان جانیکا حکم دیں گے تو وہ کسی کو اپنا جانشین بنا کر خراسان چلا جائے گا۔ سلیمان نے اسکی رائے بہت پسند کی اور یزید کو حاکم خراسان بنانے کا فرمان لکھا اور عبداللہ بن اہیم کے ساتھ روانہ کردیا۔ عبداللہ جب یزید سے جاکر ملا تو اس نے فوراً خراسان چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو اسی دن خراسان بھیجدیا۔ اور کچھ دن کے بعد خود بھی چلا گیا۔ عراق کے ضلعوں میں مختلف شخصوں کو اپنا قائم مقام بنادیا۔ جراح بن عبداللہ حکمی کو شہر واسط کا حاکم بنادیا۔ اور عبداللہ بن ہلال کلابی کو بصرہ پر متعین کیا۔ اور بصرہ کے دیگر ضروری کاموں کے انجام دینے کے لئے اپنے بھائی مروان بن مہلب کو مقرر کیا۔ کیونکہ اسکے تمام بھائیوں میں مروان ہی اس کے نزدیک بہت قابل اعتماد آدمی تھا کوفہ میں چند مہینوں تک حرملہ بن عمیر الخمی کو قایم مقام بنایا اور پھر اسکو معزول کر کے بشر بن حیان نہدی کو وہاں کا امیر بنادیا۔ بنو قیس کے جو لوگ خراسان میں آباد تھے، ان کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے بغاوت نہیں کی تھی اور نہ اس نے خلیفہ کی معزولی کا اعلان کیا تھا۔ اسی خیال سے سلیمان نے یزید کو لکھا کہ قتیبہ کے متعلق تحقیقات کرو۔ اگر بنو قیس اسکا ثبوت دیں کہ قتیبہ نے بغاوت نہیں کی تھی اور نہ خلیفہ کو معزول کیا تھا تو وکیع کو قید کرلو۔ لیکن مخلد بن یزید نے مرو پہنچنے کے ساتھ ہی وکیع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا، اور ان کو جیلخانہ میں بڑی تکلیفیں دینے لگا۔ یہ تمام واقعات یزید کے آنے سے قبل ہو چکے تھے۔ وکیع نو یا دس مہینے تک خراسان کا حاکم رہا۔ اس کے بعد یزید خراسان پہونچ گیا۔ اس نے بھی بعض شامیوں اور خراسانیوں کو سخت تکلیفیں دینی شروع کیں، نہار بن توسعہ نے انھیں واقعات پر یہ اشعار کہے ہیں۔

وما کنا نؤمّل من امیر   کما کُنّا نؤمّل من یزید

ہم کسی حکمران سے اتنے بہتر توقعات اپنے دل میں نہیں رکھتے تھے جتنا کہ یزید بن مہلب سے تھے

فاخطأ ظنّنا فیه وقدمًا   زهدنا فی معاشرة الزهید

لیکن ہمارے خیال نے غلطی کھائی، حالانکہ ہم نے عرصہ سے بدخلق لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی چھوڑ دی

اذا لم یُعطنا نصفًا امیرٌ   مشینا نحوه مشی الاسودِ

اگر کوئی امیر ہمارے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کرے گا تو ہم بھی اس کے ساتھ سانپ کی چال چلیں گے

فمهلاً یا یزید انب الینا | فادعنا من معاشرة العبید
اے یزید ہم پر رحم کر او رہماری طرف نظر عنایت کر | اور غلاموں کی طرح زندگی بسر کرنے سے ہمکو نجات دے

نجیب ولا نزی الاهل ودّاً | علی انّا نسلّم من بعید
ہم بلائے جاتے ہیں لیکن سوائے لاپروائی کے ہم کچھ نہیں دیکھتے اور ہمکو دور ہی سے سلام کر کے رخصت کر دیا جاتا ہے

ونرجع خائبین بلا نوالٍ | فما بال التجهّم والصّدود
اور بغیر کسی مراحم خسروانہ کے ہم محروم واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر ناراضی اور کشیدگی کیوں ہے

۹۷ھ کے مختلف واقعات

سلیمان نے اس سال قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجیں روانہ کیں، اپنے لڑکے داؤد کو غزوہ صایفہ کا امیر لشکر بنایا۔ اس نے اس سال قلعہ مرأۃ فتح کیا۔ مسلمہ نے وضاحیہ کے ملک میں اس سال جنگ کی اور اس قلعہ کو فتح کر لیا جسکو بادشاہ وضاح نے فتح کیا تھا۔ عمر بن ہبیرہ نے روم میں بحری معرکے کئے اور اُسنے موسم سرما وہیں گذارا۔ سلیمان نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ داؤد بن طلحہ حضرمی کو مکہ کی حکومت سے سلیمان نے معزول کر دیا اور عبد العزیز بن عبداللہ بن خالد کو حاکم بنایا۔ داؤد نے چھ مہینے تک وہاں حکومت کی، دوسرے صوبوں کے عمال وہی تھے جنکا ذکر کیا جا چکا، عطاء بن یسار نے اسی سال انتقال کیا بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۳ھ میں انھوں نے وفات پائی موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس نے بھی اسی سال قضا کی۔ جب وہ سلیمان کے ساتھ حج کو جا رہا تھا تو راستہ میں قضا کی قیس بن ابی حازم بجلی نے بھی اس سال وفات پائی اُن کی عمر سو سے تجاوز کر چکی تھی۔ آنحضرت کے پاس قبول اسلام کے لئے مدینہ آئے تھے لیکن جب وہاں پہونچے تو آنحضرت صلعم کی وفات ہو چکی تھی، عشرۂ مبشرہ سے اُنھوں نے حدیثیں روایت کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ صرف عبد الرحمٰن بن عوف سے اُنھوں نے روایت نہیں کی ہے، آخر میں ہذیان کی کیفیت غالب ہو گئی تھی، سالم بن ابی جعد مولی اشجع نے بھی اسی سال وفات پائی، ابو جعد کا اصلی نام رافع تھا۔

۹۸ھ کی ابتداء، محاصرۂ قسطنطنیہ

اس سال سلیمان دابق گیا اور وہاں سے اس نے ایک بڑی زبردست فوج تیار کر کے مسلمہ بن عبدالملک کی سیادت میں قسطنطنیہ کی طرف بھیجی، اسی زمانہ میں روم کا بادشاہ مر گیا تھا، اسوجہ سے مملکت روم میں ایک عام تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ الیون آذربیجان سے دوڑا ہوا سلیمان کے پاس آیا اور اسکو روم کی فتح کا یقین دلایا، بلکہ اسکا وعدہ کیا کہ ہم اسکو فتح کرائیں گے سلیمان تو اسی ارادے میں بیٹھا تھا۔ فوراً اس نے مسلمہ کو اس فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ الیون اور مسلمہ دونوں ملکر قسطنطنیہ کی طرف چلے۔ جب شہر کے قریب پہونچے تو مسلمہ نے فوج کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھوڑے پر دو مُد یعنی دو سیر غلہ رکھ لے اور اسکو قسطنطنیہ تک لیتا چلے۔ جب یہ لوگ وہاں پہونچے، تو یہ تمام غلہ ایک جگہ جمع کیا گیا جو تھوڑی ہی دیر میں ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا۔ لیکن کسی کو اس میں سے کھانے کی مطلق اجازت نہیں تھی، بلکہ یہ حکم تھا کہ ادھر اودھر لوٹ مار کر کھا لیا کرو اور ان غلوں کی زراعت شروع کر دو۔ لوگوں نے لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے مکانات بنائے، جسمیں انھوں نے موسم سرما اور گرما دونوں گذارا، اس مدت میں زراعت بھی شروع ہو گئی، بلکہ پیداوار بھی ہونے لگی۔ زراعت سے جو غلہ بچ گیا وہ میدانوں میں دھرا تھا لوگ کچھ تو پیداوار سے پیٹ بھرتے تھے اور اکثر لوٹ سے اوقات بسر کرتے تھے مسلمہ بہر حال رومیوں کے سینہ پر سوار رہا۔ امرائے قوم میں سے خالد بن معدان مجاہد بن جبر اور عبداللہ بن ابی زکریا خزاعی وغیرہم ساتھ تھے۔ رومیوں نے ہر شخص کی طرف سے ایک دینار پر مسلمہ سے صلح کرنی چاہی۔ لیکن ان سے انکار کر دیا۔ آخر کار، انھوں نے الیون کو بلا لیا اور کہا کہ تم اگر مسلمہ کو کسیطرح واپس کر دو گے تو ہم تمکو اپنا بادشاہ بنا لیں گے، الیون نے اس کا وعدہ کیا کہ وہ کسی حیلہ سے مسلمہ کو پلٹا دیگا۔ چنانچہ وہ مسلمہ کے پاس آیا اور یہ کہنے لگا کہ رومیوں کو یہ پتہ چلگیا ہے کہ تم لڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ جب تک کھانے کا سامان رہے گا ٹھہرے رہو گے۔ اس لئے اگر تم اس غلہ کو جلا دو تو وہ فوراً اطاعت قبول کر لیں گے مسلمہ اس دھوکہ میں آگیا اور اس نے تمام غلہ کو خاک سیاہ کر دیا۔ رومی یہ دیکھتے ہی دلیر ہو گئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے پاس ذخیرہ نہیں رہا۔ اور مسلمانوں کو اب پوری ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا، اسی اثناء میں سلیمان

کے انتقال کی خبر ملی۔ بعض روایت میں ہے کہ الیوں نے مسلمہ کو دوسرا دھوکا دیا، وہ یہ تھا کہ الیون نے مسلمہ سے کہا کہ اسقدر غلہ رومیون کے پاس بھیجدو جس سے وہ رات گذار سکیں، اس سے اُن کے دل پر یہ اثر پڑیگا کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ مسلمہ اور الیون کا معاملہ ایک ہے۔ اور ساتھ ہی اون کو قید کے خوف سے بے خوف کردو۔ اپنے شہروں میں آمد ورفت کی اجازت دیدو، مسلمہ نے یہ تمام باتیں منظور کرلیں الیون نے کشتیاں تیار کر رکھی تھیں، رات ہی کو لوگ غلہ لیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور بہت کم غلہ باقی رہا۔ صبح ہوتے ہی الیون نے طبل جنگ بجا دیا۔ یہ ایک ایسا زبردست دھوکا تھا کہ اگر کسی عورت سے کیا جاتا تو وہ متہم ہوجاتی۔ الیون نے اسلامی فوجوں پر حملہ شروع کردیا۔ حالانکہ وہ اطمینان سے ادھر ادھر گشت لگا رہی تھیں، ایک دستہ دوسرے سے مل نہ سکا۔ خوف ایسا طاری ہوا کہ لشکر گاہ سے ڈر کے مارے کوئی نکلنا نہیں چاہتا تھا۔ کھانے کی جتنی چیزیں تھیں وہ ختم ہوگئی تھیں۔ مسلمانوں کو کچھ نہیں ملا تو جانوروں کے چمڑے اور گوشت کھانے لگے۔ وہ بھی ختم ہوگئے تو درخت کی پتیوں پر قناعت کرنے لگے سلیمان اسوقت تک وابق ہی میں تھا لیکن وہ مسلمہ کو کسی قسم کی کوئی مدد نہیں پہونچا سکا۔ سلیمان نے اس سال اپنے لڑکے ایوب کے لئے بیعت لی تھی لیکن وہ سلیمان سے قبل ہی مرگیا، شہر صقالبہ اسی سال فتح ہوا۔ برجان کے باشندوں نے بھی مسلمہ پر دھاوا کیا تھا۔ حالانکہ اسکی حالت قلت تعداد سے ردی ہورہی تھی لیکن اس نے فوراً سلیمان سے مدد طلب کی، سلیمان نے مدد بھیجی۔ پہلے صقالبہ کے لوگ دھوکا دیتے رہے لیکن آخر میں شکست کھا گئے، ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے بھی اس سال جنگ کی۔ انطاکیہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ ولید نے رومیوں کی بڑی تعداد کو قتل کرڈالا اور کچھ کو قید کرلیا۔

جرجان اور طبرستان کا مفتوح ہونا۔

اس سال یزید بن مہلب جب خراسان پہنچ گیا۔ تو اس نے جرجان اور طبرستان پر حملہ کی تیاری شروع کی، اسکی صورت اصل میں یہ ہوئی کہ یزید جب شام میں سلیمان کے

ساتھ رہتا تھا۔ تو اکثر قتیبہ کی فتوحات کی خبر سلیمان کے پاس آتی رہتی تھی، تو سلیمان یزید سے قتیبہ کی بڑی تعریف کرتا تھا کہ دیکھو خدا کس طرح قتیبہ کو فاتح اعظم بنا رہا ہے۔ اور کیونکر بڑے بڑے شہر اسکے قبضہ میں ہو رہے ہیں۔ یزید کو اس کی تعریف ناگوار خاطر ہوتی تھی، اس لئے وہ کہتا تھا کہ جرجان پر کسی نے اب تک پیشقدمی نہیں کی، حالانکہ وہاں کے باشندے مسافروں کو ستاتے ہیں قافلوں کو لوٹتے ہیں، قومس اور نیشاپور کے لوگوں کو تو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے، ان ممالک کو فتح کرنا کونسی بڑی بات ہے جنکو قتیبہ نے فتح کیا ہے۔ اصل تو جرجان پر فتح کا جھنڈا نصب کرنا مردانگی اور جوانمردی کا کام ہے جب یزید خود خراسان کا حاکم ہوا تو وہ پہلے ہی سے لڑائی دل میں ٹھانے بیٹھا تھا۔ فوراً شامی عراقی، خراسانی باشندوں کی ایک لاکھ فوج تیار کر کے روانہ ہوا، رضا کاروں اور غلاموں کے چھوٹے چھوٹے دستے اس کے علاوہ تھے۔ جرجان کی حالت نہایت ابتر تھی مدنیت کی اس میں بو باس تک نہ تھی نہ شہروں کی طرح آراستہ تھا بلکہ ہر طرف پہاڑیاں، ٹیکریاں اور اونچے اونچے ٹیلے نظر آتے تھے شہر کے دروازے مختلف تھے ایک شخص اگر ایک دروازہ پر کھڑا ہوتا تو دوسرے کو وہاں تک پہنچنا مشکل تھا۔

یزید نے قہستان سے حملہ کی ابتداء کی اور وہیں محاصرہ کر کے جم گیا۔ وہاں کے باشندے ترکی تھے، وہ بار بار قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں سے مقابلہ کرتے اور جب شکست کھاتے تو قلعہ میں گھس جاتے، روزانہ جنگ کا یہی نقشہ رہتا، ایک دن جانبین سے بیرزور لڑائی شروع ہوئی۔ اثنائے جنگ میں محمد بن ابی میرہ نے ایک ترکی پر حملہ کیا جو دوسرے لوگوں کو عاجز کر رہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ ترکی تلوار محمدؒ کے خود میں پھنسکر رہگئی اور محمدؒ کا وار کارگر ہو گیا اور اس صدمہ سے ترکی مر گیا۔ محمدؒ کی تلوار اس کے خون سے رنگین تھی لیکن ترکی کی تلوار محمدؒ کے خود میں پھنسی رہی، اس عجیب منظر کو دیکھکر لوگ حیرت زدہ رہگئے۔ ایک دفعہ یزید چار سو مسلح شہسواروں کو اس خیال سے لیکر نکلا کہ قلعہ تک پہنچنے کا کوئی راستہ تلاش کریں۔ لیکن یکایک ترکوں کی چار ہزار فوج مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی دونوں طرف کی فوجوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا۔ یزید نے فوج کی قلت کے باوجود بہت استقلال اور ہمت سے کام لیا۔ فوج کے لوگ پیاسے تھے، اسلئے موقع پا کر پانی کا مقام تلاش کرنے لگے ایک پانی کے مقام پر پہنچے اور سیراب ہوئے دشمن بھی اپنی فوج کے ساتھ واپس گیا

اس دن کے بعد سے یزید نے انپر متواتر حملے کئے جس سے وہ بالکل کمزور ہو گئے اُن کی رسد بند ہو گئی اور ہر قسم کی تکلیف شروع ہو گئی آخر کار قہستان کے بادشاہ صول نے ان تمام مصائب سے عاجز آکر صلح کی درخواست کی یزید کو لکھا کہ میں شہر کو تمہارے حوالہ کئے دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ تم میرے خاندان کے لوگوں کو امن دیدو اور میری ذاتی جائداد کو میرے سپرد کردو۔ یزید نے دونوں شرطیں بخوشی قبول کرلیں۔ اس کے بعد یزید اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ وہاں جتنے شاہی خزانے تھے ان سب کو اپنے قبضہ میں کیا۔ بہت سے لوگ قید ہوئے جنمیں سے صرف ۱۴ ہزار قیدیوں کو جو خالص ترک تھے یزید نے قتل کرایا اس فتح کی خوش خبری فوراً سلیمان بن عبد الملک کو بھیجی گئی۔

یہاں سے اس نے جرجان کا رخ کیا، جرجان کے باشندوں نے اس سے قبل سعید بن عاص سے صلح کی تھی، کبھی تو وہ ایک لاکھ خراج ادا کرتے تھے اور کبھی دو یا تین لاکھ دیتے تھے، اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ کچھ بھی نہیں ادا کیا۔ آخر میں خراج کے دینے سے انھوں نے صاف انکار بھی کر دیا تھا سعید کے بعد جرجان پر کسی نے نظر تک نہیں کی۔ اسلئے وہ اور دلیر ہو گئے، آمد و رفت کے تمام راستے بند کردئے، جو شخص آنا چاہتا تھا وہ کرمان اور فارس کے راستے سے جاتا تھا کیونکہ ادھر کے تمام راستے مسدود ہو گئے تھے۔ البتہ قتیبہ نے قومس کا راستہ جاری کر دیا تھا۔ لیکن جرجان اپنی حالت پر رہا۔ یزید کے آنے کے بعد اہل جرجان نے صلح کی خواہش ظاہر کی اور خراج میں کچھ اضافہ بھی کر دیا، یزید نے اوس کو بھی قبول کرلیا جب قہستان اور جرجان پر فتح حاصل ہو گئی، تو یزید کی نظر طبرستان پر پڑی، اور اب اُسکو فتح کرنے کا اس نے مصمم ارادہ کرلیا چنانچہ روانگی سے پیشتر عبداللہ بن معمر یشکری کو ساسان اور قہستان کا عامل بنایا اور اس کے ساتھ چار ہزار فوج احتیاطاً چھوڑ دی، اس کے بعد جرجان کے ان مقامات کو جو طبرستان کے آس پاس ہیں قبضہ میں کیا۔ اندوساپہ راشد بن عمرو کو چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا۔ اسکے بعد طبرستان کی طرف بڑھا، اصبہبذ نے صلح کی گفت و شنید شروع کی، لیکن یزید نے صاف انکار کر دیا بلکہ جنگ کے لئے پورا مستعد ہو گیا۔ چنانچہ ابو عیینہ بن مھلب کو ایک راستہ سے بھیجا اور خالد بن یزید کو دوسرے راستہ سے روانہ کیا۔ اور

ابو جہم کلبی کو تیسرے راستے سے جانے کا حکم دیا، اور تینوں کو یہ کہا کہ ان سمتوں سے ہوتے ہوئے تم لوگ ایک جگہ پر آملو۔ اور اسوقت ابوعیینہ کے ہاتھ تمھارا رئیس ہوگا۔ یہ تینوں فوجیں روانہ ہوئیں لیکن یزید اپنی جگہ پر رہا۔ اصبہبذ بھی یزید کے اس خشک جواب سے بگڑ گیا، اور اس نے اہل جیلان اور دیلم کو یزید سے جنگ کرنے کیلئے ابھارا۔ اور ان سب کو اکٹھا کر کے ابوعیینہ سے پہاڑ کے دامن میں بھڑا، لیکن مقابلے میں اس کی تمام فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، کفار نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی، مسلمان بھی وہاں پہونچے کفار نے جب اسلامی فوجوں کو آتے دیکھا تو پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ مسلمانوں نے بھی چڑھنا شروع کیا، لیکن دشمنوں نے اوپر سے تیر اور پتھر برسانا شروع کیا، جو شخص زد میں آجاتا تھا گرجاتا تھا بہت سے تو اسی صدمہ سے مر گئے اور جو زندہ بچے وہ یزید کی لشکر گاہ تک واپس گئے، دشمنوں نے تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا، اس وجہ سے سب خاموش ہو گئے۔

اہل جرجان نے اپنے سردار سے یہ مشورہ کیا کہ رات کو مسلمانوں پر چھاپہ ماریں اور سب کو قتل کر ڈالیں، یزید کی فوج کی رسد بند کر دی جائے اور بلاد اسلامیہ کے راستوں پر قبضہ کر لیا جائے، تاکہ یزید کو کوئی کمک نہ پہنچ سکے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی فوج میں شامل تھے، جب انھوں نے آپس میں یہ طے کر لیا تو ایک شب کو مسلمانوں پر حملہ کیا، اور ایک بڑی تعداد کو بے رحمی سے کاٹ ڈالا، عبداللہ بن معمر شہید ہوا اور اسکی جماعت میں کوئی شخص زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد اُنھوں نے اصبہبذ کو اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ آپ فوراً راستوں اور گھاٹیوں پر قبضہ کر لیجئے اس واقع کی اطلاع جب یزید کو ملی تو اس کی پریشانی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، اسنے حیان نبطی کو بلا کر کہا کہ بھائی ہم میں اور تم میں ذاتی مناقشات ہیں، لیکن اسکا یہ اثر نہیں ہونا چاہیئے کہ اسلام کے ناموس پر کوئی دھبا آجائے، یا اوس کی عزت خاک میں ملجائے۔ تم کو معلوم ہے کہ ہم جرجان سے یہاں کس غرض سے آئے ہیں، لہذا اصبہبذ سے مصالحت کرادو۔ حیان نے کہا کہ بہتر میں اصبہبذ کے پاس جاتا ہوں، چنانچہ وہ گیا اور اُس سے کہا کہ میں تمھارے ہی قبیلہ کا ایک آدمی ہوں گو کہ مذہب نے تفرقہ ڈالا ہے، لیکن میں تمھاری بھلائی کے لئے آیا ہوں کیونکہ تم ایک ہم وطن ہونے کی حیثیت سے یزید سے زیادہ عزیز ہو۔ تم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ یزید نے

بلاد اسلامیہ سے مدد طلب کی ہے اور اسکی امدادی فوجیں قریب آگئی ہیں، ابھی تک تو صرف ایک طرف مقابلہ ہوا ہے، لیکن آیندہ مجھکو یقین ہے کہ تم اس کی فوجوں کا پورا مقابلہ نہ کرسکو گے، اس لئے بہتر یہ ہے تم صلح کرلو۔ اگر تم نے صلح کرلی تو اسکا سارا غصہ جرجانیوں پر اترے گا، کیونکہ اُنھوں نے اسکے ساتھ دغابازی اور مکاری کا برتاؤ کیا ہے اصبہبند نے حیان کے اس مشورہ کو قبول کیا۔ اور سات لاکھ یا پانچ لاکھ زعفران کے بوروں پر صلح کرلی یا ان کی قیمت پر مصالحت کرلی اور چار لاکھ آدمیوں کو دینے کا وعدہ کیا ہر شخص کو، ایک ڈھال، ایک خوبصورت چادر، ایک چاندی کا پیالہ، اور کچھ ریشمی کپڑے ساتھ دیگا حیان اسکو طے کرکے یزید کے پاس گیا اور کہا کہ چند آدمیوں کو بھیجو جو صلح کی تمام چیزیں لے لیں۔ یزید نے پوچھا کہ یہ صلح ہماری طرف سے ہوی یا اُنکی طرف سے ہوئی۔ حیان نے کہا کہ نہیں اون کی طرف سے ہوئی، حالانکہ یزید اس پر راضی تھا کہ اصبہبند جس کا مطالبہ کرے اس کو پورا کرکے چھٹکارا حاصل کرلیا جائے! اور جرجان واپس چلا جائے۔ بہر حال یزید اُس پر بہت خوش ہوا اور اپنے آدمیوں کو اُن تمام چیزوں کے لینے کے لئے بھیجا جن پر صلح کا دار مدار تھا۔ اس کے بعد جرجان واپس گیا۔ یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ کیا تھا، اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب مخلد بن یزید خراسان پہنچا تو حیان نے اُس کو خط لکھا، جس میں اپنا نام پہلے لکھا۔ اس کے لڑکے مقاتل بن حیان نے کہا کہ یہ کیا غضب آپ کر رہے ہیں، مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور پھر اپنا نام پہلے لکھ رہے ہیں حیان نے کہا کہ اگر وہ اسپر راضی نہ ہوا تو قتیبہ کی طرح اسکا بھی حشر ہوگا۔ مخلد نے یہ خط یزید کے پاس بھیجدیا، یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ کیا، بعض روایت میں ہے کہ یزید کے جرجان جانے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ترکوں کا بادشاہ صول اکثر قھستان اور بحیرہ میں آکر ٹھہرتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ ہے جو قھستان سے ۵ فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ اور قھستان، اور بحیرہ، جرجان سے اسی قدر فاصلہ پر ہیں جتنا کہ جرجان سے شہر خوارزم ہے، ترکوں کا یہ بادشاہ جرجان کے بادشاہ فیروز پر ہمیشہ ظلم کرتا رہتا تھا، اس نے اُسکی زمینوں میں سے ایک معتدبہ حصہ اپنے قبضہ میں کرلیا تھا۔ فیروز جب ضرورت سے زیادہ پریشان ہوا تو وہ یزید کے پاس آیا یزید نے آنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں صول بادشاہ ترک کی غارتگری سے ڈر کر بھاگ آیا ہوں۔ صول کو فیروز کے چلے جانے سے اچھا موقع ہاتھ آیا اس نے فوراً جرجان پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور یزید نے فیروز سے

پوچھا کہ کسی ذریعہ سے وہ قتل کیا جاسکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں ایک صورت ہے وہ یہ کہ آپ اصبھبذ کو خط لکھئے تم کسی حیلہ سے ایسا کام کرو کہ صول جرجان میں مقیم رہے اور آپ اسکے لئے اس کام پر انعام مقرر کیجئے۔ کیونکہ اصبھبذ آپ کا خط صول کے پاس تقرب حاصل کرنیکے لئے یقیناً بھیجدیگا۔ جس کو دیکھکر صول جرجان سے ہٹ کر بحیرہ میں مقیم ہو جائیگا۔ اور اسی صورت میں اگر آپ اس کو محصور کردیں تو آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ یزید نے یہی تدبیر کی۔ اور اصبھبذ کو خط میں لکھا کہ اگر تم نے اس کو بحیرہ جانے سے روک لیا۔ تو ۵۰ ہزار دینار انعام دوں گا تاکہ میں اسکا محاصرہ جرجان میں کرسکوں۔ اصبھبذ نے یزید کے خط کو فوراً صول کے پاس بھیجدیا، اور صول اُس کو دیکھکر بحیرہ پہونچگیا تاکہ وہاں قلعبند ہو سکے۔ یزید کو اسکے بحیرہ پہونچنے کی خبر لگ گئی۔ تو وہ فیروز کو ساتھ لیکر جرجان کی طرف چلا خراسان میں اپنے بیٹے مخلد کو جانشین بنادیا۔ اور سمرقند، کش، نسف پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو حاکم بنادیا اور طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن مہلب کو مقرر کردیا۔ اور اس انتظام کے بعد وہ روانہ ہوا، جب جرجان میں داخل ہوا تو کسی نے مزاحمت نہیں کی۔ وہاں سے پھر وہ بحیرہ چلا گیا اور صول کا محاصرہ کرلیا۔ صول کبھی کبھی نکل کر مقابلہ کرتا تھا لیکن اکثر شکست کھاکر قلعہ بند ہو جاتا تھا۔ یہ محاصرہ مسلسل چھ ماہ تک جاری رہا۔ محصورین کو وبائی امراض نے ہلاک کرنا شروع کیا۔ تو مجبوراً صول نے صلح کی درخواست پیش کی۔ لیکن اس شرط پر کہ تین سو آدمیوں کی جان بخشی کی جائے، اور مال اور جائدادیں واپس کردیجائیں۔ یزید نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ چنانچہ صول اپنے تمام اعزہ واقرباء، احباب و دوستوں کو لیکر شہر سے نکل گیا اور بحیرہ یزید کے حوالہ کردیا یزید جب شہر میں داخل ہوا تو اس نے قتل عام کا حکم دیدیا، تقریباً ۱۴ ہزار ترکی مارے گئے اور باقی کو آزاد کردیا گیا۔ یزید کی فوج نے خوراک کا مطالبہ کیا تو یزید نے ادریس بن حنظلہ عمی کو حکم دیا کہ شہر میں جو کچھ مال و دولت ہو وہ سب نکال کر شمار کرو تاکہ ہم فوج میں تقسیم کردیں۔ ادریس شہر میں داخل ہوا، لیکن اس قدر خزانے وافر تھے کہ ادریس کے اندازہ سے باہر ہو گئے، چنانچہ اس نے یزید کو یہی جواب دیا کہ تمام قیمتی چیزیں ظروف میں رکھی ہیں، اس لئے وہ میرے اندازے سے باہر ہیں دیکھیے شمار کرلئے جائیں، اور یہ معلوم کرکے کہ اس میں کون چیز ہے فوج میں علی الحساب تقسیم کردئے جائیں، جو کوئی شخص لے گا ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا لیا۔ گیہوں۔ جو۔ چاول۔ تل۔ شہد

غرضکہ ہر شخص نے بے انداز سامان جمع کرلیا۔ شہر بن جوشب یزید کا خزانچی تھا۔ لوگوں نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے ایک تھیلی چوری کرلی ہے۔ یزید نے اس کو بلاکر پوچھا تو شہر نے حاضر کردیا۔ یزید نے پھر شہر کو واپس دیدیا کسی نے اس واقعہ پر یہ شعر کہا ہے۔

لقد باع شهر دينه بخريطة فمن يامن القراء بعدك يا شهر

شہر نے اپنا مذہب صرف ایک تھیلی کے لئے بیچدیا۔ اے شہر (تو ہی بتا) تیرے بعد کون قراء کو امانت دار سمجھے گا۔

مرۃ حنفی نے کہا ہے

يا ابن المهلب ما اردت الى امرء لولاك كان كصالح القراء

اے ابن مہلب تو نے اس شخص کے متعلق کیا خیال کیا، کہ اگر تو نہ ہوتا تو وہ قراء کی جماعت میں اچھا ہوتا۔

جرجان میں یزید کو ایک تاج ہاتھ آیا جو جواہرات سے مزین تھا، یزید نے پوچھا کہ تم میں سے کون وہ شخص ہے جو اس کو لینا نہیں چاہتا سبھوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ایسا تو کوئی نہ ہوگا، یزید نے محمد بن واسع ازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج تم لے لو، انھوں نے کہا کہ مجھکو اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے یزید نے کہا کہ میں نے اسکو صرف تمھارے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ مجبوراً انھوں نے لے لیا، یزید نے اُن کے پیچھے ایک آدمی اس غرض سے روانہ کیا کہ دیکھو کہ وہ اس تاج کو کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا، انھوں نے اسکو یہ تاج اٹھاکر دیدیا۔ یزید کے آدمی نے سائل کو پکڑ کر یزید کے سامنے حاضر کردیا اور واقعہ سے اطلاع دی، یزید نے سائل سے تاج واپس لے لیا اور اسکے عوض میں بہت سا روپیہ دیدیا۔

جرجان کا دوبارہ مفتوح ہونا۔

ہم جرجان اور قہستان کی فتح کا تذکرہ کرچکے ہیں۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ طبرستان کی جنگ میں جرجانیوں نے یزید کو سخت دھوکا دیا تھا۔ چنانچہ جب یزید اور اصبہبذ سے مصالحت ہوگئی۔ تو وہ سیدھا جرجان کی طرف بڑھا۔ اور اس بات پر قسم کھائی کہ اگر میں کامیاب ہوا تو اسوقت تک تلوار میان میں نہ کروں گا جب تک اُن کے خون سے آٹا پسوا کر نہ کھاؤنگا۔ چنانچہ آنے کے بعد ہی جرجان کا محاصرہ کرلیا وہاں کے باشندے قلعہ میں چھپے رہے، ان کو کھانے پینے کی کمی نہ تھی اس لئے اطمینان سے بیٹھے رہے۔ یزید سات مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ جرجانی کبھی قلعہ سے نکلکر لڑ بھی لیتے تھے۔ لیکن پھر واپس چلے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک خراسانی شکار کے لئے نکلا بعض کہتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی طے میں سے

تھا، اسکو ایک پہاڑی بکرا نظر آیا۔ اس نے اُسی طرف اپنے گھوڑے کو ڈالا۔ جاتے جاتے وہ دشمنوں کے پڑاؤ میں پہونچ گیا۔ لیکن وہ اس راستہ سے ناواقف تھا۔ جب دشمنوں کی فوج دکھائی دی تو وہ الٹے پاؤں بھاگا راستہ میں اپنی عبا پھاڑ کر درختوں میں باندھتا گیا تاکہ راستہ بھول نہ جائے۔ پھر یزید کو آکر قلعہ کے راستہ کی خبر دی، یزید نے اُس کی دیت کا ذمہ اس شرط پر لیا کہ وہ راستہ بتلاوے۔ چنانچہ یزید نے تین سو آدمیوں کو منتخب کیا اور اپنے لڑکے خالد بن یزید کو انکا سردار مقرر کیا۔ اسکو ہدایت کی کہ اگر تیری حیات باقی ہے تو موت ہرگز نہیں آسکتی، لیکن خبردار شکست کھاکر میرے پاس مت آنا۔ جہم بن زحر کو بھی ساتھ کر دیا۔ یزید نے اس خراسانی سے پوچھا کہ تم کب پہونچوگے اس نے کہا کہ کل عصر کے وقت پہونچوں گا۔ یزید نے کہا کہ ہم ظہر کے وقت ان سے مقابلہ شروع کردیں گے۔ یہ دستہ اسطرف روانہ ہوا دوسرے دن ظہر کے وقت یزید نے لکڑیوں کا انبار لگا کر اس میں آگ لگادی، جسکے شعلے آسمان تک اٹھتے تھے دشمنوں کی نظر جب اس دہکتی ہوئی آگ پر پڑی تو وہ گھبرا کر قلعہ سے باہر نکل پڑے۔ یزید نے اپنی فوجیں آگے بڑھائیں۔ اور جنگ شروع کردی۔ دوسری طرف سے اسی وقت اس دستہ نے ترکوں پر حملہ کردیا۔ دشمن اس طرف سے بالکل بے خوف تھے، بلکہ وہ اطمینان سے یزید کا مقابلہ کر رہے تھے کہ یکایک پیچھے سے تکبیروں کی آواز آئی یہ دیکھکر وہ جلدی سے قلعہ میں گھس گئے۔ لیکن اب کیا ہوتا ہے مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہوگئے آخر کار ترکوں نے ہتھیار ڈالدیئے۔ یزید نے عورتوں اور بچوں کو تو قید کرلیا۔ باقی تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ بہتوں کو پھانسی پر چڑھادیا۔ راستہ کے داہنے اور بائیں جانب دو فرسخ تک لوگوں کو پھانسی پر چڑھایا۔ ۱۲ ہزار قیدی وادی جرجان میں کھڑے کئے گئے اور حکم ہوا کہ جو شخص اپنے کسی عزیز کا قصاص لینا چاہتا ہے تو وہ قتل کرے۔ چنانچہ ایک ایک آدمی نے چار، یا پانچ قیدیوں کو قتل کیا۔ اس عظیم الشان قتل کے بعد مقتولین کے خون پر پانی بہادیا گیا اور ایک چکی رکھی گئی اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے یزید نے اسی خون سے آٹا پسوایا اور روٹی پکا کر کھائی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۴۰ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ اسکے بعد یزید نے جرجان کی تعمیر شروع کی کیونکہ وہ بالکل غیر موزوں طریقہ سے بنا ہوا تھا۔ یزید پھر وہاں سے جہم بن زحر جعفی کو وہاں کا حاکم بنا کر خراسان واپس آگیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید نے اپنی اس فوج سے جو ترکوں کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھی یہ

کہا کہ تم لوگ وہاں پہونچ کر ذرا انتظار کرو۔ جب صبح ہو جائے تو تکبیریں کہتے ہوئے حملہ کرو، ان شاء اللہ میں بھی اپنی فوج کو لیکر اسی وقت پہونچوں گا چنانچہ جب جہم بن زحر شہر کے قریب پہونچا تو اس نے اسوقت تک انتظار کیا، اور پھر وقت ہوتے ہی لوگوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ دشمن اس آواز کو سنکر گھبرا اٹھے، مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ ترک ایسے پریشان ہو گئے کہ ہوش وحواس جاتا رہا۔ یزید نے جب تکبیروں کی آواز سنی تو وہ بھی دروازہ کی طرف بڑھا۔ لیکن کوئی زیادہ مزاحمت کرنے والا نہ تھا۔ کیونکہ سب لوگ مسلمانوں سے دوسری طرف مقاتلہ میں مشغول تھے یزید کو موقع اچھا ملا۔ جھٹ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اور ترکوں کو نکال بھگایا راستہ کے داہنے بائیں جانب دو فرسخ تک قیدیوں کو پھانسی دلوائی گویا چار فرسخ تک لوگوں کو سولی دی گئی۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلیمان کو اس فتح کی خوشخبری بھیجی، اور خط میں لکھا کہ صرف خمس میں چھ لاکھ آئے ہیں۔ یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ مولی ابنی سدوس نے کہا کہ آپ رقم کا تعین نہ کیجئے کیونکہ تعین کی صورت میں اگر سلیمان نے اسکو زیادہ سمجھا تو خزانہ میں داخل کرنے کا حکم دیگا۔ اور کم سمجھا تو آپ کو انعام میں دیدیگا اور آپ اسکے ذریعہ سے خلیفہ کے لئے عمدہ ہدیئے مہیا کرلیں گے ورنہ جو چیز آپ کی طرف سے جائے گی وہ کم سمجھی جائے گی اور جس چیز کا آپ نے تعین کر دیا اس کا اقرار بھی کر لیا، علاوہ اس کے جو کچھ آپ یہاں سے لکھ کر بھیجیں گے وہ کاغذات پر چڑھا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ آپ کے نام پر ٹلکے رہیں گے۔ جب کوئی دوسرا بادشاہ ہوگا تو وہ اس کاغذ کے مطابق آپ سے تمام رقم وصول کرے گا۔ اور اگر ایسا شخص بادشاہ ہوا جو آپ کو پسند نہ کرے تو اسکے دو گونی رقم پر بھی راضی نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ آپ انکی اجازت مانگئے اور بالمشافہ اُس کی خبر دیدیجئے۔ یزید نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ اور خط روانہ کر دیا بعض روایت میں ہے کہ یہ رقم چار لاکھ تھی۔

۹۸ھ کے مختلف واقعات

اسی سال ایوب بن سلیمان جو سلیمان کا ولی عہد تھا انتقال کر گیا۔ شہر صقالیہ اور دوسرے شہر بھی اس سال مفتوح ہوئے، داؤد بن سلیمان نے اس سال روم میں جنگ کی۔

اور قلعہ مرأۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا فتح کر لیا۔ اس سال دنیا میں عظیم الشان زلزلے آئے جو چھ مہینے تک باقی رہے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور ابو عبید مولیٰ عبدالرحمن بن عوف نے اسی سال وفات پائی۔ یہ مولیٰ ابن ازہر کے ساتھ بھی معروف ہیں عبدالرحمن بن یزید بن حارثہ انصاری نے اسی سال قضا کی، سعید بن مرجانہ مولیٰ قریش کا اسی سال انتقال ہوا، مرجانہ اُن کی ماں کا نام تھا۔ اور ان کے والد کا نام عبداللہ تھا عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، امیر مکہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا تھا، عمال حکومت وہی تھے، صرف بصرہ میں یزید نے سفیان بن عبداللہ کندی کو عامل بنایا تھا۔

سنہ ۹۹ھ کی ابتداء

سلیمان بن عبدالملک کی وفات

اس سال سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے ۲۰ صفر کو وفات پائی، اُنکی خلافت دو سال پانچ مہینے اور پانچ دن رہی، بعض روایت میں ہے کہ اُنھوں نے ۱۰ صفر کو انتقال کیا اس حساب سے اُنکی حکومت دو سال پانچ دن کم آٹھ مہینے رہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو عام طور سے لوگ اسکے متعلق اچھے خیالات رکھتے تھے، اسی وجہ سے اس کو مفتاح الخیر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپس میں یہ تذکرہ کرتے تھے کہ حجاج تو دنیا سے رخصت ہوا، لیکن سلیمان کی رحمدلی نے قیدیوں کو رہا کرا دیا۔ قیدخانے جو اب تک مظلوموں کی آہوں کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے خالی کردئے گئے۔ لوگوں کے ساتھ بدخلقی اور بدباطنی کے بجائے، خوش اخلاقی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنے لگا، سلیمان نے جو سب سے بڑی بات کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنا جانشین حضرت عمر بن عبدالعزیز کو منتخب کیا۔ سلیمان نے دابق میں جو قنسرین میں واقع ہے وفات پائی۔ ایک دن اس نے سبز پوشاک زیب تن کی اور سبز ہی رنگ کا عمامہ باندھا۔ پھر اپنی صورت آئینہ میں دیکھی تو بولا کہ میں کیا خوبصورت جوان بادشاہ ہوں پھر وہ ایک ہفتہ بھی زندہ نہ رہا ایک لونڈی کی اُس پر نظر پڑی تو اُسنے پوچھا کہ تو کیا دیکھتی ہے وہ یہ شعر پڑھنے لگی

انت نعم المتاع لو کنت تبقی　　　غیر ان لا بقاء للانسان

اگر تو دنیا میں باقی رہے تو تو بہترین پونجی ہے۔ لیکن افسوس کہ انسان کے لئے بقا نہیں ہے

لیس فیما علمتہ فیك عیب ٭ کان فی الناس غیر انك فان

میں نے تجھ میں کوئی ایسا عیب نہیں پایا ۔ ۔ جو دوسرے لوگوں میں ہوتا ہے اسکے سوا کہ تو فانی ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ دابق میں سلیمان نے ایک جنازہ کو دیکھا کہ وہ ایک اچھی زمین میں دفن کیا جارہا ہے، سلیمان نے وہاں پر کی مٹی اٹھاکر سونگھی تو کہا کہ کیا عمدہ اور خوشبودار مٹی ہے، دوسرے ہی جمعہ میں سلیمان بھی اوسی کے قریب دفن کیا گیا۔ بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ سلیمان حج کرنے گیا تھا، اس کے ساتھ شعراء عرب کا ایک گروہ بھی تھا۔ جب واپس ہونے لگا تو راستہ میں رومیوں کے چارسو قیدی اس کے سامنے پیش کئے گئے، سلیمان ایک مقام پر بیٹھ گیا سلیمان کے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بیٹھے تھے۔ سلیمان نے اُن کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ اے عبداللہ اس (قیدی) کی گردن اڑادو، چنانچہ انہوں نے ایک شخص سے تلوار لی اور ایک قیدی کو قتل کرڈالا۔ سر جدا ہوگیا، مونڈھے کٹ کر علیحدہ گر پڑے، گلے کا طوق بھی کٹ گیا۔ باقی دوسرے قیدیوں کو سردارانِ عرب کے سپرد کردیا گیا۔ چنانچہ جریر کو بھی ایک قیدی قتل کرنے کے لئے دیا گیا۔ بنو عبس نے جریر کو ایک تیز تلوار دی، جس سے اس نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کردیا۔ فرزوق کو بھی ایک قیدی ملا لوگوں نے اسکو بہت ہی کند تلوار دی فرزوق نے اکئی مرتبہ ضربیں لگائیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی۔ سلیمان یہ دیکھکر ہنس پڑا، اور تمام لوگ بھی مضحکہ اڑانے لگے، بنو عبس جو سلیمان کے ناںہالی لوگ تھے وہ فرزوق پر بہت بگڑے مجبوراً جب ہر طرف سے نفرین کیجارہی تھی تو اس نے تلوار رکھدی اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

وان یك سیف خان او قدر اتی ٭ بتاخیر نفس حتفھا غیر شاھد

اگر کسی تلوار نے خیانت کی، یا کسی کی موت دیر میں آئی تو محض اسوجہ سے کہ اسکی قسمت میں ذلت کی موت نہ تھی

فسیف بنی عبس وقد ضربوا بہ ٭ بنا بیدی ورقاء عن راس خالد

لیکن بنو عبس کی تلوار جس سے انھوں نے مارا۔ ورقاء کے ہاتھ سے خالد کے سر پر اچٹ گئی تھی۔

کذالك سیوف الھند تنبو ظباتھا ٭ وتقطع احیانا مناط القلائد

اسی طرح بہترین تلواروں کی دھار کبھی ۔ مڑجاتی ہے اور کبھی گردنوں کو صاف کردیتی ہے

ورقاء سے مراد ورقاء بن زھیر بن جذیمہ عبسی ہے جس نے خالد بن جعفر بن کلاب کو مارا تھا، کیونکہ ایک دفعہ خالد نے ورقاء کے باپ زھیر کو زمین پر دے مارا اور سینہ پر سوار ہوگیا۔

اور تلوار سے کچلتا رہا، ورقاء نے جب اپنے باپ کو اس حال میں دیکھا تو دوڑتا ہوا آیا اور خالد کو تلوار ماری۔ کئی وار کئے لیکن کچھ اثر نہ ہوا، مجبوراً ورقاء یہ اشعار پڑھنے لگا۔

رأیت زھیراً تحت کلکل خالد — فاقبلت اسعی کالعجول ابادر

جب میں نے زھیر کو خالد کے سینہ کے نیچے دبا ہوا دیکھا۔ تو جلد بازوں کی طرح دوڑتا ہوا پہنچا۔

فشلّت یمینی یوم اضرب خالداً — ویمنعه منی الحدید المظاھرُ

لیکن میرا ہاتھ خالد کو مارتے مارتے شل ہو گئے۔ اور میری کاری ضربوں کو اس کی دوہری زرہ نے روک لیا

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

حضرت عمر اسی سال تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوے۔ صورت یوں درپیش ہوئی کہ سلیمان جب دابق میں مقیم تھا اور روم میں اس کے مرض نے زور پکڑا تو اس نے اپنی اولاد میں سے کسی نابالغ لڑکے کے نام ولی عہدی کا فرمان لکھا، اس پر رجاء بن حیوۃ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کیا کر رہے ہیں۔ اگر آپ کسی اچھے شخص کو اپنا جانشین بنائیں گے تو آپ کے مرنیکے بعد بھی آپ کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔ سلیمان نے کہا کہ میں اس معاملہ میں اپنے خدا سے استخارہ کرتا ہوں، ابھی تک میں نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے ایک یا دو دن سلیمان خاموش رہا پھر وصیت نامہ کو پھاڑ دیا رجاء کو بلا کر پوچھا کہ میرے لڑکے داؤد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ رجاء نے کہا کہ وہ تو اس وقت موجود ہی نہیں ہے، وہ قسطنطنیہ کی طرف غائب ہو گیا ہے بلکہ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا راہ عدم کو چلا گیا۔ پھر خلافت کا کام کسطرح سپرد کیا جاسکتا ہے۔ سلیمان نے پوچھا کہ تمہاری کس کے متعلق رائے ہے۔ رجاء نے جواب دیا جو آپ رائے دیں گے وہی میری رائے ہوگی۔ سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کے متعلق کیا خیال ہے، اس نے جواب دیا کہ میں اُن کو خوب جانتا ہوں وہ بہت ہی لائق اور اچھے آدمی ہیں، سلامت روی اُن کی مشہور ہے اس پر سلیمان نے کہا کہ اگر ان خوبیوں کے خیال سے میں اُن کو جانشین بنادوں اور دوسرے کو اُن کے سوا نہ بناؤں تو ایک فتنہ برپا ہوگا۔ جب تک اُن کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتخاب نہ کیا جائے، لوگ اُنکو چین سے حکومت کا کام کرنے دیں گے۔ عبدالملک کی یہ وصیت تھی کہ ولید اور سلیمان کے بعد یزید کو ولیعہد بنانا۔ اس لئے سلیمان نے

حضرت عمر کے بعد یزید کو منتخب کیا یزید وہاں پر موجود بھی نہ تھا۔ رجاء نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہوگی وہی صائب ہوگی۔ اُن مکالمات کے بعد یہ فرمان لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا كتاب من عبد الله - یہ فرمان خدا کے بندہ سلیمان کی طرف سے عمر بن عبد العزیز
سلیمان امیر المومنین لعمر بن عبد العزیز، إنی - کے نام ہے میں نے اپنے بعد تم کو خلیفہ بنایا اور تمہارے
قد ولیتک الخلافة بعدی ومن بعدہ - بعد یزید بن عبد الملک کو بنایا اسلئے تمام لوگوں کو چاہئے
یزید بن عبد الملک، فاسمعوا لہ و - کہ انکی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں آپس میں
اطیعوا، واتقوا اللہ ولا تختلفوا فیطمع فیکم - اختلاف نہ کرو۔ ورنہ تمکو دوسری قوم تباہ کردیگی

اس کے بعد فرمان پر مہر لگا دی گئی۔ کعب بن جابر عبسی کو جو محافظین میں تھا سلیمان نے کہلا بھیجا۔ کہ میرے خاندان کے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرلو۔ چنانچہ کعب نے سب کو جمع کرلیا۔ سلیمان نے رجاء کو حکم دیا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس جاکر سنا دو۔ یہ کہدو کہ ان پر یہ فرض ہے کہ اس شخص کے ہاتھ پر وہ بیعت کرلیں جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے رجاء ان لوگوں کے سامنے گیا۔ تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہم امیر المومنین کو سلام کرسکتے ہیں۔ رجاء نے کہا ہاں تمام لوگ سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اُن کو کہا کہ یہ خط جو رجاء کے ہاتھ میں ہے یہ میرا فرمان ہے۔ تم کو اس کی تعمیل کرنی ضروری ہے، اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین بنایا ہے اس کی فرمان برداری کرنی چاہئے۔ لوگوں نے رجاء کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور چلے گئے۔ رجاء کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میرے پاس عمر بن عبد العزیز آئے اور کہنے لگے کہ مجھکو یہ خطرہ ہے کہ کہیں یہ چیز میرے گلے نہ پڑے میں تم کو اپنی محبت اور عزت کے واسطہ سے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کبھی ایسا واقعہ ہو تو مجھ کو باخبر کردینا۔ تاکہ میں اس حالت کے پیش آنے سے قبل ہی سے برأت کا اظہار کردوں۔ میں نے یہ جواب دیا کہ میں تمکو خبر ہی نہیں دونگا اسپر عمر خفا ہوکر چلے گئے۔ پھر ہشام سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ بھائی ہم سے اور تم سے قدیم مراسم اور تعلقات ہیں اس لئے تم ہم کو ان معاملات سے مطلع کرتے رہو۔ خدانخواستہ اگر خلافت کسی دوسرے شخص کے سپرد کردی جائے گی تو میں اس معاملہ میں لڑوں گا۔ واللہ تم جو کہو گے میں کسی سے ظاہر نہ کروں گا۔ میں نے ہشام کو خبر دینے سے صاف انکار کردیا۔ جسپر وہ دونوں ہاتھوں کو جھاڑتا ہوا واپس گیا اور یہ کہنے لگا کہ پھر میرے سوا کون ہے جس سے یہ باتیں کہو گے۔ کیا خلافت عبد الملک کے خاندان سے

باہر چلی جائے گی۔ اسکے بعد میں سلیمان کے پاس آیا۔ اسوقت اُس کی حالت بہت نازک تھی میں نے جب عالمِ سکرات کو دیکھا کہ اس پر طاری ہو رہا ہے تو اُسکا چہرہ قبلہ رخ کر دیا۔ سلیمان کو جب اس سے افاقہ ہوتا تو وہ بولتا کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے میں نے کئی مرتبہ اس کا چہرہ قبلہ کے رخ پر کر دیا۔ تیسری بار اس نے پوچھا کہ اے رجاء یہ کونسا وقت ہے جس میں تم کچھ کرنا چاہتے تھے۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔ میں نے اب اس کا چہرہ سیدھا کیا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ میں نے فوراً اُسکی آنکھیں بند کر دیں اور اسکے جسم پر کپڑا ڈالدیا اور ہر طرف سے ڈھانک دیا۔ اور باہر سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ سلیمان کی بیوی نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ امیر المومنین کیسے ہیں۔ میں نے خادم سے کہدیا کہ اوڑھ لپیٹ کر سو گئے ہیں۔ خادم یہ دیکھکر واپس گیا۔ اُسکی بیوی کو یہ یقین ہو گیا تو وہ سمجھی کہ اچھے ہیں۔ میں نے دروازہ پر ایک معتبر شخص کو بٹھا دیا اور اُسکو تاکید کی کہ کسی کو بھی اندر نہ جانے دے۔ وہاں سے میں نکلا اور کعب بن جابر کو بلا بھیجا۔ اس نے سلیمان کے خاندان والوں کو ایک جگہ مسجد دابق میں جمع کیا، میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ بیعت کر لو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم ایک مرتبہ بیعت کر چکے ہیں۔ دوبارہ کیا ضرورت ہے، میں نے کہا کہ امیر المومنین کا یہ حکم ہے کہ دوبارہ بیعت لے لو لوگوں نے پھر بیعت کر لی۔ جب میں نے دیکھا کہ خلافت کا معاملہ بالکل طے پا چکا تو میں نے یہ اعلان کیا کہ امیر المومنین کا انتقال ہو چکا۔ سبھوں نے یک آواز ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اسکے بعد میں نے امیر المومنین کا فرمان پڑھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کا نام آیا تو ہشام نے کہا کہ واللہ ہم کبھی بیعت نہیں کریں گے۔ میں نے کہا کہ خبردار بیعت کر لو ورنہ گردن اڑا دوں گا۔ آخر کار ہشام پیر گھسیٹتے ہوئے آیا۔ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے دونوں مونڈھے پکڑ کر زبردستی منبر پر چڑھایا۔ وہ تو اس سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر تھے لیکن ہشام نشانہ کے خطا کرنے پر غمگین تھا۔ سب لوگوں نے حضرت عمر سے بیعت کر لی۔ اسکے بعد یہاں سے فراغت پا کر سلیمان کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ حضرت عمر نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر جنازہ دفن کر دیا گیا۔ جب اس سے فرصت ہوئی تو حضرت عمر کے سامنے شاہی اصطبل کے گھوڑے لائے گئے تو دیکھا کہ ہر جانور کے لئے ایک سائیس مقرر ہے۔ اونھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ شاہی اصطبل کے گھوڑے ہیں۔ اونھوں نے فرمایا کہ میرا گھوڑا میرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ سب گھوڑے واپس کر دیئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے لوگوں نے کہا کہ شاہی محل میں چلئے

تو بولے کہ اس میں ابو ایوب سلیمان کے خاندان کے لوگ رہیں۔ میرے لئے اپنا خیمہ کافی ہے جب تک یہ لوگ خالی نہ کریں میں یہیں رہوں گا چنانچہ وہ اُنکے قیام تک وہیں مقیم رہے۔ رجاء نے بیان کیا کہ مجھ کو ان دونوں واقعوں پر جو اُنھوں نے گھوڑوں اور محل سلیمان کے متعلق کہا غیر معمولی حیرت ہوئی۔ پھر حضرت عمر نے کاتب کو بلا بھیجا۔ اور ایک فرمان لکھوایا، اور اُس کی نقل تمام شہروں میں بھجوا دی۔ عبدالعزیز بن ولید کو سلیمان کے انتقال کی خبر ملی، تو اسنے اپنی خلافت کا نشان بلند کیا، کیونکہ اُس کو یہ نہ معلوم تھا کہ لوگوں نے حضرت عمر پر بیعت کر لی ہے۔ جب وہ عمر کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے تم نے اپنی بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اور دمشق پر قبضہ کرنے کی نیت کی تھی۔ عبدالعزیز نے کہا ہاں میرا یہ ضرور خیال تھا کہ ایسا کروں۔ اور یہ اسوجہ سے کہ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان مر گیا ہے اور اس نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا ہے، تو میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ سلطنت کو نہ لوٹ لیں حضرت عمر نے کہا کہ اگر تم بیعت لیتے اور خلیفہ ہو جاتے تو میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں کرتا بلکہ گھر میں بیٹھ رہتا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ میرے خیال میں آپ سے زیادہ کوئی مستحق ہی نہ تھا اسکے بعد عبدالعزیز نے حضرت عمر سے بیعت کر لی۔ اور یہ کہنے لگا کہ سلیمان کیلئے بہتری کی امید کی جاتی تھی کیونکہ اس نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے لڑکے کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت عمر کی خلافت کو ہر فرد بشر نے تسلیم کر لیا تو انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تمام مال و زیورات اور جواہر بیت المال میں داخل کر دو۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی چیزیں ہیں اور میں اسوقت تک تم سے نہیں مل سکتا جب تک اُن کو واپس نہ کر دو گی۔ چنانچہ فاطمہ نے تمام چیزیں بیت المال میں داخل کر دیں۔ جب حضرت عمر کا وصال ہو گیا اور یزید تخت پر بیٹھا تو اس نے تمام چیزیں خزانہ سے نکالکر فاطمہ کے پاس بھیجدیں۔ اور کہلا بھیجا کہ میں جانتا ہوں کہ عمر نے تجھ پر ظلم کیا ہے فاطمہ نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کی زندگی میں میں ہمیشہ اطاعت کرتی رہی اور اسکے مرنے کے بعد اس کے حکم کی نافرمانی کروں تمام چیزیں پھر واپس کر دیں۔ یزید نے ان زیورات کو اپنے گھر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ پر تبرا کرنیکی شدید ممانعت

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے پہلے تمام سلاطین بنو امیہ حضرت علیؓ کے نام پر تبرا کرتے تھے۔

لیکن حضرت عمر نے اسکو سختی سے روکا اور تمام عمال کو اس گناہ عظیم سے روکنے کی تاکید کی۔
حضرت عمر کو حضرت علیؓ سے محبت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوئی جیساکہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں علم کی تحصیل کر رہا تھا۔ اور اُس زمانہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے درس حاصل کر رہا تھا، اُن کو میرے متعلق یہ معلوم ہوا کہ میں حضرت علیؓ کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہوں، ایک دن میں اُن کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا جب وہ نماز میں مشغول تھے، میں انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ تم کو یہ کسطرح معلوم ہوا کہ خدا اصحاب بدر اور اصحاب بیعت رضوان سے خوش ہونے کے بعد اُن پر غضبناک ہوا، میں نے کہا کہ میں نے یہ کسی سے نہیں سنا، تو وہ فرمانے لگے کہ پھر مجھے کسطرح معلوم ہوا کہ تم حضرت علیؓ کو برا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ اب میں خدا سے اُس کی معذرت چاہتا ہوں اور پھر آپ سے عفو کا خواستگار ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ سے ایسا کبھی نہ ہوگا، بات یہ تھی کہ میرے والد جب خطبہ دیتے تھے تو حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ کچھ توہین کے الفاظ ذکر کرنا چاہتے تو اُن کی زبان لٹ پٹا جاتی میں نے پوچھا کہ آپ خطبہ میں بے تکلف کہتے چلے جاتے ہیں لیکن جب حضرت علیؓ کا ذکر آتا تو مجھے آپ کی تقریر میں نقص معلوم ہوتا اُنھوں نے کہا کہ کیا تم اسکو سمجھ گئے۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگے کہ بیٹا، جو لوگ ہمارے گرد بیٹھے ہیں اگر ان کو اتنا معلوم ہو جائے جتنا ہم حضرت علی کے متعلق جانتے ہیں۔ تو یہ لوگ ہمکو چھوڑ کر حضرت علیؓ کی اولاد کے پاس جمع ہو جائینگے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انکے دل میں دنیا کی کسی چیز سے الفت باقی نہ رہی تھی کہ جسکے لئے وہ اتنا عظیم الشان گناہ کرتے اسلئے اُنھوں نے اسکو یکسر چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو اسکے چھوڑنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ پر بدگوئی کرنے کی بجائے خطبہ میں اس آیت کی تلاوت کرتے تھے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ الخ۔ اللہ عدل، احسان اور اقرباء کی اعانت کرنے کا حکم دیتا۔
حضرت عمر کا یہ کام بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور سبھوں نے انکی بڑی تعریف کی کثیر عزہ نے یہ اشعار کہے

وَلیت فلم تشتم علیاً ولم تخف — بریاً ولم تتبع مقالۃ مجرم

اے عمر جب تم والی ہوئے تو تم نے حضرت علیؓ کو برا بھلا نہیں کہا۔ اور نہ تم نے کسی بے گناہ کو ڈرایا اور نہ کسی مجرم کے قول کی اتباع کی

تکلمت بالحق المبین وانما — تبین آیات الهدیٰ بالتکلم

تم ہمیشہ کھی ہوئی حق بات کہتے ہو اور درحقیقت — ہدایت کی نشانیاں حق گوئی ہی سے رونما ہوتی ہیں

وصاقت معروف الذی قلت بالذی — فعلت فاضحی راضیاً کل مسلم

تم نے جس اچھے کام کے متعلق حکم دیا اُس کو — پہلے کر کے دکھا دیا جس سے ہر مسلم کا دل تم سے خوش ہے

الا انما یکفی الفتی بعد زیغه — من الاود البادی ثقاف المقوم

بیشک انسان کی کھلی کجروی اور گمراہی کے بعد — یہ کافی ہے کہ اسکی ایک اصلاح کرنے والا درست کر سکتا ہے

جب عمر نے یہ اشعار سنے تو بولے کہ اب ہم فلاح پا چکے۔

۹۹ھ کے مختلف واقعات

حضرت عمر نے اس سال مسلمہ کو روم سے فوجیں لے آنے کا حکم دیا۔ اور اس سے قبل انھوں نے امدادی فوجیں روانہ کی تھیں اور لوگوں کو مدد دینے کے لئے مستعد کیا تھا۔ ترکوں نے اس سال آذربیجان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جس پر حضرت عمر نے حاتم بن نعمان الباہلی کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حاتم نے مسلمانوں کا خوب بدلہ لیا۔ ترکوں میں سے صرف قیدی زندہ رہ گئے تھے جن میں سے ۵۰ کی تعداد میں حضرت عمر کے سامنے پیش کئے گئے یزید بن مہلب کو اس سال عراق کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ چنانچہ بصرہ میں عدی بن ارطاۃ فزاری حاکم بنا کر بھیجا گیا اور کوفہ میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب العدوی القریشی حاکم بنائے گئے۔ انکے ساتھ ابوالزناد بھی کر دئے گئے جو عبدالحمید کے کاتب بھی تھے۔ عدی نے یزید بن مہلب کے تعاقب میں موسیٰ بن وجیہ حمیری کو روانہ کیا۔ حج میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حازم عامل مدینہ ساتھ تھے۔ مکہ میں عبدالعزیز بن خالد حاکم تھے، کوفہ کے حاکم عبدالحمید تھے اور وہاں کے قاضی عامر شعبی تھے، بصرہ میں عدی بن ارطاۃ تھے وہاں کے قاضی حسن بن ابی الحسن بصری تھے۔ لیکن بعد کو انھوں نے عدی کے پاس استعفاء بھیج دیا، اس نے اُسکو منظور کر لیا۔ اور ایاس بن معاویہ کو اُن کی جگہ پر قاضی بنا دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عدی کے پاس حسن کی شکایت پہنچی تو اُس نے ان کو برطرف کر کے ایاس کو مقرر کر دیا۔ حضرت عمر نے خراسان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو حاکم بنایا نافع بن جبیر بن مطعم بن عدی نے اس سال مدینہ میں وفات پائی۔ محمود بن ربیع نے جو آنحضرت کے سامنے پیدا ہوئے تھے اسی سال انتقال کیا۔ ابوظبیان بن حصین بن جندب الجنبی کا جو قابوس کے والد تھے اسی سال انتقال ہوا۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی اسی سال وفات پائی جنکو شام سے مراجعت کرتے وقت زہر پلایا گیا تھا۔ سلیمان نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کیا تھا جب ابو ہاشم کو زہر کا احساس ہوا تو وہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس

بری معلوم ہوئی، عاصم نے جواب دیا کہ ہم کو آپ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ آپ بلا شبہ ایک عادل اور منصف بادشاہ ہیں، لیکن ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ نے خلافت خود زبردستی حاصل کی ہے۔ یا عامۂ مسلمین کی رضامندی اور مشورہ سے یہ خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ حضرت عمرؒ نے یہ جواب دیا کہ میں نے امارت اور حکومت کی ہرگز خواہش نہیں کی اور نہ میں نے اسپر ناجائز قبضہ کیا۔ بلکہ مجھ سے قبل جو شخص اس خدمت کو انجام دیتا تھا اس نے میرا انتخاب کیا۔ اور جب میں نے اس کی ذمہ داری اپنے سر لی تو اسوقت کسی نے ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تمہارے سوا تمام لوگوں نے میری خلافت کو تسلیم کیا تمہارا یہ اصول ہے کہ جو شخص عدل و انصاف کے ساتھ کام کرتا ہے اس سے خوش رہتے ہو۔ اگر میں حق و صداقت کے خلاف کوئی کام کروں یا اس سے ذرہ برابر بھی اعراض کروں تو تمکو اختیار ہوگا کہ تم میری اطاعت سے باز آجاؤ۔ ان دونوں سفیروں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایک بات قابل بحث رہگئی ہے حضرت عمرؒ نے پوچھا کہ وہ کون سی بات ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم آپ کو آپ کے خاندان کے خلاف روش اختیار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور آپ نے اسکا نام مظالم رکھا ہے اگر واقعی آپ سیدھے راستہ پر ہیں اور وہ برسر گمراہی تھے تو آپ ان تمام لوگوں پر جنھوں نے لوگوں پر ظلم کیا ہے لعنت بھیجئے اور ان سے برات حاصل کیجئے حضرت عمرؒ نے کہا کہ اس گفتگو سے مجھ کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم دنیا کی طلب کیلئے ایسا کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارا مقصود حصول آخرت ہے لیکن تم نے راستہ کے اختیار کرنے میں غلطی کی، تم کو معلوم ہے کہ خدائے عزوجل نے آنحضرت صلعم کو لعان بنا کر نہیں بھیجا، حضرت ابراہیم نے خدا سے کہا، فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم، جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی تو اے خدا تو غفور اور رحیم ہے۔ اور خدا فرماتا ہے " اُولٰئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ " یہی وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی، پس انکی ہدایت پر تم بھی چلو۔ میں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ظالم کہا تو کیا یہ ان کی برائی کے لئے کافی نہیں ہے، خطاکاروں پر لعنت کرنا کبھی فرض نہیں ہے۔ اگر یہ تمہارے نزدیک کوئی ضروری کام ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ تم نے فرعون پر کس وقت لعنت بھیجی ہے۔ عاصم نے کہا کہ مجھ کو نہیں یاد کہ میں نے کبھی اسپر لعنت کی ہے۔ حضرت عمرؒ نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک یہ مناسب ہے کہ تم فرعون سے خبیث اور بدمعاش آدمی پر لعنت بھیجو اور میں اپنے اہل خاندان

آئے جو اسوقت مقام حمیمہ میں تھے۔ محمدؒ سے ملکر اپنا حال کہا اور کہا کہ خلافت تمھاری اولاد میں آنے والی ہے اور صورت بتلائی کہ ایسا کیوں کر ہوگا۔ اس کے بعد وہ انتقال ہو گیا۔ سلیمان ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن شریح جو مشہور گویا تھا مرا اور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ابو الخطاب نے بھی اسکے سامنے انتقال کیا۔

سنہ ۱۰۰ھ کی ابتداء

شوذب خارجی کی بغاوت

اس سال شوذب نے جسکا اصلی نام بسطام تھا، ۸۰ آدمیوں کے ساتھ مقام جوخیٰ میں علم بغاوت بلند کیا۔ شوذب بنی یشکر کے خاندان سے تھا جو مقام جوخیٰ میں آباد تھا۔ ان واقعات کی اطلاع جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ملی تو انھوں نے عبدالحمید حاکم کوفہ کو لکھا کہ جب تک وہ خود شورش نہ کریں اسوقت تک تم کسی قسم کی پیشقدمی نہ کرو۔ لیکن جب وہ ایسا کرنا شروع کریں تو تم ایک تجربہ کار شخص کی سیادت میں ایک فوجی دستہ روانہ کردو۔ چنانچہ اس حکم کے پہنچنے کے بعد عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اس طرف بھیجدیا۔ اور اس کو خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے کی تاکید کی۔ اسی اثناء میں حضرت عمر نے بسطام کو خط لکھا، جس میں یہ اس سے دریافت کیا کہ تمھارے خروج کی غرض و غایت کیا ہے۔ قاصد اور محمد بن جریر ساتھ ساتھ پہنچے، وہ اپنی فوج کو لیکر ایک جگہ پر خاموش کھڑا رہا، حضرت عمر کے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے لئے یہ کام کر رہے ہو۔ لیکن اگر حقیقتاً یہ کام اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو میں اسکا زیادہ حقدار ہوں کہ اسکو انجام دوں۔ اس لئے تم اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے میرے پاس آؤ۔ اگر حق ہمارے ہاتھ میں ہوگا تو تم کو ہمارے ساتھ ہو جانا چاہئے اور اگر تمھارے ہاتھ میں ہوگا تو میں تمھارے معاملہ پر غور کروں گا۔ بسطام نے اسکے جواب میں لکھا کہ آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا، اسی غرض سے میں دو آدمیوں کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ مسئلہ کو اچھی طرح آپ کے ذہن نشین کردیں۔ چنانچہ بسطام نے ایک حبشی غلام کو جسکا نام عاصم تھا اور ایک بنی یشکر کے آدمی کو حضرت عمر کے پاس روانہ کیا۔ یہ دونوں مقام خناصرہ میں آکر اُن سے ملے۔ حضرت عمر نے اُن سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے بغاوت پر آمادہ کیا؟ اور کون سی چیز تمھاری نظر میں

لعنت کروں، باوجودیکہ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ عاصم نے کہا کہ کیا وہ اپنے مظالم کی وجہ سے کافر نہیں ہوتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ جو آپ پر ایمان لایا اور جس نے آپ کی شریعت کو تسلیم کیا اُس کا اسلام آپ نے قبول فرمایا۔ اُس کے بعد اگر اُس نے کوئی جرم کیا تو آپ نے اس کی سزا دی۔ خارجیوں نے کہا کہ رسول اللہ نے تو لوگوں کو توحید الٰہی اور وحی قرآنی پر ایمان لانیکی دعوت دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اُنھوں نے یہ کب کہا کہ ہم سنت نبوی کی تعمیل کریں گے، بلکہ اُنھوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ افعال مذہب میں ناجایز ہیں ایسا کیا تو گویا اُنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُنکی بدبختی نے اُن پر غلبہ حاصل کرلیا تھا جس سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے۔ خارجیوں نے کہا کہ اچھا تب تم اپنے ان کاموں سے برأت حاصل کرو جس میں تم نے ان کے خلاف عمل کیا ہے اور ان کے احکام کو رد کرو۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ کیا اہل ردہ کے معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں حق پر نہ تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ بیشک دونوں حق پر تھے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کی ان کا خون بہایا اور اُن کی اولاد کو غلام بنالیا مال غنیمت حاصل کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں معلوم ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان قیدیوں کو فدیہ پر رہا کردیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں جانتے ہیں، پھر پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے برات حاصل کی تھی۔ خارجیوں نے کہا کہ نہیں عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم ان میں سے ایک سے بھی برأت حاصل کرسکتے ہو، خارجیوں نے انکار کردیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے یہ پوچھا کہ اچھا نہروان والوں کے متعلق بتاؤ وہ تو تمہارے اسلاف میں سے تھے۔ تم کو معلوم ہے کہ اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اُنھوں نے کسی قسم کی شورش نہیں کی، لیکن اسکے مقابلہ میں اہل بصرہ نے کیا کیا۔ عبداللہ بن خباب کو اور اس کی لونڈی کو جو حاملہ تھی قتل کر ڈالا، اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ دونوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے پھر پوچھا کہ جن لوگوں نے قتل نہیں کیا اور اس میں شریک نہیں تھے۔ کیا اُنھوں نے قاتلین سے براءت حاصل کرلی۔ خارجیوں نے کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم لوگ کسی ایک جماعت سے براءت حاصل کرسکتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں، عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ صرف تمہارے لیئے یہ مناسب ہے کہ تم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور اہل کوفہ اور بصرہ سے بری ہونے سے

باز آجاؤ۔ اور میں اپنے خاندان سے بغیر برات حاصل کئے پاک ہی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ہمارا اور انکا مذہب ایک ہی ہے۔ اے لوگو للہ خدا سے ڈرو تم جاہل ہو۔ کیونکہ تمکو لوگوں کے وہ اخلاق پسند ہیں جنکو آنحضرت نے ناپسند فرمایا اور ان باتوں سے نفرت کرتے ہو جنکو جناب رسالت پناہ نے پسندیدہ نظر سے دیکھا۔ وہ شخص تمھارے یہاں مامون ہوتا ہے جو آنحضرت کے پاس خوفزدہ ہے۔ اور تم سے وہ شخص خائف رہتا ہے جو آنحضرت کی پناہ میں تھا۔ تم ان لوگوں کو خوف و ہراس میں رکھتے ہو جنھوں نے صاف دل سے کلمۂ شہادت پڑھا، اور یہی لوگ جناب رسول اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ امن میں تھے انکی جان و مال بے خطر تھے، اور تم اُن کو قتل کرتے ہو۔ اور تمہارے پاس وہ لوگ پناہ گزیں ہوتے ہیں جو دوسرے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں تم اُن کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہو، اُسکے بعد یشکری نے کہا کہ کیا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قوم کے معاملات میں پورے عدل و انصاف سے کام لیا۔ لیکن اپنے بعد خلافت کی خدمت ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو کسی طرح اسکا حقدار نہیں ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اپنا فرض انجام دیا اور اپنے ذمہ سے بری ہو گیا، عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ نہیں، یشکری نے کہا کہ آپ خلافت اپنے بعد یزید کے سپرد کریں گے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ صحیح طریقہ پر اس کام کو انجام نہیں دیسکتا۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اُسکو دوسرے شخص نے ولی عہد بنایا ہے اور میرے بعد مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اس معاملہ کا تصفیہ کریں۔ یشکری نے کہا کہ جس شخص نے اسکا انتخاب کیا ہے وہ خود حق پر تھا یا نہیں۔ حضرت عمر رونے لگے اور کہا کہ تم مجھکو تین دن کی مہلت دو۔ دونوں وہاں سے رخصت ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے، عاصم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں، حضرت عمر نے یشکری سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو، اس نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک تھا۔ لیکن میں مسلمانوں کے لئے اس کے متعلق کوئی حکم نہ دوں گا۔ جو تم نے کہا ہے اس کو اُن کے سامنے پیش کردوں گا۔ اور اُن کی دلیل کو بھی معلوم کروں گا عاصم تو حضرت عمر ہی کے پاس رہگئے حضرت عمر نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا لیکن صرف پندرہ دن کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ یزید کے معاملہ نے مجھکو شکست میں ڈالدیا، میں نے اس کے لئے مخاصمت کی اس لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ ان واقعات کے ظاہر ہونے پر بنو امیہ کو یہ خطرہ ہوا کہ سلطنت اُن کے ہاتھوں سے چلی جائیگی اور یزید ولی عہدی سے معزول کر دیا جائے گا۔ اس لئے اُنھوں نے ایک شخص کو آمادہ کیا

کہ وہ حضرت عمر کو زہر دے دے۔ چنانچہ اس نے زہر دیدیا۔ اس واقعہ کے بعد تین دن تک بستر مرض پر رہے اور پھر قضا کر گئے۔ محمد بن جریر جو خوارج کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا وہ بغیر تعرض کے مقیم رہا۔ اور خوارج بھی خاموش رہے، دونوں قاصد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری اور جراح کا خراسان پر حاکم ہونا

اس سال حضرت عمر نے عدی بن ارطاۃ کو خط لکھا کہ تم یزید بن مہلب کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔ اور اس سے پیشتر انھوں نے خود یزید کو لکھا تھا کہ تم اپنا جانشین بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔ چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ اور خود وہاں سے رخصت ہو گیا۔ راستہ میں واسط میں اترا، اور پھر وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جانیکا ارادہ کر رہا تھا۔ اس اثناء میں عدی نے موسیٰ بن وجیہ حمیری کو یزید کے تعاقب میں بھیجا۔ موسیٰ اور یزید سے نہر معقل میں پل کے قریب ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے اسی حال میں گرفتار کر لیا۔ اور یزید کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجدیا۔ حضرت عمر نے اسکو دربار میں طلب کیا، ان کو یزید اور اس کے خاندان سے قلبی بغض تھا، وہ اُن لوگوں کو جابرہ کہتے تھے۔ اور طرہ یہ تھا کہ یزید بھی حضرت عمر سے کینہ رکھتا تھا۔ اور ان کو ریاکار سمجھتا تھا۔ لیکن جب وہ خلیفہ بنا دئے گئے تو یزید کو یقین ہو گیا کہ یہ ریا اور مکر سے کوسوں دور ہیں۔ یزید جب دربار میں حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر نے اس مال غنیمت کے متعلق دریافت کیا جسکے متعلق اس نے سلیمان کو لکھا تھا۔ یزید نے اس کا یہ جواب دیا کہ سلیمان کے دل میں جو میری وقعت اور عزت تھی اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نے اسی غرض سے لکھا تھا کہ وہ لوگوں کو مطلع کر دے۔ لیکن یہ یقین تھا کہ سلیمان مجھ سے اسکا مطالبہ نہیں کریگا۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تمھارے متعلق اسکے سوا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم کو قید خانہ بھیجدیا جائے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ جو تمپر باقی ہے اسکو ادا کر دو۔ کیونکہ یہ عام مسلمانوں کے حقوق ہیں ان کے معاف کرنے کا مجھ کو حق نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو خراسان کا حاکم بنا دیا، یہ خبر جب مخلد کو ملی کہ باپ قید ہو گیا۔ اور جراح خراسان کا حاکم مقرر ہو کر آرہا ہے تو وہ وہاں سے روانہ ہوا

راستہ میں بہت سارو پیہ تقسیم کرتا ہوا حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا کہ اے امیر المومنین خدا نے آپ کی حکومت کے ذریعہ سے اس امت کو ہلاکت میں ڈالدیا، اور اب ہماری پوری آزمایش کی گھڑی ہے، خدا نہ کرے کہ صرف ہم ہی لوگ آپ کے زمانہ میں سب سے زیادہ بدبخت ہوں آپ نے اس ضعیف آدمی کو کسی جرم میں قید کیا ہے، اُن پر جو واجب ہو بتائیے تاکہ میں اسکو ادا کر دوں اور صلح کر لیجیے۔ حضرت عمر نے کہا کہ جب تک تمام مال ادا نہ کر دو گے مصالحت کیونکر ہو سکتی ہے۔ مخلد نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ کے پاس کوئی اسکا ثبوت ہو تو تمام مال لے لیجیے ورنہ یزید کے قول کی تصدیق کیجیے۔ اور اسپر اس سے حلف لیجیے، اگر وہ حلف نہ اُٹھائے تو کسی مناسب رقم پر صلح کر لیجیے۔ حضرت عمر نے یہی کہا کہ مجھ کو جب تک تمام مال نہ دیدو گے صلح ہرگز نہیں کر سکتا۔ مجبوراً مخلد وہاں سے رخصت ہو گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اسکے جانے کے بعد بولے کہ یہ اپنے باپ سے اچھا ہے اسکے چند ہی دنوں کے بعد مخلد کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمر نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور یہ کہکر کہ آج عرب کا ایک جوان صالح دنیا سے رخصت ہو گیا یہ شعر پڑھا۔

بکوا حذیفة لم یبکوا مثله حتی تبید خلایق لم تخلق

حذیفہ پر خوب روئے اتنا روئیے اس سے قبل لوگ نہ روئے ہیں۔ حتی کہ ایسی مخلوق بھی ہلاک ہو جائیں جو اب تک عالم وجود میں نہیں آئی ہیں

جب یزید نے مال ادا کرنے سے بالکل انکار کر دیا تو حضرت عمر نے اُس کی تشہیر کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک اون کا جبہ پہنایا اور ایک اونٹ پر سوار کر کے کہا کہ اس کو دھلاک کے پاس لے جاؤ۔ یزید جب اوس حال میں لوگوں کے سامنے سے گزرا تو کہنے لگا کہ کیا میرے قبیلہ میں کوئی میرا معاون اور مددگار نہیں رہا میں دھلک فاسق کے پاس بھیجا جا رہا ہوں، سلامہ بن نعیم خولانی حضرت عمر کے پاس دوڑے آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین یزید کو قید خانہ میں واپس بلا لیجیے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو خطرہ ہے کہ اسکے قبیلہ کے لوگ اُسکو چھین لیں گے۔ کیونکہ وہ اس غرض سے متحد ہو رہے ہیں یزید قید خانہ میں واپس بلا لیا گیا۔ چند دنوں کے بعد یزید کو حضرت عمر کے علالت کی خبر ملی۔

"جراح بن عبد اللہ حکمی کا خراسان سے معزول ہونا اور عبد الرحمن بن نعیم قشیری اور عبد الرحمن بن عبد اللہ کا عامل بنایا جانا"

حضرت عمر نے اس سال جراح بن عبد اللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا، اور عبد الرحمن

بن نعیم قشیری کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

جراح رمضان کے مہینہ میں معزول کیا گیا۔ اُسکی صورت یہ ہوئی کہ یزید جب خراسان کی حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا تو عراق کے حاکم نے جرجان میں ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ جہم بن زہر جو اسوقت یزید کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا اُسنے اس جدید عامل کو اُسکے معاونین کیساتھ گرفتار کر لیا۔ اور خود جراح کے پاس چلا گیا۔ جرجان والوں نے اُسکی غیبت میں اپنے جدید حاکم کو رہا کر دیا۔ جہم جب جراح کے پاس گیا تو اسنے جہم سے کہا کہ تم اگر میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں تمھاری اس حرکت کو ناجایز قرار دیتا۔ جہم نے کہا کہ اگر تم بھی میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں قتل کر ڈالتا۔ جہم جراح کا ہمزلف بھی تھا کیونکہ دونوں نے حصین بن حارث کی لڑکیوں سے شادی کی تھی۔ اور حکم اور جعفی دونوں سعد قشیری کے بیٹے تھے اس لحاظ سے دونوں ابن عم ہوے۔ جراح نے جہم کو سمجھایا کہ دیکھو تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اس لیئے تم کو چاہئے کہ جہاد کر کے فتوحات حاصل کرو تاکہ خلیفہ تم سے خوش ہو جائے۔ چنانچہ اسنے جہم کو ختل کیطرف روانہ کر دیا وہاں پہونچکر اُسنے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور واپس آیا۔ جراح نے اسی زمانہ میں تین آدمیوں کو وفد کے طور پر حضرت عمر کے پاس بھیجا جس میں سے دو عرب تھے اور ایک سوالی میں سے تھا۔ اوسکی کنیت ابوالصیدا تھی۔ یہ وفد جب دربار میں حاضر ہوا تو دونوں عربوں نے گفتگو شروع کی لیکن یہ غریب بالکل خاموش رہا۔ حضرت عمر نے جب اوس کو خاموش دیکھا تو پوچھا کہ کیا تم وفد میں نہیں ہو، اس نے کہا کہ میں بھی وفد میں ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ پھر گفتگو کرنے سے تمکو کیا چیز مانع ہے، اس نے کہا کہ امیر المومنین ۲۰ ہزار آزاد کردہ غلام میں جو بغیر کسی عطیہ اور وظیفہ کے جہاد میں شریک رہتے ہیں وہ ذمی تھے لیکن اب اسلام لاچکے ہیں۔ مگر ان تمام باتوں کے ساتھ اُن سے بھی خراج وصول کیا جاتا ہے ہمارے حاکم میں سخت تعصب بھرا ہے وہ ہمارے منبر پر کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں پوشیدہ طریقہ پر تمہارے پاس آتا ہوں۔ اب میں بھی تعصب رکھوں گا۔ قسم ہے میری قوم کا ایک شخص بھی دوسروں کے سینکڑوں انسانوں سے زیادہ محبوب ہے۔ ہمارا امیر حجاج کی سفاک تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس نے ہم پر ظلم و تعدی سے کام لیا۔ حضرت عمر نے اُس کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ بیشک تمھارا ایسا شخص اس قابل ہے کہ وفد میں شریک کیا جائے اسکے بعد حضرت عمر نے جراح کو لکھا کہ جو شخص تمھارے سامنے نماز پڑھتا ہو اس کا جزیہ

معاف کردو۔ جسوقت سے جراح نے اس حکم کی تعمیل شروع کی اوسوقت سے لوگ جوق جوق
دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ کسی نے جراح کو بہکایا کہ لوگ جزیہ کے ڈر سے اسلام
قبول کررہے ہیں اس لیئے ختنہ کرکے ان کی آزمائش کیجیئے۔ جراح نے حضرت عمر کو لکھا
حضرت عمر نے جوابدیا کہ خدانے رسول اللہ کو داعی اسلام بناکر بھیجا تھا نہ لوگوں کو مختون
بنانے کے لیئے۔ تم ایک ثقہ آدمی کو میرے پاس بھیجدو تاکہ اس سے میں خراسان کی حالت
دریافت کرسکوں۔ کسی نے حضرت عمر کو یہ مشورہ دیا کہ ابومجلز کو بلا بھیجیئے۔ چنانچہ اونھوں
نے پھر جراح کو لکھ بھیجا کہ خراسان کی جنگ پر عبدالرحمن بن نعیم عامری کو متعین کردو اور خود
ابومجلز کو ساتھ لیکر چلے آؤ۔ جراح نے یہ خط پڑھا اور تقریر کی۔ کہ اے اہل خراسان میں اُنھیں
کپڑوں میں تمھارے پاس آیا تھا جو اسوقت میرے جسم میں ہیں اور یہ گھوڑا بھی اسی لباس
میں تھا جواب ہے۔ تمھارے خزانہ سے میں نے صرف تلوار کی میان بنایا ہے۔ سواری میں
درحقیقت اس کے پاس ایک گھوڑا اور ایک خچر کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسکے بعد وہ خراسان سے
روانہ ہوا اور حضرت عمر کے پاس پہونچا، اُنھوں نے پوچھا کہ تم کب وہاں سے چلے، اسنے
کہا کہ رمضان کے مہینہ میں چلا۔ حضرت عمر نے کہا کہ جس شخص نے تم کو ظالم کہا وہ سچا ہے۔
تم سے اتنا نہ ہوا کہ تم ماہ رمضان کو ختم کرکے وہاں سے چلتے۔ جراح نے حضرت عمر کو خط لکھا
تھا کہ میں نے خراسان میں ایک ایسی قوم کو دیکھا جسکو فتنہ و فساد نے خراب کر رکھا ہے۔
اسکا محبوب ترین کام یہ ہے کہ جو اللہ نے اُسپر فرض کیا ہے اوسکی ادائی سے باز رہیں اسوقت
سب سے ضروری کام یہ ہے کہ اون کو سیدھے راستہ پر لایا جائے اور اللہ کے حقوق کے
تعمیل کرنے کی تاکید کیجائے۔ لیکن وہ تلوار اور کوڑے کے سوا کسی دوسری چیز سے
سیدھے نہیں ہوسکتے۔ میں نے بغیر آپ کی اجازت کے پیشقدمی کرنا مناسب نہ سمجھا اسلیئے
اجازت کا طالب ہوں۔ حضرت عمر نے جواب میں لکھا کہ اے جراح تم فتنہ کو بہت زیادہ
پسند کرتے ہو۔ کسی مسلمان یا ذمی کو تم اسوقت تک ایک کوڑا بھی نہیں لگا سکتے جبتک
وہ کوئی جرم نہ کرے اے جراح قصاص سے ڈرو۔ تم کو ایک ایسی ذات کے سامنے حاضر
ہونا ہے جو تمام معانی و مطالب کو خوب سمجھتی ہے۔ نظروں کو خوب پہچانتی ہے۔ تمھارے
سینوں کے مخفی ارادوں سے خوب واقف ہے اور ہم ایک ایسی کتاب پڑھیں گے جسمیں
چھوٹے بڑے سب گناہ شمار کرلئے جاتے ہیں جب جراح اور ابومجلز حضرت عمر کے پاس

آئے۔ تو اُنھوں نے ابو مجلز سے پوچھا کہ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کی حالت بتاؤ۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ اپنے ہم مثلوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا سردار ہے جو اپنی رائے کے سوا کسی دوسری رائے پر عمل نہیں کرتا۔ جنگ کے موقع پر اگر لوگ اسکی مدد پہونچائیں تو اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے اس کے بعد حضرت عمر نے عبد الرحمٰن بن نعیم کی حالت دریافت کی۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ آرام طلب ہے کام میں سست ہے لیکن میں اُسکو اس کام کے لئے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمر نے عبد الرحمٰن بن نعیم کو مذہبی کاموں کے انجام دینے کے لئے اور جنگ کا انتظام کرنے کے لئے متعین کیا اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کو خراج کے وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اور اہل خراسان کو اسکی اطلاع دی کہ ہم نے دونوں عبد الرحمٰن کو جنگ اور خراج پر حاکم بنایا۔ اور ان دونوں کو لکھا کہ لوگوں کے ساتھ تم اخلاق سے پیش آؤ۔ معاملات میں عدل وانصاف سے کام لو۔ عبد الرحمٰن بن نعیم اسوقت تک برسر حکومت رہا جب تک حضرت عمر زندہ رہے اور یزید بن مہلب کے قتل تک باقی رہا۔ لیکن پھر مسلمہ بن عبد الملک نے حارث بن حکم کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا۔ اسکی حکومت ڈیڑھ سال رہی۔

دولت عباسیہ کی پہلی دعوت کا آغاز

اس سال محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے مختلف ممالک میں اپنے دعاۃ روانہ کئے۔ اسکی صورت یہ واقع ہوئی کہ محمد شراہ میں اکثر اترا تھا جو شام کے شہر بلقار کے حدود میں تھا ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ شام میں سلیمان کے پاس ملنے گئے راہ میں محمد بن علی بھی اُنسے ملے۔ اور اسوقت ایک اچھی صحبت ہو گئی۔ ابو ہاشم نے سلیمان سے ملاقات کی سلیمان نے اُنکی بڑی عزت کی اُنکے ہر قسم کے ضروریات کو پورا کیا۔ لیکن اُنکی علمی قابلیت، ادبی لیاقت، اون کے کلام کی فصاحت و بلاغت کو دیکھکر ڈرا کہ کہیں حکومت کے اندر بغاوت نہ پیدا کریں۔ چنانچہ اس نے ایک شخص کو زہر دینے کے لئے مستعد کیا۔ جو اُن کے راستہ سے واقف بھی تھا جب وہ واپس ہوئے۔ تو اسنے دودھ میں زہر ملا کر پلا دیا۔ جب ابو ہاشم نے سمیت کا احساس کیا تو اسنے فوراً حمیمہ کا رخ کیا کیونکہ محمد بن علی وہیں تھا جب وہاں پہونچا تو اس سے کہا کہ خلافت کی باگ تمہارے بیٹے کے ہاتھ میں آئیگی۔ اور اس کو بتایا کہ وہ کس طرح کام کو انجام دے ابو ہاشم

نے اپنے فرقہ کے لوگوں کو جو اہل خراسان اور عراق سے آیا کرتے تھے یہ معلوم کرادیا تھا کہ خلافت محمدؐ بن علی کی اولاد میں منتقل ہوگی اس لئے اون کو اس بات کی تاکید کی کہ تم میرے بعد اسی کے پاس جایا کرو۔ چنانچہ جب ابو ہاشم کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے محمدؐ کا رخ کیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرکے واپس آئے۔ اور دوسرے لوگوں کو اسکی ترغیب دی جن میں بہت سے لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اطراف و جوانب میں جو لوگ داعی کی طور پر روانہ کئے گئے تھے اُنکی تعداد کافی تھی۔ چنانچہ میسرہ کو عراق کی طرف بھیجا گیا۔ اور محمدؐ بن خنیس اور ابو عکرمہ سراج جسکا دوسرا نام ابو محمدؐ صادق تھا اور حیان عطار کو جو ابراہیم بن سلمہ کا ماموں تھا ان تمام لوگوں کو خراسان کی طرف بھیجا گیا اور اسوقت خراسان میں جراح برسرِ حکومت تھا۔ دعاۃ کو محمدؐ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسکی خلافت کی دعوت دیں اور اسکی اولاد کی خلافت کی دعوت دیں۔ دعاۃ نے جن جن لوگوں سے ملاقاتیں کیں انکو اس طرف بلایا اور جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا اُنھوں نے محمدؐ بن علی کے نام خطوط لکھ دیے تھے۔ تمام دعاۃ نے یہ خطوط میسرہ کو دیے اور میسرہ نے محمدؐ بن علی کے پاس بھیجدیے

ابو عکرمہ سراج نے محمدؐ بن علی کے لئے ۱۲ نقباء تیار کئے جن میں، سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاھز بن قریظ التمیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی، موسیٰ بن کعب التیمی، خالد بن ابراہیم ابو داؤد جو بنی شعبان بن ذہل سے تھے، قاسم بن مجاشع تمیمی، عمران بن اسمٰعیل ابو النجم مولیٰ آل ابی معیط، مالک بن ہیثم خزاعی طلحہ بن زریق الخزاعی، عمرو بن امین ابو حمزہ مولیٰ خزاعہ، شنبل بن طہمان ابو علی الھروی مولیٰ بنی حنفیہ، عیسیٰ بن امین مولیٰ خزاعہ۔ اُنکے علاوہ اور دوسرے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا۔ جن کو محمدؐ بن علی نے ایک خط لکھا اور اوس کی تاکید کی کہ وہ اپنے کو اسلامی اخلاق و عادات کا نمونہ بنائیں۔

سنہ ۱۰۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبد العزیز نے باشندگان طرندہ کو ملطیہ میں آباد ہونے کا حکم دیا یہ شہر ممالک روم میں داخل ہے، اور ملطیہ سے تین منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ عبداللہ بن عبد الملک نے ۸۳ھ میں جب اوسکو فتح کیا تو وہاں مسلمانوں کو آباد کرایا۔ اور چونکہ اسوقت ملطیہ کی حالت ابتر ہو رہی تھی، اس لئے تمام لوگ طرندہ میں آکر اقامت گزیں

ہو گئے۔ طرندہ میں اکثر جزیرہ کی فوجیں آکر ٹھہرتی تھیں اور برفانی موسم کے وقت تک اپنی اپنی جگہوں پر چلی جاتی تھیں۔ جب حضرت عمرؓ تخت نشین ہوئے تو اُنھوں نے فوراً مسلمانوں کو ملطیہ میں واپس آنے کا حکم دیا۔ اور دشمنوں کے خیال سے طرندہ کو بالکل خالی کر دیا حتیٰ کہ وہ ویران ہو گیا۔ اور جعونہ بن حرث ملطیہ کا عامل بنایا۔ جعونہ، عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھا۔ اسی سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شاہانِ ہند کے نام خطوط روانہ کئے جس میں اونکو دعوت اسلام دی، اور یہ لکھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تمھارے ملک تمھارے ہی قبضہ میں رہیں گے، اور تم کو وہی حقوق دیے جائیں گے جو عام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ حضرت عمر کی دیانت، راستبازی، عدل وانصاف، خوش خلقی کا ڈنکا تمام عالم میں تو بج ہی رہا تھا خطوط نے تیر بہدف کا کام دیا۔ جیشبہ بن راہر نے اس دعوت پر لبیک کہا اور فوراً مشرف باسلام ہوا۔ سندھ کے دوسرے بادشاہوں نے بھی اس دعوت کو خوشی سے قبول کیا، جنکا نام عربی ناموں کی طرح رکھا گیا۔ حضرت عمر نے ممالک سندھ پر عمرو بن مسلم کو جو قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا حاکم بنایا۔ اُس نے بعض شہروں کو فتح کیا اور باقی کو نو مسلم بادشاہوں کے قبضہ میں رہنے دیا۔ یہ لوگ حضرت عمر اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ تک تو اسلام پر باقی رہے۔ لیکن ہشام بن عبدالملک کی بدعنوانیوں سے تنگ آکر مرتد ہو گئے۔ اُن کے مرتد ہونے کے اور بھی اسباب تھے جنکا آیندہ ہم ذکر کریں گے۔ اس سال حضرت عمر نے ولید بن ہشام معیطی اور عمرو بن قیس کندی کو غزوہ صائفہ میں شریک ہونیکا حکم دیا۔ اور عمرو بن ہبیرہ فزاری کو جزیرہ کا حاکم بنایا۔ اور ابوبکر بن محمد بن عمرو نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف خراسان میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی تھی۔ چنانچہ جنگی ضروریات کے لئے عبدالرحمن بن نعیم مقرر کئے گئے، اور ملکی انتظامات اور خراج کی وصولی کے لئے عبدالرحمن بن عبداللہ کا تعین کیا گیا۔ لیکن یہ کارروائیاں اس سال کے آخر میں ہوئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسمٰعیل بن عبداللہ مولی بنی مخزوم کو افریقہ کا اور سمح بن مالک خولانی کو اندلس کا حاکم بنایا۔ اُنھوں نے سمح کی دیانتداری اور ایمانداری کا تجربہ اوسی وقت کر لیا تھا جب سمح ولید بن عبدالملک کی حکومت میں مہمات انجام دیرہا تھا۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ نے اسی سال مکہ میں وفات پائی، اور یہ ان نفوس قدسیہ کے آخری چراغ تھے جنکو ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ شہر بن حوشب نے بھی اسی سال انتقال کیا، بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۲ھ میں انتقال ہوا کہ قاسم بن مخیمرہ ہمدانی

نے بھی اسی سال قضا کی۔ مسلم بن یسار الفقیہ نے اسی سال وفات پائی۔ ابو امامہ اسعد بن سہیل بن حنیف نے بھی اس سال قضا کی۔ اُن کی پیدایش سرور کائنات کی حیات ہی میں ہوئی تھی چنانچہ جناب نے انکی کنیت اور نام اُن کے نانا ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے نام اور کنیت پر رکھا حضرت ابو امامہ غزوۂ بدر سے قبل انتقال کر گئے تھے۔ بسر بن سعد مولیٰ الحضرمین نے بھی اسی سال وفات پائی۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ التیمی، محمد بن جبیر بن مطعم اور ربعی بن حراش الکوفی ان تینوں نے اسی سال انتقال کیا۔ صرف ربعی کے متعلق بعض کا خیال ہے ۱۰۲ھ میں اسکا انتقال ہوا حنش بن عبداللہ صغانی کی وفات اسی سال ہوئی یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب میں تھے، انکی شہادت کے بعد یہ مصر میں آکر مقیم ہو گئے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے جامع مسجد سرقسطہ کا نقشہ کھینچا جو ممالک اندلس میں واقع ہے۔

۱۰۱ھ کی ابتداء

یزید بن مہلب کا فرار ہونا

ہم یزید کی گرفتاری کا حال لکھ چکے ہیں۔ ابتک وہ قید خانہ میں پڑا رہا۔ لیکن جب حضرت عمر کی علالت نے نازک حالت اختیار کر لی تو یزید نے بھاگنے کا قصد کیا۔ وہ یزید بن عبدالملک کی حکومت سے بہت زیادہ خائف تھا، کیونکہ اوس نے بنو عقیل کو جو یزید بن عبدالملک سے نسبتی رشتہ رکھتے تھے۔ اس سے قبل بہت ستایا تھا۔ اور بنو عقیل یزید بن عبدالملک کے نسبتی رشتہ میں اس طریقہ پر ہوتے تھے۔ کہ اُمّ حجاج نے جو محمد بن یوسف کی بیٹی تھی حجاج کے باپ یوسف کے مرنے کے بعد یزید بن عبدالملک سے نکاح کر لیا تھا اور یہ رشتہ میں حجاج کی بھتیجی بھی ہوتی تھی۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اس نے بنو عقیل کو گرفتار کر کے یزید بن مہلب کے پاس بھیجدیا۔ تاکہ وہ اُن کے اموال کو چھین لے اور انکی پوری سزا دے۔ یزید بن مہلب نے مقام بلقاء میں جو نواحی دمشق میں واقع ہے چند آدمیوں کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ حجاج کے خزانوں کو اور اُن کے اہل و عیال کو جو وہاں مقیم تھے پکڑ کر لے آئیں۔ چنانچہ وہ سب گرفتار کر کے یزید کے پاس لائے گئے۔ اِن قیدیوں میں اُمّ حجاج بھی تھی جو اسوقت یزید بن عبدالملک کے نکاح میں آچکی تھی بعض روایت میں ہے کہ وہ اُم حجاج کی بہن تھی جسکو سزا دی گئی یزید بن عبدالملک کو جب یہ خبر ملی تو وہ

دوڑا ہوا ابن مہلب کے پاس آیا اور اسکی سفارش کی کہ ام حجاج کو چھوڑ دو۔ یزید بن مہلب نے اُسپر توجہ ہی نہیں کی۔ تب یزید بن عبد الملک نے کہا کہ بھائی اُسپر جو کچھ تاوان مقرر کرو میں اس کے دینے کا ذمہ دار ہوں۔ ابن مہلب نے اسکو بھی منظور نہیں کیا۔ چارہ ناچار یزید بن عبد الملک نے کہا کہ اے یزید اگر میں برسر حکومت ہوا تو یاد رکھو کہ میں تمہاری بوٹی بوٹی کاٹ ڈالوں گا۔ یزید بن مہلب نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میں ایک لاکھ تلواروں سے تجھ کو ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ اس نوک جھوک کے بعد یزید بن مہلب راضی ہو گیا، اور یزید بن عبد الملک نے جرمانہ ادا کر کے ام حجاج کو چھڑا لیا۔ غالباً ایک لاکھ دینار اُسنے دیا بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ دیا جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی علالت نے زور پکڑا تو ابن مہلب، یزید بن عبد الملک سے ڈرا کہ اگر یہ کہیں برسر حکومت ہو گیا تو میرا تو نام و نشان تک باقی نہ رکھے گا۔ اسی خیال سے اس نے اپنے بھائیوں کو اطلاع دی، انھوں نے سواریاں تیار کر لیں اور ایک ایسا مقام متعین کیا جہاں وہ آ جائے اور پھر وہاں سے روانہ ہو جائے۔ اب یزید بن مہلب نے حاکم حلب اور قید خانہ کے چوکیداروں کو رشوت دیکر راضی کر لیا۔ اور ان سے کہا کہ امیر المومنین کی زندگی کی کوئی توقع نہیں ہے۔ اور اگر یزید بن عبد الملک کو خلافت ملی تو وہ میرا خون بہا دیگا چوکیداروں نے اُسکو بھاگ جانے کا موقع دیدیا۔ اور وہ اسی مقام پر پہونچ گیا جہاں اس کے بھائی منتظر تھے۔ وہاں سے بصرہ کی طرف چلا گیا۔ اور حضرت عمر کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "اگر مجھ کو یہ یقین ہوتا کہ آپ ابھی زندہ رہیں گے تو میں قید خانہ سے کبھی باہر نہ نکلتا۔ لیکن مجھکو ڈر ہے کہ آپ کے بعد یزید مجھکو بری طرح قتل کر ڈالیگا۔ یہ خط اس وقت پہونچا جب حضرت عمر کی حالت بہت ہی نازک تھی، آپ نے اسوقت یہ الفاظ فرمائے کہ اے خدا اگر یزید مسلمانوں کے ساتھ کوئی برا برتاؤ کرنا چاہتا ہو تو یہ برائی بھی اسی کے سر ڈال، چونکہ اس نے مجھ کو بہت دق کیا اس لئے تو بھی اسکا بدلہ لے۔ راستہ میں یزید سے اور ھذیل بن زفر بن حارث سے مڈبھیڑ ہوئی، اگرچہ یزید اس سے بہت خائف تھا۔ لیکن ھذیل نے اب تک اُسکو نہیں پہچانا۔ جب یزید اسکے گھر میں داخل ہو گیا اور دودھ مانگا اور پی لیا تو ھذیل نے اسکو پہچان لیا اور اپنی ندامت کا اظہار کیا، بلکہ اُس کو اپنی سواری اور دوسری چیزیں تحفۃً دیں۔ لیکن یزید نے اس کے لینے سے انکار کیا بعض روایتوں میں ہے کہ ابن مہلب یزید بن عبد الملک سے کسی دوسری وجہ کی بنا پر خائف تھا جسکا ذکر انشاء اللہ بعد میں ہوگا

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی وفات

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس سال رجب کے مہینہ میں وفات پائی۔ اور تقریباً ۲۰ دن تک بستر مرض پر پڑے رہے۔ جب وہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے اُن کو علاج کرنے کا مشورہ دیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر میں یہ جانوں کہ اس مرض کی دوا صرف یہ ہے کہ اپنے کان کو چھولوں تو میں ہرگز ایسا نہ کروں۔ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو خدا کی طرف چلا جانے والا ہو۔ حضرت عمر نے دیر سمعان میں انتقال کیا۔ اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ مقام خناصرہ میں وفات پائی اور دیر سمعان میں دفن کئے گئے۔ آپکی مدت خلافت کل دو سال پانچ مہینہ رہی۔ اور آپ کا سن شریف ۳۹ برس اور چند مہینہ کا تھا۔ بعض کے نزدیک آپ کی عمر ۴۰ سے زیادہ تھی۔ آپ کی کنیت ابو حفص تھی۔ لوگ آپ کو اشج بنو امیہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کیونکہ بچپن میں آپ کے والد کی گھوڑوں میں سے کسی جانور نے ایک مرتبہ آپ کی پیشانی کو زخمی کر دیا تھا، جس سے خون کا فوارہ بہنے لگا۔ یہ جب اس حال میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آئے تو اُنھوں نے دیکھتے ہی سینہ سے لگا لیا اور اپنے شوہر پر ملامت کرنے لگیں کہ بچہ کے ساتھ کسی شخص کو کیوں نہیں کر دیا۔ عبد العزیز جو آپکے والد تھے جب گھر میں تشریف لائے تو اُنھوں نے کہا کہ اے اُمِ عاصم تو چپ رہ۔ تیرے لئے یہ خوشخبری ہے کہ تیرا بیٹا اشج بنی امیہ ہوگا۔ (اشج کے معنی زخمی اور مجروح کے ہیں) میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت عمر یہ کہتے تھے کہ جب میں نے ولید بن عبد الملک کو قبر میں رکھا اور اُسکی صورت پر نظر ڈالی تو وہ سیاہ ہو گیا تھا۔ جب میں مر جاؤں اور دفن کیا جاؤں تو اسوقت تم میرے چہرے کو کھولکر دیکھ لینا۔ چنانچہ جب وہ مر گئے تو میں نے اُن کا چہرہ کھولکر دیکھا تو وہ پہلے سے زیادہ روشن اور منور تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاش میں یہ جانتا کہ عمر کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی والدہ اُم عاصم، عاصم بن عمر بن الخطاب کی بیٹی تھیں، اور اُنکے والد کا نسب نامہ یہ تھا۔ عبد العزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ اُن کی وفات پر بہت سے نامور شعراء نے مرثیہ کہا ہے۔ منجملہ اُن کے کثیر عزہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اقول لمن آتانی ثم مہلکہ لا تبعدن قوام الحق والدین

میں اس شخص کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے پاس ہلاکت کی خبر لیکر آیا۔ صداقت اور مذہب و ملت کے استحکام کو دور نہ کرا

قد غادروا فی ضریح اللحد منجدلا بدیر سمعان قسطاس الموازین

لوگوں نے عدل و انصاف کی ترازو کو مقام دیر سمعان کی ایک تاریک قبر میں تنہا دفن کردیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کے بعض حالات

جب وہ تخت نشین ہوئے تو اُنھوں نے یزید بن مہلب کو جو اسوقت خراسان کا حاکم تھا ایک خط لکھا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ امابعد، سلیمان اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا اللہ نے اُسکو نعمت دی تھی پھر اسکو دنیا سے اٹھالیا۔ سلیمان نے مرتے وقت مجھکو اپنا جانشین بنایا اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو بنایا۔ اگر وہ زندہ رہے جس شخص نے یہ کام میرے سپرد کیا وہ درحقیقت ذات خداوندی ہے، لیکن ساتھ ہی اس کام کا انجام دینا کچھ سہل بھی نہیں ہے۔ اگر میری خواہش بیویوں کو رکھنے کی اور کثرت سے مال جمع کرنے کی ہوتی۔ تو میں اس ذات سے کرتا جسنے مجھ کو یہ کام دیا ہے۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے مجھکو عطا فرمایا ہے وہ اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جس نے خلافت کی وجہ سے کچھ حاصل کیا ہے۔ بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ اس کام کی وجہ سے جو میرے سر پر ڈالا گیا ہے میرا محاسبہ سخت نہ ہوجائے اور مجھ سے شدت کے ساتھ جواب نہ طلب کیا جائے لیکن جن خطاؤں کو وہ غفار معاف کردے البتہ ان سے تو بچ جاؤں گا۔ جو لوگ یہاں ہیں ان سبھوں نے بیعت کرلی ہے۔ اور جو لوگ تمھارے پاس ہیں اُن سے تم بیعت لیلو یزید بن مہلب نے جب یہ خط اپنے مصاحبین کو سنایا تو اُنھوں نے کہا کہ تم عمر بن عبدالعزیز کے عمال میں سے نہیں ہو۔ کیونکہ اُن کی باتیں گزشتہ خلفاء کی طرح نہیں ہیں۔ اسکے بعد یزید نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور سبھوں سے بیعت لے لی مقاتل بن حیان سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن بن نعیم حاکم خراسان کو بھی ایک خط لکھا تھا جسکا مضمون یہ تھا۔ امابعد تم اس شخص کی طرح عمل کرو جس کو اس بات پر ایمان کامل ہو کہ خدا مفسدین کے کاموں کو فروغ نہیں دیتا۔ طفیل بن مرداس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم مسافر خانہ بنواؤ۔ جو مسلمان ادھر سے گزرے اسکو ایک دن اور ایک رات وہاں ٹھراؤ اُن کی سواریوں کا بھی انتظام رکھو۔ اور جو لوگ معذور ہوں اون کو دو دن اور دو رات ٹھراؤ

اگر وہ تنہا ہوں تو اُن کو اُنکے وطن تک پہونچا دو جب یہ خط پہونچا اور سمرقند والوں نے اس قسم کے خط کے آنیکی خبر سنی تو وہ چلا اُٹھے کہ واللہ قتیبہ نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے ساتھ دغا کی ہمارے شہروں پر اس نے جبراً قبضہ کرلیا۔ حالانکہ خدا نے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے وہ سلیمان کے پاس آئے کہ تم اسبات کی اجازت دو کہ ہم اپنا وفد امیرالمومنین کی خدمت میں بھیج سکیں سلیمان نے اُن کو اجازت دیدی، چنانچہ وہ حضرت عمر کے دربار میں فریاد لیکر حاضر ہوئے، اُنھوں نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند قتیبہ کے جور و ظلم کی شکایت کرتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو اپنے وطن سے نکالدیا ہے۔ پس جسوقت میرا یہ خط تمھارے پاس پہونچے تم قاضی کو مقرر کرو کہ وہ ان کے معاملات پر غور و خوض کرے اگر وہ اُن کے موافق فیصلہ کرے تو عربوں کو اپنی جگہ پر چلا جانا چاہیئے جیساکہ وہ سمرقند فتح ہونے سے قبل رہا کرتے تھے۔ سلیمان نے فوراً قاضیوں کو جمع کیا اور اُن کو یہ مسئلہ طے کرنے کو دیا انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ عربوں کو سمرقند سے باہر اپنی جگہ پر چلا جانا چاہیئے، اور دونوں کو مساوی حیثیت سے پھر جنگ کرنا چاہیئے تاکہ جدید صلحنامہ مرتب ہو جائے یا جدید فتح ہو جائے۔ اہل سمرقند اس فیصلہ پر رضامند نہیں ہوئے۔ بلکہ کہنے لگے کہ ہم دوبارہ جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں اور اسی حالت میں خوش ہیں۔ داؤد بن سلیمان جعفی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عبدالحمید کو اس مضمون کا خط لکھا۔ اہل کوفہ کو گزشتہ زمانہ میں شدید مصائب اور تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اُن کے بدترین حکام نے اُن پر ستم ڈھانے کے غیر مناسب طریقے ایجاد کئے جو اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے سراسر خلاف تھے۔ مذہب و ملت کا قیام صرف عدل و انصاف پر موقوف ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ تمھارے دل میں کسی چیز کا خیال نہ رہنا چاہیئے۔ دیکھو باشندگان کوفہ پر کسی قسم کی سختی روا نہ رکھنی چاہیئے کسی آباد مقام کو ہرگز برباد نہ کرنا چاہیئے۔ ان میں جتنی استطاعت ہو اسی لحاظ سے خراج یا عشر وصول کرو۔ اور ایسی مصالحت رکھو تاکہ وہ اطمینان سے زندگی بسر کرسکیں۔ خراج کے علاوہ کوئی دوسرا ٹیکس اُن پر نہ لگاؤ۔ اور یہ بھی نہایت نرمی اور مہربانی سے وصول کرو۔ جو لوگ جفت کھلانے کے لئے نرپا لیتے ہیں اون سے کسی قسم کی اُجرت نہ لو۔ نوروز اور مہرجان کے ہدیوں کو قبول نہ کرو (یہ دونوں پارسیوں کی عید کے دن ہیں) مصاحف کی قیمتوں سے پرہیز کرو مکانات اور رہائی کا کرایہ نہ لیا کرو اور نہ نکاح کے درہم کو قبول کرو۔ جو لوگ

دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اُن سے خراج نہ لیا کرو۔ میری ان ہدایات کی پوری پیروی کرو کیونکہ جس چیز کو خدا نے میرے سپرد کیا تھا اُسکو میں اب تمھارے سپرد کرتا ہوں، کسی مسئلہ کے تصفیہ میں عجلت سے کام نہ لیا کرو بلکہ مجھ سے مشورہ کر کے طے کیا کرو۔ دیکھو جو شخص حج کرنا چاہتا ہو، اس کو جلدی سے سو درہم دیدو۔ تاکہ وہ اچھی طرح حج کر سکے، والسلام۔

عثمان بن عبدالحمید کی روایت ہے کہ میرے باپ یہ کہتے تھے کہ فاطمہ بنت عبدالملک عمر بن عبدالعزیز کی بیوی مجھ سے کہتی تھی کہ اللہ اس پر اپنا رحم کرے جب عمر بیمار ہوئے، اور ایک شب میں اُن کی تکلیف زیادہ ہو گئی تھی، تو گھر کی عورتیں سو نہ سکیں اور ہم سب کے سب جاگتے رہے، جب صبح ہوئی تو میں نے اُن کے غلام مرثد سے کہا کہ تم مریض کے پاس رہو اگر کوئی ضرورت پڑے تو میں قریب ہوں، اس کے بعد ہم لوگ سو رہے۔ جب دن زیادہ اٹھ آیا تو لوگوں کی نیند ٹوٹی۔ میں اس طرف گئی تو دیکھا کہ مرثد گھر سے باہر سویا ہے۔ پوچھا کہ گھر سے باہر کیوں چلا آیا ہے اس نے کہا کہ آقا نے مجھ کو باہر جانے کا حکم دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ میں ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو نہ جن ہے اور نہ انسان ہے۔ میں باہر چلا آیا چلتے وقت میں نے یہ پڑھتے ہوئے سنا، تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا، والعاقبة للمتقين، دارِ آخرت میں نے اُن لوگوں کے لئے رکھا ہے جو دنیا میں کوئی مرتبہ نہیں چاہتے اور نہ فساد مچاتے، اور آخرت پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔ اُن کی بیوی کا بیان ہے) کہ میں جب اندر گئی تو انھوں نے اپنا چہرہ قبلہ کے رخ کر لیا اور روح پرواز کر گئی مسلمہ بن عبدالملک یہ کہتا تھا کہ جب میں حضرت عمرؓ کی عیادت کیلئے گیا تو اُنکے جسم پر ایک میلی قمیص دیکھی، میں نے اُن کی بیوی فاطمہ سے جو میری بہن بھی تھی یہ کہا امیرالمؤمنین کے کپڑوں کو دھوڈالو اسنے کہا کہ اچھا ہم دھوڈالیں گے۔ اسکے بعد جب میں دوبارہ گیا تو قمیص ویسی ہی تھی میں نے اس سے کہا کہ کیا میں نے تمکو قمیص دھونے کو نہیں کہا تھا اُسنے کہا کہ خدا کی قسم اسکے سوا کوئی کپڑا ہی نہیں۔ بعض روایت میں ہے کہ ان کا روزانہ صرفہ کل دو درہم تھا۔

جب عبدالعزیز نے عمر کو مدینہ میں تحصیل علم اور تربیت کے لئے بھیجا۔ تو صالح بن کیسان کو لکھا کہ آپ اُن پر پوری نگرانی رکھئے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ عمر نماز میں تاخیر کر کے آئے صالح نے پوچھا کہ دیر کیوں کی، عمر بولے کہ کنگھی سے میرے بالوں کو سنوارا جا رہا تھا

اس وجہ سے دیر ہوئی۔ صالح نے عبدالعزیز کو اسکی شکایت لکھ بھیجی۔ اُنھوں نے فوراً ایک قاصد کو بھیجکر یہ حکم دیا کہ سر کے تمام بال مونڈ وا دئے جائیں۔ محمد بن علی باقر کہتے ہیں کہ ہر قوم کے لئے ایک شریف ہوتا ہے۔ بنو امیہ کے شریف حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ قیامت کے دن یہ بھی ایک امت کی طرح اٹھائے جائیں گے۔ مجاہد کا بیان ہے کہ ہم عمر کے پاس اس غرض سے جاتے تھے تاکہ وہ ہم سے کچھ حاصل کریں۔ لیکن وہ خود ایسی باتیں بتاتے تھے کہ جو ہم کو معلوم نہ ہوتی تھیں۔ میمون نے کہا کہ علماء عمر کے نزدیک شاگردوں کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ عمر سے کسی نے پوچھا کہ تمھاری درستگی اور اصلاح کی وجہ کیا ہے، اُنھوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے بیساختہ یہ کہا کہ کبھی قیامت کی صبح کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اور میں نے اسوقت سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا۔ جب سے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر راستہ میں جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف بزرگ انکے ہاتھوں پر ٹیک لگا کر جا رہے تھے۔ جب وہ گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا کہ خدا اپکا بھلا کرے۔ یہ کون صاحب آپ کے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ کیا تم نے اُنکو دیکھ لیا، وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے مجھ کو خبر دے رہے تھے کہ میں اس قوم پر حکومت کروں گا اور عدل و انصاف کو تمام دنیا میں پھیلا دوں گا۔ ریاح یہ بھی کہتے تھے کہ جب حضرت عمر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خلافت کی سواریوں کے لئے چارہ طلب کیا گیا۔ اُنھوں نے ان تمام کو بیچ ڈالنے کا حکم دیا۔ اور اسکی قیمت بیت المال میں داخل کردی۔ اور فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ خچر کافی ہے جب حضرت عمر سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے واپس ہوئے تو راستہ میں سلیمان کے ایک غلام نے ان کو بہت ہی افسردہ دیکھا۔ اس نے انکی خیریت پوچھی، تو کہنے لگے کہ امت محمدیہ میں کوئی ہستی خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں میں چاہتا ہوں کہ اس کا میں حق پورا ادا کردوں خواہ وہ اسکا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔ جب خلیفہ ہوگئے تو اپنی بیوی اور لونڈیوں کو بلا کر کہا کہ میں اُس کام کی وجہ سے جسکا انتظام میرے سر پڑ گیا ہے۔ تم لوگوں سے زیادہ دلچسپی نہیں لے سکتا۔ لہٰذا تم کو میں نے اس مسئلہ میں خود مختار کردیا، دل میں آئے تو میرے ساتھ رہو ورنہ علیحدہ ہو جاؤ۔ تمام عورتیں رونے لگیں اور سبھوں نے ساتھ

رہنے کو ترجیح دی۔ جب اون سے لوگوں نے بیعت کر لی تو وہ منبر پر چڑھ گئے اور حمد و ثنا کے بعد ایک پر زور خطبہ دیا۔ جو غالباً اس نوعیت کا پہلا خطبہ تھا۔ اے لوگو! تم میں سے جو میرا ساتھ دے اوسکو چاہئے کہ پانچ باتوں کے ساتھ رہے ورنہ ہمارے پاس نہ آئے جو شخص میرے سامنے اپنی حاجت کو پیش نہیں کر سکتا ہے اُسکی حاجت کو ہم تک پہنچاوے اچھے کاموں میں اپنی پوری قوت سے ہماری مدد کرے۔ ہم جس طریقہ پر چلیں، اُنکی بھلائی اور برائی سے ہمکو باخبر کرے۔ کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ اور جس چیز میں کچھ امداد نہ کر سکتا ہو اس میں دخل نہ دیا کرے آخر کار شعراء اور خطباء اُن کے دربار سے چھٹ گئے اور زہاد اور فقہاء کا دورہ دورہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس شخص کو ہم چھوڑ دیں، جب تک اسکے قول و فعل میں فرق نہ ہو، جب خلیفہ ہوے تو اُنھوں نے روساء قریش اور دوسرے معززین کو طلب کیا، اور اُنکو مخاطب کر کے کہا کہ باغ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تھا، اور وہ اسکو اسیطرح مصرف میں لاتے تھے جسطرح خدا اُنکو بتاتا تھا۔ اُن کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوے۔ ان دونوں بزرگوں نے رسول اللہ کی پوری پیروی کی۔ لیکن مروان نے اُسکو دوسرے طریقہ سے علیحدہ کر لیا۔ اور اب نسلاً بعد نسل یہ چیز مجھ تک پہونچی ہے۔ میری تمام جائدادوں میں سب سے زیادہ مستقل جائداد یہی ہے۔ اور اب میں تمھارے سامنے یہ کہتا ہوں کہ باغ فدک کو میں نے واپس کر دیا۔ اور اسی حالت پر لوٹایا جس حالت پر وہ رسول اللہ کی زندگی میں تھا۔ لوگ خوش خوش واپس ہوے اور یہ سمجھے کہ اب ظلم و عدوان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے مولیٰ مزاحم کو بلایا اور کہا کہ میرے گھر کے لوگوں نے مجھ کو ایسی جائداد دی جسکا نہ مجھے لینا جائز ہے اور نہ اُنھیں اسکا دینا۔ لیکن اب تو میں نے اوسکے حقداروں کے پاس لوٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ مزاحم نے کہا تو آپ اپنے صاحبزادے کے لئے کیا کریں گے۔ یہ سنکر حضرت عمر کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ اُن کے لئے اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ وہ اپنے لڑکے کے نام پر اسی طرح رنجیدہ ہوے جیسے عام طور سے لوگ ہوتے ہیں۔ مزاحم یہ سنکر وہاں سے رخصت ہوا۔ اور عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور ان سے یہ کہا کہ امیر المومنین نے اس قسم کا تہیہ کر لیا ہے جو تمھارے لئے سراسر نقصان دہ ہے

حالانکہ میں نے اُن کو اس سے روکا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ عبد الملک نے جب یہ سنا تو اُنھوں نے مزاحم سے کہا کہ تم خلیفہ کے بدترین وزرار میں ہو۔ اسکے بعد عبد الملک اپنے والد کے پاس آئے اور اُن سے یہ بیان کیا کہ مزاحم نے مجھ کو اس قسم کی خبر دی ہے کیا یہ صحیح ہے حضرت عمر بولے کہ ہاں میرا ارادہ ہے کہ آج شام تک میں اس کا تصفیہ کردوں۔ عبد الملک نے کہا کہ اگر ایسا خیال ہے تو پھر جلد کیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی واقعہ پیش آجائے یا آپ کے دل میں کوئی دوسری بات جم جائے۔ حضرت عمر بیٹے کی یہ باتیں سنکر پھڑک اٹھے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے۔ کہ اے خدا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھ کو ایسی اولاد دی جو مجھ کو میرے کاموں میں مدد دیتی ہے۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے اور اسی وقت یہ اعلان کیا کہ باغ فدک میری ملکیت سے خارج ہے۔

خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی گھر کی عورتوں سے اُنھوں نے تمام زیورات چھین لئے اسکو مظالم سے تعبیر کیا۔ بنوامیہ اس واقعہ سے وہ بہت زیادہ خوف زدہ تھے وہ اپنی پھوپھی فاطمہ بنت مروان کے پاس آئے (اور اُن کو حضرت عمر کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا) اُنھوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کا اس معاملہ میں کیا خیال ہے اُنھوں نے کہا کہ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا نہ کہ تمام دنیا کے لئے عذاب بنا کر بھیجا اور آنحضرت کے لئے اس چیز کو پسند فرمایا جو اُن کے پاس ہے۔ آنحضرت نے اپنے بعد ایک نہر چھوڑی، جس سے تمام لوگ برابر طریقہ پر سیراب ہوتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جانشین ہوئے اُنھوں نے اس نہر کو اسی حالت میں باقی رکھا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے بھی اُسکو اسی طرح چھوڑا اسکے بعد اس نہر سے یزید، مروان، اور اُس کے بیٹے پوتے عبد الملک، ولید اور سلیمان نے لوگوں کے حق مار کر خود اپنے کو سب سے زیادہ سیراب کیا۔ جب یہ معاملہ میرے ہاتھ میں پہنچا۔ اور اس مدت میں وہ سب سے بڑی نہر خشک ہو گئی۔ اس لئے لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اسکو اپنی اصلی حالت پر کردیا جائے۔ فاطمہ بنت مروان بولی کہ اسقدر کافی ہے، میں تمہارا مقصد سمجھ گئی۔ اگر ان بزرگان سلف کی تقلید کر رہے ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اور وہاں سے آکر تمام لوگوں کو اس واقعہ سے مطلع کردیا۔ بعض روایت میں ہے کہ فاطمہ نے یہ آکر کہا کہ بنوامیہ ایسا تمکو کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہ تمام باتیں اوس کو سمجھا دیں تو وہ بولی کہ وہ تمکو دھمکاتے ہیں کہ

کسی نہ کسی دن ہم اسکا بدلہ لیں گے۔ یہ سنکر حضرت عمرؒ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ میں قیامت کے دن کے سوا کسی دن سے ڈروں تو مجھے امن نصیب نہ ہو۔ فاطمہ نے یہ سب باتیں بنوامیہ سے جاکر کہدیں اور کہاکہ تم نے خود اپنے پاؤں میں کلھاڑی ماری کہ عبدالعزیز کی شادی عمر ابن الخطاب کے خاندان میں کی۔ جسکا یہ نتیجہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنے نانا کے مشابہ ہوا۔ یہ سنکر سب خاموش ہو رہے۔ سفیان ثوری اکثر کہاکرتے تھے کہ خلفاء راشدین پانچ ہوئے (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کوئی فرمان اپنے عمال حکومت کے پاس بھیجتے تھے تو یہ فرمان تمام لوگوں کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ اور اس میں یا تو کسی سنت کا احیاء ہوتا یا کسی بدعت سیئہ کی ممانعت ہوتی یا غرباء پر مراحم خسروانہ ہوتا یا مظالم کی بندش ہوتی۔ غرض کہ کسی مفید کام سے خالی نہ ہوتا۔ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی ہمیشہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ثناخواں رہتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر عمر بن عبدالعزیز دنیا میں زندہ رہتے تو ہم کسی کے محتاج نہ ہوتے۔ حضرت عمر کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک بیان کرتی تھیں کہ میں ایک مرتبہ عمر کے پاس گئی تو اسوقت وہ نماز میں مشغول تھے، اور آنسو ٹپک ٹپک کر ریش مبارک پر گر رہے تھے نماز پڑھ چکے تو میں نے پوچھاکہ واقعہ کیا ہوا، تو بولے کہ میں نے امت محمدیہ کی پوری خدمت اپنے سر لی ہے، اس لئے فقراء، مرضی، غرباء، غزاۃ، مظلومین اور ستم رسیدہ، قیدی اور رہ ضعفاء، قوم جو بکثرت اہل وعیال والے یا قلیل البضاعت ہیں، انھیں کے متعلق غور و خوض کر رہا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا رب قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا اور ان لوگوں کی وکیل میرے مقابلہ میں سرور کائنات کی ذات اقدس ہوگی۔ اسلئے میں ڈراکہ میری حجت اور دلیل یہ سب مخاصمت میں بیکار ہو جائے گی۔ انھیں باتوں کا خیال کر کے میں رونے لگا۔ جب عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز بیمار ہوئے جو حضرت عمر کے عدل وانصاف میں دست و بازو کا کام دیتے تھے تو حضرت عمر انکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور پوچھا کہ اے میرے فرزند تم اپنے کو کس حالت پر پاتے ہو، انھوں نے کہاکہ میں اپنے کو حق اور صداقت پر قائم پاتا ہوں

حضرت عمر نے پھر کہا کہ تو اے لخت جگر قیامت کے دن میرے اعمال تمہارے ساتھ تولے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا بہ نسبت اسکے کہ تمہارے اعمال میرے ساتھ وزن کئے جائیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اے بزرگوار، جس چیز کو آپ زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ وہ ہو جائے میں بھی اسکو اپنی پسندیدہ چیز سے زیادہ پسند کرتا ہوں عبدالملک نے اسی مرض میں وفات پائی اُنکی عمر کل ۱۹ برس کی تھی۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے حضرت عمر سے کہا کہ اے امیر المومنین، آپ جب اپنے خدا کے پاس اس حالت میں حاضر ہوں گے جبکہ آپ نے کسی حق کی حمایت نہ کی ہو یا کسی باطل کو رد نہ کیا ہو تو پھر کیا جواب دیں گے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ تمہارے آباء و اجداد نے لوگوں کو حق کے خلاف دعوت دی تھی۔ یہاں تک یہ نوبت پہنچی کہ شر دنیا پر غالب ہو گیا اور خیر کا پتہ نہ چلا۔ اور اسی حالت میں مسلمانوں کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ تو تم ہی بتاؤ کہ کیا یہ بہترین کام نہ ہوگا کہ ہر روز طلوع آفتاب سے قبل ایک حق کو زندہ کروں اور اسکو بلند کروں یا ایک باطل کو صفحہ عالم سے مٹا دوں۔ اور اسی حالت میں موت کا فرشتہ آجائے۔ عبدالملک نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ کے لئے تمام کاموں کی جانچ پڑتال کیجئے، اگرچہ میرے اور آپ کے متعلق لوگوں کے اختلافی جوش سے ہانڈیاں ابل پڑیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اس میں جلدی کروں تو لوگ مجھ کو آمادۂ جنگ ہونے پر مجبور کریں گے اور وہ کوئی بہتر کام نہ ہوگا جو بغیر تلوار اٹھائے ہوئے انجام نہ پا سکے۔ انھیں الفاظ کو انھوں نے کئی مرتبہ دھرایا۔ حضرت عمر نے تمام عمال کے نام اس مضمون کا فرمان لکھا تھا، اما بعد۔ خدا نے اپنے کرم سے مسلمانوں کو معزز اور با وقار بنایا۔ اور ذلت اور رسوائی دشمنان دین کو دی۔ مسلمانوں کو بہترین امت میں داخل کیا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے آئی۔ لہذا مسلمانوں کے کسی کام کو ذمی یا کافر کے سپرد نہ کرو۔ ورنہ ان کے ہاتھ اور انکی زبان مسلمانوں پر دراز ہو جائیگی۔ اور خدا کے معزز کرنے کے بعد تم اُن کو ذلیل و خوار کردو گے اور انکو اُنکے مکر و فریب کا نشانہ بناؤ گے۔ اسلئے تمکو اُنکی دغابازی سے مطمئن رہنا نہیں چاہئے کیونکہ خدا نے صاف فرما دیا ہے۔ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم ولا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض تم ان لوگوں کو ہرگز اپنا دلی دوست نہ بناؤ جو تم کو تباہی سے نہیں بچاتے۔ بلکہ اس چیز کے خواہشمند ہوتے ہیں، جو تمہارے لئے

ضرر رساں ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اس قدر بیان حضرت عمر کی فضیلت اور اُن کی عادلانہ حکومت کے لئے کافی ہے بعض کے نزدیک اسی سال محمد بن مروان اور ابو صالح بن ذکوان نے وفات پائی۔

یزید بن عبد الملک کی خلافت

اسی سال یزید بن عبد الملک بن مروان خلیفہ بنایا گیا۔ اسکی کنیت ابو خالد تھی۔ سلیمان بن عبد الملک نے اپنی زندگی ہی میں اسکو عمر بن عبد العزیز کے بعد منصب خلافت پر مقرر کرادیا تھا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ یزید کو فرمان لکھیئے اور قوم کے لئے اس کو کچھ وصیت کر دیجئے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس کے لئے کیا وصیت کروں وہ عبد الملک کے خاندان سے ہے میری بات کیوں سنے گا۔ مگر آخر میں اس نے یزید کو یہ لکھا۔ اما بعد اے یزید تم اپنے کو اس آفت سے محفوظ رکھو جو تمہاری غفلت سے تمہارے سر پر آنے والی ہو کیونکہ اس کے آنے کے بعد نہ تم اس لغزش سے بچ سکو گے اور نہ پھر پلٹ سکو گے۔ جو شخص تمہاری مدح وستائش نہ کرے اس کو تم چھوڑ دو اور جو تم کو معذور نہ سمجھے اس کے پاس جایا کرو۔ والسلام۔ یزید نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ سے معزول کردیا اور عبد الرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری کو وہاں کا عامل بنادیا۔ اور عبد الرحمٰن سلمہ بن عبد اللہ بن عبد الاسد المخزومی کو قاضی بنایا۔ ابن ضحاک نے ابن حزم کو اپنے دام میں لانے کی کوشش کی لیکن ایسا کوئی موقع ہاتھ نہ آیا۔ یکایک عثمان بن حیان نے یزید بن عبد الملک کے پاس شکایت بھیجی کہ ابن حزم نے مجھ کو بلاقصور دو دفعہ حد ماری تھی۔ اس کی سزا میں آپ اوسکو قید کر دیجئے۔ یزید نے عبد الرحمٰن بن ضحاک کو خط لکھا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ اما بعد ابن حزم نے ابن حیان کو کیوں مارا ہے۔ اسکو دریافت کرو اگر اس نے دو جرموں کی بنا پر ایسا کیا ہو یا کسی ایک سنگین جرم پر جس میں اختلاف کو بھی دخل ہو حیان کو مارا ہے تو تم ابن حزم کو چھوڑ دو۔ عبد الرحمٰن بن ضحاک تو موقع ڈھونڈتا ہی تھا اسنے فوراً ابن حزم کو بلا کر بغیر کسی استفسار کے ایک ہی جگہ پر دو حدیں لگوائیں یزید نے اپنی حکومت میں ان تمام کاموں کو جنکو حضرت عمر نے از سر نو انجام دیا تھا طبیعت کی ناموافقت اور خواہش کے

خلاف ہونیکی وجہ سے یکے بعد دیگرے اُن کو تہ و بالا کرنا شروع کیا۔ اس میں نہ تو اس نے لوگوں کی ملامت کا خیال کیا اور نہ خدا کا خوف کیا ان امور میں سے ایک یہ بھی تھا کہ محمد بن یوسف، حجاج کا بھائی یمن کا عامل تھا اس نے یمنیوں پر جدید ٹیکس لگا کر وصول کرنا شروع کیا حضرت عمر نے اپنے زمانہ میں یمن کے حاکم کو لکھا کہ اس ٹیکس کو کم کر دو۔ عشر یا نصف عشر وصول کرو۔ محمد بن یوسف کی تمام زیادتیوں کو موقوف کر دو اور لکھا کہ مجھ کو یہ زیادہ پسند ہے کہ یمن سے آدھا جبہ مجھے ملجائے بہ نسبت اس کے کہ میں اس ٹیکس کو قایم رکھوں، یزید نے اس کے برعکس کیا اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ وہ تمام باتیں جنکو محمد بن یوسف نے زیادہ کیا تھا وہ اب بھی زیادہ کیے جائیں۔ لوگ اگرچہ تباہ ہو جائیں۔ تمام ٹیکس وصول کر کے بھیجو۔

شوذب خارجی کا قتل ہونا

شوذب کی بغاوت اور اس سے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خط و کتابت کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ جب حضرت عمر کا انتقال ہو گیا تو عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب امیر کوفہ نے یہ نیت کی کہ یزید کے یہاں کسی اہم کام کو انجام دیکر اپنا رسوخ بڑھائے۔ چنانچہ اس نے محمد بن جریر کو لکھا کہ شوذب سے جسکا نام بسطام تھا جنگ شروع کر دو لیکن اب تک شوذب کے وہ دونوں قاصد جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے واپس نہیں آئے تھے۔ ساتھ ہی شوذب کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ حضرت عمر کا انتقال ہو گیا ہے اور دوسرا خلیفہ تخت نشین ہوا ہے۔ خوارج نے جب محمد ابن جریر کو آمادۂ جنگ دیکھا تو شوذب نے ایک آدمی بھیج کر یہ دریافت کیا۔ کہ آخر اتنی عجلت کیوں ہے ابھی تک صلح کی مدت بھی تو ختم نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ برایں ہمارا اور تمہارا یہ تو وعدہ تھا کہ جب تک قاصد دربارِ خلافت سے واپس نہ آجائیں ہم جنگ نہ کریں گے۔ محمد نے کہلا بھیجا کہ اسوقت تمکو چھوڑنا غیر مناسب ہے۔ شوذب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم یہ ہوتا ہے ان کا خلیفہ جو درحقیقت بہت ہی پاک نفس، اور پاک طینت تھا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ کیونکہ اسکی موجودگی میں اُن کو اتنی جرأت نہ تھی کہ بلا تصفیہ جنگ کرتے۔ آخر کار دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ کچھ خوارج مارے گئے لیکن اہل کوفہ بہت بڑی تعداد میں قتل کئے گئے۔ اور شکست کھا کر بھاگے۔ محمد بن جریر کے چوتڑ بہت سخت زخمی ہوئے۔ اور

وہ بھی بھاگ کر کوفہ میں داخل ہوگیا۔ خوارج نے تعاقب کیا لیکن پھر وہ واپس ہوگئے۔ ابھی تک شوذب اپنے قاصدوں کی آمد کا منتظر تھا۔ اسی اثناء میں وہ آگئے اور یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد یزید بن عبد الملک نے تمیم بن حباب کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ شوذب سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ تمیم بن حباب جب میدان پہونچا تو اسنے شوذب کو مطلع کیا کہ یزید ان شرائط پر تم کو نہیں چھوڑ سکتا جن پر حضرت عمر نے صلح کرلی تھی۔ خوارج کے دلوں میں یہ جملے تیر کی طرح لگے اور یزید اور تمیم پر لعنت بھیجنے لگے۔ پھر دونوں طرف صفیں مرتب ہوئیں اور جنگ شروع ہوئی۔ خوارج نے تمیم کو اور اسکے بہت سے آدمیوں کو قتل کرڈالا۔ باقی جو تھے جس میں سے بعض کوفہ بھاگے اور بعض نے یزید کے پاس پناہ لی۔ یزید نے نجدہ بن حکم کو ایک دوسری فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ خوارج نے اُسکو بھی قتل کیا اور اُس کی فوج کو بھگا دیا۔ یزید نے سہ بارہ شماج ابن دواع کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ بھی مارا گیا۔ اور فوج نے شکست کھائی۔ خوارج کی جماعت میں سے بھی کچھ لوگ مارے گئے۔ ھدبہ جو شوذب کا ابن عم تھا مارا گیا۔

ایوب بن خولی نے اُسکا مرثیہ کہا ہے۔

ترکنا تمیماً فی الغبار ملحبا ۔۔۔ تبکی علیہ عرسہ وقرائبہ

ہم نے تمیم کو گرد و غبار میں لپٹا ہوا چھوڑ دیا ۔ جبکہ اسکی بیوی اور اسکے اعزا و اقربا اُسپر ماتم کر رہے تھے

وقد اسلمت قیس تمیماً و مالکاً ۔۔۔ کما اسلم الشماج امس اقاربہ

بنو قیس نے تمیم اور مالک کو اس حالت میں چھوڑا۔ جیسا کہ کل شماج کو اسکے رشتہ داروں نے چھوڑ دیا

واقبل من حرّان یحمل رایۃ ۔۔۔ یغالب امر اللہ واللہ غالبہ

جسنے حران کی طرف سے اللہ کے حکم پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے۔ جھنڈا بلند کیا اور آگے بڑھا لیکن خدا سب سے زیادہ غالب ہے

فیا ھدب للھیجاء ویا ھدب للندی ۔۔۔ ویا ھدب للخصم الالدّ یحاربہ

اے ھدب میری ذات لڑائی اور سخاوت کیلئے تھی۔ اور اے ھدب تم اس سخت دشمن کیلئے تھے جو تم سے لڑتا تھا

ویا ھدب کم من ملجم قد اجبتہ ۔۔۔ وقد اسلمتہ للریاح جوانبہ

اور اے ھدب کتنے بہادروں کو تو نے جواب دیا۔ اور جنکو اُنکے مقابل نے ہوا کے جھونکوں کیلئے چھوڑ دیا

وکان ابو شیبان خیر مقاتلٍ ۔۔۔ یرجی ویخشی حربہ من یحاربہ

ابو شیبان بہترین جنگجو انسانوں میں تھا۔ بڑے بڑے لڑنے والے اُسکی جنگ سے امید و بیم میں رہتے تھے

ففاز ولاقی اللہ فی خیر کلہٖ　　وجذ یہ بالسیف فی اللہ ضاربہ

وہ کامیاب ہوگیا اور اُسکے تمام بہترین کاموں میں اسکو خدا ملا۔ اور اللہ کی راہ میں تلوار کھینچنے نے اُسکو شہادت تک پہونچایا

تزوّدمن دنیاہ درعاً و مغفراً　　وعضباً حساماً لم تخنہ مضاربہ

اُسنے دنیا سے توشہ میں ایک زرہ اور ایک خود لیا۔ اور ایسی عمدہ تیز تلوار حاصل کی جو مارنے والے سے خیانت نہیں کرتی

واجرد محبوک السراۃ کانّہ　　اذا انفض وانی الریش حجن مخالبہ

اور ایک کم بال والا گھوڑا جو سڈول جسم کا تھا۔ جب وہ چلتا تھا تو اسکی جھول کھروں کی نوک سے ملجاتی تھی

خوارج اپنی جگہ پر جمے ہوتے تھے کہ اس کے بعد مسلمہ بن عبد الملک کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے شوذب کے مظالم کی فریاد کی اور اُس کو بھی خوفزدہ بنایا یہ سنکر مسلمہ نے سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ میدان جنگ میں پہونچا۔ تو اس عظیم الشان فوج کو دیکھکر خوارج ڈر گئے۔ شوذب نے ان کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ جو شخص شہادت کا طالب ہے وہ میدان میں آجائے کیونکہ اسکا وقت آگیا ہے اور جو دنیا کی نعمتیں چاہتا ہے اُس کو معلوم ہوجانا چاہیئے کہ اسکا وقت گزر گیا۔ یہ الفاظ گو بہت کم تھے لیکن جوش دلانے والے تھے۔ خوارج نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور بہت ہی زور شور سے حملہ آور ہوئے۔ بار بار سعید اور اسکی فوج پیچھے ہٹی۔ سعید نے جب اپنی ذلت اور رسوائی کا نقشہ دیکھا تو اُس نے لوگوں کو للکار کر کہا۔ کہ اے نابکارو۔ ایسی چھوٹی جماعت سے تم بھاگتے ہو۔ اے شام کے بہادر سپاہیو تمھارے کارنامہ کا آج بھی ایک دن ہے۔ سعید کی فوجیں آگے بڑھیں اور خوارج کو پیس ڈالا۔ حتیٰ کہ شوذب بھی مار ڈالا گیا۔

محمدؐ بن مروان کی وفات

محمدؐ بن مروان جو عبد الملک کا بھائی تھا اس نے اس سال وفات پائی۔ عبد الملک نے اُسکو جزیرہ، آرمینیہ، آذربیجان کا عامل بنایا تھا۔ اس نے رومیوں سے لڑائیاں کیں۔ آرمینیوں سے مقابلہ کیا اور بہت سے مقامات فتح کئے۔ خود بھی بہت زبردست

طاقت کا آدمی تھا۔ عبدالملک اسی وجہ سے اس سے بغض وکدر رکھتا تھا۔ چنانچہ جب عبدالملک کے لئے اُمور تخت خلافت طے پاگئے۔ تو اس نے اپنی عداوت کا اظہار اس طریقہ پر کیا۔ کہ اوسکو ارضیہ میں جنگ کرنے کے لئے حکم دیا۔ جب محمدؒ عبدالملک سے رخصت ہونے لگا تو اس نے پوچھا کہ آخر آپ مجھ کو کیوں بھیج رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے یہ دو شعر پڑھے۔

وانك لا ترى طرد الحر كالصاق به بعض الهوان

بیشک تو ایک آزاد شخص کے دُور کرنے کو۔ اُسکے ساتھ رابطۂ اتحاد قایم کرنیکی نسبت ذلیل کام نہیں سمجھتا ہے

فلو کنا بمنزلة جميعاً جريت وانت مضطرب العنان

اگر ہم سب کے سب متحد ہو جاتے۔ تو میں تجھ پر غالب آجاتا اور تو پریشان حال ہو جاتا عبدالملک نے کہا کہ واللہ اب میں تجھ کو یہیں رکھوں گا اور آئندہ سے تم اب کوئی بات ایسی نہ دیکھو گے جو تمھاری طبیعت کے خلاف ہو گی۔ اچھی طرح پھر دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی۔ جب ولید نے محمد بن مروان کو اپنی حکومت میں معزول کرنا چاہا تو وہ اس کی جگہ پر ایک شخص کو تلاش کرنے لگا کسی شخص نے اسکی جرأت نہیں کی کہ اپنا نام پیش کرے صرف مسلم بن عبدالملک نے قدم بڑھایا۔

یزید بن مہلب کا بصرہ میں داخلہ اور یزید بن عبدالملک کو معزول کرنا

اسی سال یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے قید خانہ سے فرار ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جب حضرت عمر کا انتقال ہو گیا، اور اُن کی جگہ پر یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُسنے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ تم دونوں یزید کی چالوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ قید خانہ سے بھاگ گیا ہے۔ عدی کو یہ بھی لکھا کہ بصرہ میں جو آل مہلب ہوں اُن کو گرفتار کرلو۔ چنانچہ عدی نے خاندانِ مہلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ان میں مفضل، حبیب، مروان بن مہلب بھی تھے۔ یزید گشت لگاتا ہوا قطقطانہ پہونچا۔ عبدالحمید والی کوفہ نے بھی اسی طرف ایک فوج کو بسر کردگی ہشام بن مساحق العامری روانہ کیا۔ جو مقام عذیب میں جاکر ٹھیری۔ یزید اُن کے

قریب سے گزر گیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا، لیکن وہ اس پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ عدی کو جب پتہ چلا تو تمام لوگوں کو اُس نے جمع کر کے خندق کھودلی۔ اور بصرہ کی فوج پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو سردار بنایا۔ یزید کے ساتھ بصرہ کے قریب پہونچا۔ اور وہاں اس سے محمد بن مہلب اپنے تمام خاندان کے لوگوں کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ جا ملا۔ عدی نے بصرہ کے تمام قبایل کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ چنانچہ بنو ازد کے پاس مغیرہ بن زیاد بن عمرو العتکی کو اور بنو تمیم کے پاس محرز بن حران سعدی کو اور بنو بکر کے پاس معرج بن شیبان بن مالک بن مسمع کو اور بنو عبدالقیس کے پاس مالک بن منذر بن جارود کو اور اہل عالیہ کے پاس عبدالاعلیٰ ابن عبداللہ بن عامر کو بھیجا۔ اور اہل عالیہ میں قریش کنانہ، بجیلہ، ازد، خثعم، قیس عیلان یہ سب داخل ہیں (بنو مزینہ اور اہل عالیہ اور شہر کو فہ تقریباً چوتھائی حصہ میں آباد تھے)۔ اب جس طرف سے یزید داخل ہونا چاہتا ہے کوئی نہ کوئی قبیلہ اُسکی مزاحمت کرتا ہے اور راستہ کو بند کر دیتا ہے۔ مجبور ہو کر وہ اپنے مکان میں اترا۔ لوگوں نے وہاں بھی کشاکش پیدا کی۔ یزید نے عدی کو کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کو اور دوسرے اقربا کو رہا کر دو۔ میں بصرہ تمہارے لئے خالی کر دیتا ہوں۔ اور اس وقت تک صلح رہیگی جب تک میں یزید سے اس چیز کی اجازت لے لوں گا جسکو میں چاہتا ہوں۔ عدی نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔ حمید بن عبدالملک بن مہلب یہ سنکر فوراً یزید بن عبدالملک کے پاس چلا گیا اور اس سے یزید کے لئے امن طلب کیا۔ یزید نے خالد قسری اور عمر بن یزید حکمی کو حمید کے ساتھ کیا اور ان کو یزید اور اسکے خاندان کیلئے امن دیکر روانہ کیا۔ یزید بن مہلب کی جب تدبیر کسی طرح کارگر نہ ہوئی تو اس نے بصرہ کے باشندوں کو روپیہ پیسہ سے رام کرنا شروع کیا۔ جو اسکے پاس آتا تھا وہ مالا مال ہو کر جاتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ باشندگان بصرہ اسکی طرف مایل ہو گئے۔ کیونکہ عدی کسی کو دو درہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا اور یہ عذر پیش کرتا تھا کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر میں ایک حبہ بھی صرف کروں لوگ اسی پر قناعت کرتے تھے۔ اسی مضمون کے متعلق فرزوق نے دو شعر کہے ہیں۔

اظنُّ رجال الدرهمين تقودهم — الى الموت آجال لهم و مصارعُ

میں خیال کرتا ہوں کہ دو درہم والے آدمیوں کو — انکا پیمانۂ حیات اور موت کا مقام موت کی طرف کھینچ رہا ہے

واکیسھم من قرّ فی قعر بیتہ وایقن انّ الموت لابدّ واقع

اور انکا سب سے عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے گھر کے گڑھے میں بیٹھے، اور اسکا یقین رکھے کہ موت ضرور آنے والی ہے

بنو عمرو بن تمیم جو عدی کی فوج میں تھے، مربد میں آکر مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب نے اپنے مولیٰ دارس نامی کو مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے حملہ کیا اور شکست دی جب یزید نے لوگوں کا اجتماع عظیم دیکھا تو وہ باہر نکلکر جبانہ بنی یشکر میں ٹھہرا جو قصر کے ٹھیک وسط میں پڑتا تھا، بنو قیس، بنو تمیم، اہل شام اس سے مقابل معرکہ آرا ہوئے اور تھوڑی دیر لڑتے رہے۔ یزید کی فوج نے جذبۂ انتقام کیساتھ اُن پر شدت سے حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ جب وہ بھاگنے لگے تو یزید نے اِن کا تعاقب کیا اور قصر تک اِن کا پیچھا کیا۔ عدی یہ تماشہ دیکھ رہا تھا وہ بھی قصر سے باہر نکلکر جنگ میں شریک ہوگیا۔ عدی کی فوج میں سے موسیٰ بن وجیہ حمیری اور حرث بن مصرف الاودی جو حجاج کے بہترین سپہ سالاروں میں تھے اور معززین شام میں تھے اس جنگ میں مارے گئے۔ آخر کار عدی کی فوج نے شکست کھائی۔ یزید بن مہلب کے وہ بھائی جو عدی کی قید میں تھے اور قصر میں بند تھے انھوں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ شور و شغب بہت قریب ہوتا جارہا ہے اور قصر پر تیر بھی آآ کر گر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی فوج بالکل قریب آگئی ہے۔ عبد الملک بن مہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ یزید نے تو غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ لیکن اب ہم کو دوسرا خطرہ یہ ہے کہ عدی کی فوج میں سے جو شخص پلٹے گا وہ ہمکو یزید کے داخلہ سے قبل قتل کر ڈالے گا۔ اسلیئے دروازہ بند کر دو اور کسی شخص کو اسپر نگہبان بنا دو۔ چنانچہ سبھوں کے مشورہ سے دروازہ بند کر دیا گیا تھوڑی ہی دیر کے بعد عبد اللہ بن دینار مولیٰ ابن عامر جو عدی کا پہریدار تھا دوڑتا ہوا آیا۔ اُس نے بہت ہی سختی کے ساتھ دروازہ کھولنا چاہا۔ لیکن نہ کھل سکا۔ یزید کی فوج اتنی دیر میں آ بھی گئی جو لوگ دروازہ کے کھولنے کی تدبیر کر رہے تھے وہ بھاگ گئے۔ یزید سلیمان بن زیاد کے گھر میں اترا جو قصر کے قریب واقع تھا۔ اور اس کے بعد قصر میں زینے لگا کر لوگ اندر داخل ہوئے اور دروازہ کھولا گیا عدی بن ارطاۃ والی بصرہ گرفتار ہو کر یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اوس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم نے میرے بھائیوں کو گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں تم کو چھوڑ دیتا۔ یزید کا بصرہ میں جب اچھی طرح غلبہ ہوگیا۔

تو اہل بصرہ کے وہ سرداران قبایل جو بنو تمیم، بنو قیس، بنو مالک بن منذر سے تھے ادھر اودھر یزید کے خوف سے بھاگ گئے۔ بعض کوفہ گئے اور بعض شام پہونچے چنانچہ مغیرہ بن زیاد بن عمرو عتکی نے شام کی راہ لی۔ راستہ میں خالد قسری اور عمرو بن یزید حکمی ملے۔ ان دونوں کے ساتھ حمید بن عبد الملک بن مہلب بھی تھا۔ یہ لوگ یزید اور اسکے خاندان کو امن دینے کے لئے آرہے تھے۔ خالد قسری نے مغیرہ سے بصرہ کی حالت دریافت کی۔ تو۔ اس نے حمید سے پوشیدہ ہوکر پہلے یہ پوچھا کہ تم دونوں کہاں جارہے ہو انھوں نے بتایا کہ ہم یزید بن مہلب کو خلیفہ کی جانب سے امن کا پیغام سنانے جارہے ہیں۔ مغیرہ نے کہا کہ یزید تو اسوقت بصرہ پر قابض ہوگیا ہے سینکڑوں آدمیوں کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عدی کو قید خانہ میں ڈالدیا ہے۔ ایسے آدمی کو امن دینے سے کیا فایدہ۔ لہذا میری رائے ہے کہ تم دونوں واپس جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں پلٹ جانے کیلئے مستعد ہوے اور حمید کو بھی ساتھ واپس لیچلنے کی نیت کی۔ حمید نے کہا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہو اسکے خلاف نہ کرو کیونکہ ابن مہلب تم سے امن قبول کریگا مغیرہ اور اسکے خاندان والے تو ہمارے پرانے دشمن ہیں تم اُسکی باتوں پر کیوں اعتماد کرتے ہو ان دونوں کو اسکے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا اور اُسکو ساتھ لیکر واپس گئے۔ کوفہ میں آل مہلب میں سے جو باقی تھے اُن کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے قید کرلیا۔ جن میں خالد بن یزید بن مہلب اور حمال بن زحر بھی تھے حالانکہ دونوں ان قصوں میں شریک نہ تھے۔ عبد الحمید نے ان دونوں کو قید کرکے شام میں بھیجدیا۔ یزید نے اُن کو قید خانہ میں ڈالدیا اور وہ وہیں ہلاک ہوگئے۔ یزید بن عبد الملک نے کوفہ کے لوگوں کے پاس کچھ مال بھیجا اور آئندہ اور زیادہ بھیجنے کا وعدہ کیا اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک اور اپنے بھتیجے عباس بن ولید کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جن میں شامی اور جزیرہ کے باشندے تھے۔ یہ سب کے سب یزید بن مہلب کے مقابلہ کے لئے چلے۔ اور بعض روایت میں ہے کہ ۸۰ ہزار فوج تھی۔ جو عراق کو روانہ ہوئی مسلمہ اور عباس میں تھوڑی سی چشمک تھی۔ مسلمہ اکثر اس کی برائی اور مذمت بیان کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔ عباس نے یہ اشعار لکھے۔ اور مسلمہ کے پاس بھیجدئے۔

الا تقتنی لحاک اباسعید وتقصر عن ملاحاتی وعذلی

اے ابوسعید تو اپنی گالی کو محفوظ نہیں رکھتا اور مجھے دشنام دینے اور نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا

فلولا ان اصلک حین ینمی وفرعک منتھی فرعی واصلی

اگر تمھاری اصل اور فرع منسوب کرنیکے وقت ۔ میری اصل اور فرع تک نہ پہونچتی تو یہ ممکن تھا۔

وانی ان رمیتک ھضت عظمی ونالتنی اذا نالتک نبلی

اگر میں تمکو کوئی تیر ماروں تو اس سے میری ہی ہڈی ٹوٹیگی۔ اور میرے تیر کا پھل جب تم کو تکلیف دیگا تو مجھکو بھی تکلیف ہوگی

لقد انکرتنی انکار خوف یقصرمنک عن شتمی واکلی

تم نے مجھ سے بہت سختی کے ساتھ انکار کیا۔ اس بات سے کہ تمھاری جانب سے مجھ پر دشنام کم ہوجانے

کقول المرء عمرو فی القوافی ارید حیاتہ ویرید قتلی

جیسا کہ عمرو نامی ایک شخص نے کہا ہے ۔ کہ میں اسکی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میری موت کا طالب ہے

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے تھے عباس نے اُس کو تمثالاً استعمال کیا ہے جن عبدالملک یزید کو جب یہ خبر ملی کہ چچا بھتیجے میں شکر رنجی ہو گئی ہے تو اس نے ایک خط کے ذریعہ سے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ مسلمہ اور عباس کوفہ میں آکر تحیلہ میں مقیم ہوئے۔ مسلمہ نے تمسخراً کہا کہ کاش یزید بن مہلب اس سردی میں ہم کو دوڑانے کی زحمت میں نہ ڈالتا۔ حیان نبطی نے کہا کہ میں اسکا ذمہ لیتا ہوں کہ وہ برابر مطیع رہیگا عباس نے جب یہ بات سنی تو اُس نے طنزاً کہا کہ تیری ماں ہلاک ہو۔ تو یہ کر بھی سکتا ہے۔ دیکھوں گا کہ کیونکر انجام دیتا ہے۔ حیان نے بھی جواب میں کہا کہ اللہ تمکو نبطی بنائے مسلمہ نے حیان سے کہا کہ اے ابوسفیان، عباس کی گفتگو سے تم اصل کام سے باز نہ آجاؤ۔ وہ تو احمق ہے۔ یزید بن مہلب کی فوج کو جب مسلمہ کے آنیکی خبر ملی تو وہ گھبرا گئی یزید نے دوراندیشی کر کے فوراً ان کو سنبھالا اور اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگ اس فوج کی کثرت سے بے طرح خوفزدہ ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل شام اور مسلم آگیا۔ اہل شام کی طاقت اور قوت کیا ہے وہ تو صرف نو تلواروں کے ہیں ساتھ تو صرف میری ہونگی اور دو میرے اوپر پڑیں گی۔ مسلم کی حیثیت تو ایک زرد ٹڈی کی سی ہے جو بربری، جرمقی، جرجمی، نبطی، اور مخلوط النسل اوباشوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آگیا ہے کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں۔ جس طرح تم تکلیف اور مصیبت اٹھاتے ہو

اسی طرح وہ بھی برداشت کرتے ہیں تم جو اللہ سے امید رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے تم اپنے دست بازو کو مجھے عاریتہً دیدو جن سے تم اُن کے رخوں کو پلٹ سکتے ہو۔ اور اُن کو بھگا سکتے ہو۔ اہل بصرہ استحکام کیساتھ یزید بن مہلب کی فوج میں شریک ہو گئے۔ یزید نے اپنے عمال، اھواز، فارس، کرمان وغیرہ میں روانہ کردیئے۔ اور مدرک بن مہلب کو خراسان کی طرف بھیجا جہاں عبدالرحمن بن نعیم برسر حکومت تھا۔ عبدالرحمن کو جب مدرک کے آنیکی خبر ملی تو اُس نے خراسان کے باشندوں سے کہا کہ دیکھو، مدرک صرف اس لئے آرہا ہے کہ تمکو خواہ مخواہ جنگ میں شریک کرے حالانکہ تم امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہو۔ بنو تمیم اُسکو روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ لیکن جب بنو ازد کو مدرک کے آنیکی اطلاع ملی تو وہ دو ہزار کی تعداد میں مدرک سے ایک میدان میں آملے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اسوقت تمہارے بھائی نے بغاوت کی ہے۔ اگر وہ غالب آگیا تو درحقیقت ہمارا غلبہ ہے اور ہم سب سے پہلے تم سے آملیں گے کیونکہ وہ اسکا مستحق ہے۔ لیکن اگر شکست کھا گیا تو تم ہی بتاؤ کہ تمہارا اس میں کیا نفع ہے کہ ہم مصیبت اور آفت میں پھنس جائیں۔ مدرک بن مہلب انکو کوئی جواب نہ دیسکا اور واپس آگیا۔ جب اہل بصرہ یزید کے پاس جمع ہوئے تو اُسنے اُن کو خطاب کرکے کہا کہ ہم تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ شامیوں سے جہاد کرنا ترکوں اور دیلموں سے زیادہ باعث ثواب و برکت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ سن رہے تھے۔ ان سے ضبط نہ ہوسکا اور چلاکر کہا کہ ہم نے تمکو حاکمانہ حیثیت سے بھی دیکھا اور محکومانہ حالت میں بھی دیکھا اس قسم کے الفاظ جو سراسر بے بنیاد ہوں نہ کہنا چاہیئے۔ یزید کے اصحاب میں سے کوئی لپک کر آیا اور اس نے ان کا منہ بند کرلیا اور بٹھا دیا۔ جب لوگ مسجد سے باہر نکلے تو نضر بن انس بن مالک مسجد کے دروازہ پر کھڑے تھے وہ یہ کہنے لگے۔ کہ اے اللہ کے بندو، تم سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا کہ تم نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت پر لبیک کہا تھا لیکن اسپر عمل کتنا کیا خدا کی قسم یہ بنو امیہ جب سے حاکم ہوئے ہیں انھوں نے تو ان دونوں چیزوں کو بالائے طاق رکھدیا۔ صرف حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس کی دعوت دی گئی تھی حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ دیکھو نضر بن انس نے بھی گواہی دیدی۔ اسکے بعد

سب لوگ مسجد سے باہر نکلکر میدان میں آئے اور جھنڈے نصب کرنے لگے اسکے بعد جب اس سے فارغ ہوئے تو یزید کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپس میں یہ کہنے لگے کہ دیکھو یزید سنت عمرین کی دعوت دیتا ہے۔ تو حضرت حسن پھر بولے کہ کل یہی یزید ہماری گردنیں کاٹ کر بنی مروان کی خوشنودی کے لئے ہمارا سر بھیجتا تھا۔ جب وہ ناراض ہوگئے تو میدان میں لکڑیاں گاڑکر اور اُسپر چادر ڈالکر یہ کہتا ہے کہ ہم اُنکے مخالف ہیں تم بھی اُنکی مخالفت کرو اور اُسپر طرہ یہ کہ اعلان یہ کرتا ہے کہ سنت عمرین کی طرف میں دعوت دیتا ہوں۔ حالانکہ سنت عمرین تو یہ تھی کہ خاموشی سے بیڑی پہنکر جیلخانہ میں چلا جاتا۔ حضرت حسن کے جو مخاطبین تھے اونھوں نے کہا کہ شاید آپ اہل شام سے بہت زیادہ خوش ہیں۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ تو یہ ہمیں اور اہل شام سے خوش ہوں گا۔ اللہ ان بد معاشوں کو ہلاک کرے یہ وہ لوگ ہیں انھوں نے حرم رسول میں قتل خون کیا۔ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بیت الحرام کو حلال کیا نبطیوں اور قبطیوں نے شریف زادیوں پر حملے کئے۔ حتیٰ کہ انکی عصمت دری سے بھی باز نہ آئے۔ بیت اللہ کے اموال کو نکال لیا۔ خانۂ کعبہ کو منہدم کیا۔ اسکے پتھروں کے درمیان آگ سلگائی۔ پردوں کو جلا دیا۔ غرضکہ اُنھوں نے سب وحشیانہ حرکات کئے اللہ اُن پر اپنا غضب نازل فرمائے۔" یزید اُسکے بعد اپنی تمام فوج کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہوگیا۔ اور بصرہ میں مروان بن مہلب کو اپنا جانشین بنایا۔ اور خود واسط پہونچا۔ وہاں سے روانگی کے وقت لوگوں سے مشورہ طلب کیا اوسکے بھائی حبیب بن مہلب وغیرہ نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگ فارس کی طرف نکل چلیں۔ اور وہاں کے دروں اور گھاٹیوں پر قابض ہو جائیں۔ اور اس طرح پر خراسان کے بھی قریب ہو جائیں گے تاکہ شامی فوجیں سفر کے گوناگوں مصائب میں پھنس جائیں۔ اسوقت پہاڑی قبائل ہمارے ساتھ ہوں گے قلعے ہمارے قبضہ میں ہوں گے اور جب موقع ملے گا اچھی طرح لڑ سکیں گے یزید نے کہا کہ تمہاری یہ رائے ہمکو پسند نہیں آئی تم ہمکو پہاڑ کی چوٹی کی چڑیا بنا دوگے حبیب نے کہا کہ جو رائے ہم نے اس سے قبل دی تھی اس کا وقت تو آپ نے کھو دیا جسوقت آپ نے بصرہ فتح کیا تھا میں نے کہدیا تھا کہ فوج میں سے کچھ لوگوں کو کوفہ بھیجدیجئے وہاں کا حاکم عبدالحمید ہے جو آپ سے شکست کھا چکا ہے۔ آپ کی فوج کے پہونچتے ہی وہ گھبرا کر بھاگ جاتا۔ لیکن اب تو شامیوں نے اور دوسرے لوگوں نے سبقت کر لی

کوفہ کے لوگ بھی آپ کی تاک میں بیٹھے ہیں۔ اُن کے نزدیک تمہارا حاکم ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی شامی امیر ان پر حکمراں ہو۔ مگر آپ نے اسوقت بھی ہماری رائے پر عمل نہیں کیا۔ اب میں ایک دوسری تدبیر بتاتا ہوں۔ ایک جماعت کو جس میں ہمارے خاندان کے لوگ بھی ہوں۔ جزیرہ کی طرف بھیجدیجے۔ شامی فوجیں بھی اس طرف آئیں گی اور کسی قلعہ میں اتریں گی۔ آپ بھی ایک فوج کے ساتھ اُنکے تعاقب میں رہیے جب وہ آپ کی طرف بڑھیں گی تو جزیرہ کی فوج اُن کو محاصرہ میں لیلے گی۔ اور آپ اُن کی زد سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اس درمیان میں موصل سے امدادی فوجیں بھی آجائیں گی۔ اور اہل عراق بھی کچھ آجائیں گے۔ اس وقت ایک ایسی زمین پر جنگ کرو گے جہاں غلے سستے ہوں اور پورا عراق تمہارے پیچھے مددپر ہوگا اگر ہاتھ سے گیا بھی تو افسوس نہ ہوگا۔ یزید نے کہا کہ میں اپنی فوج کو منتشر کرنا نہیں چاہتا جب واسط میں اترا تو چند دن مقیم رہا اور یہ سال وہیں ختم ہو گیا۔

۱۰۱ھ کے مختلف واقعات۔

اس سال عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ کوفہ میں عبدالحمید عامل تھا۔ امام شعبی وہاں کے قاضی تھے۔ بصرہ کو یزید بن مہلب نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ عبدالرحمن بن نعیم خراسان کا حاکم تھا۔ اسی سال اسمٰعیل بن عبیداللہ کو افریقہ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ پر یزید بن ابی مسلم کاتب حجاج کا تقرر کیا گیا یہ شخص اسوقت تک وہاں کا حاکم رہا جب تک زندہ رہا۔ لیکن تھوڑے ہی زمانہ کے بعد مارا گیا اس کے قتل کا واقعہ پھر کسی موقع پر ہم بیان کریں گے۔ اس سال مجاہد بن جبر نے وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۲ھ یا ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں انتقال کیا۔ انکی عمر ۸۳ برس کی تھی۔ عمار بن جبر کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ابو صالح ذکوان نے اسی سال قضا کی۔ عامر بن التمیر لیثی اور ابو صالح السمان دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ابو صالح کو زیات بھی کہتے تھے۔ کیونکہ وہ روغن زیتون اور گھی دونوں کی تجارت کرتا تھا۔ ابو عمرو سعید بن ایاس شیبانی نے

جنکی ۱۲۷ برس کی عمر تھی اسی سال انتقال کیا۔ لیکن صحابی نہ تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی حیات ہی میں عبیدہ بن ابی لبابہ ابوالقاسم العامری نے انتقال کیا۔

سنہ ۱۰۲ھ کی ابتداء

یزید بن مہلب کا قتل ہونا

یزید واسط میں کچھ دن ٹھہر کر وہاں سے واپس ہوا۔ اور اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ بیت المال اور تمام دوسرے خزانے اسکے سپرد کر دئے قیدیوں کو اُسکی نگرانی میں رہنے دیا اور خود دریائے نیل کی طرف سے ہوتا ہوا ایک کنارہ پر جا کر ٹھہرا۔ اور عبدالملک بن مہلب کو کوفہ کیطرف بھیجدیا۔ عباس بن ولید سورہی میں آگر اس سے لڑا عبدالملک نے یہ دیکھکر اپنے اصحاب کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ انھوں نے بہت زور شور سے حملہ کیا۔ جس نے عباس کی فوج کو پسپا کر دیا۔ عباس کی فوج میں جو بنی تمیم اور بنی قیس تھے انھوں نے شامیوں کو مدد کے لئے پکارا۔ اے شامیو! خدارا ہم کو نجات دلاؤ عبدالملک کی فوج نے شامیوں کو نہر تک پیچھے ہٹا دیا تھا۔ شامیوں نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پہلے حملہ میں ہمیشہ سرعت اور تیزی ہوتی ہے اور پھر سبھوں نے ملکر دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ عبدالملک کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور شکست کھا کر یزید بن مہلب کی طرف بھاگے مسلمہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات کے کنارہ کنارے انبار تک پہونچا۔ اور وہاں سے پل عبور کر کے یزید بن مہلب کی طرف آپہونچا۔ ابن مہلب کے پاس کوفہ اور گرد و نواح کے لوگ آئے تو اس نے عبداللہ بن سفیان بن یزید بن مغفل کو کوفہ کے قبائل کا سردار بنایا۔ اور مذحج اور اسد کے قبیلوں کے لئے نعمان بن ابراہیم بن الاشتر کو اور بنو کندہ اور بنو ربیعہ کے لئے محمد بن اسحٰق بن اشعث کو اور بنو تمیم اور ہمدان کے لئے حنظلہ بن ورقا تمیمی کو اور ان سب پر مفضل بن مہلب کو امیر العسکر بنایا۔ ابن مہلب کی تمام فوج کا جب اندازہ لگایا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار ہوئی۔ اسپر یزید بن مہلب نے کہا کہ کاش ان کے عوض میری قوم کے وہ لوگ ہوتے جو خراسان میں ہیں۔ اس کے بعد اس نے سب لوگوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمن نخیلہ میں فوج لئے ہوئے پڑا تھا تاکہ کوفہ والے

ابن مہلب کے پاس نہ جا سکیں۔ اور اسپر اُس نے یہ کام کیا کہ سبرہ بن عبد الرحمن کو ایک فوج کے ساتھ مسلمہ کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ مسلمہ عبد الحمید کی اس ناعاقبت اندیشانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا۔ اور فوراً اسکو معزول کر کے محمد بن عمرو بن سعد بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جو ذوالشامہ کے لقب سے معروف مشہور تھا۔ یزید نے اپنے تمام سرداران قبایل کو جمع کیا اور کہا کہ میرا یہ خیال ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن مہلب کی سرداری میں مسلمہ کے مقابلہ کے لئے بھیجدوں تاکہ وہ رات کو موقع پاکر اسپر حملہ کردے یہاں سے پھٹے پرانے کپڑے۔ گھوڑوں کی لید۔ ہڈیاں اور اسی قسم کے کوڑا کرکٹ ساتھ کردیے جائیں تاکہ وہ صندوق کو اس سے بھردیں اور پھر اطمینان سے رات بھر لڑتے رہیں۔ جب صبح ہوگی تو میں بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آجاؤں گا۔ اور پھر پورا مقابلہ ہوگا۔ اس وقت خدا سے امید ہے کہ ہم کو کامیابی ہوگی سمیذع نے کہا کہ ہم نے تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلایا ہے اور اسی کی دعوت کی وجہ سے اُنھوں نے اسکو قبول کیا ہے۔ پس یہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دیں۔ جب تک اُن کی طرف سے حملہ نہ ہو ا ہمکو ہرگز پیشقدمی نہ کرنی چاہئے۔ ابورؤبہ جو گروہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے بھی اسکی تائید کی۔ یزید نے جواب میں کہا کہ تمھارے لئے یہ کس قدر افسوسناک امر ہے، کیا بنوامیہ کتاب اللہ اور سنت پر عامل ہیں، واللہ اُنھوں نے جب سے حکومت کی ان دونوں چیزوں سے بے توجہی برتی۔ اور اس وقت سے تمام دنیائے اسلام کو دھوکہ دیرہے ہیں۔ اگر تم نے اس وقت کچھ نہیں کیا تو وہ سبقت لے جائیں گے۔ میں بنو مروان کے تمام لوگوں سے خوب واقف ہوں لیکن یہ مسلمہ ان میں سب سے زیادہ مکار اور دغاباز ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ یزید کے اس مطول کلام کا جواب سبھوں نے پھر وہی دیا کہ جب تک وہ لوگ حملہ نہ کریں گے ہم کچھ نہ کریں گے۔ تاکہ ان کو یہ خیال بھی نہ ہو کہ اُنھوں نے ہم سے مقابلہ کیا۔ مروان بن مہلب جس کو یزید نے بصرہ میں چھوڑ دیا تھا یہ بصریوں کو شامیوں سے لڑنے کے لئے ترتیب دے رہا تھا۔ لیکن حضرت حسن بصری لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ اسکی خبر مروان کو ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کے لئے تیار کیا۔ اور اسی اثناء کلام میں اس نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مکار بڈھا لوگوں کو

اس سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم یہ ایسا بخیل ہے کہ اگر کوئی پڑوسی اسکے گھر سے ایک لکڑی کسی کام کے لئے لے تو اسکی ناک سے خون تک بہنے لگے گا۔ اسکو چاہئے کہ ہمارے قصوں سے علیحدہ ہو جائے اور لوگوں کو اپنی طرف مایل کرنے سے باز آجائے۔ یہ اس قسم کی شرارتیں کرتا ہے کہ یہ کھجور کی خشک ڈالیوں سے مارا جائے۔ اس تقریر کی اطلاع حسن بصری ؒ کو ملی۔ وہ سنکر کہنے لگے کہ اسکی توہین سے اللہ نے مجھ کو اور عزت دیدی۔ کسی نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو اسکو اس قسم کی باتوں سے روکدیں۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم لوگوں کو روکا کب۔ ہم تو صرف تمہارے خیال کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور آپ کبھی یہی کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو غیر کے ساتھ ہو کر مت قتل کیا کرو جب میں یہ کہتا ہوں تو یہ کیوں کر جائز رکھوں گا کہ میرے لئے تم آپس میں لڑو۔ مروان بن مہلب کو اس گفتگو کی خبر پہونچی تو اس نے ان تمام لوگوں کو بلا بھیجا جو وہاں پر موجود تھے۔ لیکن اس وقت تک لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ مروان نے پھر حضرت حسن ؒ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ یزید بن مہلب اور مسلمہ بن عبدالملک دونوں آٹھ دن تک اپنی فوجیں جمع کرتے رہے۔ جب جمعہ کا دن آیا اور صفر کی ۱۴ تاریخ ہوئی تو حملہ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ مسلمہ نے وضاح کو کہلا بھیجا کہ کشتیاں ہٹا کر پل میں آگ لگا دو۔ چنانچہ اس نے موقع سے پل میں آگ لگا دی۔ اسکے بعد مسلمہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا اور ابن مہلب کے مقابل میں صف آراء ہوا۔ میمنہ پر جبلہ بن مخرمہ کندی کو مقرر کیا اور میسرہ پر ھذیل بن زفر بن حرث کلابی کو متعین کیا۔ عباس بن ولید نے اپنے میمنہ پر سیف بن ھانی کو اور میسرہ پر سوید بن قعقاع تمیمی کو کھڑا کیا۔ اور مسلمہ نے ان سب کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ یزید بن مہلب نے بھی فوجوں کو مرتب کر لیا۔ میمنہ پر حبیب بن مہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن مہلب کو متعین کیا۔ اتنے میں شامیوں میں سے کسی نے میدان میں آکر للکارا اور مقابلہ کے لئے بلایا۔ محمدؐ بن مہلب اسکے مقابلہ میں گیا محمدؐ نے پہلا وار کیا تو اس نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ کیونکہ اسکے ہاتھ پر ایک لوہے کا دستانہ بھی تھا۔ دوسرے وار میں وہ لوہا بھی کٹ گیا اور اس نے جلدی سے تلوار اسکے ہاتھ پر پڑ گئی۔ اور گھوڑے کی گردن سے لگی اور آخر میں شکست کھا کر بھاگا۔ وضاح جب پل کے قریب پہونچا تو

اس نے آگ لگادی - دھواں اسقدر اٹھا کہ آسمان پر چھا گیا - ابھی جنگ کی بالکل ابتدا ہی تھی کہ یکایک لوگوں کی نظر دھوئیں پر پڑی - اور یہ معلوم ہوا کہ پل جلا دیا گیا - یہ سنتے ہی لوگوں کے ہوش و حواس جاتے رہے - اور شکست کھا کر بھاگے - یزید سے کسی نے آکر کہا کہ فوج نے شکست کھائی - اس نے کہا کہ ابھی کون اتنی بڑی زور دار جنگ ہوئی کہ لوگ شکست کھا کر بھاگے - تب اسکو بتایا گیا کہ پل جلا دیا گیا اور اس خبر کے سنتے ہی کوئی میدان میں نہ ٹھہر سکا - یزید نے کہا کہ اللہ اُن کا برا کرے کیا وہ مچھر تھے کہ دھواں دیکھکر اڑ گئے - اسکے بعد یزید اپنے مابقی اصحاب کو لیکر آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ ذرا ان شکست خوردہ لوگوں کو دیکھیں کس حال میں ہیں اور انکو انکی سزا دیں - مگر اُن کی جماعت اسقدر بکثرت تھی کہ یزید اُن سے پریشان ہو گیا اور اور آخر میں اُس نے یہ کہا کہ اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو - اب یہ توقع نہیں ہے کہ یہ مجھ سے ملیں اور میرے ساتھ رہیں - چند بکریاں ہیں جنکے گرد اگر دبھیڑیے ہیں - اور اللہ انپر رحم کرے - یزید کے دلمیں اب تک بھاگنے کا خیال نہیں پیدا ہوا تھا اسی اثنار میں یزید بن حکم بن ابی العاص ثقفی جو عثمان بن ابی العاص کے بھتیجے تھے یزید بن مہلب کے پاس آئے (عثمان بن ابی العاص اور حکم بن ابی العاص مروان کے والد کے درمیان کوئی قرابت نہیں تھی) اور اس سے یہ کہنے لگے کہ بنو مروان کی حکومت تو اب برباد ہو جائیگی - اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب جان جاؤ - یزید نے کہا کہ میں نہیں جانتا - ابن الحکم نے یہ شعر پڑھا -

فعش ملکاً اومت کریماً فان تمت وسیفک مشہور بکفک تعذر

اگر زندہ رہنا چاہتا ہے تو بادشاہ بنکر رہ ورنہ شرافت کی موت مرجا اگر تو ایسی حالت میں جبکہ تیری تلوار تیرے ہاتھ میں کھنچی ہوئی ہو مرگیا تو معذور سمجھا جائیگا

یزید نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہی تو ہونے والا ہی ہے - اسکے بعد اس نے سمیزع کو بلایا اور کہا کہ اب بتاؤ کہ میری رائے ٹھیک تھی یا تمھاری رائے ٹھیک تھی میں نے تمکو اُن کے مکر و فریب سے آگاہ نہیں کیا تھا - سمیزع نے اقرار کیا - سمیزع اور یزید باقی لوگوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے - اسی اثنار میں کسی نے حبیب کے قتل کی خبر دی - اس کے سنتے ہی یزید پر ایک مجنونانہ کیفیت طاری ہوئی اور کہنے لگا کہ اس کے مرنے کے بعد میری زندگی میں کیا لطف ہے - شکست کے بعد کی زندگی

تو یوں بھی ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ لیکن جب اُس کے ساتھیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ واقعی لڑنا چاہتا ہے تو جو لوگ لڑنے سے جی چراتے تھے وہ علیحدہ ہو گئے۔ باقی جو مستقل طور پر ساتھ تھے وہ جمے رہے۔ یزید جس جماعت کا رخ کرتا اُسکو پیچھے ہٹا دیتا شامی صورت دیکھکر منہ موڑ لیتے تھے یزید سب کو چھوڑ کر خاص مسلمہ کی طرف بڑھا اوس کے قریب ہو گیا مسلمہ نے جب یہ دیکھا تو اُس نے سواری منگائی۔ شامیوں نے فوراً پھر دوڑ کر یزید کا محاصرہ کر لیا۔ اور سمیدع، یزید اور محمد بن مہلب کو قتل کر ڈالا۔ بنو کلب کا ایک شخص قحل بن عیاش نامی تھا۔ جس نے یزید کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ واللہ یا تو میں اوسکو قتل کرونگا یا یہ مجھ کو قتل کریگا، جو شخص میرے ساتھ حملہ کرے وہ اُسکے اصحاب کے مقابلہ میں میری مدد کرے۔ سبھوں نے ملکر حملہ کیا تو کچھ دیر خوب لڑائی ہوئی۔ اور دونوں فوجیں اسوقت جدا ہوئیں جب کہ یزید مقتول پڑا تھا اور قحل بن عیاش دم توڑ رہا تھا۔ اس نے اشارہ سے کہدیا کہ یزید نے مجھ کو قتل کیا ہے۔ اور میں نے اسکو قتل کیا ہے۔ بنو مرہ کے ایک غلام نے یزید کا سر کاٹ لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم نے قتل کیا، اس نے کہا کہ نہیں جب یہ سر مسلمہ کے پاس لایا گیا تو اُس نے یزید بن عبد الملک کے پاس بھیجدیا اور خالد بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کا قاتل ہذیل بن زفر بن حرث کلابی تھا لیکن اُس نے تکبراً اُسکا سر نہیں اٹھایا جسوقت یزید قتل کیا گیا اسوقت مفضل بن مہلب شامیوں سے خوب لڑ رہا تھا۔ لیکن اس کو نہ شکست کی خبر تھی اور نہ یزید کے قتل کی۔ چنانچہ جب اوس نے حملہ کیا شامی پیچھے بھاگ گئے تھے۔ جب وہ یکجا ہو جاتے تو پھر حملہ کرتا مفضل کے ساتھ عامر بن عمیثل ازدی بھی لڑ رہا تھا۔ تلوار چلا رہا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

قد علمت ام الصبی المولود ۔۔۔ انی بنصل السیف غیر رعدید

شیرخوار بچہ کی ماں بھی اس سے واقف ہے۔ کہ میرا ہاتھ تلوار کی دھار سے لرزاں نہیں ہوتا

لڑائی خوب ہوتی رہی۔ بنو ربیعہ نے اتفاقاً ایک مرتبہ شکست کھائی اور بھاگے۔ مفضل پیچھے پیچھے للکارتا جا رہا تھا کہ اے بنو ربیعہ حملہ کرو حملہ کرو۔ تم تو شکست کھانیوالوں میں نہیں تھے اور نہ تمھاری اس قسم کی عادت تھی۔ اہل عراق تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتے میں تمپر فدا ہو جاؤں۔ ذرا واپس تو آؤ بنو ربیعہ واپس ہوئے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ

یزید، جنبب، محمد تینوں مقتول ہو گئے اور باقی لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی مفضل کی فوج میں بھی انتشار ہو گیا۔ اور وہ خود واسط چلا آیا۔ لیکن عربوں میں مفضل کے ایسے بہادر اور جنگجو بہت کم تھے۔ اس میں جو خاص بات تھی وہ یہ تھی کہ وہ فوجوں کا انتظام اچھی طرح کرتا تھا۔ اور لڑتا بھی خوب تھا بعض روایت میں ہے کہ اسکا بھائی عبدالملک بن مہلب اس کے پاس آیا۔ اور اُس نے مصلحتاً یزید کے قتل ہونے کی خبر مفضل کو نہیں دی تاکہ اوس کی جنگ میں کوئی رخنہ نہ پڑے لیکن پھر کسی موقع سے اُس نے یہ کہدیا کہ یزید واسط چلا گیا ہے۔ مفضل یہ سنتے ہی اپنے تمام اصحاب کے سات واسط چلا آیا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ یزید قتل کیا گیا اور اسکے تمام لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ مفضل نے عبدالملک بن مہلب کی اس حرکت پر قسم کھائی کہ اب میں تاحیات اس سے نہ بولوں گا۔ چنانچہ عمر بھر دونوں بھائیوں میں بات چیت نہ ہوئی یہانتک کہ وہ خندابیل میں مارا گیا۔ مفضل کی آنکھ زخمی ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے وہ کہتا تھا کہ عبدالملک نے ہم کو ذلیل کیا۔ لوگ مجھ کو دیکھکر انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ دیکھو اسی کانے بڈھے نے شکست کھائی۔ اگر عبدالملک مجھ کو صحیح واقعہ بتا دیتا تو میں لڑکر شہید ہو جاتا اور تمام بدنامی کا دھبہ میرے دامن سے صاف ہو جاتا۔ اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

ولاخیر فی طعن الصنادید بالقنا ولا فی لقاء الحرب بعد یزید

یزید کے بعد نہ تو بہادروں سے نیزہ بازی کرنے میں کوئی مزہ ہے اور نہ جنگوں کی شرکت میں کوئی لطف ہے

جب مفضل جنگ ختم کرکے روانہ ہوا۔ تو شامی فوجیں یزید کے لشکرگاہ کی طرف بڑھیں۔ ابو رؤبہ جو طایفہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے کچھ دیر انکا مقابلہ کیا۔ لیکن پھر شکست کھا گیا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو قید کرکے کوفہ بھیجدیا۔ قیدی جب کوفہ پہونچے۔ تو یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو بن ولید حاکم کو حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالو۔ محمد بن عمرو نے عریان بن ہیثم کو جو کوتوال شہر تھا حکم دیا کہ قیدیوں کو بیس بیس کی جماعت میں باہر نکالو۔ چنانچہ بنوتمیم کے بیس آدمی کھڑے ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے شکست کھائی ہے۔ ہم کو سب سے پہلے قتل کرو۔ عریان نے انھیں کو باہر کیا۔ اور یکے بادیگرے قتل کرنے لگا۔ اور اُن میں کا ہر شخص یہی کہتا کہ ہماری شکست کھانیکا

یہ بدلہ ہے۔ عریان ان لوگوں کے قتل کے بعد دوسروں کو قید خانہ سے نکالنے کو جارہا تھا کہ مسلمہ کا قاصد آگیا اور اُس نے قیدیوں کو قتل کرنے سے روک دیا۔ مسلمہ اس جنگ سے فارغ ہو کر حیرہ میں چلا آیا۔ یزید کے قتل کی خبر جب واسط میں پہونچی تو اُس کے بیٹے معاویہ نے ان تمام قیدیوں کو جو اُس کی حفاظت میں تھے قتل کر ڈالا۔ ان میں عدی بن ارطاۃ، محمد بن عدی بن ارطاۃ۔ مالک بن مسمع، عبدالملک بن مسمع وغیرہ تھے اور پھر معاویہ اپنے تمام خزانہ کے ساتھ بصرہ میں چلا آیا۔ اور مفضل بن مہلب بھی بصرہ پہونچا اور خاندان مہلب میں سے کچھ اور لوگ جو باقی تھے وہیں جمع ہوئے سبھوں نے کشتیاں تیار کیں اور سفر کا ارادہ کیا۔ یزید بن مہلب نے وداع بن حمید ازدی کو قندابیل کا حاکم بنایا تھا۔ اس کو یہ سمجھا دیا تھا کہ دیکھو ہم دشمن کے مقابلہ میں جارہے ہیں۔ ان سے جنگ کرنے کے بعد کیا ہوتا ہے میں اسوقت تک خاموش نہیں ہوں گا جب تک دو میں سے ایک شکست نہ کھا جائے۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو تم کو کوئی بڑا مرتبہ دوں گا۔ اور اگر خدانخواستہ شکست کھا گیا۔ تو تم قندابیل ہی میں رہو۔ تا وقتیکہ ہمارے خاندان کے لوگ تمہارے پاس نہ آجائیں اور اُن کو امن وحفاظت سے مقیم نہ کردو۔ میں نے صرف تم کو اپنی قوم اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے تم میرے حسن ظن کے مطابق میرے بعد بھی یہ خدمت انجام دو۔ اور چلتے وقت اس سے عہد وپیمان لے لیا کہ وہ مہلب کے خاندان کو جب وہ اُس کے پاس آئے گا تو اُن کو آرام سے رکھے گا۔ چنانچہ بنو مہلب نے اس خیال سے کشتیاں مقرر کیں اور گھر کے تمام لوگوں کو اور مال واسباب کو لاد کر روانہ ہو گئے۔ دریا عبور کر کے کرمان کی طرف چلے اور اسی وادی کرمان کے ساحل پر اترے۔ اور تمام اہل وعیال اور ساز وسامان کو سواریوں پر رکھا اور پھر پورا قافلہ روانہ ہوا۔ مفضل بن مہلب آگے آگے تھا۔ راستہ میں بہت سی ٹولیاں ملیں جو مفضل کے ساتھ ہو گئیں۔ مسلمہ کو جب اُن کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے مدرک بن ضبی الکلبی کو تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے ایک گھاٹی میں ان لوگوں کو پکڑا۔ مفضل کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا۔ مدرک نے بھی جواب دیا۔ لیکن مفضل کے اصحاب میں سے بہت بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔ مثلاً نعمان بن ابراہیم بن اشتر نخعی، محمد بن

اسحق بن محمد بن اشعث وغیرہ - اور ابن صول قہستان کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا۔
عثمان بن اسحٰق بن محمد بن اشعث مجروح ہو کر بھاگ گیا اور رحلوان پہونچا۔ وہاں
کسی کو خبر لگ گئی تو اُس نے موقع پا کر قتل کر ڈالا۔ اور مسلمہ جو صبرہ میں مقیم تھا اُسکے
پاس اُسکا سر بھیجدیا گیا۔ ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگوں نے
مدرک سے امان حاصل کر لی اور اسطرف ہو گئے۔ مامونین میں سے مالک بن ابراہیم
بن اشتر، ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی وغیرہ تھے۔ باقی جو لوگ رہ گئے
وہ مفضل کے ساتھ قندابیل چلے گئے۔ مسلمہ نے مدرک کے پاس ایک فوج
بھیجی تو مدرک نے بے ضرورت سمجھ کر اُسکو واپس کر دیا۔ اور صرف ہلال بن احوز
تمیمی کو مفضل کے تعاقب میں لگا دیا۔ وہ اُن کے ساتھ قندابیل تک چلا آیا۔ جب
مفضل قندابیل میں داخل ہونے لگا تو وداع بن حمید نے اندر آنے سے روکا۔ ان
لوگوں نے نہ مانا تو فوجوں کے دو دستے مقابلہ میں آ گئے۔ میمنہ پر خود وداع تھا
اور میسرہ پر عبداللہ بن ہلال تھا۔ یہ دونوں بنو ازد کے خاندان سے تھے ہلال
بن احوز نے اُن کو اپنے امن کی علامت دکھلائی۔ تو انھوں نے اُسکو علیحدہ کر لیا۔
اب ابن مہلب کے ساتھیوں میں ایک انتشار شروع ہوا۔ مروان نے جب یہ
صورت دیکھی تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پلٹ کر اپنی تمام عورتوں کو قتل کر ڈالیں
تاکہ وہ کسی کی لونڈی نہ بن سکیں۔ لیکن مفضل نے روکا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں
سے اسقدر خطرہ نہیں ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھی۔ برا سلوک کریں گے۔ اسلئے
ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسکے بعد سبھوں نے تلواریں کھینچ لیں اور
میدان میں کود پڑے۔ یکے بادیگرے سب کے سب مقتول ہوئے۔ مفضل، عبدالملک،
زیاد، مروان بنو مہلب اور معاویہ بن یزید بن مہلب اور منہال بن ابی عیینہ بن مہلب
عمرو اور مغیرہ بن قبیصہ بن مہلب سب کے سب قتل ہو گئے۔ مقتولین کے سر کاٹ لئے
گئے اور ہر ایک کے کان میں اس کا نام کاغذ پر لکھکر لگا دیا گیا۔ ابو عیینہ بن مہلب اور
اور عمر بن یزید بن مہلب، اور عثمان بن مفضل بن مہلب یہ لوگ رتبیل کے پاس چلے گئے
اس کے بعد ہلال بن احوز نے ان تمام عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مقتولین کے
سروں کے ساتھ مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا اور مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا اور اسنے پھر عباس بن ولید